يؤتي الحكمة من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا

ہزار حکمت

(تاویلی انسائیکلوپیڈیا)

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

ہزار حکمت

(تاویلی انسائیکلوپیڈیا)

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی

(ستارۂ امتیاز)

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دانشگاہِ خانۂ حکمت پاکستان

INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.

www.monoreality.org

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISBN 190344042-4

Published by:
International Book House Gilgit

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خداوندِ قدوس کا پُرحکمت ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۵۶:۳۳) بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ (یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور (ان کے فرمان کو) ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔

سورۂ احزاب ہی میں قبلاً یہ ارشاد بھی ہے: وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰت (درود) بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو (لاعلمی کی) تاریکیوں سے (علم و حکمت کی) روشنی کی طرف نکال لائے، اور وہ مومنوں پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے (۴۳:۳۳)۔ پس ان دونوں حکمت آگین آیتوں کا مربوط مطلب یہ ہے: یا اللہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے وسیلے سے اہلِ ایمان پر درود نازل فرما، جس کا تُو نے قرآنِ حکیم میں ذکر فرمایا ہے تاکہ سب کو نورِ یقین نصیب ہو، آمین!

آدم و حوّا کی لغزش: عقل و جان ہی عالمِ شخصی کے آدم و حوّا ہیں، جن کے اسرارِ معرفت کے جاننے میں بے شمار فائدے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے: فَاَزَلَّھُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْھَا (۳۶:۲) پھر پھسلا دیا ان دونوں کو شیطان نے۔ یعنی آدم و حوّا (عقل و جان)، بہشتِ روحانیت میں خصوصی ذکر کے قدموں سے چلتے ہوئے سیر و سیاحت کر رہے تھے کہ شیطان نے ان کے قدموں کو لغزش دی، اس کے معنی یہ ہیں کہ اسمِ اعظم

کے ذکر میں مداخلت کی، اور وہ پھسل گئے، کیونکہ یہاں عنہا اُس سے، اسمِ اعظم کے لئے ہے۔

عالمِ شخصی کی معرفت میں انبیاو اولیا (آئمہؑ) علیہم السّلام کی معرفت ہے اور اسی میں حضرتِ ربّ العزّت کی معرفت ہے جو کنزِ ازل ہے، اگر آپ اس خزینۃ الخزائن کے حقیقی طلبگار ہیں تو خود شناسی کے طریق سے قرآنِ حکیم کی حکمت میں داخل ہو جائیں، جیسا کہ اس عمل کا حق ہے، ورنہ آج پہلے سے کہیں زیادہ مشکلات ہیں، جبکہ یہ زمانہ دورِ قیامت ہے، جس میں تاویلی حکمت کے بغیر دین و ایمان کو قائم رکھنا محال ہے، کیونکہ دُنیا میں ظاہری سائنس کا بہت بڑا طوفانی انقلاب آیا ہے، جس سے بڑے بڑے مشکل مسائل پیدا ہو گئے ہیں، مجھے یقین ہے کہ ان کا حل قرآنی حکمت (تاویل) میں ہے، جس کا اُستاد ہمیشہ دنیا میں موجود ہے، اور اُس سے پوچھنے کا خاص نظام و طریقہ بھی ہے۔

باطنی نعمتیں: اگر ہم خدا کی نعمتوں کے بارے میں کم از کم علم الیقین کی حد میں بھی غور نہیں کرتے ہیں تو بہت بڑی ناشکری اور ناقدری ہوگی، جیسا کہ سورۂ لقمان (۳۱: ۲۰) میں ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، اور تمام کر دی ہیں اُس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ یہ ایک نمائندہ آیت کا ترجمہ ہے، لہٰذا اس میں سارے معانی جمع ہیں، کیونکہ آسمان و زمین اور ظاہر و باطن کا مطلب سب کچھ ہے، اور اس کے سوا کوئی چیز نہیں، الغرض قرآنِ پاک میں باطنی نعمتیں بڑی کثرت سے موجود ہیں، جو تاویلی حکمت کی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں، اور قرآن و حدیث میں بار بار حکمت کی تعریف آئی ہے۔

دعوتِ غور وفکر: اس حقیقت میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کوئی اختلاف ہو سکتا ہے کہ بہت سی آیاتِ کریمۂ قرآن اور آفاق و انفس میں غور و فکر کی پُر زور دعوت دے رہی ہیں، یہاں تک کہ ایک آیۂ شریفہ میں یوں ارشاد ہوا ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (۴۷: ۲۴) تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا ان کے، دلوں پر اُن کے قفل لگے ہوئے ہیں؟ اسی وجہ سے پیر فرماتے ہیں کہ: قفل از دل بردار و قرآن رہبرِ خود کُن + تا راہ شناسی وگشادہ شوَدَت در۔ تو اپنے دل سے تالا اٹھا اور قرآن کو اپنا رہنما بنالے، تاکہ تو راہِ راست کو پہچان سکے اور تجھے (علم وحکمت کا) دروازہ کُھل جائے۔

ھزار حکمت: اس کتابِ عزیز کا نام "ہزار حکمت" ہے، کیونکہ یہ بحمد اللہ ہزار عظیم حکمتوں پر مشتمل ہے، اس کا نام قاموس الحکمۃ یا تاویلی انسائیکلوپیڈیا بھی ہو سکتا ہے، یہ کام حقیقت میں اس بندۂ حقیر کی ناچیز کوشش کا نتیجہ اور ماحصل نہیں، بلکہ میرے تمام فرشتہ صفت ساتھیوں کی پُرسوز گریہ وزاری اور مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کا ایک خاص انعام ہے، اس کے علاوہ قانونِ یک حقیقت (مونوریالٹی)، کے مطابق جُملہ عزیزان میرے دل وجان میں اس طرح بس رہے ہیں کہ وہی عالمِ شخصی کے فرشتے میرے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔

اُصولِ مطالعہ: اے عزیزِ من! اگر آپ اس کتاب کے مطالعے سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میری دوسری کتابوں کو بھی پڑھ لیں، اور ان سب میں جہاں جہاں قرآنِ پاک کے حوالہ جات درج ہیں، ان کے مطابق نہ صرف مُحوّلہ آیاتِ مبارکہ ہی کو

بلکہ ماقبل اور مابعد کو بھی خوب غور سے دیکھ لیں آڈیو اور وڈیو دو قسم کے کیسٹوں سے بھی کام لیں، اگر پھر بھی کوئی حکمت سمجھ میں نہیں آتی ہے تو ہمارے سینیئر سکالرز سے پوچھ لیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ، آپ کی علمی اور روحانی ترقی ہو گی۔

میں ہمیشہ اپنے شاگردوں کو یہ مشورہ دیتا رہتا ہوں کہ وہ امامِ عالیمقام علیہ السّلام کے ہر فرمانِ اقدس کو خوب غور سے پڑھا کریں، خصوصاً ان پُرحکمت ارشادات کو جو روحانی ترقی سے متعلق ہیں، جن میں آسمانی عشق کی تعلیم ہے، جن میں روح و روحانیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور جو ارشادات خود شناسی اور خدا شناسی کے بارے میں ہیں۔

روحانی سائنس: سائنس چاہے مادی ہو یا روحانی، وہ خدائے واحد کے خزائن سے نازل کی جاتی ہے (۲۱:۱۵) اس کی منزل (اُترنے کی جگہ) بھی ایک ہی ہے، اور وہ ہے انسان کا دل و دماغ، پھر سائنس (حکمت) کے ظاہری اور باطنی دو شعبے ہوتے ہیں، تاکہ جسم و جان دونوں کے لئے آسائش و راحت مہیّا ہو سکے، اگر سائنس جیسی عظیم نعمت صرف جسم ہی کے لئے مخصوص ہوتی، اور روح کے لئے کوئی سائنس نہ ہوتی تو یہ اس پر ظلم ہوتا، مگر ایسا نہیں ہے، بلکہ روحانی راحت کی خاطر جو سائنس یا حکمت ہے وہ بڑی زبردست ہے۔

دونوں کا تقابُلی جائزہ: جس طرح جسم اور روح کے درمیان آسمان زمین کا فرق ہے، اسی طرح مادّی سائنس اور روحانی سائنس کے مابین فرق ہے، کیونکہ ظاہری سائنس صرف ایک علامت اور مثال ہے باطنی سائنس کی، یہ ایک عارضی اشارہ ہے اُس دائمی اور لازوال نعمت کی طرف، اور یہ ایک آرزو اور احساس ہے اُس مقصدِ عالی کے

حصول کے لئے، جیسے ہوائی جہاز ہر چند کہ سفر کے لئے ظاہراً بڑی اچھی چیز ہے، لیکن یہ اُڑن طشتری جیسی چیز کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ اُڑن طشتریاں روحانی سائنس کی پیداوار ہیں، میرا مقصد صرف یہی ایک تعارف نہیں، بلکہ میں نے پہلے ہی سے بہت کچھ کہا ہے اور لکھا ہے۔

عالمِ شخصی کے بعض انکشافات: (۱) ستاروں پر لطیف آدمی موجود ہیں (۲) اُڑن طشتری دراصل کوکبی بدن (ASTRAL BODY) ہے، جس کو استعمال کرکے انسان ستاروں کی سیاحت کر سکے گا (۳) جس کو آپ ایک انسانی روح کہتے ہیں، وہ فی الحقیقت بے شمار روحوں کا مجموعہ ہوا کرتی ہے (۴) ایک ایسا اُڑنے والا لطیف ذرّہ دیکھا گیا ہے جو مادّہ اور روح کا مرکّب ہے (۵)، جنّ و پری ایک ہی مخلوق اور ایک ہی قوم ہے (۶) جسمِ لطیف یا کوکبی بدن میں انسان کائنات کے کسی بھی ستارے پر آرام سے رہ سکتا ہے، کیونکہ یہ گرمی، سردی، خشکی اور تری سے بالاتر ہے (۷)، گوناگون خوشبوؤں کی صورت میں لطیف غذائیں ہوا میں پوشیدہ موجود ہیں (۸)، انائے عُلوی اور انائے سِفلی کا تصوّر بڑا عجیب و غریب ہے (۹)، آگے چل کر اقوامِ عالم کا حتمی اور کُلی اتّفاق ہونے والا ہے، پھر وہ سب ایک ہو جائیں گے۔ (۱۰)، اب عنقریب پہلے بڑی جنگ پھر چھوٹی چھوٹی جنگیں دنیا سے ختم ہو جانے والی ہیں (۱۱)، روحانی سائنس کا دَور آرہا ہے (۱۲)، جہاں مادّی سائنس کے بہت سے سمعی و بصری آلہ جات ہوتے ہیں، وہاں ان سب کی جگہ ایک ہی روحانی قوّت کام کرے گی (۱۳)، جب تک تسخیرِ ذات نہ ہو تسخیرِ کائنات نہ ہوگی (۱۴)، جس طرح کوئی خاص کیڑا ایک وقت کے بعد پروانہ بن جاتا ہے، اسی طرح آدمی بھی ایک زمانے میں کثیف سے لطیف اور بشر سے مَلَک بن کر پرواز کرنے والا ہے (۱۵)، آدم و آدمی ہی خداوندِ تعالیٰ کا

وہ انتہائی عظیم اور واحد و یکتا کارخانۂ قدرت ہے، جس میں خدا کے تمام عجائب و غرائب تیار ہوتے رہتے ہیں (۱۶)، کوکبی بدن (یعنی لطیف نوری انسان)، گویا ایک ٹھنڈا شعلہ ہے، وہ جسمِ عنصری سے بالا و برتر ہے۔

بورڈ آف گورنرز: اگرچہ یہ بورڈ لفظی لحاظ سے عام ہے، لیکن معنوی اعتبار سے خاص بلکہ بیمثال ہے، کہ اس جیسا بورڈ دنیا میں کہیں بھی نہیں، کیونکہ اس کے گورنرز وہ عالی ہمّت مومنین و مومنات ہیں جو ایک ایسی لاثانی و غیر فانی مقدّس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں کہ وہ تمام اعلیٰ خدمات کی بادشاہ (ملکہ) ہے، وہ ہے بتدریج قرآنی حکمت کو ہر جگہ پھیلانے کا انتہائی عظیم کارنامہ، اور دُنیا میں اس کا کوئی مقابلہ ہے، ہی نہیں، یہی حکمت روحانی سائنس بھی ہے اور علمِ امامؑ بھی، پس ہمارے گورنرز کتنے خوش نصیب اور عالی قدر ہیں۔

علمی لشکر: حضرتِ مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوٰت اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "مَیں اب لوہے کی ذوالفقار سے نہیں، بلکہ علم و حکمت کی ذوالفقار سے جنگ کروں گا"۔ چونکہ اب دورِ قیامت اور زمانۂ تاویل ہے، لہٰذا حضرتِ امامؑ ظاہراً و باطناً جہالت کے خلاف تاویلی جنگ کر رہا ہے، اور وہ اپنے علمی لشکر کو بھی دعوت دے رہا ہے کہ وہ ضروری اور لازمی طور پر تاویلی جنگ میں شریک ہو جائیں۔

عملداران و ارکان: ہیں خانۂ حکمت، ادارۂ عارف، اور بی۔ آر۔ اے کے تمام عملداران و ارکان کو (جو شرق و غرب میں ہیں)، ایسا مشتاقانہ اور مُحبّانہ سلام کرنا چاہتا

ہوں کہ اس میں مونوریالٹی کے جملہ اعلیٰ معانی مرکوز ہوں، کیونکہ آج ہمیں اور ہمارے ادارے کو جو ترقی نصیب ہوئی ہے وہ ان سب کی دم قدم کی برکت سے ہے، ان شاء اللہ، ان کے لئے اسرارِ معرفت منکشف ہو جائیں گے، اور خداوندِ قدوس اپنی رحمتِ بے نہایت سے ان کو دُنیا و عقبیٰ میں نوازے گا، ان کو نسل در نسل امامِ اقدس و اطہر کی علمی خدمت سے وابستہ رکھے گا، آمین!

سَرَابِیل ۔ کُرتے: یعنی ایسے اجسامِ لطیف جو فلکی اور معجزاتی ہیں، جن کو نہ تو گرمی، سردی، خشکی، اور تری سے کوئی مزاحمت ہو سکتی ہے، اور نہ ہی کوئی جنگ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہے، خواہ وہ ایٹمی وار کیوں نہ ہو، یہ کائناتی لباس بموجبِ ارشادِ قرآنی (۱۶: ۸۱) اہلِ ایمان کے لئے خاص ہیں، اسی لباس کا ایک اور نام دِفْءٌ ہے (۱۶: ۵)، ہمارے عزیزوں کے پاس علم الیقین کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، اس لئے وہ اس راز سے بھی آگاہ ہیں کہ یہ معجزانہ کُرتے یعنی انسانِ کامل کے ھیاکل منزلِ عزرائیلی اور مرتبۂ عقل پر بنتے ہیں، یہاں اس عجیب و غریب حکمت کو بھی یاد رکھیں کہ حدودِ دین کی ایک مثال قرآنِ حکیم میں حلال چوپایوں سے دی گئی ہے (۱۶: ۵)۔

عالمِ خلقی اور عالمِ امری: سورۂ اعراف (۷: ۵۴) میں ارشاد ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ خبردار ہو! (عالمِ) خلق اسی کا ہے اور (عالمِ) امر اسی کا ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار۔ یعنی خلق عالمِ جسمانی ہے، جس کی ہر چیز کچھ وقت کے بعد پیدا ہوتی ہے، اور امر عالمِ روحانی ہے، جہاں ہر شئی امرِ کُن (ہو جا کے حکم) سے کسی تاخیر کے بغیر وجود میں آتی ہے، پیدائش کے ان دونوں

طریقوں میں رحمت اور علم کی گوناگونی اور فراوانی ہے۔

حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کُن (ہوجا) فرمائے یا صرف ارادہ فرمائے، بہر کیف خواستہ چیز وجود میں آتی ہے، یہاں یہ نکتۂ دلپذیر بھی خوب یاد رہے کہ خداوندِ قدّوس کا ہر حکم "امرِ کُن" ہی کی طرح ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ قادرِ مطلق اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ (۱۶:۸۵) ہے، لٰہذا وہ جب جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو اس کی تعمیل عالمِ امر میں کسی تاخیر کے بغیر فوراً ہی ہو جاتی ہے، ہرچند کہ عالمِ خلق میں اس کے لئے وقت لگتا ہے۔

گنجینۂ حدیثِ قدسی: ارشاد ہے: اے ابنِ آدم! میں نے تجھ کو ہمیشہ کے لئے پیدا کیا ہے، اور میں خود زندۂ لافانی ہوں، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں، تاکہ میں تجھ کو ایسی حیات عطا کروں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اے ابنِ آدم! میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ کسی چیز کے لئے فرماؤں "ہوجا" تو وہ ہو جاتی ہے، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو یہ قدرت دوں کہ تو کسی چیز کے لئے کہے کُنۡ (ہوجا)، اور وہ ہو جائے گی (اسی کتاب میں ملاحظہ ہو: حَیّ۔ بحوالۂ رسائلِ اِخوانُ الصّفاء، جلدِ اوّل، الرّسالۃ التّاسعۃ ص ۲۹۸)۔

بھری ہوئی کشتی: سورۂ یاسین (۳۶:۴۱) میں ارشاد ہے: وَاٰیَۃٌ لَّہُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّیَّتَہُمۡ فِی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ۔ ظاہری ترجمہ: اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا۔ باطنی ترجمہ: اور ان کے لئے یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ ہم نے ان کے ذرّاتِ روح کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر

دیا۔ کسی کی نسل یا اولاد ماضی میں نہیں بلکہ حال اور مستقبل میں ہوتی ہے، لہٰذا یہاں یہ کہنا درست ہے کہ ذُرّیّت سے ذرّاتِ روح مراد ہیں جو خدا کے حکم سے حضرتِ نوح علیہ السّلام کی روحانی کشتی میں سوار تھے، اور اس میں بھی ایک بہت بڑا راز ہے۔

اے نورِ عینِ من! آپ حقیقی علم کے مدارج میں بلند سے بلند تر ہو کر اس سرِّ عظیم کا یقینِ کامل حاصل کریں کہ آپ اپنی انائے عُلوی میں ہمیشہ اصل سے واصل بھی ہیں، اور انائے سفلی سے دنیا میں بھی آئے ہیں، چنانچہ جب آپ خدا کی رحمت سے بحرِ علم پر کشتی اور کشتیبان کو دیکھیں گے تو آپ پر یہ رازِ معرفت بتدریج منکشف ہو جائے گا کہ صاحبِ کشتی نفسِ واحدہ ہے جس میں سب ہیں، اور اس معنیٰ میں یہ بھری ہوئی کشتی ہے، یعنی کشتی میں جو پاک ہستی ہے وہ ہر طرح سے کامل و مکمل اور انا ہائے عُلوی سے مملو ہے، پس فُلکِ مشحون میں سوار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو یقین آیا کہ آپ پہلے ہی سے اُس میں ہیں۔

تخت یا کشتی؟: قرآنِ حکیم اور عالمِ شخصی کی معرفت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا ارضی تخت (عرش)، پانی پر تھا، ہے، اور ہوگا (۱۱: ۷)، یہی مثالی تخت یقیناً کشتی بھی ہے، اور ایسی قرآنی مثالوں میں ہمارے علم و عمل کی زبردست آزمائش ہے، اور دوسری مثال کے مطابق خداوندِ قدّوس کا عرش عالمِ علوی میں ہے، یاد رہے کہ دینِ حق کی آخری منزل (منزلِ مقصود) معرفت ہی ہے، معرفت دیدار کے بغیر نہیں، دیدار خود شناسی کے بغیر نہیں، خود شناسی روحانی سفر کے بغیر نہیں، روحانی سفر اسماءُ الحُسنیٰ کے بغیر نہیں، اسماءُ الحُسنیٰ رسولِ خُدا کے برحق جانشینؑ ہی کی تعلیم سے حاصل ہو سکتے ہیں، الحمد للہ ربّ العالمین۔

ن ن (حُبِّ علی)، ہونزائی
کراچی
جمعرات ۳، جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ ۱۷، اکتوبر ۱۹۹۶ء

اِنتساب

بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ قیامت کا دور برکات وکرامات کا دور ہوگا اور اس میں علمی قحط دور ہوگا الحمدللہ ہمارا زمانہ وہی بابرکت وباکرامت زمانہ ہے۔ جس طرح دنیوی علم میں روز بروز ترقی ہوتی جارہی ہے اس سے کہیں زیادہ روحانی اور قیامتی علم میں ترقی ہوتی جارہی ہے۔ اس مقدّس علم کو پھیلانے میں بہت سے مخلص اور جان نثار مؤمنین ومؤمنات نے گوناگون قربانیاں دی ہیں۔ ان ہی مؤمنین و مؤمنات میں جماعتِ مومنہ کا مقام نہایت ممتاز اور بلند ہے۔ اسی جماعت میں سے ایک سربرآوردہ خاندان جناب قاسم علی وزیر مومن کا ہے۔ جناب قاسم علی اور آپ کی شریکۂ حیات محترمہ لاڈچی بائی قاسم علی مومن نہایت ہی خوش نصیب ہیں کہ آپ دونوں کی نیک بخت اولاد سب کی سب علمِ امامت و قیامت کی ترقی وترویج کی بےلوث خدمت میں شب وروز لگی ہوئی ہے۔ آپ کا خاندان دانش گاہِ خانۂ حکمت کی جان کی طرح ہے۔ آپ کی اولاد میں عزیزم غلام مصطفیٰ مومن جو کہ اس ادارے کے آئی ایل جی اور فرسٹ انٹرنیشنل پریزیڈنٹ ہیں، کی خدمات دوسرے سربرآوردہ عزیزوں کی طرح خانۂ حکمت کی تاریخ میں آبِ زر سے لکھی جائیں گی۔ دوسری خدمات کے علاوہ آپ نے اس سے پہلے بھی کئی ایک کتابوں کی طباعت واشاعت کی سرپرستی کی ہے۔ اس مرتبہ آپ نے کتابِ مستطاب ہزار حکمت کی طباعت واشاعت کی سرپرستی کی ہے۔ کتابِ مذکور قیامتی علم کا بیش بہا خزانہ ہے۔ ان شاء اللہ اس خدمت سے جماعت اور انسانیت کو بہت علمی فائدے حاصل ہوں گے۔ کتابِ ہٰذا کا یہ انتساب آپ اور آپ کے بابرکت خاندان کے نام پر لکھا جاتا ہے:

عزیزم غلام مصطفیٰ مومن ILG، پریزیڈنٹ BIG اور آپ کے خاندان کے افراد کے اسمائے گرامی:

والدِ محترم: قاسم علی وزیر مومن، جماعتی مجالس میں موکھی اور کامڑیا، جماعتی والینٹیئر اور ممبر آمین آباد ، حیدر آباد ایجوکیشن بورڈ۔

والدۂ محترمہ: لاڈچی بائی قاسم علی مومن، جماعتی والینٹیئر

بیگم: ممتاز مومن ILG، ایچ۔ڈی۔ر

بیٹی: نعتیہ مومن ILG، ایل۔اے

آپ کے بھائی:

امیر علی مومن، ریلیجیس ایجوکیشن ٹیچر اور والینٹیئر؛ بیگم: حمیدہ امیر علی مومن، جماعتی والینٹیئر؛ بیٹی: صبا مومن؛ بیٹا: سلمان علی مومن، جماعتی والینٹیئر؛ بیٹا: عاشق علی مومن، جماعتی والینٹیئر

نور الدین مومن ILG، ایڈوائزر B.R.A، جماعتی والینٹیئر؛ بیگم: الماس (ناہید) مومن ILG، ایچ۔ڈی؛ جماعتی والینٹیئر؛ بیٹا: زین العابدین مومن، ایل۔اے

ظاہر علی مومن، ILG، خزانچی BIG؛ بیگم: سارہ ظاہر علی مومن ILG، ایچ۔ڈی؛ بیٹا: اسد ظاہر علی مومن، ILG، ایل۔اے؛ بیٹا: سنان ظاہر علی مومن، ILG، ایل۔اے

آپ کی بہنیں:

زرینہ؛ شوہر: جعفر علی کریم علی؛ بیٹا: ابوذر جعفر علی؛ بیٹی؛ انیلہ سلمان؛ بیٹی: گل آفتاب جعفر علی؛ بیٹا: رحیم جعفر علی

زبیدہ؛ شوہر: لیاقت علی نور علی؛ بیٹی: صائمہ لیاقت علی؛ بیٹا: فرید لیاقت علی؛ بیٹا: ریحان لیاقت علی

یاسمین؛ شوہر: مصطفیٰ علی ولی محمد؛ بیٹا: نعمان مصطفیٰ؛ بیٹا: سلمان مصطفیٰ

خداوندِ ربّ العزّت جملہ افرادِ خاندان کو سعادتِ دارین سے نوازے! آمین یا ربّ العالمین!

نصیر الدین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس آئی)، منگل ۱۴، جون ۲۰۰۵ء

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

خدمتِ ہزار حکمت

سورۂ محمدؐ کے اس ارشاد (۴۷ : ۷) میں ہر گونہ دینی خدمت قدر و قیمت میں گویا آسمان پر اُٹھالی گئی ہے، وہ ارشادِ مبارک یہ ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔ انسانِ ضعیفُ البنیان حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کے کسی کام میں مدد نہیں کر سکتا، لیکن یہ دینی خدمت کی بہت بڑی اہمیّت کی دلیل ہے کہ خداوندِ قدّوس نے نوازش فرمائی اور اپنے ہی غلاموں کی غلامی کو اتنا بلند درجہ عطا کیا، اور اپنی طرف سے آسمانی اور روحانی مدد کے ساتھ ساتھ نیک کاموں میں ترقی دینے کا وعدہ فرمایا۔

اس قرآنی تعلیم سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ دینی خدمت بہت بڑی عبادت ہے، خصوصاً علمی خدمت کہ وہ ہمہ رس اور عالمگیر وسعتوں کی حامل ہے، اور جہالت و نادانی کے خلاف سب سے مؤثر جہاد ہے، کیا آپ غور نہیں کرتے ہیں کہ مذکورۂ بالا آیۂ کریمہ میں علمی جہاد کا اشارہ موجود ہے، جبکہ اس میں "نصرت" اور "ثابت قدمی" جیسی جنگی اصطلاحیں آئی ہیں، چنانچہ لفظِ نصرت قرآن میں فتح سے پہلے بھی آیا ہے (۱۱۰ : ۱) اور بعد میں بھی (۴۸ : ۱ - ۳)، پس نصرتِ اللہ کی وہ مدد ہے جو آسمانی اور روحانی لشکر سے مومنین کو حاصل ہوتی ہے، اور ثابت قدمی لغزش کے بغیر آگے بڑھنے کو کہتے ہیں، اس کا مطلب ہے نیک کاموں میں خصوصاً علمی جہاد میں مستقل مزاجی سے ترقی کرنا۔

اَنْصَارُ اللّٰہ۔ خدا کے مددگار: سورۂ آلِ عمران (۳: ۵۲) میں دیکھ لیں: جب عیسیٰؑ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اس نے کہا "کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے"؟ حواریوں نے جواب دیا "ہم اللہ کے مددگار ہیں"۔ اَنْصَارُ اللّٰہ (خدا کے مددگار) کتنا عالیشان ٹائٹل ہے، ایسے مومنین زمانۂ نبوّت میں بھی تھے، اور ہر امام کے بھی انصار ہوا کرتے ہیں، اس کا مطلب ہے خادمین (خدمت کرنے والے) الغرض قرآنِ عزیز کی بہت سی آیاتِ مقدسہ میں دینی خدمت کی تعریف آئی ہے، اور اس حقیقت میں کوئی شک و شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔

سوال: اگر شیطان کا ایک نام مُضِلّ (گمراہ کُن = گمراہ کرنے والا) ہے تو یہ کن لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کن کو گمراہ کر سکتا ہے؟ جواب: شیطان کا خاص حملہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو صراطِ مستقیم پر رواں دواں ہوتے ہیں، لیکن وہ اس میں صرف کسی کمزور مومن کو پھسلا کر گمراہ کر سکتا ہے، جس کے پاس حقیقی علم نہ ہو، اور جو عالی ہمّت مومنین علمِ حقیقت کے اسلحہ سے لیس ہیں، ان کے سامنے شیطان کا دامِ تزویر تارِ عنکبوت ہی کی طرح ہے۔

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز میں علم ہے، سب سے پہلے خود قرآن کی ہر چیز میں زبردست علم ہے، یعنی قرآنِ پاک میں کوئی آیت یا کوئی کلمہ ایسا نہیں، جس کے معنی میں علم و حکمت کے عجائب و غرائب پنہان نہ ہوں، مثال کے طور پر لفظِ لعنت کے مختلف صیغے قرآن میں ۴۱ بار آئے ہیں، مجھے یقینِ کامل ہے کہ ان مقامات میں کہیں بھی یہ حکم نہیں کہ تم شیطان یا کسی اور مخلوق پر لعنت بھیجو، کیونکہ لعنت دراصل دوری کے معنی میں ہے، جیسے اللّعین (دور کرنے والا) اُس ڈراوے کو کہتے ہیں جو فصل سے پرندوں کو دُور کرنے کی غرض سے کھیت میں قائم کیا جاتا ہے، جس کو انگریزی میں (SCARECROW) کا

نام دیا گیا، یہ چیز بُرُوشسکی میں غہ قُلی اور تُرکی میں غہ قُلی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمتِ الٰہی سے دُوری کا نام لعنت ہے، جو کسی بڑی نافرمانی سے واقع ہوتی ہے، نتیجۂ بداعمالی کا ذمہ دار ہر شخص خود ہے نہ کوئی اور انسان، چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ (۳۳: ۶۴) (اہلِ کفر اللہ کی رحمت سے دور ہو چکے تھے اس لئے) خدا نے کافروں کو دور ہی رکھا۔ اللہ دعائے بد کے معنی میں کسی کے لئے لفظِ لعنت استعمال نہیں کرتا، کیونکہ دعا اظہارِ حاجتمندی کے لئے ہے، اور خداوندِ عالم بے نیاز ہے، نیز لعنت لفظاً گالی نہیں بلکہ یہ تذکرہ، اعلان اور عبرت ہے شیطان وغیرہ کے بارے میں جو قانونِ مکافات کے مطابق رحمتِ خداوندی سے دور ہو چکے ہیں۔

سورۂ بقرہ (۲: ۱۵۹) میں ہے: جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن دلائل اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، درحالے کہ ہم انہیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی انہیں دُور ہی رکھتا ہے اور دُور رکھنے والے بھی ان کو دُور ہی رکھتے ہیں۔ اس آیت میں لفظِ "لَاعِنُوْن" غور طلب ہے کہ یہ حضرات کون ہیں؟ فرشتے ہیں یا بشر؟ اگر بشر ہیں تو عوام ہیں یا خواص؟ جواباً عرض ہے کہ کسی صفت میں خدا کے بعد رسولؐ کا مرتبہ آتا ہے اور اس کے بعد آپؐ کے جانشینوں کا ذکرِ جمیل آتا ہے، پس یہ حقیقت ہے کہ دُور شدہ لوگوں کو دور ہی رکھنے والے حضرات محمدؐ و آلِ محمد صلوٰت اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور علم کے خزائن ہیں، اور بحقیقت انہی کی نسبت سے کسی کی نزدیکی یا دوری کا تعین ہو سکتا ہے۔

سورۂ مائدہ (۵: ۷۸) میں ہے: بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابنِ مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یعنی جب ان لوگوں نے کفر کیا تب فوراً ہی وہ خود بخود رحمتِ الٰہی سے دور ہو گئے، اب اس کے بعد ان کے

حق میں کسی پیغمبر کی زبان سے لعنت کہنا صرف اس واقعہ کا اعلان ہی ہے تاکہ اہلِ ایمان ایسے لوگوں سے خود کو بچائے رکھیں۔

اس مثال سے ہر دانشمند کو اندازہ ہوگا کہ تاویلی حکمت کے بغیر بے شمار پیچیدہ مسائل کا کوئی حل ہے ہی نہیں، پس ہم کو جس طرح امامِ آلِ محمدؑ کے مقدّس در سے دریوزہ ملتا ہے اسی طرح سعی کی گئی تاکہ بعض پُرسیدہ یا ناپُرسیدہ سوالات کی حکمتی تحلیل ہو جائے، کوئی باور کرے یا نہ کرے لیکن یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ جس حکمت کے ساتھ خیرِ کثیر وابستہ ہے (۲: ۲۶۹) وہ صرف اور صرف حضرتِ امامؑ ہی کی مرتبتِ نورانیت سے مل سکتی ہے، دوستانِ عزیز! ہاں یہ حق بات ہے کہ علیٔ زمان صلوٰت اللہ علیہ کے بے شمار علمی معجزات ہوا کرتے ہیں، اور جس شخص کو خوش بختی سے ان کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن اور امام کی علمی خدمت کرے، لہٰذا اس مقدس علمی فرمان کو بجالانے کے لئے ناچیز سی کوشش کی گئی، اور اس کارِ خیر میں مدد کے لئے دوستوں کو بلایا۔

الحمد للہ، میرے دوستانِ عزیز بہت ہی ہیں، لیکن میں آج ایک ایسے جانی، جگری اور روحانی دوست کا ذکرِ جمیل کر رہا ہوں جو تقریباً ربع صدی سے اس علمی خدمت میں شامل ہیں، ایک عرصہ ہوا وہ خانۂ حکمت کے نائب صدر ہیں، اور اب آپ لائف گورنر بھی ہیں، یہ بہت پیارا تذکرہ عزیزتر از جانم نصر اللہ ابنِ موکھی قمر الدّین (مرحوم) ابنِ موکھی رحیم کا ہے، نائب صدر اور گورنر نصر اللہ اُن صفِ اوّل کے عاشقوں میں سے ہیں، جن کو نہ صرف مولا سے عشق ہے بلکہ مولا کے نورانی علم سے بھی عشق ہے، اور آسمانی عشق کا یہ کمال ہے کہ اس میں اخلاق اور دین کی ساری خوبیاں خود بخود جمع ہو جاتی ہیں، عزیزم نصر اللہ کی بیگم محترمہ امینہ فرسٹ گورنر بڑی دیندار اور عبادت گزار ہیں، ان کے برادرِ محترم اکبر راجن صاحب نے ہماری ۲۵ سے زیادہ کتابوں کا گجراتی میں ترجمہ کیا ہے۔

میرے عزیز دوست نصر اللہ کی بڑی دخترِ نیک اختر یاسمین سیکنڈ گورنر، بی۔ اے فائنل کی سٹوڈنٹ ہیں، ان کو انسانی شرافت اور مذہبی عقیدت کی لازوال دولت پیارے والدین سے مل گئی ہے، نصر اللہ کی دوسری سعادتمند بیٹی فاطمہ سیکنڈ گورنر، انٹر کے بعد اب نرسنگ کے تیسرے سال میں ہیں، ان کو بھی شرافت وعقیدت کی وہی بیمثال دولت حاصل ہے، اور تمام افرادِ خاندان حقیقی علم کے شیدائی ہیں، اور نصر اللہ کی سب سے چھوٹی اولاد جو نیک بختی سے سیکنڈ گورنر ہے، وہ پیارے امین ہیں جو میٹرک کر کے کالج میں داخل ہو گئے ہیں جن کو "شاعرِ خانۂ حکمت" کا ٹائٹل مل گیا ہے، کیونکہ آپ بچپن ہی سے اردو شاعری کرنے لگے ہیں، مجھے یہ سب بہت ہی عزیز ہیں، ان شاء اللہ، تینوں پیارے بچے بہت ترقی کریں گے۔

اچھی سفارش کرو: یعنی تمام دنیا والوں کے حق میں عفو ومغفرت کی دعا کرو، جیسے فرشتے اہلِ زمین کے لئے اللہ سے معافی مانگتے ہیں (سورۂ شوریٰ ۴۲: ۵) اور کوئی بُری سفارش کبھی نہ کرنا، یعنی کسی کی بدخواہی ہرگز نہ کرنا، کسی کو گالی نہ دینا، اور نہ کوئی بددعا قلب وزبان سے نکالنا، سُنو، دیکھو، اور پڑھو، اس باب میں قرآنِ عزیز کیا فرماتا ہے: جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصّہ ملے گا اور جو شخص بُری سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے حصّہ ملے گا (۴: ۸۵)۔

ہماری دانشگاہ: خداوندِ قدّوس کے فضل وکرم سے اب ہماری دانشگاہ بڑا زبردست اور بے مثال کام کر رہی ہے، قرآنی حکمت کی جتنی بھی تعریف کریں وہ بہت ہی کم ہے، جبکہ خیرِ کثیر اسی کے ساتھ ہے، پس کتنی بڑی سعادتمندی اور خوش نصیبی ہے ان عزیزوں کی جو اس دانشگاہِ حکمت میں شب وروز آنریری خدمت بھی کرتے ہیں، سیکھتے بھی

ہیں، اور دوسروں کو سکھاتے بھی ہیں، نیز کتب وغیرہ کے ذریعے سے کئی ممالک میں علم کی روشنی پھیلاتے بھی ہیں، پھر ایسے میں ان کی زبردست علمی ترقی کیوں نہ ہو۔

میں یہاں موقع ومحل کی مناسبت سے سنہری خدمات اور علمی ترقی کا ایک بڑا عمدہ نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ ایک بڑی لائق ودانشمند شخصیّت ہے، گریہ وزاری اور مناجات میں اپنی مثال آپ، ہوشمندی میں منفرد، ہمہ جہت خدمت میں یکتا، تقریر میں خوش بیان، تحریر میں خوش رقم، وہ ہیں سیکریٹری، ریکارڈ آفیسر، اور فرسٹ گورنر محترمہ زہرا بنتِ جعفر علی، جنہوں نے "ہزار حکمت" کو آگے بڑھانے کی غرض سے شب وروز جان فشانی سے کام کیا، اس تاویلی انسائیکلو پیڈیا کے ہزار عنوانات کا منظم انڈیکس بنانا اور ہزار سے زیادہ بکھری ہوئی حکمتوں کو اوراق میں سے کاٹ کاٹ کر ٹھیک تعداد اور حروفِ تہجی کے مطابق رجسٹر میں چسپاں کرنا آسان کام نہ تھا، الغرض ادارے میں سب کو معلوم ہے کہ سیکریٹری زہرا شدید محنت اور شوق سے کام کررہی ہیں، آپ ۸۷ - ۱۹۸۶ء سے خانۂ حکمت سے وابستہ ہوئی ہیں، انہوں نے فارسی میں ایم۔اے۔کیا، اور اب عربی زبان کے کورس میں ایڈوانس لیول پر ہیں۔

تاویلی انسائیکلو پیڈیا (ہزار حکمت) کی تصنیف سے مشرق ومغرب کے تمام عزیزان بیحد شادمان ہیں، کیوں نہ ہوں، جبکہ یہ کتاب قرآنی حکمتوں کی وجہ سے بےمثال ہے، اور اس کی افادیت آفاقی اور ہمہ رس ہے، لہٰذا ان سب کی خوشی بجا ہے، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے علیِٔ زمانؑ کی اس نیک نام آرمی کو تاویلی جنگ میں فتح ونصرت کی لازوال وبےمثال دولت سے مالامال فرمایا ہے، شاید کسی عزیز کو اس امرِ عظیم کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ حضرتِ قائم القیامتہ علیہ افضل التحیّۃ والسّلام کس عجیب وغریب طریقے سے اپنا کام کر رہا ہے۔

مشرق و مغرب کے جملہ عزیزان، گلگت ریجنل برانچ اور متعلقہ برانچز کے اُولوالعزم، دانشمند، اور نامور عملداران و ارکان کے بیحد شکرگزار اور ممنون ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ادارے ہی کو مضبوط و مستحکم اور معزّز و محترم بنایا، بلکہ بارہا اسماعیلی جماعت کے وقار کو بھی حکومت اور عوام کی نظر میں کما حقّہٗ بلند و بالا کیا، اس سلسلے میں، ہمارے دانا دوستوں نے جتنے بھی عظیم الشّان کارنامے انجام دیئے، ان سب میں یقیناً جذبۂ للّٰہیت کارفرما تھا اور ان شاء اللہ، ہمیشہ ایسا ہی ہوگا، اسی لئے بفضلِ خدا روحانی تائید ان کے ساتھ ساتھ رہتی ہے، وہ مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات کے بغیر کوئی کارنامہ شروع نہیں کرتے ہیں، ہم انتہائی عاجزی سے دعا کرتے ہیں کہ خداوندِ قدّوس دین و دنیا کے ہر نیک کام میں ان کی دستگیری اور تائید فرماتا رہے، وہ ان پر ہمیشہ مہربان ہو! آمین!!

اے عزیزانِ من! آپ سب کو ان عزیزوں کی جانب سے قلبی مبارک باد کی دعا ہو جو پاکستان، لنڈن، فرانس، امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں رہتے ہیں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے جو میدانِ عمل عطا کیا ہے وہ بے مثال ہے، اور جو جو قوّتیں اور قابلیتیں عنایت فرمائی ہیں وہ بھی لاثانی ہیں، الحمد للہ، ہم سب ایک ہیں، یہ رسمی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے یعنی مونوریالٹی کا اشارہ ہے جو گنجِ ازل ہے، اور یہ سرِّ عظیم اس دنیا میں کتنے لوگوں کو معلوم ہے؟

اے دوستانِ عزیز! جو شرق و غرب میں مقیم ہیں آپ دل و جان سے قرآنی حکمت کی خدمت کرتے رہیں، کیونکہ خیرِ کثیر کا خزانۂ بے پایان اسی میں ہے، اب وقت آچکا ہے کہ دنیا کی کوئی خوش نصیب یونیورسٹی قرآنی حکمت اور روحانی سائنس کی طرف توجہ دینے میں دوسروں سے سبقت کرے، ان شاء اللہ، یہ اوّلیت و سبقت کینیڈا اور امریکہ کی سینیئر یونیورسٹی کو حاصل ہوئی ہے، دعا ہے کہ روحانی سائنس کی

آواز سے آفاق و انفس گُونج اُٹھیں! اور اہلِ جہان کو اس کے بے شمار فوائد حاصل ہوں! آمین یا ربّ العالمین!!

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی)، ہونزائی
کراچی

بدھ ۱۶ ، جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ ۳۰، اکتوبر ۱۹۹۶ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اے قلمِ جُنبشِ ازل ہے تو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اس آیۂ کریمہ کو سورۂ لقمان (۳۱ : ۲۷) میں پڑھ لیں، جس کا ترجمہ یہ ہے: اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور (روشنائی) ہو جائیں تو بھی کلماتِ خدا ختم نہ ہوں گے۔ یعنی کلماتِ تامات جو علمِ الٰہی کے بے پایان خزائن ہیں۔

یارب العالمین! اپنے محبوب رسول محمدؐ و آلِ محمدؐ کی حرمت سے ہم خاکسار بندوں کو آسمانی عشق میں اشکبار اور ان بے شمار نعمتوں پر شکر گزار بنا دے، اے دانا و بینا! ہم سخت بیمار ہیں، کمزور اور عاجز ہیں، ہم کو عشقِ سماوی جیسی زبردست دوا چاہیئے، یعنی خدا، رسولؐ اور امامِ زمانؑ کا پاک و پُرحکمت عشق، وہ مقدّس و مبارک عشق جس میں عقل و جان کی معموریت و آبادی کے لئے بے حساب رحمتیں اور برکتیں پوشیدہ ہیں۔

دوستانِ عزیز! آؤ، ہم سب مل کر بارگاہِ ایزدی میں دعا، مناجات، اور گریہ وزاری کریں، دل کھول کر عشق کے آنسو بہائیں، اُسی حالت میں سجدہ ریز ہو جائیں، ہر قسم کی رنجش کو بھول جائیں، تمام لوگوں کے حق میں نیک دعا کریں، اور زیادہ سے زیادہ علمی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جائیں، کیونکہ یہی وہ سب سے اعلیٰ اور سردار بلکہ بادشاہ خدمت ہے جو خادموں کو نہ صرف مخدوم (آقا و مالک) بنا سکتی ہے، بلکہ ان شاء اللہ فردا بہشت میں سلطان بھی بنا سکتی ہے، آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں خوب سوچ سمجھ کر اس کی وجہ معلوم کر سکتے ہیں کہ علمی خدمت کا اتنا عظیم ثواب کیوں ہے؟

اِس دائرے میں بیمثال خدمت: یہ تو مان لیا کہ اس دنیا میں قرآنی حکمت کی مقدس خدمت کے برابر کوئی اور خدمت ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اب ہمارے عزیزوں کو یہ جاننا ہے کہ اسی علمی خدمت کے دائرے میں جو جو خدمات داخل وشامل ہیں ان سب میں اوّلیت اور سب سے بڑی اہمیت کس خدمت کو حاصل ہے؟ سچ سچ بتانا ہوگا کہ وہ حضراتِ مترجمین کی زرّین خدمات ہیں، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ ہر ترجمہ بڑا مفید کارنامہ ہے، تاہم عالمگیر اور ہمہ رس ترجمہ وہ ہے جو عالمی (انگریزی) زبان میں ہے، جس کی برکت سے ہمیں بہت سی کامیابیاں نصیب ہوئیں، جس کے لئے ہم سب جناب پروفیسر ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی صاحب، ان کی فرشتہ خصلت بیگم محترمہ رشیدہ نور محمد ہونزائی (صمصام) اور ان کے عزیز جان نثار ساتھیوں کے شکر گزار اور ممنون ہیں۔

میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پروفیسر ڈاکٹر فقیر محمد ہونزائی دنیا کے سب سے بڑے ربّانی عالم ہیں، اِن کے پاس اسرارِ قرآن اور رموزِ عرفان کا ایک بڑا خزانہ موجود ہے وہ عابد وساجد اور شب خیز درویش ہیں، ان کی دُعائے سحر آسمانوں کی بلندیوں سے بھی اوپر جاتی ہے، کیونکہ وہ نور کے ایسے عاشق ہیں جو طفلِ شیر خوار کی طرح معصومانہ گریہ وزاری کرتے ہیں، ان کا حُسنِ ظن یہ ہے کہ میں اُستاد ہوں، لیکن اُستاد کوئی اور ہے، اور ہم دونوں اُسی مکتب کے شاگرد ہیں اور بہت سے حضرات بھی، ان شاء اللہ اور بھی امامِ عالی مقامؑ کے علمی خزانے پیدا ہوں گے۔

وصیتِ رسولؐ کا ایک حصّہ: معاشر الناس: هذا علی بن ابی طالب خلیفة الله فیکم وخلیفة کتابه المنزل علیکم.... کان من الاخسرین۔

اے گروہانِ مردم! یہ علی ابن ابی طالب ہے جو تمہارے باطن میں (فیکم) خدا کا خلیفہ ہے، اور اس کی کتاب (قرآن) کا خلیفہ اور نمائندہ ہے، جو تم پر نازل ہوئی ہے، اور یہ اس کا وہ دروازہ اور حجاب ہے، جس کے سوا قرآن میں (بحقیقت) کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا، اور یہ میرے بعد برپا ہونے والا ہے، اور تم میں میرا جانشین ہے، پس تم اس کی بات سن لو اور اس کی اطاعت کرو، جو اس کی اطاعت اور محبت کو اختیار کرے، وہ بلند مرتبہ لوگوں میں شامل ہوگا اور عالمِ علوی کی طرف چڑھ جائے گا، اور جو اس کی مخالفت اور نافرمانی کرے تو وہ سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (کتابِ ہزار ائمہ، ص ۱۱۵)

دعائے نوحؑ کی حکمت: سورۂ نوح کے آخر (۲۶:۷۱-۲۸) میں ہے: اور نوحؑ نے عرض کی پروردگارا! ان کافروں میں سے روئے زمین پر کسی کو بسا ہوا نہ رہنے دے، کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو یہ (پھر) تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی بس گنہگار اور کٹّی کافر ہی ہوگی۔ یعنی روحانی قیامت کی کارفرمائی سے اہلِ زمانہ کے نمائندہ ذرّات حضرتِ نوح علیہ السّلام کے عالمِ شخصی میں اس طرح بسنے لگے کہ اب ان میں کوئی کافر نہ تھا۔

پروردگارا! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے (باطنی) گھر میں داخل ہو جائے اس کو اور تمام ایماندار مردوں اور مومنات کو بخش دے، اور ظالموں کی بس تباہی کو اور زیادہ کر۔ اس میں ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ بعض مومنین حقیقی ایمان کے درجۂ کمال سے اپنے پیغمبر کے باطنی اور نورانی گھر میں داخل ہو کر اہلِ بیت میں سے ہو جاتے ہیں، جیسے سلمان فارسی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تھا۔

نصیر الدّین نصیر (حُبِّ علی) ھونزائی
کراچی

منگل ۸ جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ — ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

بابُ الالف

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

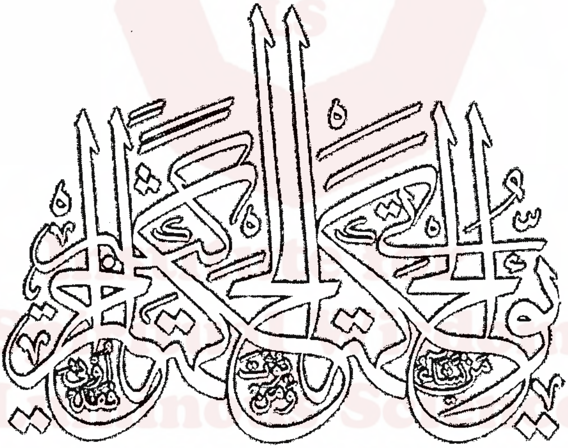

ISW
Knowledge for a united humanity

۱
اٰتٰکُم

تم کو دیا۔

اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی (۱۴:۳۴) خدا سے مانگنا زبانِ قال سے بھی ہے اور زبانِ حال سے بھی، اور اس کا عطا کرنا فعلاً بھی ہے اور امکاناً بھی، بہر کیف اللہ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں دی ہیں کہ ان کی گنتی غیر ممکن ہے۔

۲
اٰدمؑ (۱)

ابوالبشر۔

اَکَانَ اٰدَمُ نَبِیّاً ؟ قَالَ : نَعَمْ کَلَّمَہُ اللّٰہُ وَخَلَقَہٗ بِیَدِہٖ ــــــ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا، کیا آدمؑ پیغمبر تھے ؟ فرمایا، ہاں اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا تھا اور ان کو اپنے دستِ خاص سے بنایا تھا۔

۳
اٰدمؑ (۲)

بہت سے آدموں میں سے ایک آدم۔

قرآنی حکمت کا حتمی فیصلہ یہی ہے کہ فرشتے کسی اور چیز سے نہیں بلکہ ایسی ارواحِ انسانی سے پیدا کئے جاتے ہیں جن کو علم و عبادت میں کافی ترقی حاصل ہوئی ہو، دریں صورت کوئی بھی آدم جو مسجودِ ملائک ہو وہ بحقیقت انسانِ اوّل ثابت نہیں ہو سکتا، ہاں وہ اپنے دور کے اعتبار سے پہلا انسان اور ابوالبشر کہلاتا ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۴ اٰفاق و انفس　**عالمِ ظاہر اور عالمِ نفس:۔**

اگر اللہ کی ظاہری نشانیوں کا نام مادّی سائنس ہے تو یقیناً باطنی نشانیوں کو روحانی سائنس کہا جا سکتا ہے، کیونکہ آفاق و انفس اور ان میں ظہور پذیر ہونے والی آیات سب کی سب خدا ہی کی ہیں (۵۳:۴۱)۔

۵ اٰلِ ابراھیمؑ　**ابراھیم کی اولاد:۔**

ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی (۵۴:۴)، آسمانی کتاب کی وراثت، تاویلی حکمت اور روحانی سلطنت اس دور میں ائمۂ آلِ محمدؐ کے سلسلۂ پاک میں ہے۔

۶ اٰیات (۱)　**نشانیاں/معجزات:۔**

آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل قرآنِ پاک نے بڑی صاف و صریح زبان میں یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ لوگوں کو آفاق و انفس میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھانے کا سلسلہ شروع کرے گا، چنانچہ ہم کسی شک کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی وہ نشانیاں آج مادّی سائنس اور اس کے ایجادات کی شکل میں لوگوں کے سامنے ہیں، اور یہی نشانیاں کل بحیثیتِ روحانی سائنس عالمِ شخصی میں اپنا حیرت انگیز

کام کرنے والی ہیں (۴۱: ۵۳)۔

آیات (۲)

قدرتِ خدا کی نشانیاں:۔

یہ ارشادِ مبارک سورۂ ذاریات میں ہے: وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ. وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (۵۱: ۲۰-۲۱) اور زمین میں اہلِ یقین (یعنی اہلِ معرفت) کے لئے نشانیاں (معجزات) ہیں اور خود تم میں بھی (یہ معجزات) ہیں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟ دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر و تاویل بھی ہے اور عالمِ نفسی کی طرف حکیمانہ دعوت بھی، کیونکہ موقن یا عارف صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو پہلے پہل اپنے آپ کو پہچانتا ہے، اور اسی خود شناسی کے اسرار میں خدا شناسی (معرفت) پنہان ہوتی ہے۔

آیات (۳)

امامؑ جو خدا کی تمام نشانیوں کا مجموعہ ہے:۔

سوال: قدرت کی نشانیاں زمین کی نسبت آسمان میں بہت زیادہ بھی ہیں اور نمایاں بھی، جیسے سورج، چاند، ستارے وغیرہ، پھر اس میں کیا راز ہے کہ مذکورہ آیۂ مبارکہ میں ارضی آیات کی اہمیت کا اشارہ فرمایا گیا ہے؟ جواب: اس میں یہ راز ہے کہ ہر انسان مجموعۂ آیاتِ کائنات اور نورِ مُنَزَّل (۵: ۱۵) کو پہچان لے جو اس کی ہدایت

کے لئے زمین پر آیا ہوا موجود ہے، اور وہ امامِ مبین علیہ السّلام ہے جس کی ذاتِ پاک میں سب کچھ موجود ہے۔

9 آیات (۴)

علمی معجزات:۔

بحوالۂ قلبِ قرآن یعنی سورۂ یٰسین (۳۶: ۱۲) خدائے قادرِ مطلق نے کمالِ قدرت سے اپنی عظیم و بیمثال بادشاہی کی تمام لطیف اور باطنی چیزوں کو امامِ مبین علیہ السّلام میں گھیر کر رکھا ہے، یہی چیزیں خلاصۂ کائنات و موجودات اور مجموعۂ آیات ہیں، پس اسی سرچشمۂ علم و حکمت اور خزانۂ اسرارِ معرفت (یعنی امامِ مبینؑ) کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ: زمین میں اہلِ یقین کے لئے نشانیاں ہیں اور خود تم میں بھی (بحدِ قوّت یہی معجزات) ہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں (۵۱: ۲۰-۲۱)؟

10 آیات (۵)

امام کی نورانی ہستی جس میں تمام آیات محدود کی گئی ہیں:۔

حضرتِ امیر المومنین علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ: اَنَا اٰیَاتُ اللّٰہِ وَاَمِیْنُ اللّٰہِ۔ یعنی میں ہوں رحمتِ خدا کی آیات اور میرے پاس خدا کی علمی امانتیں ہیں۔ (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۸۰) آیات یعنی نشانہائے قدرت یا معجزات چار مقامات پر ہیں: عالمِ علوی

قرآنِ حکیم، کائناتِ ظاہر، اور عالمِ شخصی، لیکن بفرمودۂ قرآن (۶۱ : ۳۶ ، ۱۲) ان چاروں مقامات کی جملہ آیات امامِ مبینؑ کی نورانیت میں گھیری ہوئی ہیں، جبکہ امامِ عالی مقامؑ کا نورِ اقدس عالمِ بالا ہے، جبکہ وہ قرآنِ ناطق ہے، جبکہ وہ پاک ہستی خلاصۂ کائنات اور حقیقی معنوں میں پُر نور عالمِ شخصی ہے۔

۱۱
اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ　　**روشن معجزات۔**

آیۂ شریفۂ پُر حکمت از سورۂ عنکبوت (۴۹:۲۹): بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ بلکہ وہ (یعنی قرآن) روشن آیات (کا مجموعہ) ہے ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم عطا ہوا ہے (۲۹ : ۴۹)، یہ حضرات جن کے مبارک سینوں میں قرآن کریم بصورتِ نورانی موجود ہوتا ہے أئمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام ہی ہیں (دعائم الاسلام، جلد اوّل، ولایتِ أئمہ)۔

۱۲
اَبَدُ (۱)　　**ہمیشہ، جمع آباد۔**

ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس میں ہے جبکہ وہاں علم و حکمت کی کائنات خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں یکجا اور لپیٹی ہوتی ہے پس یقین کر لیں کہ قرآنِ کریم میں جہاں جہاں اَبَدُ کا ذکر آیا ہے وہاں

اسی لفظ میں ازل کا تذکرہ بھی ہے، انشاء اللہ ہم امامِ زمان علیہ السّلام کی دستگیری سے اس حقیقت کو بیان کریں گے۔

۱۳
اَبَدْ (۲)

ھمیشہ، جمع آباد:۔

یہ سب سے عظیم کنزِ اسرار یعنی حظیرۃ القدس امامِ مبینؑ کے نورِ جبین میں ہے، جہاں اللہ پاک نے تمام کی تمام عقلی، علمی، عرفانی اور روحانی چیزوں کو گھیر کر رکھا ہے، اور یہ نورِ اقدس برلئے معرفت عارفِ کامل کی پیشانی میں طلوع ہو جاتا ہے، پس احاطۂ نورِ جبین میں ازل و ابد اور دیگر جملہ حقیقتیں جمع اور مرکوز ہیں۔

۱۴
اَبَدْ (۳)

ھمیشہ، جمع آباد:۔

قرآنِ حکیم کے جس پُر حکمت لفظ میں ازل و ابد کے ایک ہی معنی ہیں، وہ دَھر (۷۶: ۱) ہے، یعنی آپ دَھر (زمانِ ناگذرندہ) کو ایک اعتبار سے ازل اور دوسرے اعتبار سے ابد کہہ سکتے ہیں، حالانکہ حقیقت ایک ہی ہے، اے نورِ عینِ من: دھر کو پہچاننا انتہائی مفید کام ہے۔

آپ قرآنِ پاک کے سات مقامات پر لفظِ مفعول کی حکمت کو دیکھ لیں

کہ عالمِ عُلوی میں خدا کا ہر کام اور ہر وعدہ پورا ہو چکا ہے، اور جن لوگوں کے ازلی و ابدی طور پر بہشت میں ہونے کا ذکر ہے وہ بھی کسی ابتدا، و انتہا کے بغیر ہمیشہ جنت میں ہیں، یہ ازل و ابد کی ایک عمدہ تعریف ہے۔

15
اِبداع (۱)
اِختراع، ایجاد، نئی چیز نکالنا:۔

اللہ تعالیٰ کا **امرِ کُنْ** سے کسی چیز کو پیدا کرنا **اِبداع** ہے، قرآن حکیم سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ خداوندِ عالم کا یہ کام ہمیشہ جاری ہے، آپ قرآن کے اُن گیارہ مقامات پر خوب غور سے دیکھیں؛ جہاں کلمۂ کُن کا ذکر آیا ہے۔

16
اِبداع (۲)
اِختراع، ایجاد، نئی چیز نکالنا:۔

چونکہ ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی ہی میں ہے، اس لئے اِبداع اور کُن (ہو جا) کی معرفت بھی اسی میں پوشیدہ ہے، چنانچہ کلمۂ کُن کا مفہوم ہر عالمِ شخصی کی زبان میں موجود ہے مگر درجۂ کمال پر ظاہر ہو جاتا ہے، کیونکہ قرآن میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اُس کا اطلاق ہر پرسنل ورلڈ پر ہوتا ہے، جبکہ ہر شخص میں ایک مکمل کائنات اور ایک لازوال سلطنت پنہان ہے۔

۱۷
ابراھیمؑ

ابراھیمؑ، امامؑ، نفسِ واحدہ:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے انسانِ کامل میں سب کو جمع کردیتا ہے، جیساکہ سورۂ نحل (۱۶: ۱۲۰) میں ارشاد ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا۔ بیشک ابراہیمؑ (اپنے عالمِ شخصی میں) ایک پوری اُمّت تھا، خدا کا فرمانبردار اور یک سو (۱۶: ۱۲۰) ایسا کامل اور مکمل شخص نفسِ واحدہ کہلاتا ہے کہ وہ تمام نفوس کو اپنی ذات میں ایک کرلیتا ہے، اور یہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔

۱۸
ابصار

آنکھیں:۔

ابصار سے اساس مراد ہے، کیونکہ روحانیت کا مشاہدہ اسی سے ہوتا ہے۔ آپ سورۂ سجدہ (۳۲: ۹) میں غور سے دیکھیں۔

۱۹
ابوطالبؑ

ابوطالبؑ:۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ۔ مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا۔ اور یقیناً مجھے معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ کا دین ادیانِ خلائق میں سے بہترین دین ہے (ابوطالب مؤمن قریش از عبد اللہ الخنیزی ص ۱۶۱)۔

۲۰
ابوالمؤمنین — مومنین کے والدین:۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: انا وانت یا علی ابوالمومنین ۔ اے علی میں اور تم مومنین کے (روحانی)، ماں باپ ہیں۔ یعنی ناطق اور اساس مومنین کے روحانی والدین ہیں، پھر اساس اور امام، پھر امام اور حُجّت، اور دورِ قیامت میں خود امامِ زمان ہی مومنین ومومنات کے روحانی والدین ہے۔ (المجالس المؤیّدیّۃ، المجلّد الاوّل)۔

۲۱
ابوابُ الجنّۃ (۱) — مجموعی بہشت کے دروازے:۔

حدیثِ شریف میں ہے: ابوابُ الجنّۃ الثمانیۃ ۔ (مجموعی) بہشت کے دروازے آٹھ ہیں۔ (المعجم المفہرس لالفاظِ الحدیثِ النّبویّ، الجز الاوّل ص ۳۰۲)۔ چونکہ بہشت آٹھ ہیں: چھ ناطق، حضرتِ قائم اور خلیفۂ قائم، لہٰذا ان کے ابواب (دروازے) بھی آٹھ ہیں، یہ حقیقت دورِ کبیر کے اعتبار سے ہے، اور دورِ صغیر کے لحاظ سے آٹھ بہشت یہ ہے: چھ امام، مُتِم اور خلیفہ، پس ان کے ابواب بھی آٹھ ہیں (حوالۂ خلیفہ: آیۂ استخلاف: ۲۴: ۵۵)۔

۲۲
ابوابُ الجنّۃ (۲) **بہشت کے آٹھ دروازے:۔**

یہ آٹھ زندہ بہشت جن کا اوپر ذکر ہوا حاملانِ عرش بھی ہیں، جیسا کہ سورۂ حاقہ (۶۹: ۱۷) میں ارشاد ہے: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اُس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائے ہوں گے (۶۹: ۱۷) اس آیۂ کریمہ سے یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ عرش (نورِ عقل = خدا کی بادشاہی) ان آٹھ عظیم حدود پر قائم ہے جن کا ذکر ہوا، چنانچہ یہی آٹھ حاملانِ عرش بھی ہیں اور آٹھ زندہ بہشت بھی، پس یقیناً مجموعی بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔

۲۳
ابوابُ الجنّۃ (۳) **آٹھ حدودِ دین، دین کے آٹھ درجات:۔**

عرش کا قیام آٹھ درجات پر ہے: یعنی کرسی اور سات آسمان، یہ وہی حضرات ہیں جو آٹھ حاملانِ عرش بھی ہیں، اور آٹھ بہشت بھی، جن کے ابواب کو ابوابُ السّماء (آسمان کے دروازے) کہا گیا ہے، یعنی بہشت کے دروازے (۷: ۴۰) جیسے سورۂ اعراف میں ہے: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبّر کیا نہ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہونے پائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں ہو کر نکل جائے (۷: ۴۰)۔

۲۴
ابوابُ الجنّۃ (۴) بہشت کے آٹھ دروازے۔

خدائے علیم وحکیم نے سورۂ نبا (۷۸: ۱۲) میں یہ ارشاد فرمایا ہے: وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات سخت (آسمان) بنائے۔ شداد، سخت، زبردست، مضبوط، شدید کی جمع۔ ہمارے نزدیک یہ روحانی آسمان ہیں جو روحِ قدسی اور عقلِ کامل کے ساتھ ہونے کی وجہ سے سات بہشت بھی ہیں اور جب مومنِ سالک کے عالمِ شخصی میں بہشت بنائی جاتی ہے تو اسی کے ساتھ آٹھ بہشت ہو جاتی ہیں۔

۲۵
ابوابُ الجنّۃ (۵) ابوابِ بہشت۔

حضرتِ آدم، حضرتِ نوح، حضرتِ ابراہیم، حضرتِ موسیٰ، حضرتِ عیسیٰ، حضرتِ محمّد اور حضرتِ قائم علیہم السّلام سات روحانی آسمان اور سات بہشت ہیں، آسمان اور بہشت کے معنی میں یہ حضرات تمام لوگوں سے بالاتر ہیں، اس لئے ان کی معرفت کا روحانی سفر اگرچہ بڑا سخت اور زبردست ہے لیکن ناممکن نہیں، چنانچہ جب مومنِ سالک کو گنجِ معرفت (کنزِ مخفی) حاصل ہو جاتا ہے تو اسی کے ساتھ اس کے عالمِ شخصی میں جنّتِ الاعمال تیار ہو جاتی ہے، پس اس اعتبار سے بہشت آٹھ ہیں، اور ان کے دروازے بھی آٹھ ہیں۔

۲۶
ابوابُ الجنّۃ (۶)　**بہشت کے آٹھ دروازے:۔**

اے نورِ عینِ من! آپ سورۂ رحمان (۵۵: ۳۳) میں بغور دیکھ لیں، یہاں روحانی آسمانوں اور زمین کے سفر کا ذکر ہے، یہ کام اگرچہ انتہائی مشکل ہے، لیکن ناممکن نہیں، آپ "سُلطان" کے ذریعے سے یہ کام بہ حسن و خوبی انجام دے سکتے ہیں، سلطان کے معنی ہیں: دلیل، حجّت، زور، غلبہ اقتدار، بادشاہ، یعنی امام، اور امامِ عالی مقام علیہ السّلام میں تمام مفید معانی جمع ہو جاتے ہیں، اعنی امامؑ کی نورانی معرفت ہی میں سب کچھ موجود ہے۔

۲۷
اَجۡنِحَۃ　**پر، بازو، واحد جَنَاح:۔**

سورۂ فاطر کے آغاز میں دیکھ لیں: تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رسان مقرر کرنے والا ہے ایسے فرشتے ا جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں (۳۵: ۱) یہاں یہ جاننا ازحد ضروری ہے کہ فرشتوں کے بازو ایسے نہیں ہوتے جیسے پرندوں کے بازو ہوتے ہیں، بلکہ فرشتوں کی پرواز ذکر الٰہی سے ہوا کرتی ہے، لہٰذا ذکر کے دو اسم دو پر کہلاتے ہیں، تین اسم تین پر اور چار اسم چار پر (بازو) ہیں، لیکن یاد رہے کہ فرشتوں کا ذکر خود کار قسم کا ہوتا ہے، یعنی ان کے دل و جان میں اسمِ اعظم خود بخود ذکر کرتا رہتا ہے۔

۲۸
اَحْسَنَ

حسین بنایا۔

ترجمۂ آیۂ شریفہ: خدا نے تمہاری صورت بنادی پھر اس کو حسین و جمیل بنادیا اور تم کو طیّبات (خوشبوؤں) سے رزق دیا، یعنی اس نے تم کو پہلے تو انسانی شکل میں پیدا کیا، پھر وہ تم کو پریوں کی صورت میں پیدا کریگا جو حسین و جمیل ہیں، اور تمہاری غذا خوشبوؤں سے ہوگی (۴۰: ۶۴)۔

۲۹
اَحْسَنُ
(۱)

بہت اچھّا۔

اے نورِ عینِ من! یاد رکھو کہ "احسن" مضامینِ قرآن میں سے ایک عالیشان مضمون ہے، جن حضرات کو بحقیقت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے عشق ہو، انہیں ایسے مضامین میں غور و فکر کرنا ضروری ہے، یہاں یہ نکتہ بھی خوب یاد رہے کہ قرآنِ پاک کا ہر رکوع ایک جُداگانہ عنوان رکھتا ہے، چنانچہ سورۂ زمر کے رکوعِ سوم کے آغاز میں ذکرِ الٰہی سے متعلق بیان آیا ہے (۳۹: ۲۲-۲۳) جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا محویت و فنائیت والے ذاکرین کے سینے کو کھول دیتا ہے اور اس کو نورِ علم و حکمت کا مسکن بناتا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ قساوتِ قلبی کی وجہ سے ذکرِ الٰہی کے بے شمار فوائد سے محروم ہیں، ان کے لئے بربادی ہے۔

لفظ	معنی و حکمت
۳۰ اَحۡسَنُ (۲)	**بہت اچّھا۔** اس رکوع کی دوسری آیت (۳۹: ۲۳) میں ظاہراً قرآنِ پاک اور باطناً اسمِ اعظم کی تعریف ہو رہی ہے، کیونکہ خاصانِ خدا اسمِ اعظم ہی سے اللہ کا ذکر کیا کرتے ہیں، اسمِ اعظم جو احسن الحدیث ہے وہ خدا کی طرف سے ہے، وہ ایک ایسی پُر از تاویل کتاب ہے جو بار بار پڑھی جاتی ہے، جس کے باقاعدہ ذکر سے ان لوگوں کے بدن کانپتے ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے معجزانہ ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔
۳۱ اَحۡسَنُ (۳)	**بہت اچھا۔** اس میں بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ ذکرِ اسمِ اعظم کے زیرِ اثر بدن کانپتے ہیں، یعنی روحانی زلزلے کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اذکار میں سے ایک ذکر کا نام "ذکرِ بدنی" ہے تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدن میں کیا ہے؟ خلیات، پھر سوال ہے کہ خلیات میں کیا چیز ہے؟ روحیں جو بے شمار ہیں، آخری سوال ہے کہ یہ روحیں کن لوگوں کی ہیں؟ اہلِ زمین کی، جن میں آپ اور ہم سب ہیں۔

۳۲

اَحْصٰی — **اُس نے گِن لیا:۔**

... وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَداً۔ اور اُس نے ہر چیز ایک خاص عدد میں گن کر رکھی ہے۔ یعنی تمام چیزوں کو عددِ واحد میں سما دیا ہے (۷۲:۲۸)۔

۳۳

اَحْصٰھُمْ (۱) — **اُس نے ان کو گھیر لیا ہے:۔**

اِس انتہائی عظیم سِرِّ اسرار کے لئے عشق و محبت سے سورۂ مریم کے آخر (۱۹:۹۳-۹۵) میں دیکھ لیں کہ حق تعالیٰ مقامِ عقل پر تمام خلائقِ ارض و سما کو گھیر کر عددِ واحد کی سالمیت و وحدت عطا کرتا ہے اور سب کو فردِ واحد بنا دیتا ہے تاکہ اللہ جلّ جلالہٗ کی وحدانیت کی طرف رجوع ہو۔

۳۴

اَحْصٰھُمْ (۲) — **اُس نے ان کو گھیر لیا ہے:۔**

سورۂ نبا (۷۸:۲۹) میں ارشاد ہے: وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ کِتٰباً۔ اور ہم نے تمام چیزوں کو بصورتِ کتاب گھیر کر رکھا ہے۔ عقول و نفوس کے سوا کُلَّ شَیْءٍ کے معنی منطقی نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی خاموش کتاب تمام عقلی اور روحانی (یعنی متحرک) چیزوں کی حامل ہو سکتی ہے، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ یہ کتابِ ناطق یعنی

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

امامِ مبین علیہ السّلام کی تعریف ہے۔

۳۵ اَذِّنْ

تو پکار:۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (۲۲: ۲۷) اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کا روحانی انقلاب (ذاتی قیامت) تمام لوگوں کے لئے حجِ اکبر تھا، یہاں "ناس" دنیا بھر کے لوگوں کے لئے آیا ہے، اللہ کے حکم سے حضرتِ ابراہیمؑ کے عالمِ شخصی کی روحانی قوتوں نے اپنا اپنا کام کردیا، اور قوتِ اسرافیلیہ نے دنیا بھر کے لوگوں میں سے نمائندہ ذرّات کو بُلا لیا (۲۲: ۲۷)۔

۳۶ اَرَآئِكْ (۱)

بہت سے تخت، اَرِیکَۃ کی جمع:۔

سورۂ یٰسین میں ارشادِ الٰہی ہے: وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں (شاہی) تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (۳۶: ۵۶) ان آراستہ و پیراستہ تختوں سے اجسامِ لطیف مراد ہیں جو روحِ قدسی اور عقلِ کامل کی لازوال دولت سے مالا مال ہیں، وہ حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے روحانی تختِ شاہی کی طرح پرواز کرسکتے ہیں۔

شاہی تختوں پر تکیہ لگانے کے تین معنی ہیں: (الف) کائناتی پروازوں کے لئے جسمِ لطیف پر اعتماد رکھنا (ب) روحانی نعمتوں کے لئے روحِ قدسی

پر بھروسہ رکھنا ج: عقلانی نعمتوں کے لئے عقلِ کامل سے رجوع کرنا۔

۳۷
اَرَآئِک
(۲)

تخت ھائے شاھی:۔

قرآنِ حکیم کے پانچ مقامات پر اَرَآئِک کا ذکر آیا ہے، چونکہ اہلِ بہشت کے لئے سب سے بڑی نعمت مُلکِ کبیر (عظیم الشّان سلطنت۔ ۷۶: ۲۰) ہے، لِھٰذا اَرَآئِک کا ترجمہ "تخت ہائے شاہی" کرنا درست ہے، اور بھی کئی آیاتِ مبارکہ ہیں، جن میں اس امرِ واقعی کی شہادت موجود ہے کہ بہشت میں درجۂ اوّل کی روحوں کے لئے عظیم بادشاہی ہے۔

۳۸
اربعین
(۱)

چالیس۴۰، چلّہ، اعتکاف:۔

سورۂ اعراف (۷: ۱۴۲) میں ہے (ترجمہ): اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس۳۰ شبوں کا وعدہ کیا تھا اور ایک عشرہ اور ملا کر اس کو پورا کیا پس اس کے پروردگار کی مقررہ مدّت چالیس شب میں پوری ہوئی (۷: ۱۴۲) اگرچہ حضرتِ موسیٰؑ نے اس موقع پر چالیس دن رات خصوصی عبادت کی تھی، لیکن راتوں کا ذکر ہوا، جس میں کئی حکمتیں ہوسکتی ہیں، اور ایک حکمت بفرمودۂ قرآن یہ کہ نفس کی پامالی اور گفتگو کی عمدگی کے لئے شب خیزی زبردست مؤثر علاج ہے (۷۳: ۶) مذکورہ مدّت کی عبادت چِلّہ بھی ہے اور اعتکاف بھی۔

۳۹
اربعین (۲)

چالیس، چہل روزہ عبادت، چلّہ، اعتکاف:۔

پیغمبرِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے: من أخلص العبادۃ للّٰہ اربعین یومًا فتح اللّٰہ قلبہ و شرح صدرہ، وأطلق لسانہ بالحکمۃ ولو کان أعجمیًّا غلفًا۔ جو (مومن) شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرے (جیسا کہ حق ہے) خدا اس کے دل کو کھول دیتا ہے، اور اس کے سینے کو کشادہ کر دیتا ہے، اور اس کی زبان کو حکمت بیان کرنے کی قوّت عطا کرتا ہے، اگرچہ وہ بولنے اور سمجھنے میں سخت کمزور ہو (لعل گوہر، ص ۱۶، بحوالۂ اخوان الصّفاء)۔

۴۰
اربعین (۳)

چالیس، چالیس صبح:۔

یہ حدیثِ قدسی حضرتِ آدم علیہ السّلام کی باطنی اور روحانی تخلیق کے بارے میں ہے: خَمَّرْتُ طِیْنَۃَ آدَمَ بِیَدَیَّ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس صبحوں میں قالبِ آدم کے لئے گارا بنایا۔ اس سے آدم صفی اللہؑ کا وہ خاص اعتکاف اور چلّہ مراد ہے جس میں وہ عقلی طور پر پیدا ہوئے تھے، کیونکہ انسانِ کامل کی باطنی پیدائش دوبار ہوتی ہے، اوّل مقامِ روح پر، دوم مرتبۂ عقل پر۔

۴۱
اربعین حدّاً　**چالیس حدودِ دین۔**

جب حضورِ انور کی عمرِ شریف کا چالیسواں سال مکمل ہوگیا تب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی، جیسا کہ اِس کا اشارہ سورۂ احقاف (۴۶: ۱۵) میں موجود ہے، اس کی بہت بڑی حکمت کتاب اسرار النطقاء میں اس طرح تحریر ہے: ناطقِ اوّل، وصی، اور چھ ائمۂ دَور، یہ آٹھ ہوگئے، یہی قانون ہر ناطق کے لئے رہا ہے، پس حضرتِ آدمؑ سے لے کر سیّد الانبیاءؐ کے ظہور تک پانچ ناطقوں کے کل ایسے عظیم حدود چالیس ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کو چالیس برس کے بعد نبوّت عطا ہوئی، جبکہ آپؐ کی تشریف آوری کی غرض سے چالیس حدودِ دین نے کام کیا تھا۔

۴۲
اَرض　**زمین، خدا کی بے شمار زمینیں ہیں۔**

سورۂ اعراف (۷: ۱۲۸) میں ہے: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو زمین تو خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے (مخصوص) ہے۔ زمین صرف یہی نہیں جس پر آج انسان بس رہا ہے، بلکہ بہشت کی انتہائی وسیع زمین عوالمِ شخصی، کائناتِ ظاہر، اور کائناتِ باطن میں پھیلی ہوئی ہے اسی وجہ سے قرآنِ حکیم میں خدا کی بے پایاں زمین کی تعریف آئی ہے۔ (۲۹: ۵۶؛ ۳۹: ۱۰)۔

۴۳

ارض المقدّسۃ (۱) **پاکیزہ زمین:۔**

موسیٰؑ نے کہا: اے میری قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے (۵: ۲۱) اس مقدس سرزمین سے عالمِ شخصی مراد ہے، جس کی فتح ہادیٔ زمانؑ کی کامل اطاعت اور باطنی جہاد سے نصیب ہو جاتی ہے۔

۴۴

ارض المقدّسۃ (۲) **پاکیزہ زمین:۔**

نورِ باطن اور عالمِ شخصی کے مشاہدات میں انبیاء و أئمّہ علیہم السّلام کی پاک معرفت کے انمول خزانے موجود ہیں آپ قرآنِ پاک کے ان پُرحکمت کلمات میں خوب غور کریں: اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا" (۵: ۲۰)۔

۴۵

ارض المقدّسۃ (۳) **پاکیزہ زمین:۔**

یہ سرِّ عظیم کتنا عجیب و غریب ہے کہ عالمِ شخصی ہی میں تمام پیغمبروں اور اماموں کا نورانی ظہور ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کا نام "مقدس زمین" ہوا ہے، جس میں اہلِ ایمان کے لئے بے شمار برکتیں ہیں، اور یہیں سے حقیقی مومنین ملوک و سلاطین ہو جاتے ہیں (۵: ۲۰)۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۴۶
ارض المقدّسة (۴) پاکیزہ زمین:۔

امامِ برحق علیہ السلام کا ایک قرآنی نام مَلِکٌ ہے، جس کی جمع مُلُوک (۵: ۲۰) ہے، اور جو خوش نصیب مومنین و مومنات فرمانبرداری اور عشق و محبّت سے فنافی الامام ہو جاتے ہیں، وہ بھی روحانیت اور بہشت کے بادشاہ ہو جاتے ہیں (۵: ۲۰)

۴۷
ارض المقدّسة (۵) پاکیزہ زمین:۔

ارشادِ نبوی ہے، یا بنی عبد المطلب، اطیعونی تکونوا ملوك الارض وحکّامها۔ اے اولادِ عبد المطلب میری فرمانبرداری کرو تاکہ زمین کے بادشاہ اور حاکم ہو جاؤ گے (دعائم الاسلام، جلد اوّل عربی ص ۱۵) اس حدیث کا مطلب روشن ہے کہ رسول اکرمؐ کی اطاعت کرنے والوں کو لازوال سلطنت عالمِ شخصی اور بہشت میں حاصل ہو سکتی ہے۔

۴۸
ارواح (۱) روحیں، ہرگونہ شہیدوں کی روحیں:۔

صحیح مسلم، جلدِ پنجم، کتاب الامارۃ میں ارواحِ شُہَدَاء کے بارے میں ارشاد ہے: حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں جو عرشِ مبارک سے لٹک رہی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جنّت میں چرتی پھرتی ہیں پھر

اپنی قندیلوں میں آرہتی ہیں۔ یہ حدیثِ شریف گویا مفتاحِ ابوابِ حکمت ہے کہ یہ بہت بڑی سعادت نہ صرف ظاہری شہیدوں کو حاصل ہے بلکہ اس میں باطنی شہداء بھی شامل ہیں، نیز ہر مومن کو شہید کا درجہ حاصل ہے، پس یہ تمام مومنین و مومنات کے لئے اللہ کا خاص انعام ہے کہ اُن کو بوقتِ شہادت یا شہادت جیسی موت کے بعد جسمِ لطیف ملتا ہے جس کا مخفی نام پرند ہے۔

۴۹ ارواح (۲)

روحیں، جانیں، نفوس، لطیف ہستیاں:۔

طَیر (پرند)، جسمِ لطیف، فرشتہ، مومن جنّ (پری) جامۂ جنّت، جُثّۂ ابداعیہ، کوکبی بدن، جسمِ فلکی، وغیرہ یہ سب نام ایک ہی چیز کے ہیں، اور وہ ہے لطیف انسان، جیساکہ سورۂ یاسین کا یہ ارشاد ہے: کیا وہ (خدا) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسی ہستیاں (اجسامِ لطیف) پیدا کر سکے؟ (۳۶ : ۸۱)۔

۵۰ ارواح (۳)

جانیں، روح اپنے اصل مقام پر، رشتۂ روح کا بالائی سرا:۔

وہ پُرنور اور حکمت آگین قندیلیں جو عرشِ اعظم سے لٹک رہی ہیں نُورِ عقل کی علمی و عرفانی ظہورات و تجلّیات ہیں جو بہشت کی سب سے

اعلیٰ نعمتیں ہیں، جن کے ساتھ اہلِ ایمان کا ازلی و ابدی تعلق اور لگاؤ ہے۔ حضرتِ امامِ اقدس و اطہر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کے پاک فرمان کا مفہوم ہے کہ ہر مومن اپنے اصل مقام کی طرف دیکھے، بس اے عزیزان آپ سب ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ ربّ العزّت چشمِ بصیرت عطا فرمائے! آمین!!

۵۱
اَرْوَاح
(۴)

روحیں:۔

حدیثِ شریف میں ہے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ۔ روحیں جمع شُدہ لشکر کی صورت میں تھیں (اور ہیں)، یہ ارشادِ نبوی حدیث کی کتابوں میں ہے، اور لُغات الحدیث کتاب "ج" میں بھی ہے، جو آیۂ قرآنِ پاک: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۴۸: ۴) کی ایک تفسیر ہے، باطن اور روحانیت میں جہاں جنگ، قیامت اور دعوتِ حق ہے وہاں لشکرِ ارواح اور ان کا سردار ہیں۔

۵۲
اَرْوَاح
(۵)

روحیں، جانیں:۔

اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ رَوْضَةٍ كَهَيْأَةِ الْاَجْسَادِ فِي الْجَنَّةِ۔ مومنوں کی روحیں بہشت کے ایک چمن میں اپنے اپنے جسم کی شکلوں میں رہتی ہیں۔ (لغات الحدیث، کتاب "ر")، بہشت میں رُوح نوجوان جسم کی صورت میں ہوتی ہے مگر حسن و جمال میں بے مثال۔

۵۳
اَرْوَاح
(۶)

جانیں، بہشتی لباس جو عقل و جان کے ساتھ ہیں۔

جب خدا کے فضل و کرم سے مومنین و مومنات بہشت میں داخل ہو جائیں گے تو وہاں ان کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوگا کہ ان کی لطیف ہستی کی عقل و جان سے آراستہ و پیراستہ کا پیاں بہت پہلے ہی سے بہشت میں موجود ہیں، یہ زندہ اور گوئندہ کاپیاں بہشتی لباس ہیں، کیونکہ جنّت کی ہر چیز کی اساسی خوبی یہ ہے کہ وہ حیاتِ طیّبہ اور عقلِ کامل رکھتی ہے اس لئے بولتی ہے اور علم و حکمت کے جواہر بکھیرتی رہتی ہے۔

۵۴
اَرْوَاح
(۷)

مجموعی روح، جان، شخصِ کامل۔

یہ پُر حکمت ارشاد سورۂ عنکبوت (۲۹: ۶۴) میں ہے: اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے، اور اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔ اس آیۂ کریمہ میں ایک خاص لفظ ہے: اَلْحَیَوَانُ (زندگی)، حکیم پیر ناصر خسروؒ ق س نے اس کو اَلْحَیْوَانُ (زندہ) پڑھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہشت حیوانِ ناطقِ کامل کی صورت میں ہے، اور وہ انسانِ کامل ہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: وجہِ دین، گفتارِ چہارم تا آخر)۔

۵۵ اریکۃ

آراستہ و مزیّن تخت۔

اریکۃ واحد ہے (جمع ارائک) ترجمۂ آیۂ کریمہ: وہ اپنی بیویوں کے ساتھ چھاؤں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں (۳۶ : ۵۶) بہشت کا کوئی تخت عقل و جان کے بغیر نہیں، پس ارائک (بہت سے تخت) اجسامِ فلکی ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ میں ایک لطیف عالمِ شخصی ہے۔

۵۶ اُزۡلِفَتۡ (۱)

وہ نزدیک لائی گئی، قریب کی گئی۔

اے عزیزانِ من! قرآنی ارشاد کے مطابق بہشت کے طول و عرض کی مثال کائنات ہے، لیکن جہاں انفرادی قیامت برپا ہوئی ہو وہاں عالمِ شخصی میں بہشت نزدیک لائی جاتی ہے، جیسے سورۂ ق (۵۰ : ۳۱) میں ہے: وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ غَیۡرَ بَعِیۡدٍ۔ اور جنّت پرہیزگاروں کے نزدیک لائی جائے گی کہ کچھ دور نہ رہے گی۔ یعنی حقیقی بہشت عقلِ کلّ اور نفسِ کلّ میں ہے جن کے ساتھ عالمِ شخصی کا رابطہ ہوجاتا ہے، جبکہ انفرادی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔

۵۷ اُزۡلِفَتۡ (۲)

وہ نزدیک لائی گئی، قریب کی گئی۔

جب بہشت نزدیک لائی جاتی ہے تو اس کی مکانی اور زمانی مسافت

ختم ہو جاتی ہے، وسیع و عریض کائنات اور اس کی گردش سے پیدا شدہ بے پایاں زمانہ محدود ہو جاتا ہے، جس میں لازماً ماضی اور مستقبل کو حال میں شامل ہو جانا پڑتا ہے، ایسے میں انبیاء علیہم السّلام کے تمام معجزات بھی نزدیک آتے ہوں گے، اب آپ ہی بتائیں کہ بہشت میں کس نعمت کی کمی ہوگی؟ اہلِ جنّت میں سے بعض سیدالانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزۂ معراج کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں، یہ بےمثال نعمت اُن کے لئے ممکن ہے یا نہیں؟

۵۸
ازواج — جوڑے:۔

ذاتِ سبحان کے سوا کوئی چیز طاق نہیں جُفت ہے یعنی ساری اشیاء کے جوڑے جوڑے ہیں، پس انسان اپنے آپ میں دُوئی رکھتا ہے کہ وہ بہشت میں بھی ہے اور اس سے باہر بھی ہے (۳۶:۳۶؛ ۵۵:۵۲؛۱۱:۴۰؛ ۵۱ : ۴۹)۔

۵۹
اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ — پاک کردہ بیبیاں:۔

مُطَهَّرَةٌ پاک کی ہوئی، تطہیر سے اسمِ مفعول ہے، یاد رہے کہ بہشت کی تطہیر تین طرح کی ہوتی ہے: جسمِ کثیف کی جگہ جسمِ لطیف کا ہونا، نفسِ مُطمئنّہ اور عقلِ کامل کی برکتیں، غرض جنّت

میں مرد و زن سب کے سب پاک ہوتے ہیں (۲: ۲۵؛ ۳: ۱۵؛ ۴: ۵۷)

۶۰

اَسۡلَمَ (۱)

اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا۔

اسلام: اسلام کے اصل معنی ہیں: "اپنے آپ کو کسی کے حوالہ کر دینا" مذہبِ اسلام کو اسی لئے اسلام کہتے ہیں کہ اس کو قبول کرنے والا اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے، اور اس کے حکموں کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے، گویا اسلام خداوندِ قدّوس کی فرمانبرداری کا نام ہوا (قاموس القرآن، ص ۵۶)۔

اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ (۴: ۱۲۵) اس نے اپنا (روحانی) چہرہ خدا کیلئے حوالہ کر دیا، یقیناً یہ عمل فنائیت اور یک حقیقت کے معنی میں ہے، جیسا کہ ارشاد ہے۔

۶۱

اَسۡلَمَ (۲)

اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا۔

اور اس شخص سے دین میں بہتر کون ہو گا جس نے اپنا چہرۂ جان خدا کے حوالہ کر دیا ہے اور نیکوکار بھی ہے اور ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلتا ہے جو باطل سے کترا کے چلتے تھے اور خدا نے ابراہیمؑ کو تو اپنا خالص دوست بنا لیا (۴: ۱۲۵) پس دینِ اسلام کا سب سے بڑا راز چہرۂ جان خدا کے لئے حوالہ کر دینے میں پوشیدہ ہے، جس کی مثال فنا فی اللہ و بقاء باللہ ہے یا یک حقیقت ہے، مثلاً خدا نے حضرتِ آدمؑ کو اپنی رحمانی

صورت پر پیدا کیا، یہ صورت رحمان کی تھی، جو آدمؑ کو بھی عطا ہوئی، آدمؑ نے اپنا یہ چہرۂ جان (صورتِ رحمان) خدا کے لئے حوالہ کر دیا، یعنی اصل سے واصل ہو گیا اور ہر شخص کے لئے یہی دینِ اسلام ہے۔

۶۲
اَسۡلَمَ (۳) — **اُس نے حوالہ کیا، وہ فرمانبردار ہوا۔**

سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اُس کے چہرہ (صورتِ رحمان) کے (۲۸ : ۸۸) یعنی جب کسی عارف کو آخری درجے کا دیدار ہوتا ہے تو وہ صورتِ رحمان ہی ہوتی ہے، جس میں ہر عارف فنا ہو کر زندۂ جاوید ہو جاتا ہے اور یہی سعادت دوسرے الفاظ میں فنا فی اللہ وَبقاء باللہ کہلاتی ہے، یہی ہے چہرۂ جان خدا کے حوالہ کر دینا، اور اس کے عوض میں صورتِ رحمان کا گنجِ ازل حاصل کرنا۔

۶۳
اسمِ آدم — **آدم کا نام۔**

آدم کا خاص نام تخوم تھا، تخوم بن بجلاح بن قوامہ بن ورقۃ الزدیادی (سرائر، ص ۱۳۱)۔

۶۴
اسمِ اعظم — **اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام۔**

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے ایک نام چھپا

رکھا ہے یعنی اسمِ اعظم، اور اللہ کے تین سو ساٹھ اسماء ہیں (لغات الحدیث، جلدِ دوم، کتابُ السّین، ص ۱۷۵) اس سرِّ عظیم کا لفظی پہلو "الحیّ القیّوم" ہے (۲: ۲۵۵؛ ۳: ۲) اور شخصی پہلو ہادیٔ برحق، یعنی پیغمبرؐ اور امامِ زمانؑ (دیکھو کتاب وجہِ دین، گفتار چہار دہم)۔

۶۵ اسمآء (۱)

اسم کی جمع، خدا کے نام:-

ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ لِلّٰہِ تِسعَۃً وتِسعِینَ اِسماً مَن احصاھا دخل الجنّۃ۔ خداوندِ عالم کے ننانوے اسماء ہیں جو شخص ان کی تعداد کو حفظ کرے اور پڑھے وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا (کتابِ سرائر، ص ۶۹)۔

اس کی تاویل کے بغیر چارہ نہیں، وہ یہ ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ خدا کے اسمِ اعظم میں دوسرے تمام اسماء محدود اور گھیرے ہوئے ہیں، اور وہ اسمِ اکبر امامِ زمان صلوات اللہ علیہ ہے، تو ایسے دانشمند مومن نے گویا اللہ کے ۹۹ ناموں کا اِحصا کیا، پس وہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔

۶۶ اسمآء (۲)

اسم کی جمع، بہت سے نام، خدا کے مبارک نام:-

حضرتِ آدم علیہ السّلام کے قصۂ قرآن میں ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔ اور خدا نے اپنے سب بزرگ نام آدم کو سکھا

دیئے (۲ : ۳۱) حضرتِ امامِ اقدس صلوات اللہ علیہ کا مبارک وجود ربّ العزّت کا کلیدی اور کُلّ صفاتِ عالیہ سے آراستہ اسمِ اکبر و اسمِ اعظم ہے جس کا حکیمانہ ذکر قرآنِ پاک کے تین مقام پر موجود ہے، پس حضرتِ آدمؑ کو امامِ زمان نے اپنا نمائندہ اسمِ اعظم سکھایا، جس میں تمام اسماء الحسنیٰ پوشیدہ تھے۔

۶۷

اُسْوَۃٌ نمونہ جس کی پیروی کی جائے:۔

جس سے تسلّی پائی جائے، ترجمۂ آیۂ مبارکہ: تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے (۶۰:۴) اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ہر مومنِ سالک ہادئ برحق کے پیچھے پیچھے راہِ باطن کی منزلِ آخرین تک جا سکتا ہے، اور وہ یقیناً معراجی دیدار ہے، آنحضرتؐ کے اُسوۂ حسنہ سے متعلق آیۂ کریمہ کو بھی زیادہ غور سے پڑھیں (۳۳ : ۲۱)۔

۶۸

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بہترین نمونۂ عمل:۔

سورۂ احزاب (۳۳ : ۲۱) میں ہے: درحقیقت تم لوگوں کے لئے خدا کے رسول میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے، ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخر کا اُمیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرے۔ اس کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ رسولِ پاکؐ کی پیروی معراج پر جا کر ہی مکمل ہو جاتی ہے،

اس لئے اہل معرفت کے لئے خصوصی خوشخبری ہے۔

۶۹
اَشَدُّ

بہت سخت، نہایت سخت :۔

سورۂ بقرہ (۲ :۱۶۵) میں ایسے مومنین کی تعریف ہے جو خدا کے ساتھ نہایت سخت و قوی محبّت رکھتے ہیں (اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ) دراصل ایسے دیندار خداوندِ عالم کے عاشق ہوتے ہیں، اسی سورہ (۲ : ۲۰۰) میں اہلِ ایمان کو یہ حکم ہوا ہے کہ وہ خدا کو اس طرح یاد کریں جیسے اپنے آباواجداد کو یاد کرتے ہیں بلکہ یہ ذکر بڑی شدّت سے ہونا چاہیئے (اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا)۔

اس نتیجہ خیز اور انتہائی مفید عمل کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، اُن میں سے بڑا موثر طریقہ گریہ وزاری ہے، جو نفسِ امارہ کو آسانی سے پگھلا دیتی ہے پھر ذکرِ الٰہی اور عشقِ سماوی کا موقع کیوں نہ ہو۔

۷۰
اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

خدا کے لئے سب سے زیادہ محبت :۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اور جو ایمان لائے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔ (۲ : ۱۶۵) اسی شدید محبّت کا دوسرا نام عشقِ الٰہی ہے۔

۷۱
اشرار **بُرے لوگ:۔**

سُورۂ صٓ (۳۸: ۶۲ - ۶۳) میں ایک حکمت آگین ارشاد ہے: اور (اہلِ دوزخ) کہیں گے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں) نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ اُن لوگوں کی کتنی بڑی سعادت مندی ہے، جو دنیا میں خواہ مخواہ بُرے لوگوں میں شمار ہو جائیں مگر وہ حقیقت میں اچھے ہوں، اس لئے بہشت میں داخل ہو جائیں، اور دوزخ میں ان کا نام و نشان نہ ملے (کتاب وجہِ دین، گفتار، کلام ۲ میں دیکھیں)۔

۷۲
اصحاب الکہف (۱) **غار والے:۔**

عالمِ شخصی کا روحانی معجزہ، جس میں سات بڑے ادوار اور سات چھوٹے ادوار کی سمیٹی ہوئی روحانیت و معرفت موجود ہے (۱۸: ۹)۔

۷۳
اصحاب الکہف (۲) **غار والے:۔**

اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام چیزیں امامِ مبین میں گھیر کر رکھی ہیں، اسی طرح وہ مہربان عالمِ شخصی میں اس کا تجدّد فرماتا ہے، پس اصحابِ کہف کی تاویلی حکمت اس کُلیّہ سے الگ نہیں۔

۷۴ اِصۡطَفٰی (۱)

اُس نے برگزیدہ کیا، اُس نے چُن لیا:۔

بے شک خدا نے آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے (۳: ۳۳) خاندانِ ابراہیم کا سلسلہ محمدؐ و ائمۂ آلِ محمدؐ کے توسط سے جاری ہے۔

۷۵ اِصۡطَفٰی (۲)

اُس نے چُن لیا، اُس نے پسند کرلیا:۔

یہ پُرحکمت تذکرہ سورۂ آلِ عمران (۳: ۳۳ - ۳۴) میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ۔ بیشک خدا نے منتخب فرمایا ہے آدمؑ کو۔ یعنی اہلِ زمانہ میں سے نبوّت و امامت کے لئے آدمؑ کا انتخاب ہوا۔ وَنُوۡحًا۔ اور نوحؑ کو (منتخب فرمایا)، وَاٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ۔ اور آلِ ابراہیمؑ کو اور آلِ عمرانؑ کو۔ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اہلِ جہان پر یا عالمِ شخصی پر (منتخب فرمایا) ذُرِّیَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ۔ یہ ایک دوسرے کے سلسلۂ ذرّیّت و نسب ہیں۔

۷۶ اِطَاعَة

اِطاعت یعنی خدا، رسولؐ، اور امامؑ کی فرمانبرداری:۔

آن حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرتِ علی علیہ السّلام سے فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ ومن عصانی فقد

عصی اللّٰہ ومن اطاعك فقد اطاعنی ومن عصاك فقد عصانی۔ جس شخص نے میری اطاعت کی یقیناً اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی تو شک نہیں کہ اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی تو یہ سچ ہے کہ اُس نے میری نافرمانی کی (المُستَدرَكُ۔ جلدِ سوم۔ مناقب، ص ۱۳۹) یہ حدیث شریف آیۂ اطاعت کی تفسیر ہے۔

اطعنی ۷۷　میری اطاعت کر۔

عبدی اطعنی اجعلك مثلی حیاً لاتموت، وعزیزاً لاتذل، وغنیاً لاتفتقر۔ اے بندۂ من! میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال (یعنی رحمانی صورت) پر کبھی نہ مرنے والا زندہ، کبھی ذلیل نہ ہونے والا معزز، اور کبھی مفلس نہ ہونے والا غنی بنا دوں گا۔ (اربع رسائل اسماعیلیۃ، ص ۱۵) یہ علمی بہشت کی تعلیم ہے، اور سب سے بڑی خوشخبری۔

اَعمٰی ۷۸　اندھا، باطنی کور۔

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۲) میں ہے: وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ

اَعۡمٰی فَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَاَضَلُّ سَبِیۡلًا۔ اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ہادیٔ برحق کی پیروی نہیں کرتا وہ گمراہ اور کورِ باطن ہو جاتا ہے، اس کی دنیا و آخرت میں چشمِ بصیرت نہیں ہوتی ہے۔

۷۹
اَفۡئِدَۃ **دل (فُؤاد کی جمع)۔**

اہلِ ایمان کے دلوں کا نور حضرتِ قائم ہے، لہٰذا یہی نور اصل دل/قلب ہے (۹:۳۲)، خداوندِ تعالیٰ ایسا دل دے کر ہی مومنین پر احسان رکھتا ہے۔

۸۰
اُقۡتُلُوۡا (۱) **تم قتل کرو، تم مار ڈالو۔**

تاریخ و تفسیر الگ ہے اور تحقیق الگ، مومنِ سالک کی کامیابی اس بات میں ہے کہ وہ جسمانی موت سے قبل نفسانی موت کا مزہ چکھ لے، جیسے قرآنِ کریم کی متعدّد آیات میں اس کا ذکر آیا ہے، منجملہ ایک آیۂ شریفہ سورۂ بقرہ (۲:۵۴) میں ہے، آپ پوری آیت کی حکمت میں غور کریں، پھر ان الفاظ کے صحیح مطلب کو سمجھ لیں: فَتُوۡبُوۡۤا اِلٰی بَارِئِکُمۡ فَاقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ۔ سو تم اپنے خالق کی طرف

(عملی) توبہ کرو پھر تم اپنے اپنے نفس کو (اصولی ریاضت سے) قتل کر دو۔

۸۱
اُقْتُلُوْا (۲)
تم قتل کرو، تم مار ڈالو۔

اس مضمون کی ایک دوسری آیۂ کریمہ اس طرح ہے: اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے اپنے نفس کو (اصولی ریاضت سے) قتل کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے، حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتری اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا (۴:۶۶)

قتل کُن فرعونِ نفسِ خویش را | در زمانِ موسائے عمرانت کُنم

۸۲
اَکْنَان
چھپنے کے مقامات۔

اور اس نے پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کے مقامات بنا دیئے (۱۶:۸۱) یعنی کلمۂ باری اور کوہِ عقل کا اشارہ یوں ہے کہ تمہاری محیط اور کُلّی زندگی پوشیدہ ہے، اور صرف معرفت ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ تم کہاں کہاں تھے، ہیں، اور ہوں گے۔

۸۳
اَلْبَابُ
(۱)

عقلیں، واحد لُبٌّ، خالص عقل :-

اولوا الالباب (صاحبانِ عقل) کا وصف قرآنِ حکیم کے ۶ مقامات پر آیا ہے، قرآنِ عزیز سر تا سر علم و حکمت کے عجائب و غرائب کی بہشت ہے، لہٰذا اولوا الالباب کے باغ و گلشن کا نظّارہ روح پرور کیونکر معمولی ہو سکتا ہے، آپ ان تمام آیاتِ کریمہ کی معنوی گہرائی میں اُتر کر دیکھ لیں۔

۸۴
اَلْبَابُ
(۲)

عقلیں، واحد لُبٌّ، خالص عقل :-

جیسا کہ سورۂ آلِ عمران (۳: ۱۹۰-۱۹۱) میں ہے: بیشک آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں اور شب و روز کے اَدَل بَدَل میں ان صاحبانِ عقل کے لئے نشانیاں موجود ہیں جو کھڑے (کھڑے) اور بیٹھے (بیٹھے) اور کروٹوں کے بل (لیٹے لیٹے) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں .....۔

۸۵
اَلْبَابُ
(۳)

عقلیں، واحد لُبٌّ، خالص عقل :-

اگر کوئی سعادت مند مومن دائم الذّکر ہو کر یادِ الٰہی کی نعمتوں سے اپنی روح کو ترقّی دینا چاہتا ہے اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ذکر کی مدد اور قوّت سے عقل کس سرعت اور درستی سے کام کر سکتی ہے تو اسے قرآنِ پاک کی مذکورہ تعلیم پر سچّے دل اور عالی ہمتی سے عمل کرنا چاہیئے

تاکہ وہ صاحبانِ عقل میں سے ہو جائے۔

۸۶ اَلَسْتُ (۱)

کیا میں نہیں ہوں؟:-

سورۂ اعراف (۷: ۱۷۲) میں ارشاد ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ یہ عالمِ شخصی ہی کا واقعہ ہے کہ جب کوئی مومنِ سالک ربّانی ہدایت و پرورش سے مرتبۂ حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے، اور اسے وہ تمام نعمتیں عطا کی جاتی ہیں جو منازلِ روحانیت اور مراحلِ عقلانیت میں درجہ بدرجہ رکھی ہوئی ہیں تو تب حق تعالیٰ ایسے ہر عارف یعنی تمام عارفوں سے پوچھتا ہے، کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ آیا میں نے تمہاری روحانی اور عقلی پرورش نہیں کی؟ اس کے لئے عُرَفاء اپنے اپنے وقت میں اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے ربِّ کریم کیوں نہیں۔

۸۷ اَلَسْتُ (۲)

عہدِ الست:-

اگرچہ ظاہراً سب لوگ بنی آدم کہلاتے ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اس پُرحکمت لفظ میں وِرثۂ خلافت کا اشارہ پوشیدہ ہے، لہٰذا صرف انبیاء و اولیاء علیہم السّلام ہی بنی آدم اور وارثِ علمِ آدم ہیں، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے بھی بنی آدم ہو سکتے

ہیں، تاکہ عہدِ الست تک رسا ہو جائیں۔

۸۸ اَلَسْتُ (۳)

مقامِ دیدار و معرفت:۔

عالمِ علوی جو عالمِ وحدت ہے، اس کا سفر ظاہری و باطنی کثرت کے شور و غوغا میں ممکن نہیں، لہٰذا خداوندِ عالم نے انسانِ کامل کی پشت سے اس کی ذُرّیّت کے عالمِ ذرّ کو الگ کر دیا، جو وقت آنے پر شخصِ کامل میں فنا ہو کر ایک ہو گیا، پھر خدا نے عارف کو اپنی روح کے بالائی سرے پر حاضر کر دیا، اس کا مشاہدہ اور دیدار کرایا، نیز اسے اس عظیم معجزے پر گواہ بنا دیا، یہ سارے معانی "وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ" میں موجود ہیں، بلکہ اس میں حضرتِ ربّ کے دیدارِ پاک اور معرفتِ عالیہ کا اشارہ بھی پوشیدہ ہے، پس آیۂ عہدِ الست تمام روحانی اور عقلانی واقعات پر محیط ہے۔

۸۹ اَلَسْتُ (۴)

میثاقِ الست:۔

بنی آدم یعنی انسانانِ کامل کسی ایک وقت میں نہ تھے بلکہ ان کا سلسلہ ہمیشہ دنیا میں جاری ہے، لہٰذا اَلَسْتُ کا انتہائی عظیم معجزہ ہر زمانے میں ہوتا رہتا ہے، جیسے ہم تجدّدِ امثال کو مانتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کیونکہ خالقِ اکبر عوالمِ شخصی کو ہمیشہ اور مسلسل پیدا کرتا ہے، بس

معلوم ہوا کہ ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں میثاقِ اَلَسْتُ کا تجدد ہو جاتا ہے۔

۹۰ اَلَسْتُ (۵)

آیۂ الست (۷: ۱۷۲)؛۔

سوال: آیۂ الست میں بنی آدم کا ذکر ہے لیکن خود آدم علیہ السّلام کا تذکرہ نہیں، اس میں کیا راز ہے؟ آیا ابوالبشر عہدِ الست کے قانون سے مُستثنائے ہے یا اس میں کوئی اور حکمت پوشیدہ ہے؟

جواب: زیرِ بحث آیۂ کریمہ میں آدمِ دور کا ذکر بھی موجود ہے، جبکہ وہ گزشتہ دور کے اعتبار سے ابنِ آدم ہے اور موجودہ دور کے لحاظ سے آدم اور ابوالبشر ہے۔

۹۱ اَلَسْتُ (۶)

خزانۂ دیدار، بعد از فناء فی اللّٰہ وبقاء باللّٰہ (الف)۔

دیدار فناء سے پہلے بھی ہے اور بعد میں بھی (ب)؛۔

جیسا کہ ذکر ہوا، وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ (۷: ۱۷۲) کے مبارک الفاظ میں عظیم معنوی اسرار پوشیدہ ہیں، یعنی اس میں جانوں کی جان یا روح الارواح کے پاک دیدار کا اشارہ فرمایا گیا ہے

اور یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ جس میں فنا ہو جانے سے ہم کو سب سے اعلیٰ زندگی مل سکتی ہے، وہ ہماری روحِ اعظم یا جانوں کی جان ہے، پس اے نورِ عینِ من! آپ کائناتی سطح پر سوچنے کے عادی ہو جائیں کہ خداوندِ کریم نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ نہیں فرمایا مگر لازوال نعمتوں سے بھری ہوئی کائنات عطا کر دینے کے بعد، اور تمام نعمتوں کی جان خدا تعالیٰ کا دیدار ہے۔

۹۲
اَللّٰہ — خدا۔

اگر آپ آخرت (بہشت) چاہتے ہیں تو اپنی روح کو خدا کے عشق اور محبت میں رکھنا، ہمیشہ خدا کے خیال میں رہنا، خدا کا خیال ایک لمحے کے لئے بھی نہ بھلانا۔ (فرمانِ مبارک، حضرتِ امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ) اِس دنیا میں صرف امامؑ ہی کی نورانی ہدایت ہے جس کے مطابق چلنے سے لوگ خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔

۹۳
اَللّٰہُ یَتَوَفّٰی — خدا قبض کرتا ہے:۔

ترجمۂ آیۂ مبارکہ: اللہ موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے ... (۳۹: ۴۲) انسان ایک مکمل عالم ہے، اس میں نباتی، حیوانی، اور انسانی درجے کی

لاتعداد روحیں موجود ہیں، جن میں جزوی طور پر موت اور از سرِ نو زندگی کا عمل جاری و ساری ہے۔

۹۴ اِلہام

اِلقاء:-

الہام: خدا کی طرف سے دل میں کسی بات کے ڈالنے کو کہتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۔ پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی (۹۱: ۸) یہ الہام ان دو ساتھیوں کے توسّط سے بھی ہو سکتا ہے جو دل کے دونوں کانوں کے پاس ہی ہیں، اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ الہام ممکن ہے، تاہم اس کے مختلف درجات ہو سکتے ہیں۔

۹۵ اُمّ الکتٰب (۱)

اصل کتاب:-

قرآنِ حکیم (۱۳: ۳۹، ۴۳: ۴)، میں اُمّ الکتٰب کا ذکر آیا ہے جو بعض علماء کے قول کے مطابق لوحِ محفوظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے حضرتِ علی علیہ السّلام مراد ہے، اور ہم اسی دوسرے قول کو مانتے ہیں، کیونکہ قلمِ اعلیٰ نورِ محمدؐ ہی ہے اور لوحِ محفوظ نورِ علیؑ، جیسے مولا علیؑ کا ارشاد ہے: انا اللوح المحفوظ۔ یعنی میں ہی لوحِ محفوظ ہوں۔ پس علیؑ مرتضیٰؑ ہی اُمّ الکتاب ہے (بحوالۂ کوکبِ دُرّی، بابِ سوم،

منقبت ۸، نیز وجہِ دین، کلام ۱۹ کے آخر میں دیکھیں: "حکایت"۔

۹۶
اُمّ الکتٰب (۲)

اصل کتاب:-

سورۂ رعد کے اس خزانۂ علم وحکمت کی قدر و قیمت کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا، ارشاد ہے: یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ ۚ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے، اور (جبکہ) اُمّ الکتاب اسی کے پاس ہے (۱۳: ۳۹) یعنی جب ہر قیامت میں خدائے عزّ و جلّ کائنات کو امامِ مبین کے عالمِ شخصی میں گھیر کر رکھتا ہے تو اس حال میں چہرۂ خدا (امامؑ) سے باہر ہر چیز محو و فنا ہو جاتی ہے، یہی ہے اُمّ الکتاب کی تحریرات کے سوا تمام چیزوں کو مٹا دینا۔

۹۷
اُمّ الکتٰب (۳)

اصل کتاب:-

مولا علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: اَنَا وَجۡهُ اللّٰهِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ میں آسمانوں اور زمین میں خدا کا چہرہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد ہے: كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ۔ یعنی چہرۂ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے (۲۸: ۸۸) کوکبِ دُرّی باب سوم، منقبت ۶۹۔

یہی چہرۂ خدا جو امامِ مبین ہے اُمّ الکتاب اور لوحِ محفوظ بھی ہے، اور عزیزہ خزائن بھی۔

۹۸
امام (۱)
پیشوا:-
یاد رکھو کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں (کلمات) میں آزمایا تو اس نے ان کو مکمل کر لیا، اللہ نے فرمایا کہ میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں (۲: ۱۲۴) سوال ہے کہ وہ کلمات کیا تھے؟ جواب: اللہ تعالیٰ کے بزرگ ترین اسماء اور کلماتُ التامّات۔

۹۹
امام (۲)
پیشوا:-
اگرچہ حسبِ منشائے الٰہی نورِ امامت شروع ہی سے عالمِ دین میں جلوہ گر تھا، تاہم پروردگار نے حضرت ابراہیمؑ کی عظیم شخصیت میں اسے نمایاں فرمایا، اگر اس مثال میں چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو اس حقیقت کا مکمل یقین آتا ہے کہ "امامت درختِ نبوّت کا ثمرۂ پُرحکمت ہے"۔

۱۰۰
امام (۳)
پیشوا:-
سورۂ انبیاء (۲۱: ۷۳) میں دیکھ لیجئے، وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً . . . اور ہم نے ان کو امام بنا دیا۔ . . اس معنیٰ میں کہ امامؑ

اہلِ زمانہ پر حجّتِ خدا ہے۔

۱۰۱ امام (۴) **پیشوا:۔**

سورۂ بنی اسرائیل (۷۱:۱۷) میں ہے: یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ۔ اُس دن جب کہ ہم اہلِ زمانہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ خوب غور سے دیکھ لیں کہ "کُلَّ اُنَاسٍ" کے اس کلیّے سے کچھ لوگ مستثنا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، پس سلسلۂ امامت زمانۂ آدم سے لے کر قیامتہ القیامات تک جاری و باقی ہے۔

۱۰۲ امام (۵) **پیشوا:۔**

نورِ امامت شروع سے آخر تک ایک ہی ہے، مگر جامہ ہائے جسمانی زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے آتے ہیں، ایسے میں اگر حضرتِ ابراہیمؑ کو امامِ اوّلین و آخرین کہا جائے تو یہ بات نورِ واحد کی وجہ سے حقیقت ہوگی، اور یہی صفت ہر امام کی ہے۔

۱۰۳ امام (۶) **پیشوا:۔**

سورۂ فرقان (۷۴:۲۵) میں حضراتِ آئمہ علیہم السّلام کی ایک خاص دعا کا ذکر آیا ہے، وہ یہ ہے: اور جو لوگ دعا مانگا کرتے ہیں کہ

اے ہمارے پروردگار، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی ذرّیت سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ أئمۂ طاہرینؑ ہی ہیں اور اپنی پاک ذرّیت کے سلسلے میں بھی امام ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

۱۰۴ امام (۷) پیشوا:۔

ذُرّیت ذرّاتِ روح کو کہتے ہیں (ذُرِّيَّتَهُمْ۔ ۳۶:۴۱) چنانچہ ہر شخص کے ذرّاتِ روحانی یا ذرّیت ماضی میں بھی تھی اور ہر مستقبل میں بھی ہوگی، پس یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ ہر امام باعتبارِ ذرّیت اور نور و نورانیت نہ صرف حال و مستقبل کا امام ہوا کرتا ہے، بلکہ وہ ماضی میں بھی امام رہ چکا ہوتا ہے، یہ تناسخ ہرگز نہیں، آپ اسے تجدّدِ امثال کہہ سکتے ہیں۔

۱۰۵ امام (۸) پیشوا:۔

بحوالۂ سورۂ ھود (۱۱:۱۷) کتابِ موسیٰ کے امام اور رحمت ہونے کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ حضرتِ امام ہارونؑ توراتِ ناطق تھا، اور اسی آیۂ مبارکہ کے مطابق مولا علیؑ بمرتبۂ گواہِ رسولؐ قرآنِ ناطق، کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے تمام اعلیٰ چیزوں اور جملہ معجزات کو امامِ مبین میں گھیر کر

رکھا ہے (۳۶: ۱۲)۔

۱۰۶
امام (۹) پیشوا۔

یہ حدیث شریف ترمذی، جلد دوم، فضائل قرآن میں ہے: اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ ۔
بیشک ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے اس کی ایک خاص وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خزانۂ خزائن کا ذکر ہے، وہ یہ ہے: وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (۳۶: ۱۲) اور ہم نے تمام چیزوں کو پیشوائے ظاہر میں گھیر کر رکھا ہے۔ یعنی خدائے عزّوجلّ کائناتِ باطن کو امامِ حیّ و حاضرؑ میں لپیٹتا بھی ہے، اور اسی میں سے پھیلاتا بھی ہے۔

۱۰۷
امام (۱۰) پیشوا۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ اللہ قادرِ مطلق ہر طرح کے مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے، لیکن اس سلسلے میں سب سے عظیم معجزہ یہ دیکھنا ہے کہ جیتے جی (ریاضت سے) مرنے والوں کو خدا کس طرح پاکیزہ روح میں زندہ کرتا ہے، آپ یقین کریں کہ کُلّیۃً امامت کے آغاز (اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی ۔ یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں) میں بطورِ خاص

اسی معجزے کی طرف اشارہ ہے، وہ کُلّیّۂ امامت یہ ہے:۔

۱۰۸ امام (۱۱)
پیشوا:۔

یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں (ان کے اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، اور ہم نے تمام (مجرّد اور لطیف) چیزوں کو پیشوائے ظاہر میں گھیر کر رکھا ہے (۳۶: ۱۲)، اس آیۂ پاحکمت میں سب سے پہلے احیائے موتیٰ (مُردوں کو زندہ کرنا) کا ذکر ہے جو انتہائی عظیم مضمون ہے، کیونکہ وہ فنافی الامامؑ، فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ ہے، اور یہ تینوں فنائیں بحقیقت ایک ہی فنا حضرتِ امام صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کے پاک عشق میں ہے۔

۱۰۹ امام (۱۲)
پیشوا:۔

حضرتِ مولا علی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کے اِس پُرحکمت کلام میں کماحقّہٗ غور کیجئے:۔

وَتَحْسَبُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ۔ وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

ترجمہ: اور تُو خیال کرتا ہے کہ تُو عالمِ اصغر ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔

یہ امرِ واقعی دو طرح سے ہے: بحدِّ قوت اور بحدِّ فعل، چنانچہ امامِ مبین وہ مبارک ہستی ہے، جس کے عالمِ شخصی میں باری تعالیٰ نے عالمِ اکبر کو بحدِّ فعل گھیر کر رکھا ہے، جس سے کوئی لطیف شئی باہر نہیں، نہ عرش و کرسی اور نہ قلم و لوح، الغرض عالمِ دین تماماً و کاملاً امامِ مبین علیہ السّلام کے عالمِ شخصی میں مرکوز و محدود ہوتا ہے۔

۱۱۰ اِمامُ الوقت　امامِ وقت:۔

حدیث شریف ہے: مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَّالْجَاھِلُ فِی النَّارِ۔ جو شخص مر جائے در حالے کہ اس نے امامِ زمانؑ کو نہیں پہچانا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرجاتا ہے اور جاہل کا ٹھکانا آتش (دوزخ) ہے (کتاب وجہِ دین، گفتار ۳۶) یہ اس لئے ایسا ہے کہ خدا و رسولؐ کے بعد صاحبِ امر (امامِ زمانؑ) کی اطاعت فرض ہے تاکہ علم و معرفت کا گنجِ گرانمایہ حاصل ہو۔

۱۱۱ امام الزّمان　امامِ زمان کی اطاعت:۔

(۱) قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَ الْاِمَامَ

فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَی الْاِمَامَ فَقَدْ عَصَانِیْ ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ (سُنن ابنِ ماجہ، جلد دوم، کتاب الجہاد، باب ۳۹، طاعۃ الامام)۔

۱۱۲
امام الزّمان (۲)　امامِ زمان کی معرفت:۔
حدیث شریف ہے: مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً۔ جو شخص مرجائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیّت کی سی موت ہوگی (لغات الحدیث، جلدِ چہارم، بابُ المیم مع الواوٗ)۔

۱۱۳
امام الزّمان (۳)　امامِ زمان کی معرفت:۔
ارشادِ نبوی ہے: مَنْ مَّاتَ بِغَیْرِ اِمَامٍ مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً۔ جو شخص مرجائے امام (کی اطاعت) کے، بغیر اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔ (مُسند احمد بن حنبل، ۵، حدیث ۱۶۴۳۴)۔ المستدرک، الجزء الاوّل، ۲۵۹ / ۲۵۹ میں بھی دیکھ لیں۔

114

امام الزّمان امامِ زمان کی معرفت:-

(۴)

یہ حدیث شریف کتابِ وجہِ دین، گفتار/ کلام ۳۶ میں اس طرح ہے:
مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً وَالْجَاھِلُ فِی النَّارِ ۔ جو شخص مر جائے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیّت کی سی موت ہوگی اور جاہل و نادان آگ میں ہے۔ یعنی بہشت وہاں ہے جہاں علم کا شہر اور حکمت کا گھر ہے، جس کا دروازہ علیؑ زمانؑ (امامِ وقت) ہے اور جو اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے تو اس کی موت زمانۂ جاہلیت کی موت جیسی ہو جاتی ہے، اور جاہل آتشِ جہالت میں گرفتار ہے۔

115

امام الزّمان امامِ زمان کی معرفت:-

(۵)

(دعائم الاسلام، المجلّد الاوّل، کتاب الولایۃ، ذکر ولایۃ الائمۃ کے حوالے سے) حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس ارشادِ گرامی کے بارے میں فرمایا: من مّات لا یعرف امام دھرہٖ حیّاً مات میتۃً جاھلیّۃً ۔ جو شخص مر جائے در حالے کہ وہ اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانتا ہے تو وہ (زمانۂ) جاہلیّت کی سی موت میں مر جاتا ہے۔ صادقِ آلِ محمدؐ نے فرمایا کہ امامِ زمانہ سے زندہ امام مراد ہے۔

۱۱۶
امام الزّمان (۶) امامِ زمان اور قیامت:-

امامِ جعفر الصّادقؑ نے خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:
یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (۱۷ : ۷۱)
جس دن کہ ہم ہر ایک جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔
آپؑ نے فرمایا کہ اس سے ہر زمانے کا امام مراد ہے۔

۱۱۷
اُمَّـةٌ (۱) جماعت:-

سورۂ بقرہ (۲ : ۲۱۳) میں ارشاد ہے: سب لوگ ایک ہی جماعت تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا۔
سوال: سورۂ فاطر میں فرمایا گیا ہے: اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سُنانے والا نہ گزرا ہو (۳۵ : ۲۴) پھر لوگوں کی یہ اُمتِ واحدہ پیغمبروں کے آنے سے پہلے کہاں تھی؟ اور یہ کس دَور کی بات ہے؟
جواب: چونکہ تصوّرِ آفرینش خط جیسا نہیں بلکہ دائرے کی طرح ہے لہٰذا دائرۂ کلّ پر آگے پیچھے نہیں، مگر ہاں عالمِ عُلوی کو تَقَدُّمِ شَرَفی حاصل ہے، جہاں لوگ بیحرِ نورانی میں صرف ایک ہی اُمت تھے، ہیں، اور ہوں گے۔

۱۱۸ أُمَّـةٌ (۲)

جماعت :-

تمام لوگ عالمِ ذرّ میں ایک ہی اُمّت ہیں، یہی حال نفسِ واحدہ میں بھی ہے اور جسمِ لطیف میں بھی، آپ سورۂ نحل (۱۶: ۱۲۰) میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مثال کو پڑھ سکتے ہیں : بیشک ابراہیم ایک اُمّت تھے خدا کے لئے فرمانبردار اور خاص مُوَحِّد۔

۱۱۹ اَمْثَال (۱)

مثالیں، مانند، تبدُّلِ امثال :-

جو لوگ مرجانے سے قبل مر کر زندہ ہو گئے تھے وہ اس راز کو جانتے تھے کہ موت کے بعد اصل زندگی جسمِ لطیف ہی میں ہے، کیونکہ موجودہ جسم بہشت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا، یہ تو صرف دنیوی زندگی ہی کے قابل ہے اور بس، چنانچہ سورۂ واقعہ (۵۶: ۶۰-۶۱) میں ہے : اور ہم اس سے عاجز نہیں کہ تمہارا تبدُّلِ امثال کریں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کریں جسے تم مطلق نہیں جانتے۔ یعنی تم کو موت کے بعد جسمِ مثالی ملنے والا ہے جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

۱۲۰ اَمْثَال (۲)

مثالیں، مانند، تبدُّلِ امثال :-

یہ پُر از حکمت ربّانی تعلیم سورۂ دھر (۷۶: ۲۸) میں ہے، ہم نے اُن کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں تو ان کا تبدُّلِ امثال کر دیں۔

یعنی ان کو جسمِ کثیف سے جسمِ لطیف میں تبدیل کریں، اس سے یقین آیا کہ جسمِ کثیف بہشت کے قابل نہیں ہے کہ اس میں بہت سی کمزوریاں اور خامیاں ہیں۔

۱۲۱ اَمْثَالَهُمْ **ان کی مثالیں:-**

اور جب ہم چاہیں تو ان کی مثالیں تبدیل کریں گے جیسا کہ تبدیل کرنا ہے۔ اس سے جسمِ مثالی مراد ہے (۲۸:۷۶)۔

۱۲۲ امر **کلمۂ کُن، حکم، عالمِ امر:-**

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ (۱۳: ۲) وہی امر کے پیچھے امر فرماتا رہتا ہے تاکہ ایک آیت سے دوسری آیت الگ رہے۔
سورۂ بنی اسرائیل (۸۵:۱۷) میں رازِ روح کا ذکر ہے کہ یہ عالمِ امر سے آئی ہے، منقطع ہو کر نہیں بلکہ سورج کی شعاعوں کی طرح یا آبِ رواں کی طرح یا نورانی رسّی کی طرح یا بجلی کے کرنٹ کی طرح کہ روح کا سرچشمہ اور بالائی سرا کلمۂ کن میں ہے، جہاں سے زندگی کی نہر ہمیشہ جاری ہے۔

۱۲۳ اَمْرُ اللّٰہ **اللہ کا فرمان، اللہ کا کام:-**

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۳۳: ۳۷) خدا کا فرمانِ ازل عمل

میں آچکا ہے، اس کا کام کیا گیا ہے، یعنی اللہ کے لئے کوئی کام نیا نہیں، ہاں، تجدّدِ امثال کا سلسلہ جاری و ساری ہے، جس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا، اور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

۱۲۴ انبیاء (۱)

پیغمبران:-

لغات الحدیث، جلدِ چہارم، کتاب "ن" میں ہے: اَلْاَنْبِیَآءُ مِائَۃُ اَلْفٍ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا وَالْمُرْسَلُوْنَ مِنْھُمْ ثَلَاثُ مِائَۃٍ وَثَلَاثَۃَ عَشَرَ۔ دنیا میں ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبر آئے ہیں، ان میں رسول (جو صاحبِ شریعت ہوں) تین سو تیرہ گزرے ہیں۔

۱۲۵ انبیاء (۲)

طبقاتِ انبیاء:-

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: پیغمبروں کے چار طبقے ہیں، ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خبر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں، دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز بھی سُنتے ہیں، لیکن بیداری میں کچھ نہیں دیکھتے نہ وہ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے، تیسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سُنتے ہیں اور بیداری میں بھی دیکھتے اور سُنتے ہیں یہ اولوا العزم پیغمبر ہیں، چوتھے وہ پیغمبر جو خواب میں دیکھتے ہیں اور آواز سُنتے ہیں اور فرشتہ کو دیکھتے ہیں۔ (لغات الحدیث، جلد چہارم،

کتاب "ن" ص ۵)۔

۱۲۶
انبیاء (۳)

پیغمبران:۔

حدیثِ شریف ہے: اَنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ الف نبیٍّ واربعۃ وعشرین الف نبیٍّ من ولدِ آدم اِلی القائم۔ کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہو گزرے ہیں اولادِ آدم سے لے کر قائم تک (کتابِ سرائر، ص ۲۰۰)۔

۱۲۷
انسان (۱)

بشر، آدمی:۔

جب کسی سالکِ عارف کو مقامِ دھر میں اللہ کا پاک دیدار ہو جاتا ہے تو وہ بحقیقت فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، اس اعتبار سے اس کا کوئی نام و نشان نہیں ہوتا (۷۶: ۱)۔

خدا نے اپنے قانونِ فطرت کے مطابق ہر انسان کو اس کے ماں باپ کے نطفۂ مخلوط سے پیدا کیا (۷۶: ۲)۔

۱۲۸
انسان (۲)

آدم و آدمی:۔

قرآنِ عظیم میں جس پُرحکمت انداز سے انسان کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس پر درست غور و فکر کرنے سے یہ حقیقت دلنشین ہو جاتی ہے کہ خداوندِ

تبارک و تعالیٰ نے آدم و آدمی یعنی انسان کو اپنے لا ابتدا ولا انتہا معجزات کا سرچشمہ اور بے پایان عجائب و غرائب کا عظیم خزانہ بنا دیا ہے، وہ اصلاً ایک اکیلا شخص ہے مگر فرعاً بے شمار اشخاص کی صورت میں ظاہر ہے، عالمِ وحدت میں دیکھو تو سہی یہ وہاں فردِ واحد ہے، عالمِ کثرت میں ملاحظہ کرو، یہ تو یہاں نفوسِ خلائق کے نام سے جہان بھر میں پھیل گیا ہے، وہ بحکمِ خدا کثیف سے لطیف ہو کر جنّ، پری، فرشتہ اور جامۂ جنّت بن جاتا ہے، اور ان شاء اللہ اس سے بھی اوپر جا سکتا ہے۔

129
انسان (۳)

بشر:۔

انسان کی روحِ کُلّی کس طرح کائنات میں پھیلی ہوئی ہے، اس کو سمجھنے کے لئے پانی کی کُلّیت کا دائرہ سب سے بہترین نمونہ ہے، چنانچہ پانی اگر اپنے مرکز میں ہے تو اس کا نام "سمندر" مشہور ہے، اس میں سے جو پانی لطیف بن کر اُڑ رہا ہو اس کو بخارات کے اسم سے موسوم کیا جاتا ہے، ایسا پانی جب ہواؤں اور فضاؤں کے دوش پر سوار ہو تو وہ بادل کہلاتا ہے جب پانی بادلوں سے برس رہا ہوتا ہے تو برف یا بارش کے نام سے پہچانا جاتا ہے، بلند پہاڑوں پر ذخیرۂ یخ، گلیشیر، چشمہ، ندی، نالہ، نہر، تالاب، کنواں، جھیل، دریا، وغیرہ سب کے سب ایک ہی پانی کے مختلف اجزاء کے اسماء ہیں، چنانچہ عالمِ انسانیت وہ بحرِ گوہر زا ہے

جس کے دائرۂ کلیّت سے نہ جنّ و پری الگ ہیں اور نہ فرشتے۔

۱۳۰ اَنْفُس
عالمِ شخصی، عوالمِ شخصی:۔
جب مادّی سائنس کی برکتوں سے اہلِ دُنیا کو طرح طرح کی سہولتیں مہیّا ہو رہی ہیں جن کی تعریف بیان سے باہر ہے، تو پھر جب عالمِ شخصی میں روحانی سائنس کا ظہور ہوگا اس وقت بنی نوعِ انسان کو کیسے کیسے عظیم فائدے حاصل ہوں گے (۴۱: ۵۳)۔

۱۳۱ اَوَّاہ
نرم دل، آہ و زاری کرنے والا، دعا کرنے والا:۔
سُورۂ توبہ (۹: ۱۱۴) میں ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔ واقعی ابراہیمؑ بڑے نرم دل (اور آہ و زاری کرنے والے) تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت ارشاد کا منشا یہ ہے کہ مومنین حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے نقشِ قدم پر چلیں تاکہ انہیں روحانی ترقّی اور خدا کی نزدیکی نصیب ہو۔

۱۳۲ اَوْرَثْنَا
ہم نے وارث بنایا، یعنی قرآن کے وارث:۔
سورۂ فاطر (۳۵: ۳۲) میں ارشاد ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا۔ پس جب تک

دنیا میں کتاب یعنی قرآن ہے تب تک اس کے وارث بھی ہیں، اور وہ زمانے کا امامؑ ہے، اور اس بات کی کیا دلیل ہے کہ صرف امامِ زمانؑ ہی قرآن کا وارث ہے؟ دلیل یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے امام علیہ السّلام کو جس طرح قرآن کی نورانیت و تاویل سے نوازا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، الحمد للہ رب العالمین۔

۱۳۳ اُولی الامر (۱)

صاحبانِ امر، حضراتِ أئمّہ علیہم السّلام:-

آیۂ اطاعت کا ترجمہ: اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں (۴: ۵۹) یعنی خدا اور رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ أئمۂ آلِ محمدؐ کی اطاعت بھی فرض ہے، جن کی امامت قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اس کے برعکس دنیوی سلاطین و حکام اولوا الامر نہیں ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی اسلام کے مثالی زمانے (یعنی زمانۂ نبوّت) میں اس کا کوئی نمونہ مل سکتا ہے۔

مذکورۂ بالا آیت (۴: ۵۹) سورۂ نساء کے اسی رکوعِ ہشتم میں ہے جس میں آلِ ابراہیمؑ کو کتاب، حکمت اور ملکِ عظیم عطا ہونے کا ذکر ہے (۴: ۵۴) پس مضمونِ رکوع کے مطابق یہاں آلِ ابراہیمؑ سے مراد محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔

۱۳۴
اُولی الامر (۲)　**آئمۂ آلِ مُحمّدؑ:۔**

آیۂ اطاعت کے دوسرے حصّے کا ترجمہ: اور اگر تم (اولی الامر کی شناخت کی) کسی بات میں جھگڑا کرو تو اس امر میں خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو (یعنی پھر سے قرآن و حدیث میں دیکھو) اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہی (تمہارے حق میں) بہتر ہے اور تاویل کے اعتبار سے بھی بہت ہی اچھا ہے (۴:۵۹)۔

۱۳۵
اُولی الایدی　**ہاتھوں والے:۔**

اور (اے رسولؐ) ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے (۳۸:۴۵) یعنی ان کو یداللہ اور عین اللہ کا عظیم مرتبہ حاصل ہوا تھا، اور یہ عالمِ وحدت کے اسرار میں سے ہیں۔

۱۳۶
اُولِی بَاْسٍ　**جنگ والے:۔**

اُولِی بَاْسٍ شَدِیْدٍ۔ بڑی سخت جنگ لڑنے والے (۱۷:۵) یعنی روحانی لشکر، جن کا ذکر سورۂ مائدہ (۵:۵۴) میں بھی ہے، اور اس مثالی لشکر کا نام یاجوج و ماجوج بھی ہے قرآنِ کریم میں روحانی لشکر کا نمایاں ذکر تو بہت سے مقامات پر موجود ہے۔

۱۳۷
اَوْلِیَآءٌ
(۱)

خدا کے خاص دوست:-

خدا کے خاص دوستوں کے بارے میں ارشاد ہے: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ (۱۰: ۶۲) سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ یہ اولیائے خدا آئمۂ آلِ محمدؐ ہی ہیں، جن کو خداوندِ عالم نے قرآنِ عظیم کے تاویلی معجزات دے کر سرفراز فرمایا ہے، کیونکہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سب سے بڑا معجزہ جو عقلی، علمی، اور دائمی ہے وہ یقیناً قرآنِ حکیم ہی ہے، جس کے دو پہلو ہیں، تنزیل اور تاویل، تنزیل سے آنحضرتؐ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا، اور تاویل کے لئے اپنا جانشین مقرّر فرمایا۔

۱۳۸
اَوْلِیَآءٌ
(۲)

دوستانِ خدا:-

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ (۱۰: ۶۲) آگاہ رہو اس میں شک نہیں کہ دوستانِ خدا پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یاد رہے کہ خوف کا تعلّق مستقبل سے ہے اور غم کا تعلّق ماضی سے ہے، مثلاً ایک عام انسان آنے والی بیماری اور موت سے ڈرتا ہے جو مستقبل کی طرف ہے، اور اپنی جوانی کی خوبیوں کے زوال پر غمگین ہو جاتا ہے جو ماضی کی جانب ہیں، اس کے برعکس خدا کے اولیاء علمی اور عرفانی طور پر خوب مطمئن ہیں، کیونکہ وہ اگرچہ جسماً دنیا

یں ہیں، لیکن روحاً و عقلاً بہشت میں ہیں۔

۱۳۹ اَوْلِیَآء (۳) **دوستانِ خدا:-**

یہ وہ لوگ ہیں جو (حقیقی معنوں میں) ایمان لاتے اور (خدا سے) ڈرتے تھے، ان ہی لوگوں کے واسطے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت ہے، خدا کے کلماتِ تامات اَدل بَدل نہیں ہوا کرتے، یہی تو بڑی کامیابی ہے (۱۰: ۶۳-۶۴)

سوال: اولیاء کو بہشت کی خوشخبری کس طرح دی جاتی ہے؟ جب بہشت میں سب کچھ موجود ہے تو پھر مزید کس چیز کی خوشخبری ہو سکتی ہے؟ یہاں کلماتِ تامات کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں کیا حکمت ہو سکتی ہے؟

۱۴۰ اَوْلِیَآء (۴) **دوستانِ خدا:-**

جواب: انفرادی قیامت اور کمالِ روحانیت، ہی بہشت کی عملی خوشخبری ہے، بہشت خود بھی لاانتہا بہشتوں کے لئے بشارت ہے، کلماتِ تامات میں خداوندِ عالم کے ملکِ قدیم کے اسرار پنہاں ہیں۔

۱۴۱ اَوْلِیَآءَ اللّٰہ (۱) **خدا کے دوست، دوستانِ خدا:-**

سورۂ یونس (۱۰: ۶۲-۶۴) میں اَوْلِیَآءَ اللّٰہ (دوستانِ خدا) کا

ذکرِ جمیل فرمایا گیا ہے، ان آیاتِ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: آگاہ رہو اس میں شک نہیں کہ دوستانِ خدا پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو (بحقیقت) ایمان لائے اور (خدا سے) ڈرتے تھے، ان ہی لوگوں کے واسطے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے، خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی، یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے (۱۰: ۶۲-۶۴)۔

۱۴۲
اَوْلِیَآءَ اللّٰہ (۲)　　ائمّۂ اہلِ بیتؑ:

سوال: یہ برگزیدہ حضرات کون ہیں؟ اس کے علاوہ ان کی مزید شناخت کیا ہے؟ ان کو خوف و غم کیوں نہیں؟ خوشخبری کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ کلمات کیا ہیں؟

جواب: ائمۂ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام، آیات و احادیث دربارۂ ولایتِ علی علیہ السّلام، خوف و غم کا قانون قیامت تک جاری ہے، چونکہ اولیاء اللہ دنیوی زندگی ہی میں تجربۂ ذاتی قیامت سے گزر جاتے ہیں، اس لئے ان کے خوف و غم کا خاتمہ ہو جاتا ہے، خوشخبری ذاتی قیامت کی شکل میں ملتی ہے، اور کلمات سے اللہ کے کلماتِ تامّات مراد ہیں، جن میں علم و حکمت کے نمونے اور اصل بشارت ہے۔

۱۴۳
اَوْلِیَآءُ اللّٰہ (۲) **سلمان فارسی جیسے مومنین:۔**

سوال، کیا خدا، رسولؐ اور أئمۂ ھُدا (ع) کا یہی منشا ہے کہ صرف ایک ہی خاندان سے اولیاء اللہ ہوتے جائیں؟ جواب: نہیں نہیں، یہ حضرات نمونۂ ہدایت، صراطِ مستقیم، اور دروازۂ نبیؐ ہیں، پس جو بھی سلمان فارسی کی طرح عشق و محبت سے ان میں فنا ہو جائے، وہ خدا کے ان خاص دوستوں میں سے ہو جائے گا۔

۱۴۴
اَھْلَ الْبَیْت (۱) **اھلِ بیتِ محمدؐ:۔**

سورۂ احزاب (۳۳: ۳۳) میں ارشاد ہے، اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔

اہلِ بیت سے خود رسول اللہ، حضرتِ علی، حضرتِ فاطمہ، حضرتِ حسن اور حضرتِ حسین صلوات اللہ علیہم مراد ہیں (صحیح مسلم جلدِ ششم، کتاب الفضائل)۔

۱۴۵
اَهْلَ الْبَیْت (۲)

اہلِ بیتِ رسولؐ:۔

حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دو گھر تھے، ایک خانۂ ظاہر، اور دوسرا خانۂ باطن، جو نورانیت کا گھر تھا، چنانچہ مذکورہ آیۂ مقدسہ میں خانۂ نورانیت کا ذکر ہے، جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے "دار الحکمۃ" کا لفظ استعمال فرمایا۔

۱۴۶
اَهْلَ الْبَیْت (۳)

اہلِ بیتِ پیغمبرؐ:۔

أئمۂ آلِ محمدؐ صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سب خانۂ روحانیت و نورانیت میں داخل ہیں، لہٰذا ہر امام اہلِ بیتِ رسول کہلاتا ہے جبکہ سلمان فارسی ایک حقیقی مومن کی حیثیت سے اہلِ بیت میں شامل ہو گیا، تو پھر أئمۂ طاہرین (حاملانِ نور)، کے اہلِ بیت میں شامل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۱۴۷
اَهْلَ الْبَیْت (۴)

محمدؐ و آلِ محمدؐ:۔

اسماعیلی مذہب میں ایک مخفی اصطلاح ہے، وہ ہے "بیت الخیال"، یعنی خیال کا نورانی گھر، جس میں داخل ہو جانے کے لئے اسمِ اعظم کی خصوصی عبادت کی جاتی ہے، یہ روحانیت و نورانیت کا گھر دراصل محمدؐ و آلِ محمدؐ کا گھر ہے، جس میں جو بھی داخل ہو سکے وہ سلمان فارسی ہی

کی طرح اہلِ بیت میں سے ہو جاتا ہے، جس کے بارے میں حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوٰۃ اللہ علیہ نے عالیشان تعلیمات دی ہیں، جو درجِ ذیل ہیں:۔

۱۴۸ اَھْلَ البَیْت (۵)

سلمان الخیر سلمان فارسی:۔

"آپ کا مکان کتنا عالیشان ہے، اس کا آپ کو علم نہیں ہے، سلمان فارسی اہلِ بیت آپ جیسا تھا، پیغمبرؐ فرماتے تھے کہ سلمان فارسی اہلِ بیت جیسا اچھا تھا، وہ اپنے اصل مکان پر پہنچا، سلمان فارسی بھی آپ جیسا انسان تھا، آپ بھی عبادت کر کے سلمان فارسی جیسے بن سکتے ہیں، آپ عبادت کریں تو پیر صدر الدّین جیسے ہو سکتے ہیں۔"

(حضرت امام سلطان محمد شاہؑ کا ارشاد: جام نگر، ۶/۴/۱۹۰۰ء)۔

۱۴۹ اَھْلَ البَیْت (۶)

سلمان فارسی:۔

"دیکھیں مرتضیٰ علی کے اصحاب سلمان جیسے تھے، وہ سلمان فارسی ایرانی تھا، پھر بھی اس نے عبادت بندگی کی بدولت اہلِ بیت کا درجہ حاصل کیا، آپ بھی ایسی ہی ہمت کریں، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ ایسے نہ بن سکیں، فقط آپ کی اپنی ناہمتی ہے، آپ کے دل میں ہمت ہونی چاہیئے۔"

(حضرت امام سلطان محمد شاہؑ کا ارشاد: ۱۹/۱۰/۱۹۰۳ء)۔

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۱۵۰
اَھْلَ الْبَیْت (۷)

اھلِ بیتِ پیغمبر:۔

سورۂ یونس (۱۰: ۸۷) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السّلام کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لئے مصر (شہر، عالمِ شخصی) میں گھر تیار کریں اور ان گھروں کو قبلہ ٹھہرائیں (پھر ان کو روحانی ترقی دے کر خدا کے گھر کا درجہ دیں) اور نماز قائم کریں اور مومنین کے لئے خوشخبری دیں۔

اس کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے پیغمبر اکرم اور علیؑ زمان علیہما السّلام کو حکم دیا ہے کہ مومنین کے باطن میں بیت الخیال (خیال کا نورانی گھر) تیار کریں۔

۱۵۱
اَھْلَ الْبَیْت (۸)

آلِ محمّد آلِ عبا:۔

حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حسنؑ و حسینؑ، علیؑ اور فاطمہؑ کو ایک چادر اوڑھائی اور دعا کی کہ یا اللہ! یہ میرے اہل بیت اور خاص لوگ ہیں ان سے ناپاکی کو دُور رکھ، انہیں اچھی طرح پاک کر دے، اُمِ سلمہ نے عرض کیا، میں بھی ان کے ساتھ ہوں، آپؐ نے فرمایا، تم خیر ہی پر ہو۔
(جامع ترمذی جلدِ دوم، ابواب المناقب، حدیث ۳۶۴۲)۔

۱۵۲
اَھْلَ الْبَیت (۹)

اھلِ بیتِ رسولؐ :-

آیۂ مباہلہ کا ترجمہ :- "پھر جب تمہارے پاس علم آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ (اچھا میدان میں) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر اخدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (۳ : ۶۱)"۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرتِ علیؑ، اور حضرت فاطمہؑ اور حضرتِ حسنؑ و حضرتِ حسینؑ کو بلایا پھر فرمایا یا اللہ! یہ میرے اہلِ (بیت) ہیں۔ (صحیح مسلم، جلدِ ششم، کتاب الفضائل)۔

۱۵۳
اَھْلَ الذِّکر (۱)

ذکر والے، أئمّۂ آلِ محمّدؐ :-

سورۂ انبیاء (۲۱ : ۷) میں ہے: اور اے نبیؐ، تم سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ یہ اہلِ ذکر کون ہیں جو نبوت و رسالت کے مجملہ اسرار سے واقف و آگاہ ہونے کی وجہ سے پیغمبروں سے متعلق ہر سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟ یہ حضرات أئمّۂ آلِ محمّدؐ ہی ہیں، جن کا سلسلۂ پاک قیامۃ القیامات تک جاری ہے۔

۱۵۴
اھل الذّکر (۲) أئمّۂ طاھرین:۔

ذکر حضرتِ رسولؐ کا نام ہے (۶۵: ۱۰۔۱۱) اہلِ ذکر خاندانِ رسولؐ ہیں، ذکر قرآن ہے (۲۱: ۵۰)، اہلِ ذکر اہلِ قرآن ہیں، ذکر اسمِ اعظم ہے یعنی اسماء الحسنیٰ، اور اہلِ ذکر (اسمِ اعظم والے) أئمّۂ طاہرین ہیں، پس اہلِ ذکر سے أئمّۂ ھُدا مراد ہیں، جو علمِ لدُنّی کی دولت سے مالا مال ہیں، اور وہ ہر مشکل علمی سوال کا جواب بہ آسانی دے سکتے ہیں۔

۱۵۵
اھل الذّکر (۳) اِمامانِ حق:۔

یہاں کا طریقِ سوال عام نہیں بلکہ خاص ہے، وہ یہ ہے کہ آپ علم الیقین اور عبادت سے بھر پور فائدہ حاصل کریں، پھر مظہرِ نورِ خدا (امامِ زمانؑ) کی دانشگاہِ روحانی میں داخل ہو جائیں، یہ صرف اسمِ اعظم ہی کی زبردست ریاضت سے ممکن ہے، اگر آپ کو خوش بختی سے کامیابی نصیب ہو جاتی ہے تو آپ کا یہ بیمثال عمل خود ایک ایسا بڑا علمی سوال ہے، جس میں لاکھوں سوالات سمائے ہوئے ہیں، اور اگر ایسا کام نہ کیا گیا تو گویا اہلِ ذکر سے خدائی قانون کے مطابق کوئی علمی سوال ہی نہ ہوا۔

۱۵۶
اَھِلَّۃ (۱) نئے چاند، واحد ھلال:۔

سورۂ بقرہ (۲: ۱۸۹) میں ہے: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ ط

قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہدو کہ وہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت بتانے کا آلہ ہیں۔ اس کی چند حکمتیں یہ ہیں:۔

(۱) سورج نورِ ازل کی مثال ہے اور نیا چاند اس کے مظہرِ زمانہ کا نورانی تولُّد ہے (۲) سورج پیغمبر اکرمؐ کی دلیل ہے اور چاند امامِ زمانؑ کی علامت ہے (۳) ہر چیز کا تجدّد ہوتا ہے لیکن چاند کا تجدّد نمایاں ہے۔

۱۵۷ اَھِلَّۃ (۲)

نئے چاندوں کی حکمت:۔

(۴) سورج کا زبانِ حال سے کہنا ہے کہ مجموعی طور پر خدا کی سُنّت میں کوئی تبدیلی نہیں، چاند کہتا ہے کہ ذیلی طور پر ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے (۵) سورج اس حقیقت کی شہادت ہے کہ اللہ کی ایک ہی بادشاہی کافی وافی ہے، نیا چاند یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہر عالمِ شخصی میں کائناتی سلطنت کی ایک کاپی ہے (۶) آفرینش ظاہراً سورج کی طرح ایک بار ہوئی لیکن باطناً نئے چاندوں کی طرح یہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔

۱۵۸ اَھِلَّۃ (۳)

نئے چاندوں کی حکمت:۔

(۷) دُنیا میں مادّی روشنی کے ذریعے دو ہیں، دن کے وقت سورج

اور رات کے وقت چاند، اسی طرح دین میں نورِ ہدایت کے سرچشمے دو ہیں، ظاہر میں رسولؐ اور باطن میں امامِ زمانؑ (۸)، پہلے ناطق سورج ہے اساس چاند، پھر اساس آفتاب ہے امام ماہتاب، پھر امام شمس ہے باب قمر (۹) جب مؤمن کے نور کا چاند مرتبۂ عقل پر جا کر بدرِ منیر ہو جاتا ہے تب اس کو دیدارِ اقدس اور حجِّ اکبر کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے، یہ اشارہ لفظِ مواقیت اور حج میں موجود ہے۔

۱۵۹
اَھِلَّـۃ (۴) حکمتِ ہلال:۔

(۱۰) "تھوسؔ گتُوجوؔ، بینؔ شروجوؔ" یہ زمانۂ قدیم سے رُویتِ ہلال کی ایک دعا تھی، روحانی نے بار بار خاص طور سے پڑھ کر اس کی عظیم حکمتوں کی طرف توجہ دلائی (۱۱) چاند مثال کے طور پر ہر بار نیا لباس پہنتا ہے مگر اس کا کام وہی ہے، چنانچہ حضرتِ امام ہر زمانے میں جامہ تبدیل کرتا ہے، لیکن اس کے پاس علمِ قدیم وہی ہے (۱۲) اس دعا میں جسم و جان کی تازگی اور عقلی نعمت مطلوب ہے۔

۱۶۰
ایّامُ اللّٰہ (۱) خدا کے دن:۔

حق تعالیٰ کے سات دن یہ ہیں: چھ ناطق اور قائم علیہم السّلام، ان کی روحانیت و نورانیت عارفین و کاملین کے عالمِ شخصی میں دیکھی

جا سکتی ہے، جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔ اور انہیں خدا کے وہ زندہ اور نورانی دن یاد دلاؤ جن میں علم و حکمت کے معجزے ہوئے تھے (۱۴: ۵)۔

۱۶۱
ایّام اللّٰہ (۲) خدا کے دن:-

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (۱۴: ۵) یقیناً اس طریق کار میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے معجزے ہی معجزے ہیں۔ صبّار وہ شخص ہے جو راہِ روحانیت کی شدید آزمائشوں میں صبر کرنے کی ہمّت رکھتا ہے اور شکور کے یہ معنی ہیں کہ وہ علم و عمل سے روحانی اور عقلانی نعمتوں کی قدر دانی کرتا ہے۔

۱۶۲
اَیَّدَھُمْ ان کی تائید کی ہے، مدد فرمائی ہے:-

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور اپنی ایک خاص روح سے ان کی تائید کی ہے (۵۸: ۲۲)، پوری آیت اور ماقبل کو قرآن میں پڑھ لیں۔

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلِقَلْبِهٖ اُذُنَانِ فِیْ جَوْفِهٖ: اُذُنٌ يَنْفُثُ فِيْهَا الْوَسْوَاسُ الْخَنَّاسُ، وَاُذُنٌ يَنْفُثُ فِيْهَا الْمَلَكُ، فَيُؤَيِّدُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ

بِالْمَلَكِ فَذَالِكَ قَوْلُهُ: وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔
ہر مومن کے باطن میں دل کے دو کان ہوتے ہیں ایک میں شیطان اپنے وسوسہ کی پھونک مارتا ہے اور دوسرے میں فرشتہ توفیق پھونکتا ہے پس خدا فرشتے سے مؤمن کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اور اپنی ایک خاص روح سے ان کی تائید کی ہے (۵۸: ۲۲) (الشّافی، جلد چہارم، ص ۲۰۵، نیز المیزان، ۱۹، ص ۱۹۸)۔

۱۶۳ ایمان

ایمان:-

حدیثِ شریف ہے: اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ۔
ایمان یمن سے نکلا ہے اور حکمت بھی یمن ہی کی ہے (لغات الحدیث، باب الیاء مع المیم) اس کی ایک تاویل یہ ہے: ایمان باعثِ برکت ہے اور حکمت اس پر مزید باعثِ برکت ہے، پس ایمان اور حکمت دونوں ضروری ہیں۔

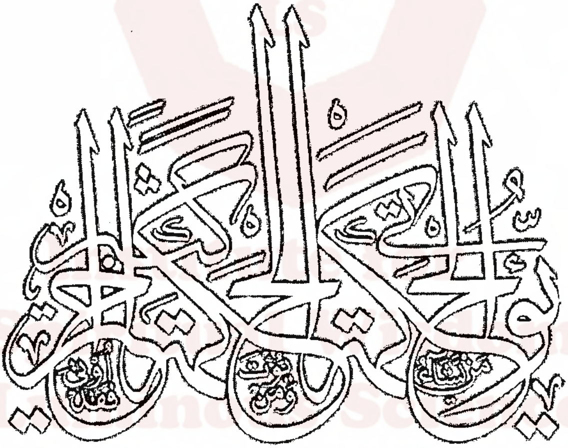

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الباء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

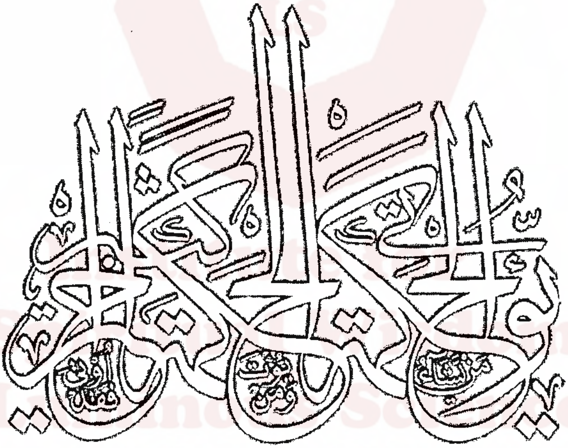

ISW
Knowledge for a united humanity

۱۶۴
بَثَّ (۱)

اُس نے بکھیرا:۔

خداوندِ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان دونوں میں جانداروں کو پھیلا دیا (۴۲: ۲۹) اس سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوا کہ کائنات کے ہر ستارے پر مخلوقات موجود ہیں، مگر ہاں، لطیف مخلوق کی بڑی کثرت ہے، جو دکھائی نہیں دیتی ہے۔

۱۶۵
بَثَّ (۲)

اُس نے بکھیرا، پھیلا یا:۔

یہ سورۂ شوریٰ کی ایک آیت ہے: وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْھِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ (۴۲: ۲۹) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان دونوں میں پھیلائے۔ اس قرآنی دلیل سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ کائنات کا کوئی حصہ مخلوقات سے خالی نہیں، عالمگیر روح کو حیات و بقا کا بحرِ محیط مان لیں، اور زندگی کے ایسے بے پایان سمندر کے ہر قطرے کو ایک مخلوق سمجھ لیں، سو عجب نہیں کہ آسمانوں اور ستاروں پر لطیف مخلوقات ہوں۔

۱۶۶
بَدِیْع (۱)

موجِد، ایجاد کرنے والا:۔

سورۂ بقرہ (۲: ۱۱۷) میں ارشاد ہے: بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(خدائے تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اللہ کی اس صفت کا خاص تعلق عالمِ امر سے ہے کہ وہ مُبْدِع ہے اور جب چاہے تو کُنْ فرما کر کسی چیز کی اِبداع کرتا ہے۔

۱۶۷
بَدِیْع
(۲)

ایجاد کرنے والا، مُبدِع ۔

سورۂ انعام (۶: ۱۰۱) میں ہے: وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے؟ حالانکہ اس کی کوئی بی بی تو ہے ہی نہیں۔ ایک ہے عالمِ خلق، یعنی یہ جہان جو کثیف ہے، اور دوسرا ہے عالمِ امر، یعنی وہ جہان جو لطیف ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (۷: ۵۴) یاد رکھو کہ خدا ہی کے لئے خاص ہے عالمِ خلق اور عالمِ امر، وہ خدا جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے۔ یعنی عالمِ خلق بھی اور عالمِ امر بھی اسی کے ہیں، لہٰذا اس کے پاس بے پایان برکتیں ہیں۔

۱۶۸
بَدِیْع
(۳)

عجیب و غریب

رَوِّحُوْا اَنْفُسَكُمْ بِبَدِیْعِ الْحِكْمَةِ فَاِنَّهَا تَكِلُّ كَمَا تَكِلُّ الْاَبْدَانُ۔ حکمت کی عجیب و غریب باتوں سے اپنی جانوں کو راحت دو کیونکہ جانیں بھی اس طرح سے تھک جاتی ہیں جیسے بدن تھک

ہو جاتے ہیں (لُغات الحدیث، جلدِ اوّل، کتاب "ب" ص ۲۹)۔ یعنی جانوں کی راحت، قوّت، اور تکمیل علم و حکمت کے عجائب و غرائب سے ہوا کرتی ہے، جس طرح اجسام کی لذّت، خوشی، اور نشو و نما کے لئے ظاہری غذائیں ضروری ہوتی ہیں۔

۱۶۹
بُرُوج
تاروں کے بُرج۔

سورۂ بروج کے شروع (۸۵: ۱-۳) میں پڑھ لیں: آسمان کی قسم جس میں (بارہ) بُرج ہیں، اور اس دن کی (قسم) جس کا وعدہ ہے، اور گواہ کی (قسم) اور اس کی (قسم) جس کی گواہی دی گئی ہے۔

فلک البُرُوج سے امامِ زمان مراد ہے، جس کے بارہ حجّت ہوتے ہیں، وعدے کا دن قائم القیامت ہے، گواہی دینے والا اساس اور جس کے لئے گواہی دی گئی ہے وہ ناطق ہے۔

۱۷۰
بِسْمِ اللّٰہ
اللّٰہ کے نام کے ساتھ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ھو اسم من اسماء اللّٰہ وما بینہ وبین اسم اللّٰہ الاکبر الّا کما بین سواد العین وبیاضھا من القرب۔ وہ اللہ کے ناموں میں

سے ایک (بزرگ) نام ہے خدا اور اس کے اسمِ اکبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں مگر حقیقت ایسی ہے جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کے درمیان قرب و اتّصال ہے۔ یہ اللہ کے زندہ اسمِ اعظم کی ایک مثال ہے۔ (المستدرک، کتاب فضائل القرآن، ۲۰۲۷/۸)
مزید تاویلی حکمت کے لئے رجوع کریں؛ کتابِ وجہِ دین، کلام: ۱۴۰۔

۱۷۱
بَعْدِ عِلْمٍ — **علم کے بعد، پیچھے، دُور۔**

قرآنِ حکیم میں ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا ہر چیز کا بیان اور ہر سوال کا جوابِ باصواب موجود ہے (۱۶: ۸۹) چنانچہ اس میں یہ بہت بڑا راز بھی ہے کہ مشاہداتِ روحانیت کے آخری درجے پر عقل اور علم کا سرچشمہ آتا ہے اور اس کے بعد کوئی چیز نہیں (لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا۔ ۲۲: ۵)۔ یعنی خداوندِ عالم کے خزانۂ علم میں ہر شیٔ محدود و موجود ہے، اس سے باہر اور برتر کوئی چیز نہیں۔

۱۷۲
بَغْتَةً — **اچانک، ناگاہ، ناگہان۔**

قیامت کے بارے میں جاننے کے لئے سب سے پہلے علم الیقین ضروری ہے اس کی ایک کلید بَغْتَةً (اچانک) ہے، لیکن دیکھنا ہوگا کہ یہ لفظ قرآنِ حکیم میں کس طرح استعمال ہوا ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بَغْتَةً

قرآنِ عظیم کے تیرہ ۱۳ مقامات پر آیا ہے، ان میں سے ایک جگہ بَغْتَۃً بمقابلۂ جَھْرَۃً (کھلّم کھُلا) استعمال ہوا ہے (۶: ۴۷) تو یہاں سے معلوم ہوا کہ بَغْتَۃً کا مطلب ہے مخفی اور باطن، اور چھ مقام پر بَغْتَۃً شعور کے مقابلے میں آیا ہے، تو بَغْتَۃً کے معنی ہوئے غیر شعوری حالت۔ پس قیامت عوام النّاس اور اکثریت کے اعتبار سے مخفی اور غیر شعوری طریق پر آتی رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہُوا کہ قیامت دراصل انتہائی عظیم باطنی اور روحانی واقعہ ہے۔

۱۷۳
بِغَیرِ حساب (۱) قیامت کے حساب کتاب کے بغیر:۔

ایک حدیثِ شریف کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ تین قسم کے لوگ قیامت کے حساب کتاب کے بغیر بہشت میں داخل کر دیئے جائیں گے، وہ یہ ہیں: اہلِ فضل، اہلِ صبر اور جیران اللہ (خدا کے ہمسائے)، یعنی علم الیقین والے، عین الیقین والے اور حق الیقین والے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: دعائم الاسلام، حصّۂ دوم، کتابُ العطایا، ۳۔ ذکر تباذل و تواصل)۔

۱۷۴
بِغَیرِ حِسَابٍ (۲) قیامت کے حساب کتاب کے بغیر۔

مریم سلامُ اللہ علیہا نے کہا: اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۳: ۳۷)

یعنی اللہ جس کو چاہے قیامت کے حساب کتاب کے بغیر بھی بہشت کا علم عطا کر سکتا ہے۔

۱۷۵ بُکِیّ رونے والے، واحد باکی:۔

سورۂ مریم (۱۹: ۵۸) میں انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کی نرم دلی، عاجزی اور گریہ و زاری کا ذکرِ جمیل اس طرح آیا ہے: اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا۔ جب ان کے سامنے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔
ایک ہوتا ہے مستانہ عشق، دوسرا ہوتا ہے دیوانہ عشق، پھر عاجزانہ، عارفانہ اور شاکرانہ عشق، اب آپ ہی بتائیں کہ ان حضرات میں کونسا عشق تھا؟

۱۷۶ بَلَد شہر:۔

سورۂ بلد کی چار ابتدائی آیاتِ کریمہ (۹۰: ۱-۴) کو پڑھیں: نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی، اور تم بالآخر اس شہر میں اُترنے والے ہو، اور قسم کھاتا ہوں باپ کی، اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی، درحقیقت ہم نے انسان کو مشقّت میں پیدا کیا ہے۔
شہرِ مکّہ سے اساس مراد ہے، جس میں رسولؐ کا نور منتقل ہونے والا تھا،

باپ سے عقلِ کُل مراد ہے، اور اولاد نفسِ کل ہے، اس قسم کے بعد فرمایا گیا کہ انسان کی روحانی تخلیق مشقّت و ریاضت ہی سے ہوتی ہے۔

۱۷۷
بنی آدم
(۱)

اولادِ آدم :-

یہ بات خوب یاد رہے کہ خدا کے نزدیک بنی آدم وہ حضرات ہیں جن کو حضرت آدم خلیفۃ اللہ علیہ السّلام کی سی خصوصیات عطا ہوئی ہیں، اور وہ انبیاء و اولیا علیہم السّلام اور عارفین ہیں، جیسے سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۷۰) میں ہے: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزّت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور ہم نے ان کو لطیف غذائیں عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔

۱۷۸
بنی آدم
(۲)

اولادِ آدم :-

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (۷: ۳۱)
اے بنی آدمؑ، ہر عبادت کے موقع پر اپنی (باطنی اور روحانی) زینت سے آراستہ رہو۔ جو مومنین بحقیقت بنی آدم ہو چکے ہیں، اُن کا عالمِ شخصی روحانی آبادی سے پُربہار ہو گیا ہے، چنانچہ دورانِ عبادت ان کا باطن کسی بھی درجے میں رونق افروز اور منوّر ہو جاتا ہے۔

۱۷۹
بُورِكَ

وہ برکت دیا گیا:۔

سورۂ نمل (۲۷: ۸) کی اِس عظیم حکمت میں غور و فکر کریں: پھر جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس آئے تو ان کو آواز آئی کہ برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے گرد ہیں اور پاک ہے وہ خدا جو عوالمِ شخصی کا پروردگار ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ بُورِكَ کی صفت ذاتِ سُبحان کے لئے نہیں، بلکہ یہ نورِ مُنزّل کی تعریف ہے جو نورِ یک حقیقت ہے۔

۱۸۰
بِئرُ

کُنواں:۔

قرآنِ حکیم میں عالمِ شخصی کی مختلف مثالوں کی فراوانی ہے، من جملہ وہ ایک مرکزی قریہ (بستی) کی طرح بھی ہے۔ جس میں آبِ شیرین کا ایک کنواں بھی موجود ہے اور ایک عالیشان محل بھی ہے (۲۲: ۴۵) کنویں سے سرچشمۂ علم مراد ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، اور محل اِس حقیقت کی دلیل و علامت ہے کہ ہر عالمِ شخصی میں ایک روحانی سلطنت کا امکان ہے، اگر کسی نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو یہ سب کچھ برباد ہو جائے گا۔

۱۸۱
بیت

گھر:۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ (۲۲: ۲۶) اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتلا دی۔ اس آیۂ شریفہ کا باطن یہ

ہے کہ خداوندِ عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے عالمِ شخصی میں بیت اللہ بنا دیا، کیونکہ آپؑ امام تھے (۲ : ۱۲۴)۔

۱۸۲
بیتُ العتیق **قدیم گھر، خانۂ کعبہ، امامؑ کا مرتبہ:۔**

سُورۂ حجّ (۲۲ : ۲۹) میں دیکھ لیں: پھر چاہیئے کہ دُور کریں اپنی میل کچیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں ایسے گھر کا جو بہت قدیم ہے (۲۲ : ۲۹)، بیت العتیق، قدیم گھر، خانۂ کعبہ جو عبادتِ الٰہی کے لئے دنیا میں سب سے پہلا مقام اور مکان ہے جسے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدا کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا۔ یہ مثال ہے اور اس کا ممثول امام علیہ السّلام ہے۔

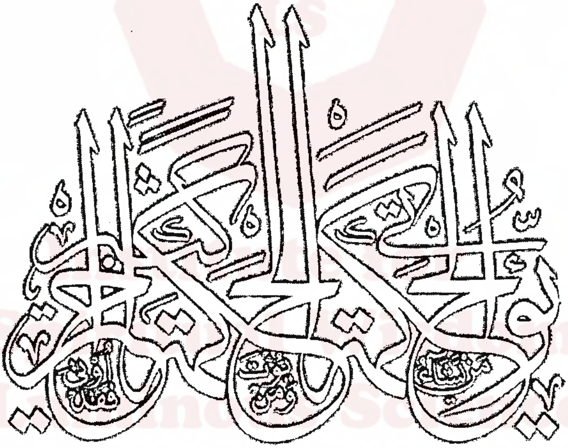

Knowledge for a united humanity

بابُ التّاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

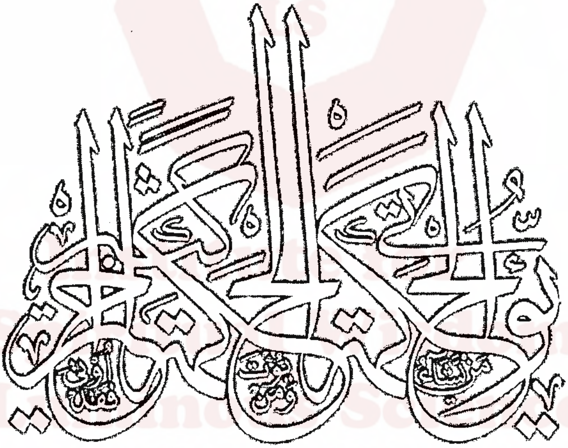

ISW
Knowledge for a united humanity

۱۸۳ **تَابُوت** — **صندوق، تابوتِ سکینہ:۔**

سورۂ بقرہ (۲: ۲۴۸) میں جیسے ارشاد ہوا ہے اس کا تاویلی مفہوم اس طرح ہے: تابوت (صندوق) سے مجموعۂ معجزاتِ روحانی مراد ہے، جس میں رب العزّت کی جانب سے روحی و عقلی تسکین ہے، اور نبوّت و امامت کے علمی تبرکات ہیں، چونکہ صندوقِ سکینہ روحانی ہی ہے، لہٰذا اسے لے آنا فرشتوں کا کام ہے، یہ باطنی معجزہ امامِ عالیمقامؑ کی روحانی سلطنت کی دلیل ہے۔

۱۸۴ **تأوِیل (۱)** — **اوّل کی طرف پھیرنا، باطنی معنی، حکمت:۔**

تاویل لفظِ "اوّل" سے ماخوذ ہے، جس کے لُغوی معنی ہیں کسی چیز کو اوّل کی طرف پھیرنا، اور اصطلاحاً کسی کلام کے باطنی معنی بیان کرنے کو کہتے ہیں، پس تاویل حکمتِ باطن ہے۔

۱۸۵ **تأوِیل (۲)** — **علمِ لَدُنّی:۔**

تاویل کا ایک قرآنی نام "علمِ لَدُنّی" ہے، جیسا کہ اللہ کے اُس بندۂ خاص کو علمِ لَدُنّی عطا ہوا تھا جو دو دریاؤں کے سنگم پر رہتا تھا (۱۸: ۶۵)، اور یہی علمِ تاویل ہے (۱۸: ۷۸ - ۸۲)۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science — Knowledge for united humanity

۱۸۶
تأویل
(۳)

قرآن کا باطن :-

اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا۔ . . . قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ . . . (احیاء العلوم، جلد اوّل، دوسرا باب، عقاید کا بیان)، پس قرآن کا باطن ہی تاویل ہے جو بیحد ضروری ہے کہ اس میں جواہرِ اسرار پنہان ہیں۔

۱۸۷
تأویل
(۴)

حکمت :-

قرآن پاک کی متعدد آیات میں کتاب اور حکمت کا ذکر آیا ہے (۲: ۱۲۹) ایسی صورت میں کتاب سے تنزیل اور حکمت سے تاویل مراد ہے، جیسا کہ یہ مفہوم ہے: (اے گروہِ أئمہؑ!) جس طرح ہم نے تم ہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو تم کو (روحانیت میں) ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے (۲: ۱۵۱)۔

۱۸۸
تأویل
(۵)

ممثول :-

جو تنزیل ہے وہ مثال ہے اور جو تاویل ہے وہ ممثول، اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ قرآنِ حکیم کی مثالیں آنحضرتؐ کے بعد أئمۂ آلِ محمدؐ ہی جانتے ہیں، اور اسی معنیٰ میں وہ حضرات صاحبانِ تاویل ہیں (۲۹: ۴۳)، دعائم الاسلام، المجلد الاوّل، کتاب الولایہ کو پڑھیں۔

۱۸۹
تأویل (۶)
تطبیقِ روحانیت وعقلانیت:۔
آیت، حدیث، اور فرمان کے حقائق ومعارف روحانیت وعقلانیت ہی میں موجود ہوتے ہیں، لہٰذا کسی ایسی چیز کی حقیقت ومعرفت بیان کر کے اصل سے مطابقت پیدا کرنا تاویل ہے۔

۱۹۰
تأویل (۷)
علمِ قیامت:۔
کوئی شخص تجربۂ ذاتی قیامت کے بغیر تأویل نہیں کر سکتا، اور ذاتی قیامت موت قبل از موت کا نتیجہ ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ۔ جو کوئی مرتا ہے اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے (احیاء العلوم، جلد چہارم، دوسرا باب، صبر کی حقیقت)۔

۱۹۱
تأویل (۸)
تعبیر:۔
سورۂ یوسف کی آیت ۴۳-۴۴ سے ظاہر ہے کہ تاویل کا نام تعبیر بھی ہے، جس کا علم حضراتِ أئمہؑ علیہم السّلام ہی کے پاس ہے، جیسے خداوندِ قدّوس نے حضرتِ امام یوسف علیہ السّلام کو تأویل سکھایا تھا (۱۲: ۶؛ ۱۲: ۲۱؛ ۱۲: ۴۴؛ ۱۲: ۱۰۱)۔

۱۹۲
تأویل
(۹)

بیان:۔

نہایت مہربان خدا نے قرآن کی لدُنّی تعلیم دی، اسی نے انسانِ کامل کو درتبۂ اعلیٰ پر پیدا کیا اور اسے بیان یعنی تاویل سکھائی (۵۵: ۱-۴)۔

۱۹۳
تأویل
(۱۰)

تاویلی حکمت:۔

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ۔ یعنی بار الٰہا تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور تاویل کا علم مرحمت کر۔ (الاتقان، حصّہ دوم، نوع ۷۸)، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وہ مبارک دعا ہے جو ابنِ عباسؓ کے لئے کی گئی تھی، یہ تاویل کی اہمیّت وضرورت پر بڑی روشن دلیل ہے۔

۱۹۴
تأویل
(۱۱)

قرآن کی باطنی حکمت:۔

آن حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ منکم من یقاتل علیٰ تأویل ھٰذا القرآن کما قاتلت علیٰ تنزیلہ — یقیناً تم میں وہ شخص بھی ہے جو اس قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی۔ یعنی علیؑ (شرح الاخبار، الجزء الرّابع، ص ۳۴۷)۔

195
تأویل
(121)

علمِ مکنون:-

مولا علی صلوات اللہ علیہ نے قرآن کے بارے میں ارشاد فرمایا: ظاھرُہٗ عملٌ موجوبٌ، وباطنُہٗ علمٌ مکنونٌ محجوبٌ، وھو عندنا معلومٌ مکتوبٌ۔ قرآن کا ظاہر وہ عمل ہے جو لازم و واجب ہے، اور اس کا باطن در پردہ پوشیدہ علم ہے، اور وہ ہمارے پاس معلوم و مرقوم ہے (دعائم الاسلام، المجلد الاوّل، ذکرِ منازل الأئمّۃ، ص ۵۳)۔

196
تأویل
(122)

اوّل کی طرف پھیرنا، ممثول بیان کرنا:-

سورۂ اعراف (۷: ۵۲) میں ہے: اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچادی ہے جس کی تفصیل ہم نے ایک خاص علم سے کی ہے اور وہ مومن لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ یعنی قرآن کی تفصیل و توضیح نورِ منزّل (۵: ۱۵) میں کی گئی ہے، اور وہ تاویل ہی ہے۔

197
تأویل
(123)

باطنی معنی، تاویل:-

بعد ازاں ارشاد ہے: ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ (۷: ۵۳) وہ اُس (یعنی قرآن) کی تاویل کے سوا کس چیز کے منتظر ہیں؟ سابقہ آیت میں کتاب (قرآن) کا ذکر ہوا ہے، اس لئے تَاْوِیْلَہٗ کی ضمیر قرآن

کی طرف راجع ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم کی عملی اور آخری تاویل قیامتِ کبریٰ ہے، جس کا ظاہری پہلو سائنسی انقلاب ہے اور باطنی پہلو روحانی انقلاب۔

۱۹۸ تأویل (۱۵)

باطنی حکمت، تاویل:۔

یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ ۔۔۔ جس روز اس کی تاویل آئے گی اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے بیٹھے تھے وہ یوں کہنے لگیں گے کہ واقعی ہمارے ربّ کے پیغمبر حق لے کر آئے تھے (۷: ۵۳)، حق سے ولایتِ علیؑ مراد ہے، پس ان لوگوں کو بڑا افسوس ہوگا کہ وہ تاویل اور صاحبِ تاویل یعنی حضرتِ علی علیہ السّلام کو بھول چکے تھے۔ (الحق: ولایتِ علیؑ، دیکھو شرح الاخبار، جلد ۲، ص ۲۴۷، نیز دیکھو کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے، المستدرک، الجزءُ الثالث ص ۱۳۵)۔

۱۹۹ تأویل (۱۶)

حکمتِ باطن، تاویل:۔

حدیثِ خاصفُ النّعل: انّ مِنکم من یّقاتل علی تاویل القراٰن کما قاتلت علی تنزیلہ۔ یقیناً وہ شخص بھی تم میں سے ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کریگا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی (المستدرک، الجزءُ الثالث، کتاب معرفۃ

الصّحابۃ ص ۱۳۲)۔

۲۰۰
تأویل القرآن (۱) قرآن کی تاویل :-

کوکبِ دُرّی، بابِ دُوم، منقبت ۶۷ میں یہ حدیث اپنے حوالہ جات کے ساتھ درج ہے: اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ یُّقَاتِلُ عَلٰی تَاْوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ۔ تم میں سے ایک شخص ہے کہ وہ تاویلِ قرآن پر جنگ کرے گا، جیسا کہ میں نے تنزیلِ قرآن پر جنگ کی ہے۔ آنحضرتؐ سے پوچھنے پر اشارہ فرمایا گیا کہ وہ شخص علیؑ ہے جس سے تمام أئمۂ آلِ محمدؐ مراد ہیں، جن میں علیؑ کا نورِ مقدس تاویلی جنگ کرنے والا تھا۔

۲۰۱
تأویل القرآن (۲) قرآن کی تاویل :-

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے حق میں آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ دعا فرمائی تھی: اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ۔ اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور (قرآن کی) تاویل سکھا دے۔ کسی اور موقع پر آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن عباس کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ تَاوِیْلَ الْقُرْاٰنِ۔ اے اللہ اسے قرآن کی تاویل سکھا دے! (المستدرک، الجزء الثالث،

کتاب معرفۃ الصحابۃ)۔

۲۰۲
تأویل القرآن　قرآن کی حکمت:۔
(۳)

یہ حدیث شریف خاص و عام میں مشہور ہے، اور یہ اس حقیقت کی ایک روشن دلیل ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان حضرات کو علمِ تاویل کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے جن کا نامِ مبارک قرآنِ پاک میں راسخون فی العلم (۳:۷) ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیر ممکن چیز کے لئے دعا نہ کرتے، پس تاویل حکمت کا دوسرا نام ہے اور حکمت سے کون منکر ہو سکتا ہے۔

۲۰۳
تَأْوِیْلَہٗ　اس کی تاویل:۔
(۱)

سورۂ اعراف (۷: ۵۲) میں قرآنِ پاک کے ذکر کے بعد یہ ارشاد ہے: اب کیا یہ لوگ اس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ تاویل (بصورتِ قیامت) سامنے آجائے (۷: ۵۳)؟ اس حکم سے یہ ظاہر ہوا کہ اجتماعی اور عمومی تاویل اجتماعی قیامت کی شکل میں آنے والی ہے۔

۲۰۴
تَأْوِیْلُہٗ　اس کی تاویل:۔
(۲)

بلکہ جس چیز (قرآن) کے علم پر قابو نہیں پا سکے اس کو نادانی سے جھٹلا دیا۔

حالانکہ ابھی تک ان کے پاس اس کی تاویل نہیں آئی ہے (یونس ۱۰ : ۳۹) یعنی اصل روشنی اور فیصلہ کُن علم بس تاویل ہی ہے۔

۲۰۵
تائید **مدد، خدا کی مدد:۔**

سورۂ مجادلہ میں ارشاد ہے، وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ اور خدا نے اپنی طرف سے ایک اخاص، روح عطا کرکے ان کی مدد فرمائی ہے (۵۸ : ۲۲) یہ حزبُ اللہ (خدا کی جماعت) کی شان میں ہے جس میں ہدایت کا سرچشمہ اور روح القدس کی تائید ہے، جبکہ حزبُ الشّیطان (۵۸ : ۱۹) کو یہ سعادت حاصل نہیں۔

۲۰۶
تَبَارَكَ **بابرکت ھے:۔**

سورۂ اعراف (۷ : ۵۴) میں ہے: آگاہ ہو جاؤ کہ عالمِ خلق اور عالمِ امر اُسی کے لئے ہیں، وہ خدا جو عوالمِ شخصی کا پروردگار ہے، بڑا برکت والا ہے (۷ : ۵۴) یہاں دائرۂ کُلّ کے سِرّ اسرار کا بے مثل خزانہ پوشیدہ ہے، وہ یہ کہ حضرتِ ربّ العزّت برکات کا بے پایان سمندر عالمِ خلق سے عالمِ امر کی طرف بہا دیتا ہے، اور برکتوں کا دوسرا سمندر عالمِ امر سے عالمِ خلق کی طرف بہاتا رہتا ہے، ان برکاتِ خداوندی کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا، بلکہ یہ دائرۂ قدیم ہے۔

۲۰۷
تَبَتَّلْ ٹوکٹ جا، منقطع ہو جا:۔

سورۂ مُزمّل (۷۳: ۸) میں فرمایا گیا ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔ اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع ہو کر اسی (یعنی خدا) کی طرف توجّہ دو۔ اس سورہ کی تعلیمات کا رِ بزرگ سے متعلّق ہیں، شب خیزی اسی مقصد کے پیشِ نظر ہے، لیکن مومنِ ذاکر کس طرح تمام خیالات سے کٹ کر دریائے ذکر میں مُستغرق ہو سکتا ہے؟ یہ ہُنر ایسا نہیں جو ایک ہی دن میں کسی کو حاصل ہو سکے، فرمایا گیا کہ مسلسل شب خیزی سے نفس خوب پامال ہو سکتا ہے اور گفتگو کی درستی اور ترقی بھی اسی میں ہے (۷۳: ۶)۔

۲۰۸
تُبَدَّلُ الْاَرْضُ زمین بدل دی جائے گی:۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے واحد و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (سورۂ ابراہیم ۱۴: ۴۸)۔

قیامت کے دن لوگ اِس مادّی زمین سے عالمِ شخصی کی روحانی زمین میں منتقل کر دیئے جائیں گے، لہٰذا ان کے سامنے دوسری زمین ہوگی اور

آسمان بھی دوسرے ہوں گے اور سب لوگ خدائے یگانہ و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے (مفہوم ۱۴: ۴۸)۔

۲۰۹
تَبِعَ — **اُس نے پیروی کی، وہ تابع ہوا۔**

قرآنِ حکیم میں حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کا ایک بڑا اہم اصولی قول ہے: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ (۱۴: ۳۶) پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے۔ یعنی وہ میری روحانی اولاد ہے، اگر ہم سوچ سکیں تو اس اصول میں بہت سی حکمتیں ہیں، یعنی اسلام جو دینِ فطرت ہے اس کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ پیغمبر اور امام کے پیچھے پیچھے چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ جانے کا روشن امکان ہے۔

۲۱۰
تَجَلّٰی (۱) — **وہ روشن ہوا، ظاہر ہوا، تجلّی کی:۔**

عالمِ شخصی کے روحانی سفر میں سب سے پہلے جبلِ روح سامنے آتا ہے اور آخر میں جبلِ عقل، جبلِ روح پروردگار کی تجلّی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، اس لئے وہاں حضرت موسیٰؑ کو رب کا دیدار نہیں ہوا (۷: ۱۴۳) لیکن جبلِ عقل پر ہر نبی اور ہر ولی کو دیدار ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہتا ہے۔

۲۱۱
تَجَلّٰی (۲)

وہ روشن ہوا، ظاہر ہوا، تجلی کی:۔

انبیا و اولیا علیہم السّلام کو نہ صرف آخرت ہی میں بلکہ دنیا کی رُوحانیت میں بھی اللہ کا دیدار حاصل ہوتا ہے، جس کی پہلی دلیل لفظِ تجلّی ہے، یعنی ظاہر ہوا (۷: ۱۴۳) دوسری دلیل اسمِ اَلظّاہر ہے (۵۷: ۳) تیسری دلیل اسمِ اَلنّور ہے چوتھی دلیل اَلشّہید (گواہ/حاضر) ہے، پانچویں دلیل فنا فی اللہ ہے کہ وہ نتیجۂ دیدار ہے، چھٹی دلیل لفظِ عارف اور معرفت ہے کہ وہ دیدار کے سوا ممکن ہی نہیں، اور ساتویں دلیل قرآنی لفظِ لقاء (ملنا، ملاقات کرنا) ہے۔

۲۱۲
تَرْکَبُنَّ

تم ضرور سوار ہوگے:۔

لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۔ تم کو درجات (کی سیڑھی) سے ضرور چڑھنا ہے۔ اس ارشاد میں مادی اور روحانی تمام مدارج کا اشارہ موجود ہے، یقیناً انسان علم و معرفت یا روحانی سائنس کی غرض سے مطالعۂ کائنات کے عظیم سفر پر رواں دواں ہے (۸۴: ۱۹)۔

۲۱۳
تَطْمَئِنُّ (۱)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے:۔

ذکرِ الٰہی کی سب سے بڑی تعریف اِس آیۂ کریمہ میں ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ خبردار رہو! خداوندِ قدّوس کی یاد ہی سے (مومنین کے) دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے (۱۳: ۲۸) سوال:

اطمینان کا قرآنی معیار اور پیغمبرانہ نمونۂ عمل کیا ہے؟ جواب: اس کا معیار باطنی معجزات کا مشاہدہ اور حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا مثالی عمل ہے (دیکھو قرآن میں اطمینان کے آٹھ مختلف صیغے)۔

۲۱۴
تَطْمَئِنُّ (۲)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مُطمئِن ہو جائے:۔

حقیقی اطمینان وہ ہے جو اسمِ اعظم کے ذکر سے خدا کے دوستوں کو مشاہدۂ باطن، دیدارِ الٰہی، معرفت، علم اور حکمت کی صورت میں نصیب ہو جاتا ہے، کیونکہ اصل ذکر جس میں آخری درجے کا اطمینان پوشیدہ ہے وہ اسمائے الحُسنیٰ (۷ : ۱۸۰) کے سوا نہیں، ہم نے اپنی کتابوں میں اس بحث پر گفتگو کی ہے۔

۲۱۵
تَطْمَئِنُّ (۳)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مُطمئِن ہو جائے:۔

سورۂ فجر (۸۹ : ۲۷-۳۰) میں دیکھ لیں: اے نفسِ مطمئن اپنے رب کی طرف واپس چلو اس حال میں کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی ہے، پس داخل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں (یعنی فنا فی الامام اور فنا فی الرسولؐ ہو جاؤ کہ اسی درجے میں تمام خاص بندے جمع ہیں) اور میری جنّت میں داخل ہو جاؤ (کہ یہی مرتبۂ فنا جنّت ہے)۔

۲۱۶
تَطْمَئِنُّ (۴)

وہ آرام پاتی ہے، وہ مطمئن ہو جائے:-

آیۂ مذکورۂ بالا کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ یادِ الٰہی کا تعلق دل سے ہے، لہٰذا اذکار میں سے ذکرِ قلبی سب سے زیادہ مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے، جبکہ دل بالکل نرم ہو چکا ہو، اگر دل سخت ہے تو پھر ذکرِ جلی وغیرہ سے دل کو نرم کرنا پڑے گا تاکہ ذکرِ قلبی بحال ہو سکے۔

۲۱۷
تَعْمٰی (۱)

اندھی ہو جاتی ہے:-

اے نورِ عینِ من! اس حکمت کو سورۂ حج (۲۲: ۴۶) میں دیکھ لیں: کیا یہ لوگ (عالمِ شخصی کی) زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ ان کے دل ایسے ہوتے جیسے (حق) باتوں کو سمجھتے یا ان کے ایسے کان ہوتے جن کے ذریعے سے (سچی باتوں کو) سنتے کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں، بلکہ دل جو سینے میں ہیں وہی اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

۲۱۸
تَعْمٰی (۲)

اندھی ہوتی ہے:-

سورۂ حج (۲۲: ۴۶) میں ہے: کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل جو سینے میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس قرآنی تعلیم کا دوسرا پہلو یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے دل کی آنکھ (چشمِ بصیرت)، روشن ہو گئی ہے، اور دل کی آنکھ (چشمِ باطن)،

بہت بڑی چیز ہے، جس سے عالمِ شخصی کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ ہو جاتا ہے، اور تمام باطنی نعمتوں کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۱۹
تَعمیٰ (۳) — **اندھی ہوتی ہے۔**

سورۂ رعد (۱۳: ۱۶) میں ہے: تم کہو کہ آیا نابینا اور بینا برابر ہوتے ہیں؟ یا اندھیریاں اور روشنی برابر ہے؟ اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ دنیا میں بہت بڑی اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کے دل اندھے ہیں، ان کے مقابلے میں بابصیرت مومنین بہت ہی کم ہیں، بہ ہر کیف چشمِ باطن سے خدا کا دیدار ممکن ہے۔

۲۲۰
تقویم — **سیدھا کرنا۔**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسماً، روحاً، عقلاً درجات کی سیڑھی پر زینہ بزینہ خلق کرتے ہوئے اعلیٰ العلّیین تک پہنچا دیا ہے پھر اسے سایۂ بدن اور انائے سفلی کے اعتبار سے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا، مگر جو لوگ حقیقی معنوں میں ایمان لائے اور علم و معرفت کی روشنی میں اچھے کام کئے ان کا اجر و صلہ ہمیشہ اور غیر منقطع ہے (۹۵: ۴-۶) یعنی جو لوگ اپنی روح کو پہچانتے ہیں، وہ خداوندِ قدّوس کی اس بے مثال و لازوال نعمت کو بھی جانتے ہیں کہ ان کی انائے علوی ہمیشہ بہشت

میں ہے۔

۲۲۱
تَلَذُّ الْاَعْیُنُ آنکھوں کو لذّت ہوگی۔

سورۂ زخرف میں جنّت کی نعمتوں کے متعلّق ارشاد ہوا ہے: وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ۔ اور وہاں جس چیز کو جی چاہے اور جس سے آنکھیں لذّت اُٹھائیں (سب موجود ہیں۔ ۴۳: ۷۱) یعنی بہشت میں نفوس وعقول کے لئے تمام چیزیں (نعمتیں) مہیّا ہیں، اور ان میں سب سے بڑی نعمت خدائے بزرگ و برتر کا دیدارِ اقدس ہے، کیونکہ عاشقانِ الٰہی کی آنکھیں اسی کے لئے رو رہی ہیں۔

۲۲۲
تماثیل (۱) مورتیں، صورتیں، تصویریں، واحد تِمثال۔

تماثیل، مجسّمے بھی ہیں اور تصویریں بھی، تصویریں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں: ظاہری اور باطنی، چنانچہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے جن تماثیل (۲۱: ۵۲) کا ذکر کیا وہ دونوں قسم کے بُت ہیں، لہٰذا بہت سے لوگ ظاہری بتوں سے نفرت اور باطنی اصنام سے محبّت کرتے ہیں، جس میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

۲۲۳
تماثیل (۲) روحانی تصویریں۔

کسی مومنِ سالک کے لئے یہ بات بُت پرستی ہرگز نہیں کہ اُس نے

روحانی سفر کے دوران کوئی معجزہ دیکھا اور اس میں غور کرنے لگا، بلکہ صنم پرستی یہ ہے کہ وہ راہِ روحانیت کے کسی عجوبہ کا مجاوِر (معتکف)، ہو جائے، یعنی اسی کو منزلِ مقصود اور معبود سمجھ کر ٹھہر جائے، کیونکہ آیۂ کریمہ (۲۱: ۵۲) میں جس اندازِ حکمت سے بُت پرستی کی مذمّت کی گئی ہے اس کا اشارہ یہ ہے کہ کوئی عاقل کسی ذیلی معجزے کا مجاور بن کر کنزِ ازل سے محروم نہ رہ جائے، جیسا کہ لفظِ عاکفون (۲۱: ۵۲) میں یہ راز پوشیدہ ہے۔

۲۲۴
تماثیل
(۳)

بہشت کی زندہ تصویریں:۔

حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کی حقیقی اور اصل سلطنت باطن اور روحانیت میں تھی، ان کے لئے جنّات عالمِ شخصی میں تماثیل یعنی تصویریں بناتے تھے، بعض علماء کا قول ہے کہ یہ تصویریں صرف ملائکہ اور انبیاء علیہم السّلام کی ہوتی تھیں، لیکن عقلی دلیل یہ ہے کہ روحانی سلطنت میں بہشت کی زندہ عکاسی ہوا کرتی ہے نہ کہ کاغذی تصویریں اور مجسّمے۔

۲۲۵
تَمَثَّلَ
(۱)

اس نے صورت پکڑی وہ مُتَمَثَّل ہوا:۔

تَمَثَّلَ = وہ مُتَمَثَّل ہوا، اُس نے صورت پکڑی، یہ مریم سلامُ اللہ علیہا کے قصۂ قرآن (۱۹: ۱۷) میں ہے کہ خدا کے حکم سے اس کے پاس انسانِ کامل کی صورت میں فرشتۂ اعظم آیا تھا، جس کو تاویل کی زبان

میں امامِ زمان صلوٰۃ اللہ علیہ کا جُثّۂ ابداعیہ کہا جاتا ہے، جس کو اساس، امام، باب، حُجّت اور داعی دیکھ سکتے ہیں، مریمؑ اپنے وقت کے حجج میں سے تھی، اس لئے وہ حُجّت کی مثال ہے۔

۲۲۶
تَمَثَّلَ (۲)

وہ مُتَمَثِّل ہوا، اُس نے صورت پکڑی۔

بی بی مریم سلامُ اللہ علیہا ان نیک بخت لوگوں کی قرآنی مثال ہے جو اسمِ اعظم کے مقدس ذکر میں کامیاب ہو جاتے ہیں، چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (۱۷:۱۹) پس ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ ان کے سامنے ٹھیک آدمی (کی شکل) بن گیا۔ یاد رہے کہ مریم علیہا السّلام حُجَج میں سے ایک حُجّت تھی، اس لئے وہ درجۂ حُجّتی کی مثال ہے۔

۲۲۷
تَمَثَّلَ (۳)

اُس نے صورت پکڑی:۔

بَشَرًا سَوِيًّا سے جُثّۂ ابداعیہ مراد ہے، اور اُس کا ایک نام مُبْدَعْ بھی ہے۔ جو بڑا حیران کن معجزہ ہے، وہ یقیناً بہت بڑا فرشتہ ہے اور وہ خود مومن کی ترقی یافتہ ہستی بھی ہے، یعنی عقلِ کامل، روحِ قدسی، اور جسمِ لطیف، اسی کا نام بَشَرًا سَوِيًّا ہے۔

۲۲۸
تَمْشُوْنَ
(۱)

تم چلو گے:۔

اے عزیزانِ من! قرآنی حکمتوں کو قدر دانی اور شکر گزاری کے ساتھ ذہن نشین کر لو، اور آیاتِ نور کے سلسلے میں اِس آیۂ کریمہ کو بھی بچشمِ بصیرت دیکھ لو، ترجمہ: اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور اس کے رسول (محمدؐ) پر ایمان لاؤ (جیسا کہ حق ہے) تاکہ خدا تم کو اپنی رحمت کے دو حصّے اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے ایسا نور مقرّر فرمائے گا کہ جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تم کو بخش بھی دے گا (۵۷: ۲۸)۔

۲۲۹
تَمْشُوْنَ
(۲)

تم چلو گے:۔

اے عزیزانِ من! مذکورۂ بالا آیۂ شریفہ کے ان پُرحکمت الفاظ "وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ = اور (خدا) تمہارے لئے ایسا نور مقرّر فرمائے گا کہ جس کی روشنی میں تم چلو گے"۔ میں خوب توجہ سے غور کر کے بتائیں کہ آیا اس نور سے امام علیہ السّلام مراد نہیں ہے؟ یقیناً یہ نور، امام ہی ہے، جس سے وابستگی کی اوّلین شرط یہ ہے کہ ہم خدا سے ڈریں اور اس کے رسولؐ صاحبِ قرآن پر کما حقّہٗ ایمان لائیں، پس صاف طور پر معلوم ہوا کہ خدا ہی نے امامِ آلِ محمدؐ کو ختمِ نبوّت کے بعد نورِ ہدایت کی مرتبت پر مقرر فرمایا ہے۔

۲۳۰
تَمْشُوْنَ (۳۱)

نورِ ھدایت کی روشنی میں چلوگے:۔

صراطِ مستقیم دنیا کی کوئی سیدھی سڑک ہو نہیں سکتی، یہ دراصل زندہ نورِ ہدایت ہے، اور وہ امامِ زمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی مبارک ہستی ہی ہے یہ اللہ کا نازل کردہ نور ہے (۵: ۱۵) خدا جس کو چاہے اپنے نور کی طرف رہنمائی فرماتا ہے (یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (۲۴: ۳۵)۔

۲۳۱
تَنُّوْرُ

تنّور:۔

وَفَارَ التَّنُّوْرُ (۱۱: ۴۰) اور تنّور اُبل پڑا۔ یعنی اسمِ اعظم کے ذکر نے جوش مارا، ذکر خود بولنے لگا اور طوفانِ روحانیت کا آغاز ہوا، پس تنور سے اسمِ اعظم کا ذکر مراد ہے۔

۲۳۲
تَوْبَة (۱)

لوٹ جانا:۔

توبہ کے کئی معنی ہیں، سب سے آخری اور سب سے اعلیٰ معنی ہیں:
رجوع الی اللّٰہ، فنا فی اللہ، جیسا کہ آیۂ پُرحکمت کا ترجمہ ہے: پس تم اپنے خالق کے حضور لوٹ جاؤ اور اپنے نفوس کو قتل کرو (۲: ۵۴) یعنی کامیاب توبہ یہ ہے کہ جسمانی موت سے پہلے نفسانی طور پر مر جاؤ، اور یہی فنا فی اللہ ہے۔

۲۳۳
توبۃ
(۲)

رجوع اِلیَ اللّٰہ:۔

اللہ اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات کو لیتا ہے (۹: ۱۰۴)، یعنی خداوندِ عالم مرتبۂ عقل پر اپنے خاص بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ وہاں ان سے جواہر کے صدقات کو لیتا ہے۔

۲۳۴
توبۃ
(۳)

منزلِ فنا کی رسائی:۔

ایک آیۂ کریمہ (۶۶: ۵) میں اسلام، ایمان اور فرمانبرداری جیسی صفاتِ عالیہ کے بعد توبہ کا ذکر آیا ہے، جس سے منزلِ فنا کی رسائی مراد ہے، اس آیۂ مبارکہ کو غور سے پڑھ کر دیکھ لیں کہ یہ کسی گناہ کے بعد کی جانے والی توبہ ہرگز نہیں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۲۳۵
توبۃ
(۴)

گریۂ عشقِ الٰہی:۔

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو (۲: ۲۲۲) ظاہری توبہ اور جسمانی صفائی اللہ کی دوستی کے لئے کافی نہیں ہو سکتی، جب تک عاشقانہ و عارفانہ توبہ (رجوع الی اللہ) اور روح و عقل کی کامل پاکیزگی نہ ہو۔

۲۳۶
تَوَکُّلُ
(۱)

بھروسہ کرنا، کسی کو وکیل بنانا۔

آپ جب دل میں کہتے ہیں کہ میں خدا پر تَوَکُّلُ کروں گا تو یہ صرف نیّت ہی ہے، آپ زبان سے کہتے ہیں کہ میں توَکُّلُ کرتا ہوں تو یہ محض ایک قول ہے، تا آنکہ آپ ایمان اور علم و عمل کے بہت سے مراحل سے آگے نہ جائیں کیونکہ توَکُّلُ ایک عملی حقیقت ہے، جس میں چشمِ باطن سے یہ مشاہدہ ہونے لگتا ہے کہ اب خداوندِ تعالیٰ فِعلاً وکیل ہو رہا ہے۔

۲۳۷
تَوَکُّلُ
(۲)

بھروسہ کرنا، کسی کو وکیل بنانا۔

اے نورِ عینِ من! قرآنِ حکیم کے الفاظ کے معانی میں حکمتِ بالغہ پوشیدہ ہوتی ہے، اور وہ گویا حظیرۃ القدس تک ایک سیڑھی ہے، ان شاءاللہ جب آپ کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی تو یقیناً آپ کی قرآن فہمی میں انقلاب آئے گا، چنانچہ حقیقی توَکُّلُ کے معنی یہ ہیں کہ خدا فعلاً آپ کا وکیل ہو جائے اور آپ کا اختیار ختم ہو جائے یا برائے نام رہے، یہ خوشگوار حالت کم از کم روحانی انقلاب کے دوران دیکھی گئی ہے تاکہ انبیا و اولیا علیہم السّلام کی معرفت حاصل ہو۔

قرآنِ حکیم میں توَکُّلُ کا مضمون بڑا عالیشان ہے، جو تقریباً ۷۰ دستر مقامات پر پھیلا ہوا ہے، آپ اسے خوب غور سے پڑھیں، ان شاء اللہ تائید

حاصل ہوگی۔

۲۳۸
تَہوِیُ مائل ہوتی ہے۔

... فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ۔ تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ یعنی ان کے قلوب میں آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ کی محبت ڈال دے (۱۴: ۳۷)۔

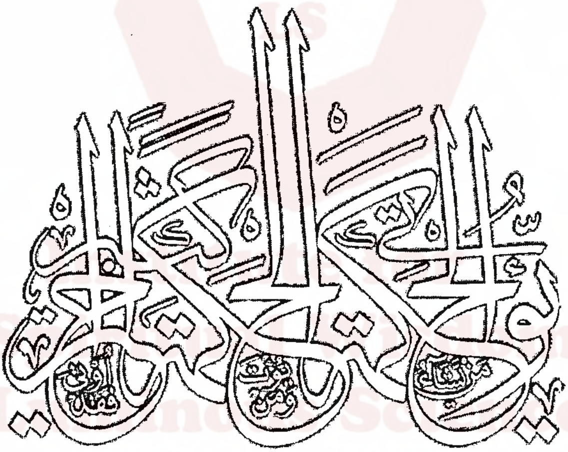

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الثّاء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

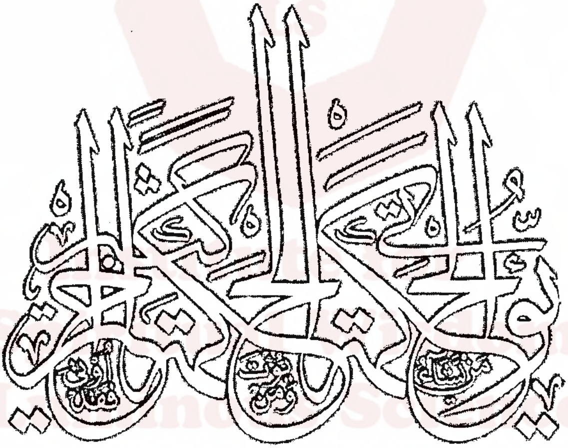

ISW
Knowledge for a united humanity

۲۳۹
ثَابِتٌ مضبوط:۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (۱۴: ۲۴) اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ یعنی درختِ امامت کی جڑ بڑی مضبوط ہے اور وہ آنحضرتؐ ہیں، اور شاخ عالمِ علوی میں ہے، جہاں امامِ زمانؑ کے علم و حکمت کا میوۂ شیرین تیار ہوتا ہے۔

۲۴۰
ثُعْبَانٌ اژدہا:۔

سورۂ اعراف (۷: ۱۰۷) اور سورۂ شعرا (۲۶: ۳۲) میں ہے: فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔ موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن گیا۔ کامل انسانوں کے لئے خداوندِ تعالیٰ کا اسمِ اکبر عصائے موسیٰؑ کا معجزہ ہے، چنانچہ عالمِ شخصی میں اس مبارک عصا کے اژدہا بن جانے کی کئی مثالیں ملتی ہیں:۔
(۱) جب روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے تو عالمِ صغیر گویا اژدہا بن کر عالمِ کبیر کو نگل لیتا ہے (۲)، حق و باطل کی روحانی جنگ میں اسمِ اعظم کا کامیاب ذکر عصائے موسیٰؑ کی طرح کام کرتا ہے (۳)، عقلِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ گویا اژدہا ہے جو ادیانِ باطل کی بے شمار دلائل کو نگل لیتا ہے۔

۲۴۱
ثِقال — **بھاری:۔**

سورۂ رعد (۱۳: ۱۲) میں ہے: اور (خدا) وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کے لئے بجلی (برق) دکھاتا اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے (۱۳: ۱۲)۔

خداوندِ عالم کا یہ خطاب عارفین و کاملین سے ہے جو اہلِ ایمان کے نمائندے ہیں، انہی حضرات کو ظاہری نورانی دیدار کا شرف حاصل ہوتا ہے جو برق کی مثال پر ہے، حُکماء اس ظہور کو مُبدِع اور مُبدَع کہتے ہیں، اور حقیقت میں یہ الظّاہِرُ (۵۷: ۳) کی تجلّی ہے، کیونکہ یہ اسمِ پاک صرف کہنے اور کہلانے کے لئے نہیں بلکہ واقعیت اور حقیقت بھی ہے۔

۲۴۲
ثَقَلَین (۱) — **دو گرانقدر چیزیں:۔**

صحیح مسلم، جلد ششم، کتاب الفضائل، باب: "حضرت علیؑ کی بزرگی" اور کوکبِ دُرّی، بابِ دوم، منقبت ۴۷، اور ۵۰، میں حدیثِ ثقلین کا ذکر ہے، نیز کتاب شرح الاخبار، جلد دہم "فضائل اہل البیت" میں دیکھ لیں۔

انّی تارك فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر: کتاب اللّٰه حبل ممدود من السّماء الی الارض طرف منه عند اللّٰه، وطرف منه فی ایدیکم، فاستمسکوا به، وعترتی

یقیناً میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان اور گرانقدر چیزیں چھوڑ جانے والا ہوں ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے: اللہ کی کتاب (قرآن) آسمان سے لے کر زمین تک تانی (پھیلائی) ہوئی رسّی ہے جس کا ایک سرا خدا کے پاس ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں، پس تم اس کو محکم پکڑے رہو، اور ساتھ ہی ساتھ میری عترت کو۔

۲۴۳ ثقلین (۲)

دو عظیم الشّان چیزیں:

شرح الاخبار کی مذکورہ جلد میں دیکھ لیں: قد خلفتُ فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر سبباً موصولاً من السّماء الی الارض: کتاب اللہ، و عترتی اھل بیتی، فانّھما لن یفترقا حتّی یردا علیَّ الحوض۔ میں نے اپنے پیچھے تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ دی ہیں ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے جو آسمان اور زمین کے مابین لگائی ہوئی رسّی ہیں: کتابِ خدا اور میرے اہلِ بیت کی عترت، یہ دونوں چیزیں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی تا آنکہ یہ دونوں حوضِ کوثر پر مجھ سے مل جائیں۔

۲۴۴ ثقلین (۳)

دو عظیم الشّان چیزیں:

عترت کے بارے میں زیادہ صحیح اور زیادہ واضح قول یہ ہے کہ آدمی

کی عترت اس کے اقربا ہیں، جیسے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد، اور چچا کے بیٹے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عترت یہ حضرات ہیں: اولادِ فاطمہ، اولاد کی اولاد حسن و حسین، اور چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب صلوٰت اللہ علیہم اجمعین (بحوالۂ مذکورہ جلد)۔

۲۴۵
ثَلٰثَۃ　　تین:۔

سورۂ واقعہ کے شروع (۵۶: ۱-۱۱) میں دیکھ لیں:۔۔۔ اور تم تین گروہ ہو جاؤ گے، پس دائیں طرف والے، کیا کہتے دائیں طرف والوں کے، اور بائیں طرف والے، پھوٹ گئے نصیب ان کے بائیں طرف والوں کے، اور آگے بڑھنے والے، وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں، مقربِ بارگاہ تو وہی ہیں۔
عالمِ شخصی میں جو راہِ روحانیت اور سفرِ معرفت ہے اس میں ایسے تمام ضروری واقعات کا مشاہدہ اور تجربہ ہو جاتا ہے، اس مبارک و مقدس سفر کی منزلِ مقصود مومنِ سالک کی پیشانی میں ہے۔

۲۴۶
ثَمَّ　　اُس جگہ، وہاں، وہیں:۔

خداوندِ قدّوس کا پُرحکمت ارشاد ہے: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (۲: ۱۱۵) پس تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر (ہی) اللہ تعالیٰ

کا رُخ (یا چہرہ) ہے۔ اس قانونِ قرآن سے معلوم ہوا کہ ذاتِ سبحان اگرچہ مکان و لامکان سے ماورا، اور بے نیاز ہے، تاہم وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ہر جگہ موجود ہے، اور اس میں کتنا واضح اور بابرکت اشارہ ہے کہ وہ بیچ بیچ اپنے بندوں کے دل میں بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ معرفتِ الٰہی کی خاطر خود شناسی ضروری اور لازمی قرار دی گئی ہے تاکہ جیتے جی نفسانی موت کی قربانی دے کر اس کے پاک دیدار اور معرفت کا کنزِ مخفی حاصل کیا جائے۔ (دیکھو عنوان : وجہِ علی)۔

۲۴۷

ثَمٰنِیَۃٌ آٹھ

ارشاد ہے: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اُس روز آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوں گے (سورۂ حاقّہ ۶۹: ۱۷) یہاں عرش کے معنی ہیں نورِ عقل جو سات آئمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام کی مبارک پیشانی میں ہوتا ہے اور جب جب مومنین و مومنات میں سے کوئی فرد بوسیلۂ ذاتی قیامت امامِ زمان علیہ السّلام میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ بھی نورِ عرش (نورِ عقل) کا حامل ہو جاتا ہے (۵۷: ۱۲؛ ۵۷: ۱۹؛ ۶۶: ۸)۔

لفظ | معنی و حکمت | "ث"

۲۴۸
ثَمَرات
(۱)

میوے، پھل:۔

سورۂ نحل (۱۶: ۶۷) میں ہے: اور کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو بیشک اس میں اہلِ دانش کے لئے ایک نشانی ہے۔ یہ دو قسم کے درخت جن کا آیۂ شریفہ میں ذکر ہے انبیا و آئمۂ علیہم السّلام کی مثال ہیں، جن کے میوہ ہائے معرفت سے شرابِ عشق حاصل آتی ہے، کیونکہ ربّ العزّت نے نورِ نبوّت اور نورِ امامت کے باطنی حسن و جمال اور وصفِ کمال کو عشقِ حقیقی کا وسیلہ بنا دیا ہے۔

۲۴۹
ثَمَرات
(۲)

میوے، پھل:۔

سورۂ نحل (۱۶: ۱۱) میں یہ ذکر آیا ہے: اسی پانی سے تمہارے واسطے کھیتی اور زیتون اور خرمے اور انگور اُگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے)، یقیناً اس میں غور کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔ روحانی بارش کے پانی سے عالمِ شخصی کے معمور ہو جانے اور عقلِ کلّ، نفسِ کلّ، ناطق اور اساس کے ظہور اور دیگر حدود کے فوائد کی مثال ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بابُ الجيم

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

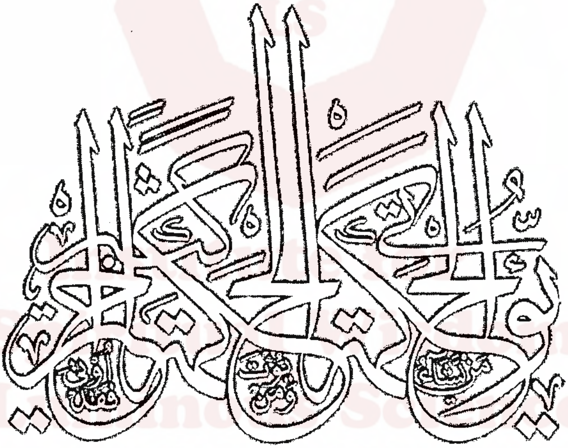

ISW
Knowledge for a united humanity

۲۵۰
جَاهَدُوْا
انہوں نے جہاد کیا:۔

سورۂ عنکبوت کی آخری آیت (۲۹ : ۶۹) میں ایسے لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتے رہتے ہیں، آیۂ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: اور جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کرتے رہتے ہیں انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً خدا نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے۔ اس ربّانی تعلیم میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے راستوں کا اشارہ ہے، جن کی ہدایت جہادِ اکبر سے مشروط ہے۔

۲۵۱
جَدّ
اسرافیل، فرشتۂ عشق:۔

سورۂ جنّ (۷۲ : ۳) میں ہے: وَاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔ اور یہ کہ ہمارے ربّ کی شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے، اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔ جَدّ فرشتۂ اسرافیل ہے جس کے صور پھونکنے سے خدا کی ایک بہت بڑی شان ظاہر ہو جاتی ہے یقیناً یہ فرشتۂ عشقِ الٰہی ہے۔

۲۵۲
جلیس
(۱)
ہمنشین:۔

اُنا جلیس من ذکرنی۔ حدیثِ قدسی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: جس نے مجھ کو یاد کیا میں اس کا ہمنشین ہوں۔ ربِّ کریم کی رحمت و

برکت درجہ بدرجہ ہو سکتی ہے تاآنکہ دیدارِ اقدس حاصل ہو کر یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (۴:۸۷) اور خدا سے بڑھ کر بات میں سچا اور کون ہو سکتا ہے۔

۲۵۳
جلیس
(۲)

ہمنشین:۔

قال موسیٰ علیه الصّلاة والسّلام: یا ربّ أقریب انت فأناجیك أوبعید فأنادیك، فقیل له: یاموسیٰ، انا جلیس من ذکرنی۔ حضرتِ موسیٰ علیہ الصّلاۃ والسّلام نے کہا: اے میرے پروردگار، آیا تو اتنا نزدیک ہے کہ تجھ سے سرگوشی کروں؟ یا ایسا دور ہے کہ تجھے باآواز بلند پکاروں؟ پس اسے فرمایا گیا: اے موسیٰ، جس نے مجھ کو یاد کیا میں اس کا ہمنشین ہوں (المعجم الصّوفی)۔

۲۵۴
جُمِعَ

وہ اکٹھا کیا گیا۔

سورۂ قیامہ میں ہے: پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ تو جب آنکھیں چندھیا جائیں گی، اور چاند کو گہن لگ جائے گا، اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے (۷۵: ۶-۹) سالک پر قیامت اس وقت آتی ہے جبکہ ابتدائی روشنی سے اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، اور واقعۂ قیامت کی سختی کی وجہ سے وہ علم کو بیان نہیں کر سکتا، اور وہ اس حال میں امام علیہ

السّلام میں فنا ہو جاتا ہے۔

۲۵۵ جِنّ (۱) **پری، لطیف مخلوق:۔**

مخلوقِ لطیف، غیر مرئی، قرآنِ حکیم کی متعدّد آیاتِ کریمہ میں اس کا ذکر آیا ہے، "جِنّ" عربی لفظ ہے جس کا اصل فارسی ترجمہ "پری" ہے، یعنی پری مردوں اور پری عورتوں کو عربی میں جنّ کہتے ہیں (المنجد، قرۃ العین، ضمیمہ)۔

۲۵۶ جِنّ (۲) **پری، مخلوقِ لطیف:۔**

سورۂ جنّ (۷۲) کو خوب غور سے پڑھ لیں، پری قوم کی ایک جماعت نے قرآن پر ایمان لایا (۷۲: ۱-۲)

جب پری مردوں کا ذکر ہے تو اشارہ ہوا کہ لازمی طور پر پری عورتیں بھی ہیں (۷۲: ۶)۔

۲۵۷ جَناح **پرند کا بازو، پر WING، اسم، ذکرِ خدا، جس سے ہر لطیف مخلوق پرواز کرتی ہے:۔**

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا: دخلتُ الجنّۃ البارحۃ فنظرتُ فیھا فاذا جعفر یطیر مع الملائکۃ واذا حمزۃ مُتکیٌ علیٰ سریر۔ میں گزشتہ شب جنّت میں داخل ہو کر وہاں کیا

دیکھتا ہوں کہ جعفر ابن ابی طالب، فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ہے اور حمزہ ایک تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے: رأیتُ جعفر بن ابی طالب ملکاً یطیر مع الملائکۃ بجناحین۔ میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ہو گیا ہے اور دو بازوؤں سے فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہا ہے۔ (مُستدرک) جسمِ لطیف ہی فرشتہ اور تخت ہے، اور جناحین (دو بازو) برائے ذکر دو اسم ہیں کہ فرشتے اسماء الحُسنیٰ سے پرواز کرتے ہیں۔

۲۵۸ جنّۃ　　بہشت:-

حضرتِ علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جنّت میں ایک بازار ہوگا، جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی، ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی، جو جسے پسند کرے گا، اسی کی طرح ہو جائے گا (جامع ترمذی، جلدِ دوم، جنّت کا بیان، حدیث ۲۳۶۳) اس میں عظیم حیران کُن حکمتیں ہیں۔

۲۵۹ جِیرانُ اللہ (۱)　　خدا کے ہمسائے:-

وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ۔ اور اللہ تمہیں دار السلام کی طرف دعوت دے رہا ہے (۱۰: ۲۵)، بنا برین تمام بہشتوں میں سے

دارالسلام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، اور حدیثِ شریف میں ہے کہ: ادخلوا الجنّۃ فانتم جیرانُ اللہ فی دارالسّلام۔ جنّت میں داخل ہو جاؤ کہ تم دارالسلام میں اللہ کے پڑوسی ہو (دعائم الاسلام، حصۂ دوم، تباذُل وتواصُل)، اس میں عجیب وغریب بہت بڑی حکمت ہے، ہاں اس کے لئے کوئی کام غیر ممکن نہیں کہ مومنین ومومنات جو مرتبۂ حق الیقین پر فائز ہو چکے ہیں، وہ سب جیرانُ اللہ ہیں۔

۲۶۰
جیرانُ اللہ (۲) خدا کے ہمسائے:۔

سورۂ تحریم (۶۶: ۱۱) میں ہے: اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِی عِنْدَکَ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ۔ جب (فرعون کی بیوی نے) دعا کی: اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنّت میں ایک گھر بنا دے۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ فنا فی اللہ اور حق الیقین کا مرتبہ چاہتی تھی تاکہ جیرانُ اللہ میں سے ہو جائے۔

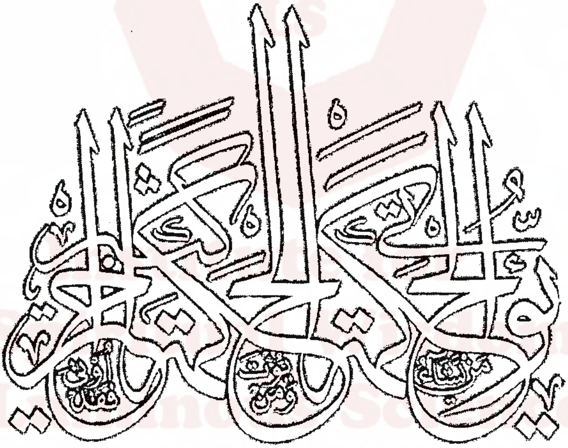

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الحاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

ISW
Knowledge for a united humanity

۲۶۱
(ا) حُبُّ لِلّٰہِ — خدا کے لئے محبت:۔

حدیث شریف ہے: اَلْحُبُّ لِلّٰہِ والبغضُ لِلّٰہِ، یعنی کسی سے محبّت بھی خدا کی وجہ سے ہو اور عداوت بھی اسی کی وجہ سے ہو۔

۲۶۲
حِبَال — رسّیاں:۔

فرعون کے جادوگروں کی رسّیاں، یعنی قصے جو فرعون کے دعویٰ کے ثبوت میں بیان کئے گئے (۲۰: ۶۶)۔

۲۶۳
حُبُکْ — راہیں، راستے:۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ راستوں والے آسمان کی قسم ہے (۵۱: ۷) ایسے پُرحکمت آسمان سے امامِ زمان علیہ السلام مراد ہے کیونکہ اسی کے نورِ اقدس سے سلامتی کی راہیں بنی ہوئی ہیں اور وہی خود ان راہوں کا رہنما بھی ہے (۵: ۱۵-۱۶)۔

۲۶۴
حَبْلُ اللّٰہ (۱) — خدا کی رسّی، امامِ زمانؑ:۔

خداوندِ کریم نے عالمِ علوی سے اپنے پاک نور کی رسّی عالمِ سفلی کے باشندوں کے لئے اِس غرض سے اُتاری ہے کہ وہ سب مل کر اس کو مضبوطی سے پکڑیں تاکہ انہیں عالمِ بالا پر اٹھایا جائے (۳: ۱۰۳) خدا کی نورانی

رسّی ظاہراً امامِ زمان علیہ السلام کی مقدس شخصیت ہے اور باطناً اس کا ہمہ رس نور، نورِ اقدس آپ کی ذات میں بطورِ خاص اسمِ اعظم کے وسیلے سے آتا ہے، پس امامؑ آپ کے باطن میں بحیثیتِ اسمِ بزرگ اللہ کی رسّی ہے، جس کو آپ نے اس طرح مضبوط پکڑنا ہے کہ دل و دماغ کی ساری قوتیں اُس کی طرف متوجہ اور مرکوز ہو جائیں۔

۲۶۵
حَبلُ اللّٰہ (۲) **خدا کی نورانی رسّی، امامِ زمانؑ:-**

زمانۂ نبوّت میں خود حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ عالی صفات اللہ کی رسّی تھی، آپؐ قرآنِ ناطق بھی تھے اور اسلامِ مجسّم بھی، اور آپ صلعم کے بعد آپؐ کی آل کے ائمّۂ حق علیہم السّلام اپنے اپنے وقت میں خدا کی بھی رسّی تھے، اور یہی بلند ترین مرتبہ یقیناً آج امامِ زمانؑ کو حاصل ہے، الحمد للہ۔

۲۶۶
حَبلُ الوَرِید (۱) **رگِ جان، شہ رگ، وہ رگ جو دل سے دماغ تک ہے:-**

سورۂ قٓ (۵۰:۱۶) میں ہے: اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے، اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ اگر خداوندِ قدّوس اپنے ہر بندے کی انا سے

اس قدر قریب ہے تو ماننا چاہیئے کہ ہر مومن بحدِّ قوت اس میں فنا ہے اب بحدِّ فعل فنا فی اللہ ہوجانے کے لئے وسوسہ اور نفس کو ایک بار ختم کرنا ہوگا، اور یہ خاص کام فنا فی الامامؑ اور فنا فی الرسولؐ کے ذریعے سے ہوسکتا ہے۔

۲۶۷
حَبْلُ الوَرِید (۲) **رگِ جان، شہ رگ، وہ رگ جو دل سے دماغ تک ہے۔**

اے نورِ عین من! آپ یقین جانیں کہ مذکورہ فنا سلسلۂ قیامتِ روحانیت ہے، اور اسی میں دیدارِ اقدس اور گنجِ معرفت کے اسرارِ عظیم پوشیدہ ہیں، پس ایسے تمام لوگوں کی بہت بڑی سعادت ہے جو حقیقی اطاعت، کثرتِ ذکر، علم، اور آسمانی عشق کے وسیلے سے فنا ہوجانا چاہتے ہیں، اللہ جو مسبّب الاسباب ہے ان کے لئے کوئی خاص سبب بنائے گا، اور وہ ایک نہ ایک دن کامیاب اور شادمان ہوجائیں گے۔

۲۶۸
(ال)حجّ الاکبر (۱) **حجِّ اکبر، بڑا حج۔**

سورۂ توبہ (۹: ۳) میں حجِّ اکبر کا ذکرِ جمیل آیا ہے، جو باطنی، روحانی اور عقلانی حجّ ہے، جس کی مثال ظاہری حجّ ہے، کیونکہ اکبر کا لفظ (یعنی اسمِ تفضیل) اصغر کے بغیر نہیں ہوسکتا، چنانچہ حکمتِ بالغہ اس بات میں تھی کہ خداوندِ عالم کے دو گھر ہوں، ایک مثال اور دوسرا ممثول، تاکہ اہلِ

دانش حقائق و معارف سے باخبر ہو سکیں۔

۲۶۹
(ال) حجّ الاکبر (۲) باطنی حجّ :-

اللہ تعالیٰ جو احد و صمد ہے، وہ ہر چیز سے بے نیاز و برتر ہے، وہ مکان و لامکان سے بالاتر ہے، اس لئے اس کا ظاہری گھر (خانۂ کعبہ) دلیل ہے اور باطنی گھر مدلول، جو الحیّ یعنی زندہ ہے، اور نہی مظہر بھی ہے اور آئینہ بھی، جس میں ذاتِ حق جلّ جلالہ کی بے مثال معرفت کا کنزِ مخفی موجود ہے۔

۲۷۰
(ال) حجّ الاکبر (۳) روحانی حج :-

اللہ تبارک و تعالیٰ کا باطنی گھر بیت المعمور ہے (۵۲: ۴) وہ امام علیہ السلام کا نورانی مرتبہ ہے، جس میں علمِ الٰہی کا خزانہ رکھا ہوا ہے، کیونکہ بیت المعمور سے خدا کا ایسا گھر مراد ہے جو روحانی اور عقلانی برکتوں سے آباد ہے، تاویلِ حج البیت اور بیت المعمور کے لئے دیکھیں : وجہِ دین، گفتار ۳۴، حجّ۔

۲۷۱
(ال) حجّ الاکبر (۴) عقلانی حج :-

بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے، جس کی زیارت کے لئے ہر روز ستّر

ہزار فرشتے آتے ہیں، اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں، پھر دوبارہ نہیں آسکتے، یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر عالمِ شخصی میں حضرتِ امام علیہ السّلام کا نورانی ظہور بیت المعمور ہے، جس کے دیدار کے لئے ستّر ہزار عظیم فرشتے آتے ہیں۔

۲۷۲
حُجَّة　　**دلیل، غلبہ:۔**

یہ ارشادِ مبارک سورۂ نساء (۴ : ۱۶۵) میں ہے : لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ۔ تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کی خدا پر کوئی حُجّت باقی نہ رہ جائے۔ اِس اشارۂ حکمت کی وضاحت یہ ہے کہ ہر پیغمبر کے بعد وصی اور زمانے کا امام بھی خدا کی جانب سے مقرر ہوتا رہا ہے، تب ہی یہ حقیقت دل نشین ہو جاتی ہے کہ خدا پر لوگوں کی کوئی حجّت نہیں ہو سکتی ہے، یعنی روزِ قیامت لوگ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اُن کے زمانے میں خدا نے کوئی زندہ اور حاضر پیشوا (ہادی) مقرّر نہیں فرمایا تھا۔

۲۷۳
الحَجَرُ الاسود　　**حجرِ اسود:۔**

الحجرُ الاسودُ یمینُ اللّٰہِ فی ارضہٖ۔ حجرِ اسود گویا، اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس کی زمین میں (لغات الحدیث، جلدِ چہارم، باب

الیاء مع المیم ، یمین کے معنی ہیں : قوت ، طاقت ، سعادت ، برکت ، دایاں ہاتھ ، قسم ۔ حجرِ اسود سے اساس مراد ہے جو تمام اعلیٰ معنوں کے ساتھ امامِ زمان کی صورت میں موجود ہے (بحوالۂ وجہ دین ، موضوعِ حج)۔

۲۷۴
حَدِیْد
(۱)
لوھا ، تیز :۔

سورۂ حدید (۵۷ : ۲۵) میں ہے : اور ہم نے ہی لوہے کو نازل کیا جس کے ذریعہ سے سخت جنگ اور لوگوں کے لئے منافع ہیں ۔ یعنی امام علیہ السّلام کی روحانیت وہ علمی لوہا ہے جس سے قیامت کی شدید روحانی جنگ کے لئے اسلحہ تیار ہو جاتے ہیں ، تاکہ اس سے ایک طرف اسلام کی فتح و فیروزی اور سربلندی ہو ، اور دوسری طرف سب لوگ خوشی سے یا زبردستی سے بہشت میں داخل ہو جائیں ، جہاں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں ۔

۲۷۵
حَدِیْد
(۲)
لوھا ، تیز :۔

ٹھنڈا لوہا بڑا سخت ہوا کرتا ہے ، اس سے کوئی چیز نہیں بنائی جا سکتی ، لیکن خدا نے حضرتِ امام داؤد علیہ السّلام کے لئے ایسے لوہے کو گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم بنا دیا تھا (۳۴ : ۱۰) یہ اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے امامؑ کو روحانیت کا معجزہ عطا کیا ہے ۔

۲۷۶
حَدِیْدٌ
(۲)
لوھا، تیز:۔

حضرتِ داؤد علیہ السّلام کے اس آہنی معجزے سے زرہیں یعنی فولاد کے جالی دار کُرتے بنتے تھے (۲۱/۸۰، ۳۴/۱۱) اس کی تاویل یہ ہے کہ امامِ زمان صلوٰت اللہ علیہ کی روحانیت سے جامہ ہائے جنّت تیار ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (۲۱: ۸۰) تو کیا تم (اس بیمثال نعمت پر) شکر کرو گے۔ نیز یہ وہ سرابیل (کُرتے) ہیں جو کاملین حربِ روحانی میں پہنتے ہیں (۱۶: ۸۱)۔

۲۷۷
حَرَمًا
(۱)
حرم، پناہ کی جگہ:۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پُرامن حَرَمْ کو ان کے لئے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف (ثَمَرَاتُ كُلِّ شَیْءٍ) تمام چیزوں کے پھل کھچے چلے آتے ہیں، ہماری طرف سے رزق کے طور پر؟ (سورۂ قصص ۲۸: ۵۷)۔ اے نورِ عینِ من! اس آیۂ مبارکہ میں بڑی زبردست حکمت پوشیدہ ہے، کیونکہ تمام چیزوں کے ثمرات ظاہر میں نہیں صرف باطن ہی میں ہوتے ہیں، یہاں تک کہ روحانیت و عقلانیت میں پتھر جیسی اشیاء بھی بغیر از ثمر نہیں ہیں۔

۲۷۸
حَرَمًا
(۲)

حرمِ باطن، حرمِ روحانی، حرمِ عقلی:۔

اے عزیزانِ من! ظاہری حرم مثال ہے اور باطنی حرم ممثول، وہ روحانی بھی ہے اور آگے چل کر عقلانی بھی، یہ امامِ زمان صلوات اللہ علیہ کا نورانی مرتبہ ہے، ان ثمرات کا ذکرِ جمیل یوں ہے کہ جب مومنِ سالک پر باطنی اور روحانی قیامت واقع ہو جاتی ہے اس وقت وہ عالمِ ذرّ کے گھیرے میں ہوتا ہے، ان ذرّات کے بہت سے اسماء ہیں، جیسے ارواح، ملائکہ، یاجوج و ماجوج، جُنود، ناس، طوفان، ھبآء، ثمرات وغیرہ وغیرہ، پس یہ ذرّات دوسری بہت سی مثالوں کے ساتھ ساتھ روحانی ثمرات بھی ہیں، جو حرمِ باطن کی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔

۲۷۹
حَرَمًا
(۳)

باطنی حرم:۔

ثَمَرَاتُ کُلِّ شَیۡءٍ (۵۷:۲۸) کا یہ مطلب ہے کہ ہر چیز کا ایک روحانی میوہ اور ایک عقلی میوہ ہے، اس کا علم روحانی انقلاب (ذاتی قیامت) کے بعد ہوتا ہے، تب ہی روشنی ملتی ہے کہ قرآن میں بھی ہر چیز کا بیان ہے، سورۂ لقمان (۳۱:۱۶) میں غور سے دیکھ لیں کہ پتھر، آسمان اور زمین کی ہر چیز سے ذرّۂ روح حاضر کر دینے کا اشارہ ہے، سورۂ بقرہ (۲:۷۴) کا بغور مطالعہ کر کے بتائیں کہ یہ کونسے پتھر ہیں جن سے پانی نکلتا ہے؟ اس کا درست جواب یہ ہے کہ اس میں روحانی پانی

ہے، سورۂ مومن (۴۰ : ۷) کا ارشاد ہے کہ ہر چیز رحمت اور علم کو شامل ہے اور یاد رہے کہ رحمت میں روحانی نعمتیں اور علم میں عقلی نعمتیں ہوا کرتی ہیں، پس ہر چیز میں دو قسم کے میوے (پھل) ہوتے ہیں، یعنی روحانی اور عقلی۔

۲۸۰
حَرَمًا (۴)

روحانی حرم، عقلی حرم:۔

کُلُّ اشیاء کے ثمرات کے معنی میں انبیائے قرآن علیہم السلام کے تمام معجزات حرمِ باطن میں مرکوز ہو جاتے ہیں، جن میں بیشمار حکمتیں ہیں، بالفاظِ دیگر حضرتِ ربّ العزّت اس مقام پر کائناتِ باطن کو لپیٹتا ہے جس سے ماضی اور مستقبل زمانۂ حال میں شامل ہوتے ہیں، اور ازل و ابد کا تصوّر سامنے ہی آتا ہے، اسی کے بارے میں ارشاد ہے: وَكُلَّ شَيۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ فِيۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ (۳۶ : ۱۲)۔

۲۸۱
حَرَمًا (۵)

باطنی حرم، جہاں باطنی ثمرات جمع ہوتے ہیں:۔

قرآنِ حکیم میں بہشت کی نعمتوں کا اکثر تذکرہ ثمرات کے عنوان سے ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ دنیا کے میوے ہیں، بلکہ روحانی اور عقلی پھلوں کا ذکر ہے، کیونکہ جسمانی غذاؤں کا تجربہ تو دنیا

ہی میں ہو چکا ہے، اب بہشت میں روحانی اور عقلی ثمرات ہی سے لطف اندوز ہونا باقی ہے، چنانچہ روحانیت اور ذاتی قیامت میں خوشخبری کے طور پر بہشت کے ثمرات دکھائے جاتے ہیں۔

۲۸۲
حِسَاب　　**شمار، روزِ قیامت:۔**

سورۂ انشقاق (۸۴: ۷۔ ۹) میں ارشاد ہے: پھر (اُس دن) جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے تو حساب آسان طریقہ سے لیا جائے گا اور (پھر) وہ اپنے (مومنین کے) قبیلہ کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔

یہ نمائندہ قیامت کا تذکرہ ہے جس سے مومنِ سالک فارغ ہو کر علم و معرفت کے خزانوں کی شادمانی کے ساتھ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ جاتا ہے، آپ مذکورہ سورہ کو تماماً غور سے پڑھیں، کیونکہ اس میں علمِ قیامت کے بہت سے اسرار آئے ہیں۔

۲۸۳
حُشِرَ　　**جمع کیا گیا:۔**

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ ۔ اور سلیمان کے لئے ان کا لشکر جمع کیا گیا جنّ بھی اور انسان بھی اور پرندے بھی اور ان کو صف آرا کیا جاتا تھا (۲۷: ۱۷)، یہ لشکرِ ذرّات کا تذکرہ ہے، جو انفرادی قیامت کا نتیجہ

ہے، اور روحانی جہاد کے لئے ہے۔

۲۸۴
حَشَرنَا هم نے جمع کیا:-

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لاکر جمع کر دیتے تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے ہاں اگر خدا ہی چاہے تو اور بات ہے (۶ : ۱۱۱) یہ روحانیت کے عظیم معجزات میں سے ہیں۔

۲۸۵
حِکمَة (۱) عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:-

لفظ حِکمَة قرآنِ حکیم میں اگرچہ بظاہر صرف ۲۰ مرتبہ آیا ہے، لیکن معنوی طور پر یہ مبارک کتاب (قرآن) از اوّل تا بہ آخر حکمت ہی حکمت ہے، اور اس حقیقت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں، جبکہ یہ خدائے علیم و حکیم کا پاک و پُر حکمت کلام ہے، اور قرآنِ عزیز کا نام بھی حکیم ہے (۳۶ : ۲)، پس بڑے باسعادت ہیں وہ لوگ جو قرآنی حکمت کی طرف توجّہ دیتے ہیں۔

۲۸۶
حِکْمَۃ (۲)
عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:۔
حکمت وہ سب سے اعلیٰ شئی ہے کہ اگر یہ کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہوئی تو اس سے وابستہ بھلائی جس کی بڑی کثرت ہے خود بخود آجاتی ہے (مفہوم ۲، ۲۶۹)۔

۲۸۷
حِکْمَۃ (۳)
عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:۔
حکمت کسی مومن کے دل و دماغ میں اُس مُعلّمِ ربّانی کی تعلیم سے آتی ہے، جس کو خدا اور رسولؐ نے مقرر فرمایا ہے، جو آلِ محمدؐ میں سے ہے، اور وہ زمانے کا امام ہے، کیونکہ اللہ کی کتاب کسی بھی دَور میں اکیلی نہ تھی، اور نہ اب اکیلی ہے، دیکھیئے خاندانِ ابراہیمؑ سے متعلق آیۂ شریفہ، کہ یہی آیۂ کریمہ خاندانِ محمدؐ کی شان میں بھی ہے (۴:۵۴)۔

۲۸۸
حِکْمَۃ (۴)
عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:۔
اللہ تعالیٰ نے حضرتِ لقمان کو حکمت عنایت فرمائی تاکہ وہ خدا کا شکر کرے (مفہوم ، ۳۱: ۱۲) اے نورِ عینِ من! آپ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ خداوندِ عالم باطنی خزانوں کے بغیر شکر کا حکم دیتا ہے، ایسا نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شکر اور حکمت کے پس منظر میں یقیناً روحانی اور عقلانی نعمتوں کی فراوانی ہوا کرتی ہے۔

۲۸۹
حِکْمَۃ (۵)

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:۔

عُلَماء اور دانشوروں نے جس طرح حکمت کی تعریفیں کی ہیں، وہ تقریباً ایک جیسی ہیں، ہمارے نزدیک قرآنی تاویل بنیادی حکمت ہے، اور یہی ظاہری سائنس کا روحانی پہلو ہے، جیسے آفاق و انفس کی آیات/نشانیوں میں ربط و رشتہ ہوتا ہے (۴۱: ۵۳) پس اگر یہ ظاہری نشانیاں آج سائنس کے نام سے مشہور ہیں تو ان جیسی باطنی نشانیوں کو روحانی سائنس کیوں نہ کہیں، تاکہ اس عمدہ طریق کار سے سائنس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جائے، صرف یہی نہیں بلکہ مذہب اور سائنس بالکل ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں۔

۲۹۰
حِکْمَۃ (۶)

عقل مندی، خاص علم، حکمت، دانش:۔

سورۂ بقرہ کے رکوع ۱۵ میں آٹھ آیاتِ کریمہ کو خوب غور سے پڑھ لیں، خصوصاً آیت ۱۲۴ کو نیز ۱۲۸ اور ۱۲۹ کو، کیونکہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے سلسلۂ ذرّیت کی امامت کا بیان آیا ہے، اور ائمۂ کرام کی جماعت میں حضرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ قدسی کی دعا کی گئی ہے تاکہ آنحضرتؐ ائمہ پر خدا کی آیات پڑھا کریں اور کتاب و حکمت سکھاتے ہوئے ان کو پاک و پاکیزہ کر دیں۔

۲۹۱
حکیم
حکمت والا، علیؑ کا قرآنی نام:۔

حضرتِ علی علیہ السلام نے فرمایا: اسمی فی القرآن حکیماً وفی التوراۃ کُلاًّ وفی الانجیل حتماً وفی الزبور بشراً وفی صحف ابراھیم اوّلاً وآخراً وانا۔۔۔ بما یکون علیم وفی العالم قدیم وفی السموت بصیر وبما فی الارضین عارف۔ میرا نام قرآن میں حکیم ہے، توراۃ میں کُل، انجیل میں حتم، زبور میں بشر، صحفِ ابراہیم میں اوّل وآخر اور میں۔۔۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کو جانتا ہوں اور میں اس جہان میں قدیم، آسمانوں میں بصیر اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس کا عارف ہوں۔ (سرائر، ص ۱۱۷، بروایت ابوذر جندب) اس سے یہ حقیقت بحدِ انتہا روشن ہوگئی کہ علیؑ کا نور ہمیشہ زمان ومکان کی وسعتوں پر محیط ہے۔

۲۹۲
حِمار
گدھا:۔

اُن لوگوں کی مثال جن پر توریت (کے علم وعمل) کا بار ڈالا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی مثال ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو، ان لوگوں کی حالت جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا ہو کیا ہی بُری ہے، اور اللہ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں فرماتا (۶۲:۵)۔ اس میں بے عملی سے کہیں زیادہ بے عقلی کی مذمّت کی گئی ہے، کیونکہ گدھا بڑی بڑی کتابوں کے بارِ گران کو تو اٹھا سکتا ہے، لیکن اس میں عقل

نہیں کہ اپنے بوجھ کے ظاہر و باطن کی قدر و قیمت کو سمجھ سکے۔

۲۹۳
حَمَلَۃُ القرآن حاملانِ قرآن:۔

حَمَلَۃُ القرآن عُرَفَاءُ اھل الجنّۃ۔ حاملانِ قرآن اہلِ جنّت کے عارفین ہیں۔ یعنی جو لوگ قرآن کی روح و روحانیت اور معرفت کے حامل ہیں، وہی اہلِ بہشت کے عارفین بھی ہیں کہ بہشت والے ان سے معرفت کے اسرار کی تعلیم حاصل کرتے رہیں گے (حدیث، دعائم الاسلام، جلدِ ثانی، ص ۳۵۱)۔

۲۹۴
حُوت (۱) مچھلی:۔

ارواح گویا بحرِ روحانیت کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ہیں، ماہئ روح جب تک ہمارے بدن میں محبوس ہے تب تک مردہ یا نیم مردہ ہے لیکن جس وقت روحانیت کے سمندر سے سالک کا رابطہ ہو جاتا ہے تو اس وقت یہ مچھلی زندہ ہو کر اپنے سمندر میں داخل ہو جاتی ہے، سورۂ کہف (۱۸:۶۳) میں غور سے دیکھیں۔

۲۹۵
حُوت (۲) مچھلی:۔

حضرتِ یونس علیہ السلام کے باطنی سفر کا واقعہ ہے کہ اُن کو ایک زبردست

روحانی مچھلی نے نگل لیا، اور یہ بہت بڑی آزمائش تھی، ایسے شدید ترین مشکل وقت میں کس عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، اس کا عملی نمونہ قرآنِ پاک میں موجود ہے، دیکھیئے سورۂ انبیاء (۲۱ : ۸۷)۔

۲۹۶
حُوْرٌ (جمع) (۱)

جنت کی عورتیں، واحد: حَوْراء۔

لفظِ حُور قرآنِ پاک کے چار مقام پر موجود ہے، حُور جمع ہے جس کی واحد حَوْراء ہے، کچھ حوریں مثال ہیں اور کچھ ممثول، جو ممثول ہیں وہ لطیف جسمانی بہشت کے بہت سے درجات پھر روحانی بہشت کے بہت سے درجات سے بھی اوپر عقلی بہشت میں ہیں، وہ کثیف جسمانی نہیں، لطیف جسمانی نہیں، روحانی بھی نہیں، بلکہ عقلانی وجود رکھتی ہیں، جو حظیرۃ القدس کے خیموں میں رہتی ہیں، وہ اسرارِ علم و معرفت اور دُرّ ہائے گنجِ حکمت ہیں۔

۲۹۷
حُور (۲)

بہشت کی عورتیں۔

روحانی ریسرچ اور مطالعۂ قرآن سے جیسی معلومات حاصل آئی ہیں وہ یہاں درج کی جاتی ہیں، تاکہ آئندہ لوگوں کے لئے کام آئیں، جیسے ذکر ہوا کہ عقلی حوریں سب سے اعلیٰ ہیں، ان کے بعد روحانی حوریں ہیں، جو لطائفِ روحانی اور نورانی صُوَرِ مُجرّدہ ہیں، اور یہ اُن نعمتوں میں شامل ہیں جو لذائذِ عُیُون کے لئے پیدا کی گئی ہیں، تاہم اشارۂ

علم وحکمت سے کوئی چیز خالی نہیں، ان سے نچلے درجات پر لطیف جسمانی حوریں ہیں، اگر میں مثال کے طور پر کہوں کہ یہ واقعاً قومِ جنّ کی عورتیں ہیں تو آپ کو بڑی حیرت ہوگی، لہٰذا وہی مطلب دوسرے الفاظ میں بیان کرتا ہوں کہ لطیف جسمانی حُوریں قومِ پری کی عورتیں ہیں، کاش، اگر آپ جنّ و پری کو کما حقّہٗ پہچان لیتے تو خود شناسی بڑی آسان ہو جاتی!

۲۹۸ حُور (۳)

لطیف عورتیں:-

سورۂ واقعہ میں اس عظیم راز کا اشارہ موجود ہے کہ حق تعالیٰ انسان کو کثیف جسم کے بعد ایک لطیف جسم عطا کرتا ہے، جیسے فرمایا: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً۔ ہم نے ان عورتوں کو (پہلے پہل دنیا میں) پیدا کیا جیسا کہ حق ہے۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا۔ پھر (اس کے بعد) ہم نے ان کو (بہشتی جسمِ لطیف میں) کنواریاں بنایا۔ عُرُبًا اَتْرَابًا۔ محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں (۵۶: ۳۵-۳۷) ہم عمر ان معنوں میں کہ ازلی پیدائش ایک ساتھ ہے، نفسِ واحدہ سے پیدا ہونا ایک ساتھ اور کثیف سے لطیف ہو جانا ایک ساتھ ہے۔

۲۹۹ حُور (۴)

پریانِ بہشت:-

کتاب دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، کتابُ الجنائز، ذکر العلل . . . میں

حضرتِ علی علیہ السّلام سے روایت ہے، وَكُلُّ مُؤمِنٍ شَهِيدٌ وَكُلُّ مُؤمِنَةٍ حَوراء۔ ہر مومن (جس موت سے بھی مرے) شہید ہو جاتا ہے، اور ہر مومنہ (عورت مر کر کو بھی بدن میں) حَوراء بن جاتی ہے۔ اس کلیہ سے یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ بہشت کی عورتیں یعنی حوریں پہلے پہل دنیا میں پیدا ہو جاتی ہیں، کیونکہ مرد و زن کے لئے ایک ہی قانونِ فطرت ہے۔

۳۰۰ حور (۵)

جسمِ لطیف میں بہشت کی عورتیں:۔

سورۂ رحمان میں دیکھ لیں: خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں ہیں۔ اپنے ربّ کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان جنتیوں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہو گا (۵۵: ۷۲-۷۴) اس ربانی تعلیم کی پہلی حکمت؛ قرآنِ حکیم کا خطاب ہر زمانے کے مسلمانوں سے ہے، پس اللہ جلّ شانہ‘ کا ہر وعدہ بھی تمام زمانوں کے اہلِ ایمان سے فرمایا ہوا ہے، اور اس کا یہ وعدہ بھی ایسا ہی ہے، وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأخُذُونَهَا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لو گے (۴۸: ۲۰)۔

جاننا چاہیئے کہ خدا کا ہر وعدہ فرمانبرداری اور علم و عمل سے مشروط ہوتا ہے، پس ہر کامیاب عالمِ شخصی کی قیامتِ صغریٰ جہادِ اکبر اور دینِ اسلام

کی عالمی فتح ہے، یہ فتح صرف روحانی اور اُخروی ہی ہے، اس بے مثال آفاقی فتحمندی کے اموالِ غنیمت میں حوران و غلمانِ بہشت بھی ہیں۔

۳۰۱ حور (۶)

حُوریں جسمِ فلکی میں:۔

دوسری حکمت: خدا کے فضل و کرم سے ہر وہ عورت نوجوان کنواری ہوجاتی ہے جبکہ جسمِ کثیف کو چھوڑ کر بلباسِ کوکبی بدن (ASTRAL BODY) بہشت میں داخل ہو جاتی ہے، پھر اس کی وہی صفت بنتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

۳۰۲ حور (۷)

بہشت کی عقلی حوریں:۔

تیسری حکمت: عقلی حوریں دونوں جہان کے حسن و جمال اور رعنائی و زیبائی کے اسرارِ مخزون ہیں، وہ ازلی خیموں میں پوشیدہ ہیں، ان کے جنّتی شوہروں سے پہلے کبھی کسی انسان یا جنّ نے ان کو نہیں چھوا ہے یعنی یہ ہر عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس کے رازہائے سربستہ ہیں، حورٌ مقصورات کی تاویل ہے اسرارِ کون و مکان کے بے بہا جواہر، کیونکہ مقصور اسمِ مفعول ہے جس میں کائناتِ علم و حکمت کو مختصر ترین اشارات میں لانے کا مفہوم ہے، المنجد سے مثالیں: اَقْصَرَہٗ، کسی چیز کو چھوٹا کرنا، لمبائی کم کرنا، کوتاہ و مختصر کرنا۔ تَقَاصَرَ الظِلُّ، سایہ

کا قریب ہونا اور سکڑنا۔ الاَحَادِیْثُ القِصَارُ، جامع و مفید کلام۔

۳۰۳
حُوْر
(۸)

بہشت کی پریاں:۔

سورۂ بقرہ میں ہے، وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ اور ان کے واسطے (ان بہشتوں میں) بیویاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی (۲: ۲۵) یعنی جسمِ کثیف سے جسمِ لطیف میں منتقل کردہ، وہ جسماً، روحاً اور عقلاً پاک و پاکیزہ ہوں گی، کیونکہ مُطَهَّرَة اسمِ مفعول ہے جس پر خداوندِ تعالیٰ یا اس کے فرشتوں کے پاک کر دینے کا فعل واقع ہوا ہے، اور وہ بھی آخرت میں، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ حورانِ بہشت کلّی پاکیزگی کی حامل ہوں گی، وہ ہے جسمانی لطافت مثلِ شعلۂ شمع، روحانی ترقی مانندِ فرشتہ، عقلی طہارت (پاکیزگی) تاکہ کتابِ مکنون کو ہاتھ میں لیا جائے، اور ان کے سعادت مند شوہر بھی انہی اوصاف کے مالک ہوں گے، کیونکہ اشارۂ حکمت بس یہی کہتا ہے۔

۳۰۴
حُوْر
(۹)

زنانِ بہشت:۔

سورۂ دُخان (۴۴: ۵۴) میں ہے، وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔ اس کا ایک مُستند ترجمہ یہ ہے: اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے (۴۴: ۵۴) یہاں ظاہری آنکھوں کے حسن و جمال

کی مثال سے چشمِ بصیرت کی تعریف کی گئی ہے لہٰذا ہمیں یقینِ کامل ہے کہ یہ مرتبۂ عقل کی حوریں ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

سوال: لوگ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ آیا بہشت میں تولید کا نظام ہے؟ اگر ہے تو کس طرح؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بہشت وہ جگہ ہے جس میں ہر طرح کی نعمت موجود ہے، اور اولاد کی خوشی ایک بڑی نعمت ہے تو یہ بہشت میں کیوں نہ ہو، مگر ہاں، وہ عالمِ امر ہے، اس لئے ہر چیز کا ظہور فوراً کلمۂ کن سے ہوتا ہے۔

۳۰۵
حَیّ　　زندہ، ہمیشہ زندہ۔

قال اللہ تعالیٰ: "یا بنَ آدمَ خلقتُك للابد، وانا حیٌّ لاأموت، اَطِعنِي فِيما امرتُك به، وانتهِ عمّانهيتُكَ عنه، اجعلك حيّاً لا تَموتُ أبداً. يا بنَ آدمَ أنا قادرٌ على ان اقول للشئ كن فيكون، أطعنى فيما أمرتُك به، وانتهِ عمّانهيتُك عنه، أجعلك قادراً على ان تقول للشئ كن فيكون" (رسائل اخوان الصّفا، جلد اوّل، الرّسالة التّاسعة، ص ۲۹۸)۔

حدیثِ قدسی ہے: اے ابنِ آدم میں نے تجھ کو ہمیشہ کے لئے پیدا کیا ہے، اور میں خود زندۂ لافانی ہوں، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے

میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو ایسی حیات عطا کروں گا کہ تو کبھی نہیں مرے گا، اے ابنِ آدم میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ کسی چیز کے لئے فرماؤں "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے، میری اطاعت کر جس چیز کے لئے میں تجھے امر کرتا ہوں، اور رُک جا جس چیز سے میں تجھے روکتا ہوں تاکہ میں تجھ کو یہ قدرت دوں کہ تو کسی چیز کے لئے کہے کُنْ (ہو جا) اور وہ ہو جائے گی۔

۳۰۶ حَیَوان (۱)

زندہ، زندگی، جینا۔

اصولی اور بنیادی حکمتوں کا یہ ربّانی خزانہ سورۂ عنکبوت (۲۹: ۶۴) میں ہے، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ اور بلاشبہ آخرت کا گھر زندہ ہے، اگر ان کو اس کا علم ہوتا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں، کتابِ وجہِ دین، کلام ۳۴۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۳۰۷ حَیَوان (۲)

زندہ، زندگی، جینا۔

اس آیۂ کریمہ کا واضح و صریح مطلب یہ ہے کہ عالمِ آخرت سارے کا سارا زندہ، بولنے والا، اور جاننے والا ہے، وہاں کی ہر ہر چیز بولتی اور تسبیح کرتی رہتی ہے (۴۱: ۲۱، ۱۷: ۴۴) اور کوئی شئی عقل و جان اور علم و حکمت کے بغیر نہیں، سچ تو یہ ہے کہ دارِ آخرت انسانِ لطیف کی صورت میں ہے

اور قرآنِ حکیم میں برائے امتحان اس کے بہت سے مخفی نام ہیں۔

۳۰۸
حَیٰوۃً طَیِّبَۃً　پاک زندگی:۔

مرد ہو یا عورت، جو بھی حقیقی معنوں میں ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے، اس کو خدا حیاتِ طیبہ (روحِ قدسی) میں زندہ کرے گا، وہ لطیف جسم اور عقلِ کامل کی دولت سے مالا مال ہو گا (۱۶: ۹۷)۔

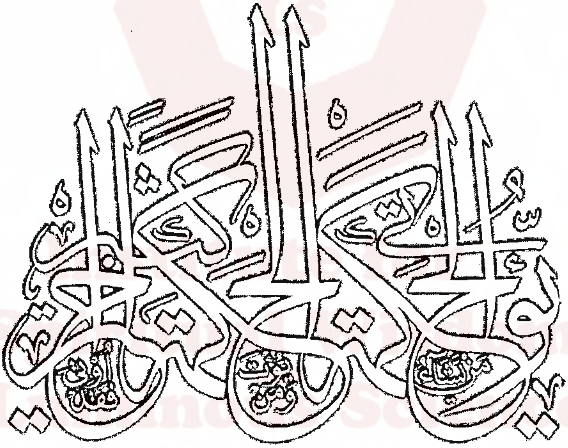

Knowledge for a united humanity

بابُ الخاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

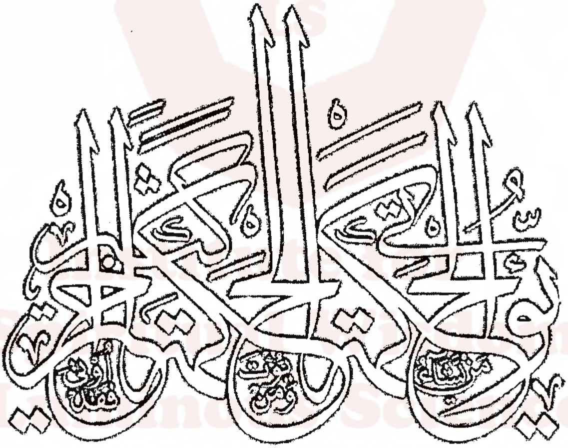

Knowledge for a united humanity

۳۰۹
خَرَّ وہ گر پڑا:۔

انسان روحاً آسمان سے آیا ہے، اس لئے اسکا آخری مرجع و ماوا آسمان پر ہے، جبکہ وہ خداشناسی میں کامیاب ہوجاتا ہے، اگر اس کو معرفت حاصل نہیں ہوتی تو یہ شرک ہے، اس صورت میں وہ گویا آسمان کی بلندیوں سے گر گیا (مفہوم ۲۲: ۳۱) سورۂ حج کے رکوعِ چہارم کو خوب غور سے پڑھیں۔

۳۱۰
خَرْدَل رائی:۔

پتھر جیسی چیزوں میں بھی روح موجود ہے، جس کا اشارہ سورۂ لقمان (۳۱: ۱۶) میں فرمایا گیا ہے: اے میرے بیٹے! اگر وہ (عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو، پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اللہ تعالیٰ اسے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین پورا پورا خبر رکھنے والا ہے۔

۳۱۱
خَزَائِن (۱) خزانے:۔

مادّی سائنس کے ایجادات ہوں یا روحانی سائنس کے انکشافات، ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو خزائنِ الٰہی سے نہ آتی ہو، جب اللہ کے انتہائی عظیم اور کبھی ختم نہ ہونے والے خزانے موجود ہیں تو ان کی

بے شمار برکتوں کا صاف شفاف دریا ہمیشہ دنیا والوں کی طرف بہتا رہے گا (۱۵: ۲۱)۔

۳۱۲ خزائن (۲)

خزانے، خدا کے خزانے:۔

س: خزائنِ الٰہی کا ذکر قرآنِ حکیم کے کس مقام پر ہے؟ ج: سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) میں، س: ان خزانوں میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ ج: ہر چیز یعنی ہر نعمت، س: خزائنِ خدا کی خاص نعمتیں کس طرح حاصل کی جاسکتی ہیں؟ ج: فرمانبرداری اور علم و معرفت کے وسیلے سے، س: ان خزانوں کی نعمتوں میں سردار نعمت کون سی ہے؟ ج: وہ خدا کا دیدارِ پاک ہے جس میں آپ کو فنا ہو جانا ضروری ہے تاکہ آپ خود کو ازلی و ابدی طور پر اسی میں زندہ پائیں، س: خزائنِ الٰہی کہاں ہیں؟ ج: عالمِ شخصی میں، س: کنوزِ خداوندی کی طرف رہنمائی کون کرتا ہے؟ ج: امامِ مبین علیہ السلام۔

۳۱۳ خَزَائِن (۳)

خزانے، خدا کے خزانے:۔

سورۂ حجر (۱۵: ۲۱) میں بار بار غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں حق تعالیٰ کے خزانوں کی معرفت کے اسرار منکشف ہو سکتے ہیں، یقیناً یہ خزائنِ الٰہی عقلِ کلّ، نفسِ کلّ، ناطق، اساس، اور امام ہیں، اور یہ کنوزِ

خداوندی لاہوت، جبروت، اور ملکوت کے انمول جواہر سے بھرے ہوئے ہیں۔

٣١٤ خَزَائن (٤)

خزائنِ الٰہی:

اے نورِ عینِ من ! یہ نکتۂ دلپذیر کبھی بھول نہ جانا کہ اللہ کی خاص چیزیں اشرف و اعلیٰ ہوا کرتی ہیں، مثال کے طور پر قلمِ الٰہی ایسا نہیں جیسے دنیا کا بے جان و بے عقل قلم ہوتا ہے بلکہ خدا کے قلم و لوح دو عظیم فرشتے ہیں، اسی طرح ربّ العزّت کے خزائن بھی فرشتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور یہ قانون بھی یاد رہے کہ فرشتے روحانی اور جسمانی دو قسم کے ہوا کرتے ہیں، پس خداوندِ عالم نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے آسمان اور زمین کے باشندوں کے لئے ایسے پانچ عظیم خزانے بنا دیئے کہ اُن تک رسائی کے لئے مکان و زمان سے کوئی رکاوٹ نہیں۔

٣١٥ خَزَائن (٥)

خدا کے خزانے جو عظیم فرشتوں کی صورت میں ہیں:

خزائنِ الٰہی جو عظیم فرشتے ہیں وہ کس طرح کام کرتے ہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے: ترجمۂ آیۂ پُرحکمت: (خدا) وہی تو ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور

کی طرف لے آئے (۴۳:۳۳)۔ اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ وہ عَزَّ اِسْمُہٗ صرف امر کرتا ہے، درود اور کوئی بھی چیز اس کے حکم سے نازل کر دینے کا فریضہ وہ بڑے فرشتے ہی انجام دیتے ہیں، جن کو خزائنِ الٰہی ہونے کا مرتبہ حاصل ہوا ہے، یاد رہے کہ امر ہر کام سے برتر ہے، اور کام امر کے تحت ہے، لہٰذا خداوندِ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ ہر کام کے لئے امر فرماتا ہے کام نہیں کرتا۔

۳۱۶ خَزَائن (۶)

خزائنِ الٰہی:۔

دوسری مثال یہ ہے کہ اگر خداوندِ کریم چاہتا تو بذاتِ خود اہلِ ایمان پر درود بھیجتا لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ زمین کے فرشتۂ اعظم اور سب سے عظیم ارضی خزانہ (ناطق) یعنی آنحضرتؐ سے فرمایا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (۱۰۳:۹) اے نبیؐ تم ان پر درود بھیج دو کیونکہ تمہارا درود ان کے لئے (روحانی اور عقلانی) تسکین کا باعث ہے۔

۳۱۷ خَزَائن (۷)

خزانے:۔

قرآنِ حکیم (۱۵:۲۱) میں ہے: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور ہم کسی چیز کو نازل نہیں کرتے ہیں مگر (لوگوں

کے علم و دانش کے مطابق۔ یہ بہت بڑی روشن حقیقت ہے بلکہ قانونِ الٰہی ہے کہ کوئی چیز خزائنِ خدا سے باہر نہیں، پس یقیناً انسان کی سعی اور معلومات کے مطابق سائنس اور اس کی تمام پیداوار اللہ کے خزانوں سے آئی ہیں، اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ عالمِ بالا میں روحانی سائنس اور مادّی سائنس ایک ہی چیز ہے۔

۳۱۸

خَزَائِنُ الارض زمین کے خزانے:۔

(یوسفؑ نے) کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کیجئے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں (۱۲: ۵۵) یعنی یوسفؑ امامِ مستودع نے امامِ مستقرؑ سے کہا کہ مجھے عالمِ شخصی کے خزانے سپرد کر دیں، تاکہ حفاظت اور علم کے ساتھ خزانے استعمال ہو سکیں۔

۳۱۹

خَزَائِنُ رَبِّكَ تیرے ربّ کے خزانے:۔

کیا تیرے ربّ کے خزانے ان کے پاس ہیں (۵۲: ۳۷)؟ یعنی ان کے پاس کوئی ایسا خزانہ نہیں، بلکہ پروردگار کے تمام خزائن امامِ مبین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بابرکت عالمِ شخصی میں ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو گھیر کر رکھا ہے (۳۶: ۱۲)۔

۳۲۰
خزائِنُہٗ — اللہ کے خزانے:۔

ترجمۂ آیۂ پاک: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں (۲۱:۱۵)، حضرتِ امامِ اقدس واطہر علیہ السّلام اللہ کا خزانۂ خزائن ہے، اور اسی کو خدا کا قربِ خاص حاصل ہے۔

۳۲۱
خلق — آفرینش:۔

الالہ الخلق والامر (۵۴:۷) یاد رکھو کہ عالمِ خلق اور عالمِ امر اللہ ہی کے لئے ہے۔ یعنی عالمِ سفلی اور عالمِ عُلوی۔

۳۲۲
خلق الرّحمٰن (۱) — نہایت مہربان خدا کی آفرینش:۔

اے نورِ عینِ من! خداوندِ تعالیٰ کی بے مثال بادشاہی میں ایک طرف درجات ہیں اور دوسری طرف مساوات، اے عزیز تر از جان، از تو قربان! آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا و آخرت میں لوگوں کے درجات ہیں، اور ازل و ابد میں مساوات یعنی برابری ہے، اسی برابری کو قرآنِ حکیم نے "خلقِ رحمان" کے اسم سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ (۶۷:۳) تو نہایت مہربان خدا کی آفرینش میں کوئی فرق نہ دیکھے گا۔ اسی تصوّر کو سمجھانے کے لئے حضرتِ مولانا امام سُلطان محمد شاہ صلوٰت اللہ علیہ وسلامہٗ نے

مونوریالٹی (ایک حقیقت) کا انقلابی نظریہ پیش کیا ہے، جو علم و معرفت کے خزینۃ الخزائن کی کلید ہے۔

۳۲۳

خلق الرّحمٰن (۲) نہایت مہربان خدا کی آفرینش:۔

(۱) قرآنِ پاک ایک ہی ہے لیکن اس کی کاپیاں شروع سے لے کر اب تک لاتعداد ہیں پھر بھی یہ مقدس آسمانی کتاب حقیقت میں ایک ہی ہے سو یہ کتنی عمدہ مثال ہے کہ اس کی روشنی میں ہر دانا مومن تصوّرِ "یک حقیقت" کو سمجھ سکے (۲) مساوات اور یک حقیقت کی دوسری بہترین مثال انسانِ کامل کی بابرکت ہستی ہے، جس کی بیرون از حساب کاپیاں بنائی جاتی ہیں، تاکہ اہلِ معرفت بہشت میں فردِ واحد بھی ہو جائیں اور ہزار و بے شمار بھی رہیں (۳) سائنسی عجائب و غرائب کی مثالوں سے کام نہ لینا دانشمندی نہیں ہے، چنانچہ آپ اندازہ کریں کہ ٹیلی وژن سے تنہا ایک ہی شخص کی تصویر اور آواز کی کتنی کاپیاں ہو سکتی ہیں، کہاں کہاں تک اور کتنے گھروں میں پہنچتی ہیں، کوئی چیز اشارۂ حکمت سے خالی نہیں۔

۳۲۴

خَلْقٍ جَدِیْدٍ نئی پیدائش:۔

بلکہ وہ نئی پیدائش کے بارے میں شک میں ہیں یعنی جسمِ لطیف کی زندگی سے بے خبر ہیں (۵۰: ۱۵)۔

۳۲۵
خَلِیْل **گہرا دوست:۔**

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ پروردگارِ عالم نے جناب ابراہیمؑ کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عبد مقرر کیا اور رسول مقرر کرنے سے پہلے نبی بنایا اور خلیل کا درجہ عطا کرنے سے پہلے رسول مقرر کیا اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل بنایا، (المیزان، الجزء الاوّل، ص ۲۷۶، نیز حاشیۂ ترجمۂ قرآن از سیّد مقبول احمد، ص ۲۲)۔

۳۲۶
خَیْر **شرّ کی ضد، نیکی، بھلائی، نیک کام:۔**

اے نورِ عینِ من! حق بات تو یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں سرتاسر روحانی اور عقلانی عجائب و غرائب ہی کا تذکرہ ہے، اس کی ایک بہت بڑی مثال یہ ہے کہ جب عالمِ شخصی میں انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے، اُس دوران بہت سے مراحل کے بعد منزلِ عقل میں فنائے عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے، یعنی حضرتِ ربّ العزّت کائنات کو لپیٹ لیتا ہے، ایسے میں خیر تو خیر ہی تھی شرّ بھی دستِ قدرت میں خیر ہو جاتا ہے، یہ بِيَدِكَ الْخَيْرُ کی تفسیر و تاویل ہے (۳: ۲۶)۔

۳۲۷
خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ **سب وارثوں سے بہتر:۔**

قرآنِ حکیم (۲۱: ۸۹) میں ہے کہ خدا خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ (سب وارثوں

سے بہتر ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ نیک بخت لوگوں کو فناء فی اللہ وبقاء باللہ کا مرتبہ عطا ہو جاتا ہے، اس معنیٰ میں ان کا بہترین وارث اللہ ہے اور وہ حقیقت میں مرے بھی نہیں، بلکہ زندۂ ازل و ابد ہو گئے ہیں۔

۳۲۸
خِیَرَہ

اِختیار، اسمِ مصدر ہے:۔

سورۂ احزاب (۳۳: ۳۶) میں ارشاد ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔(۱) اور کسی مومن اور مومنہ کو گنجائش ہی نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا فیصلہ فرمائیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے (۲)، اس ارشاد کا تاویلی مفہوم یہ ہے کہ جب کسی مومن یا مومنہ کے عالمِ شخصی کی روحانی ترقی مقامِ توکل اور کلمۂ کُن تک پہنچ جاتی ہے تو اُس وقت حقیقی وکیل ایسے شخص کے اختیار کو بڑی حد تک محدود کر دیتا ہے۔

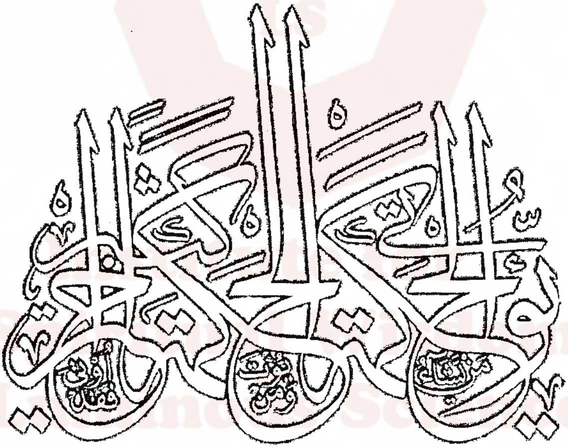

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الدّال

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

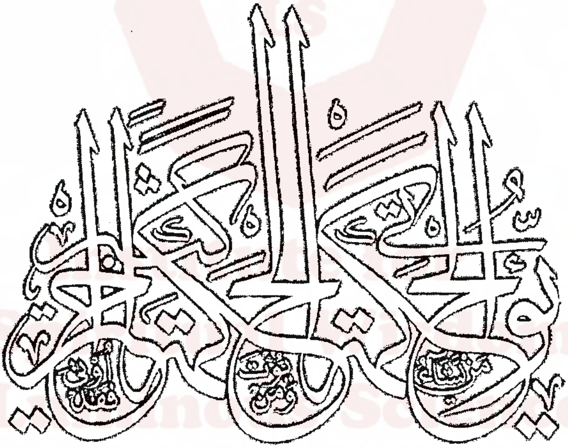

Knowledge for a united humanity

۳۲۹
دَآبَّۃٌ
(۱)

ایک چلنے والا۔

اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کریں گے جو ان سے یوں باتیں کرے گا کہ (اکثر) لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے (۲۷: ۸۲) یہ اگرچہ ایک جانور ہے لیکن اس کے بے شمار ذرّات ہیں، جو پوری دنیا میں پھیل جائیں گے، اور مولا علی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ: میں ہی دابۃ الارض ہوں (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۲۲)۔

۳۳۰
دَآبَّۃٌ
(۲)

زمین پر رینگنے والا، چلنے والا۔

آیۂ مُبارکہ، وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ (تا آخر۔ ۶: ۳۸) اور کوئی زمین پر رینگنے والا اور کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بھی تم ہی جیسے گروہ ہیں، ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے۔ اس آیۂ مقدّسہ کی تاویلی حکمت ذیل کی طرح ہے: اگرچہ دنیائے ظاہر میں ذی حیات (انسان وغیرہ) کے بے شمار درجات ہیں، لیکن یہ سب بنیادی طور پر دو بڑے گروہ میں تقسیم ہیں، یعنی بعض زمین پر چلتے ہیں اور بعض ہوا میں پرواز کرتے ہیں، یہی مثال عالمِ ذرّ میں بھی ہے، تاکہ ہم ان دو شہادتوں سے یہ سمجھ سکیں کہ تمام اُمّتوں کے لوگ بہشت میں دو طرح

سے ہوں گے؛ کچھ زمین پر چلیں گے، اور کچھ فضا میں پرواز بھی کر سکیں گے۔

۳۳۱ دَآبَّۃٌ (۳) چلنے والا، انسان وغیرہ:۔

ارشاد ہے: "ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے" یعنی قرآن میں جبکہ نورِ مُنَزَّلُ (۱۵:۵) کی روشنی میں دیکھا جاتے، کتابِ نفسی میں جبکہ امامِ زمانؑ کا نور اُس پر طلوع ہو جاتا ہے، کتابِ کائنات میں جبکہ چشمِ بصیرت سے پڑھی جاتی ہے، اور کتابِ ناطق (نورِ امامت) میں، جبکہ کسی کو معرفت عطا ہوتی ہے۔

۳۳۲ دَآبَّۃٌ (۴) جاندار، اس معنیٰ میں انسان بھی ہے:۔

"پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے"۔ دنیا والوں کا حشر (اجتماع) سب سے پہلے بشکلِ ذرّات عالمِ ذرّ میں ہو جاتا ہے، یہ عالم انسانِ کامل میں ہے، پھر درجات کی مثالیں ہیں، اس کے بعد سب کو مرتبۂ فردانیت پر نفسِ واحدہ (ایک شخص) کی صورت میں جمع کیا جاتا ہے، اس سے یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ اہلِ جنّت پہلے تو مختلف مراتب پر فائز ہو جاتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ حظیرۃ القدس میں پہنچ کر ایک ہی ہیکلِ نور میں سب کے سب ایک ہو جاتے ہیں، یہ حشر کی حکمت ہے۔

۳۲۳
دَآبَّۃٌ
(۵)

ایک چلنے والا:۔

آیۂ کریمہ؛ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ (تا آخر۔ ۲۷: ۸۲) اور جب بات ان پر آپڑے گی تو ہم زمین سے ان کے لئے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔ دَآبَّۃُ الْاَرْض، امامِ عالی مقامؑ کے مخفی ناموں میں سے ہے، جیسے مولا علیؑ کا ارشاد ہے، اَنَا دَآبَّۃُ الْاَرْض۔ یعنی میں ہوں دابۃ الارض جو قیامت کے علامات ونشانات میں سے ہے (کوکبِ دُرّی باب سوم منقبت ۲۲)۔
انفرادی قیامت میں نورِ امامت کے بے شمار عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا ہے۔

۳۲۴
دَآبَّۃٌ
(۶)

دابۃ الارض، یاجوج وماجوج، زندہ ذرّات:۔

ہر انسانِ کامل کی جسمانی موت سے بہت پہلے نفسانی موت واقع ہوتی ہے، اسی سے ذاتی یا انفرادی قیامت کا آغاز ہوتا ہے، آپ سورۂ سبا (۳۴: ۱۴) میں دیکھ سکتے ہیں، جہاں دآبۃ الارض کا ذکر آیا ہے، یہ دراصل یاجوج و ماجوج کا نام ہے جو عالمِ شخصی کی تعمیرِ نو کے لئے تخریب کرتے ہیں، چنانچہ یہ زندہ ذرّات حضرتِ سلیمانؑ کے عصا (نفسِ حیوانی) کو کھا رہے تھے، تاکہ آپؑ پر نفسانی موت واقع ہو۔

۳۲۵
دارُالحکمۃ　　**حکمت کا گھر:۔**

اَنَا دَارُ الحِکمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ حضرتِ علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ۔ (ترمذی اور مشکوٰۃ) اس کا اشارہ یہ ہوا کہ علیٔ زمانؑ ہی کے توسّط سے قرآن و حدیث کے خزائنِ حکمت مل سکتے ہیں۔

۳۲۶
دحیۃ الکلبی　　**ایک صحابی کا نام:۔**

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: اذا رأیتم دحیۃ الکلبی عندی فھو جبرائیل یأتینی فی صورتہٖ۔ جب تم میرے پاس دحیہ کلبی کو دیکھتے ہو تو سمجھ لو کہ اس کی صورت میں جبرائیل ہے جو میرے پاس آتا ہے (سرائرص ۸۱) اس سے معلوم ہوا کہ مجرّد فرشتے مومنین کی شکل میں ہوتے ہیں، اور مومنین ہی علم و عبادت سے ملائکہ بن جاتے ہیں۔

۳۲۷
دَرَجَاتٌ (۱)　　**درجے، مرتبے:۔**

بعض کتبِ تصوّف میں یہ حدیث درج ہے: الشّریعۃُ اقوالی، والطّریقۃُ افعالی، والحقیقۃُ احوالی، والمعرفۃ سِرّی۔ یعنی شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے افعال کا مجموعہ ہے حقیقت میرے روحانی احوال میں ہے، اور معرفت میرا راز ہے۔

اے نورِ چشمِ من! جیسا کہ آپ جانتے ہیں: جمادات قدر و قیمت کے اعتبار سے مختلف درجات پر ہیں، نباتات کے بھی بہت سے درجات ہیں، حیوانات بھی نوع بنوع اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں، اور انسانوں کے مدارج و مراتب کا سلسلہ تو بڑا طویل ہے، پس اسی طرح قرآنی اور اسلامی تعلیمات کے بھی بہت سے مراحل ہیں۔

۳۳۸
دَرَجَاتٌ (۲)　　مراتب:۔

سورۂ آلِ عمران کے اس ارشاد کو دیکھ لیں: هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔ ان لوگوں کے خدا کے ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے (۳: ۱۶۳) یعنی علم و عمل کے فرق و تفاوت کی وجہ سے لوگوں کے بہت سے درجے بن جاتے ہیں۔

۳۳۹
دَرَجَاتٌ (۳)　　مدارج:۔

سورۂ یوسف (۱۲: ۷۶) میں ارشاد ہے: نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے (۱۲: ۷۶)، یعنی خداوندِ عالم جس کے درجے کو بلند کرنا چاہے اس کو علم و عمل کی توفیق عنایت

کرتا ہے، اور اسی طرح لوگوں کے بہت سے درجات بن جاتے ہیں، پس شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے مدارج حق ہیں۔

۳۴۰
دَھر (۱)　**زمان:۔**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دہر کو گالی نہ دو، کیونکہ میں خود دہر ہوں (حدیث)۔

۳۴۱
دَھر (۲)　**زمانِ ساکن، ازل، تجدّدِ ازل:۔**

سورۂ دہر کے شروع (۷۶: ۱) میں یہ حکمت آگین ارشاد ہے: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۔ ترجمۂ اوّل: یقیناً انسان پر دہر (زمانِ ناگزرندہ) سے ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔ ترجمۂ دوم: آیا انسان پر ظہورِ ازل (اور منزلِ فنا) کا وہ وقت آیا ہے جبکہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا (یعنی ہر طرح سے فنا بحق ہو گیا تھا)۔

انسان تجدّدِ ازل میں ایک بے نام و نشان اور بیمثال حقیقت تھا ہے اور ہوگا (یعنی فانی مطلق اور گم گشتۂ عالمِ وحدت، کیونکہ قابلِ ذکر چیز نہ ہونے کے دو پہلو ہیں، ایک منفی ہے اور دوسرا مثبت، منفی حجاب ہے اور مثبت محجوب، پس یہاں فنافی اللہ کا سرِّ عظیم موجود ہے۔

زمانِ ناگزرندہ جس کا تجدّد عالمِ شخصی کے مقامِ عقل پر ہوجاتا ہے (۷۶: ۱)۔

۳۴۲
دَھُر
(۳)

زمانِ ناگزرندہ، ازل وابد:۔

جب کوئی سعادتمند مومن اپنے عالمِ شخصی کے روحانی سفر اور باطنی ترقّی کے سلسلے میں مرتبۂ ازل پر پہنچ کر فنا ملحق ہو جاتا ہے تو اس کو یہ ضروری اور اعلیٰ معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کی انائے علوی کسی ابتدا و انتہا کے بغیر ہمیشہ ہمیشہ عالمِ وحدت (مونوریالٹی) میں موجود ہے، اسی معنی میں "حِیۡنٌ مِّنَ الدَّھۡرِ" فرمایا گیا ہے کہ حِیۡن کا تعلق انائے سفلی سے ہے، اور دَھُر انائے علوی کے لئے ہے۔

۳۴۳
دَھُر
(۴)

ٹھہرا ہوا زمانہ:۔

قرآنِ حکیم میں ایک سے زیادہ مقامات پر ارشاد ہوا ہے کہ خدا نے تم کو نفسِ واحدہ یعنی ایک جان سے پیدا کیا، اس میں روحانی والدین کی طرف اشارہ ہے، اگرچہ روحانی حوّا کا ذکر الگ یا بعد میں ہوا ہے، اب جس شخص کو اپنی اصل کی طرف لوٹ جانا ہے تو پہلے پہل اسے روحانی ماں (امامؑ) میں فنا ہو جانا پڑے گا، پھر روحانی باپ (رسولؐ) میں، تاکہ آخراً فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو سکے، کیونکہ انسان جس طرح خدا کی جانب سے آیا ہے، اسی طرح اس کی جانب جانے والا ہے، سورۂ انعام، رکوعِ یازدہم کے آخر (۶:۹۴) میں خوب غور سے دیکھ لیں۔

۳۴۴
دَھْر (۵)
ٹھہرا ہوا زمانہ جو عالمِ امر میں ہے:۔

سورۂ انعام (۶: ۹۴) میں ارشاد ہوا ہے: اور تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے جس طرح ہم نے اوّل بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے۔

اس حجاب کی محجوب حکمت یہ ہے: (۱) دراصل کاملین ہی کی روحانی پیدائش اور قیامت میں لوگوں کی روحانی پیدائش اور قیامت پوشیدہ ہے (۳۱: ۲۸) (۲) لہٰذا لوگ اپنے اپنے وقت کے کاملین میں فنا ہو کر ہی فرداً فرداً خدا کے پاس جا سکتے ہیں (۳) اس کے معنی ہیں خدا میں فنا ہو جانا (۴) بعد از فنا بشر اور بشریت کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی (۵) وہ لَمْ یَکُنْ شَیْـًٔا مَّذْکُوْرًا کا مصداق ہو کر حقیقتِ مجرّدہ بن جاتا ہے۔

۳۴۵
دَیَّارًا
رہنے والا، بسنے والا:۔

یہ آیۂ کریمہ سورۂ نوح میں ہے: وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا (۷۱: ۲۶) اور (پھر) نوح نے (یہ) دعا کی کہ میرے پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے۔
سوال: حضرتِ نوح علیہ السّلام کی اس پُراثر دعا کا تعلّق دنیائے ظاہر سے ہے یا عالمِ شخصی سے؟ جواب: آخری دعوتِ حق عالمِ شخصی ہی کی طرف ہوتی ہے اور اصلاحِ احوال بھی اسی میں کی جاتی ہے، لہٰذا اس

دعا کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہلِ جہان سب کے سب پرسنل ورلڈ میں داخل ہو کر مسلمان اور مومن ہو جائیں اور کفر و کافری ختم ہو جائے۔

۳۴۶
دِین
(۱)

اسلام، دینِ حق۔

یہ ارشاد قرآنِ پاک کے تین مقامات پر ہے: (خدا) وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو ادنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دے (۹: ۳۳؛ ۴۸: ۲۸؛ ۶۱: ۹)۔ اس قرآنی پیش گوئی کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، باطنی پہلو یہ ہے کہ ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی اور باطنی قیامت میں دینِ حق دوسرے تمام ادیان پر غالب ہوتا رہا ہے، اور یہ عظیم روحانی واقعہ سب سے پہلے حضورِ اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہوا، آپ سورۂ فتح (۴۸) کو باطنی اور روحانی نقطۂ نظر سے پڑھ لیں۔

۳۴۷
دِین
(۲)

خدا کا دین، آنحضرتؐ کی پاک ہستی۔

سورۂ نصر (۱۱۰: ۱-۲) میں ارشاد ہے: جب خدا کی مدد آپہنچی اور (روحانی) فتح حاصل ہو گئی، اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہو رہے تھے۔
وہی قیامت جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے زمانۂ آدمؑ سے سلسلۂ

کاملین میں بطریقِ روحانی قائم ہوتی آئی ہے، چنانچہ رسولِ خداؐ پر قیامت کے عظیم اسرار اس وقت عملاً منکشف ہوگئے، جبکہ دنیا بھر کے لوگ بشکلِ ذرّات دینِ خدا (آپؐ کی ہستیٔ مبارک) میں داخل ہوگئے اور حضورِ پاکؐ کو آفاقی فتح حاصل ہوئی۔

۳۴۸ دین (۳)

دینِ حق۔

ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں سُنّتِ الٰہی کا تجدّد ہوتا ہے (۸۵:۴۰)۔ یہ وہ اصل قانونِ قدرت ہے جس سے کوئی بھی بڑا واقعہ باہر نہیں ہو سکتا، مثلاً تخلیقِ ارض و سماء، بہشت اور دوزخ کی تجدید، ازل و ابد کے عظیم واقعات کا ظہور، عہدِ الست کے معجزات، انبیائے قرآن وغیرہم کے قصّے، قیامت کے احوال، دینِ حق کا دوسرے ادیان پر غالب آنا وغیرہ۔

۳۴۹ دینُ اللّٰہ

خدا کا دین۔

مولا علیؑ نے فرمایا: انا دینُ اللّٰہ حقاً، انا نفسُ اللّٰہ حقاً لایقولھا غیری ولایدّعیھا مُدّعٍ اِلّاکذّابا۔ میں بحقیقت خدا کا دین ہوں، میں بحقیقت خدا کا نفسِ کُلّی ہوں، یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا اور نہ کوئی مدّعی ایسا دعویٰ کر سکتا ہے مگر کوئی کذّاب۔ (کتاب سرائر ص۱۱۷)۔

بابُ الذّال

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

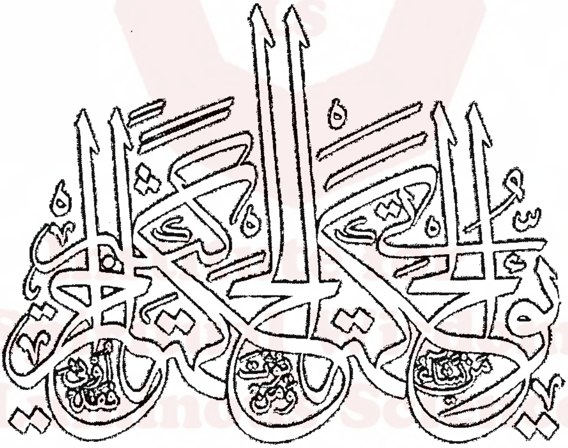

Knowledge for a united humanity

۳۵۰
ذَاالنُّوْنِ

مچھلی والا، یعنی حضرتِ یُونسؑ:۔

سورۂ صٰفّٰت (۳۷: ۱۳۹) سے آگے پڑھیں، مچھلی کی چند تاویلیں ہیں، اور آخری تاویل نفسِ کُلّی ہے، چنانچہ اِس عظیم مچھلی نے حضرت یُونس علیہ السّلام کو اُٹھا کر میدانِ عقلِ کُل میں اُگل دیا۔

۳۵۱
ذَاهِبٌ (۱)

جانے والا:۔

سورۂ صافات (۳۷: ۹۹) میں ہے: وَقَالَ اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ۔ اور ابراہیمؑ نے کہا "میں اپنے ربّ کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا (۳۷: ۹۹)"۔ اس آیۂ مبارکہ میں اہلِ دانش کے لئے زبردست روشنی اور بہت ہی بڑا سِرّ مکشوف ہے، وہ یہ کہ اسلام دینِ فطرت یعنی ظاہراً و باطناً ترقی کا مذہب ہے لہٰذا شریعت پر حقیقی معنوں میں عمل کرتے ہوئے طریقت، حقیقت، اور منزلِ مقصودِ معرفت تک رسا ہو جانا بے حد ضروری ہے، پس حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام جیسے مُوَحّدِ اعظم کے اس عزمِ صمیم (میں اپنے ربّ کی طرف جاتا ہوں) کے یہی معنی ہیں۔

۳۵۲
ذَاهِبٌ (۲)

سالکِ دینِ متین:۔

انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السّلام کے نقشِ قدم پر چل کر

خزائنِ معرفت تک پہنچ جانا انتہائی مشکل کام تو ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں، یہی سبب ہے کہ اسلام کی بنیادی اور اُصولی تعلیمات میں ایک بہت بڑی اہم اور خاص الخاص دعا سکھائی گئی ہے، وہ پاک و پُر حکمت دعا اُمّ الکتاب میں اس طرح ہے:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (یا ربّ العزّت!) ہمیں راہِ راست پر چلا دے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں کی راہ (پر) جن پر تو نے انعام فرمایا (یعنی پیغمبران، اساسان، امامان اور حُجتان ۴:۶۹)۔

۳۵۳ ذَاهِبٌ (۳)

راہِ روحانیت کا مسافر:۔

حضرتِ ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ کے بابرکت روحانی سفر کی پہلی منزل شبِ باطن ہے، دوسری منزل ستارہ، تیسری منزل چاند، چوتھی منزل سورج اور اس کے بعد آپؑ کو معراج کی عظیم سعادت نصیب ہوئی (سورۂ انعام میں آیات ۷۵۔۷۹ کو خوب غور سے پڑھیں)۔

۳۵۴ ذَاهِبٌ (۴)

مذہب (راستہ) پر چلنے والا:۔

بعض کتبِ تصوف میں یہ حدیث درج ہے: الشّریعۃ اقوالی، و الطّریقۃُ افعالی، والحقیقۃُ احوالی، والمعرفۃُ سِرّی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے افعال کا مجموعہ

ہے، حقیقت میرے روحانی احوال میں ہے، اور معرفت میرا راز ہے۔
اے نورِ عینِ من! قرآنِ حکیم آفاق و انفس کی آیات میں نہ صرف غور و فکر کی دعوت دیتا ہے بلکہ اسی امر کی بار بار تاکید بھی کرتا ہے، لہٰذا اہلِ دانش پر فرض ہے کہ وہ قانونِ فطرت کے بارے میں سوچیں، مثال کے طور پر آبائے علوی (۹ آسمان)، درجہ وار کیوں ہیں؟ اُمّہات (عناصرِ اربع) کثافت یا لطافت میں یکسان کیوں نہیں؟ موالیدِ ثلاثہ (جماد، نبات، حیوان) میں درجات کا فرق کیوں ہے؟ وہ بھی حیوان یہ بھی حیوان، لیکن وہ صامت اور یہ ناطق کیوں ہے؟ پھر جماد، نبات، حیوانِ صامت اور حیوانِ ناطق میں سے ہر ایک کے لاتعداد و بے شمار درجے کیوں ہیں؟

۳۵۵ ذَاهِبٌ (۵)

طریقِ دین پر چلنے والا:-

یہ نظامِ فطرت کی ارتقائی سیڑھی ہے، جو روحانی سیڑھی کی مثال بھی ہے، صراطِ مستقیم اور رسنِ خدا کا نمونہ بھی، جس کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ انسانو! یقین کرو کہ جب تک عالمِ وحدت دور ہے تب تک درجات ہی درجات ہیں، قرآنی علم میں درجات، اسلامی عمل میں درجات، روحانی سفر اور قربِ خدا کے درجات، پس دین کی چار بڑی منزلیں یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت حق ہیں، اور حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کا منزل بمنزل چلتے ہوئے اپنے ربّ کے پاس جانا بھی حق ہے۔

۳۵۶
ذِبح
(۱)

ذبح کرنے کا جانور، قربانی:۔

سورۂ صٰفّٰت (۱۰۷:۳۷) میں ارشاد ہے: وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی اس کے عوض دیدی۔ یعنی حضرتِ اسماعیل علیہ السّلام کی ظاہری اور جسمانی قربانی کے عوض باطنی اور روحانی قربانی ہوئی، اور وہ کئی معنوں میں عظیم قربانی تھی، ان کو خواب میں ذبح کیا گیا، بیداری میں کئی کئی دن تک ان کی روح قبض ہوتی رہی، روحانی جہاد میں مرتبۂ شہادت بھی حاصل ہوا، اور مقامِ عقل پر جا کر بھی بار بار قربان ہوتے گئے۔

۳۵۷
ذِبح
(۲)

ذبح کرنے کا جانور، قربانی:۔

حضرتِ اسماعیل علیہ السّلام امامِ مستقر اور اساس تھے، اُن کی مذکورہ قربانیوں کی نیّت اور عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے تھی، اور باطنی فوائد تمام لوگوں کے لئے تھے، کیونکہ خدا کی طرف سے دنیا میں ہمیشہ امامؑ اس لئے موجود و حاضر ہوتا ہے کہ وہ اہلِ جہان کے حق میں ایسے مفید روحانی امور کو انجام دے، جن کو لوگ خود انجام نہیں دے سکتے ہیں، مثلاً باطنی قربانی وغیرہ، جو ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

۳۵۸ ذِبح (۳)

ذبح کرنے کا جانور، قربانی:-

سوال: حضرتِ امامِ عالیمقامؑ کی باطنی قربانیوں سے تمام اہلِ جہان کو کس طرح فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ اور ایسا کوئی اشارہ قرآنِ پاک میں کہاں ہے؟ جواب: قرآنِ حکیم کا اشارۂ حکمت کہتا ہے کہ ہادیٔ زمان نہ صرف امام المتقین ہی ہے (۲۵: ۷۴) بلکہ وہ امام الناس بھی ہے (۲: ۱۲۴) اس میں بہت بڑا فرق یہ ہے کہ متقین کو بروقت علم و حکمت کا دروازہ کھل جاتا ہے، لیکن عوام الناس پر دنیا میں یہ دروازہ بند ہے۔

۳۵۹ ذِکر

خدا کی یاد:-

سوال: انسان اپنے پیارے باپ کو کس عمر میں شدید محبت سے یاد کرتا ہے؟ کب؟ کیوں؟ اور کس طرح؟ جواب: انسان اپنے باپ کو اکثر بچپن کی عمر میں یاد کرتا ہے، خصوصاً اس وقت جبکہ وہ باپ سے دور ہو جاتا ہے، ایسے میں ملنے کے لئے شدید محبت سے روتے ہوئے باپ کو یاد کرتا رہتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اس مثال سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ خدا کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۲: ۲۰۰)۔

۳۶۰ ذِکرالرّحمٰن (۱)

خدا کی یاد:-

سورۂ زخرف (۴۳: ۳۶) میں ارشاد ہے: اور جو شخص خدا کی یاد سے

اندھا اور غافل) بنتا ہے، تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ بُرا ساتھی ہے۔ یہ انسانی حالت کا منفی پہلو ہے اور مُثبت پہلو یہ ہے کہ مومن حضرتِ رحمان کو کثرت سے یاد کرے تاکہ اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جائے، یقیناً اسی آیت کی تفسیر میں وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر دل کے دو کان ہیں جن میں سے ایک کے پاس ایک شیطان اور دوسرے کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے۔

۳۶۱
ذِکرالرّحمٰن
(۲)

خدا کی یاد۔

اے نورِ عینِ من! آپ خداوندِ تعالیٰ کو شب و روز عشق سے یاد کریں، مناجات اور گریہ وزاری کی آسمانی دواؤں سے اپنے باطنی امراض کا علاج کرتے رہیں، علم و حکمت کی روشنی میں جانِ جان اور قبلۂ عاشقان کا تصوّر کریں، ان شاء اللہ شیطان خاموش ہو جائے گا، اور فرشتہ بولنے لگے گا۔ فرشتہ کی آواز شروع شروع میں سنائی نہیں دیتی، وہ ابتداءً دل کے کان تک محدود ہوتی ہے، پھر رفتہ رفتہ اس کی ترقّی ہوتی رہتی ہے، تاآنکہ روحانی انقلاب آتا ہے۔

۳۶۲
ذِکراً کثیراً

بہت یاد کرنا، کثرت سے یاد کرنا، ذکرِ کثیر۔

حق تعالیٰ کا یہ حکم سورۂ احزاب (۳۳: ۴۱-۴۳) میں ہے: اے ایمان لانے والو! اللہ کی یاد بہت کچھ کیا کرو، اور اس کی پاکی صبح و شام بیان

کیا کرو، وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰت (درود) بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو (غفلت ونادانی کی) اندھیریوں سے (ذکر وعلم کے) نور کی طرف نکال لائے، اور وہ مومنین پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔ یہ حکم دورِ قیامت کے لئے خاص ہے۔

۳۶۳
ذِکْرُکُمْ　　**تمہارا ذکر:-**

سورۂ انبیاء (۲۱: ۱۰) میں ان مبارک الفاظ کو دیکھ لیں: فِیْهِ ذِکْرُکُمْ (۱) قرآن میں تمہاری نصیحت ہے (۲) اس میں تمہارے لئے اسمِ اعظم کا ذکر ہے (۳) اس میں بشرطِ کامیابی تمہارا ذکرِ جمیل ہے۔
امامِ زمان صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ جب اپنے کسی مرید کو اسمِ اعظم عطا فرماتے ہیں تو وہ یقیناً قرآنِ پاک میں سے ہوتا ہے، پس خصوصی عبادت کا یہ معجزاتی پُل اس لئے ہوتا ہے کہ مومن یا مومنہ امام اور قرآن کی نورانیت میں داخل ہو جائے۔

۳۶۴
ذَلُوْلٌ (۱)　　**نرم، رام، فرمانبردار:-**

حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ: اَلْقُرْاٰنُ ذَلُوْلٌ ذُوْ وُجُوْهٍ فَاحْمِلُوْهُ عَلٰی اَحْسَنِ وُجُوْهِهٖ۔ یعنی قرآن بہت ہی رام ہو جانے والی چیز ہے، اور وہ متعدد پہلو (وجوہ) رکھتا ہے لہٰذا تم اسے اس کی بہترین

وجہ پر محمول کرو (الاتقان، دوم، نوع ۷۸)۔
بخاری جلدِ سوم، کتابُ الاعتصام اور لغات الحدیث کتاب "ج" میں یہ حدیثِ شریف درج ہے: اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ۔ میں جامع کلمے دیا گیا ہوں (یعنی قرآن اور حدیث جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی و مطالب بے شمار ہیں)۔ پس قرآنی تعلیمات و ہدایات لوگوں کے طبقات و درجات کے مطابق ہیں۔

۳۶۵
ذَلُوْل (۲) رام، فرمانبردار۔
حدیثِ شریف ہے: القرآنُ ذَلولٌ ذُو وُجوهٍ فاحملوهُ علی احسنِ وُجوهِهٖ۔ یعنی قرآن بہت ہی رام ہو جانے والی چیز ہے، اور وہ کئی پہلو (وجوہ) رکھتا ہے لہٰذا تم اسے اس کی بہترین وجہ پر محمول کرو۔ (الاتقان، حصۂ دوم، نوع ۷۸)۔ یعنی قرآنِ حکیم کے ظاہراً و باطناً درجہ بدرجہ معانی ہیں، اس لئے تم رفتہ رفتہ اعلیٰ سے اعلیٰ معنوں کو سمجھ لو۔

۳۶۶
ذوالفقار تلوار کا نام۔
شرح الاخبار، جلد ۹، ص ۳۸۱ پر ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جنگِ اُحد کے دن آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا:

لا فتیٰ اِلاّ علی، ولا سیف اِلاّ ذو الفقار۔ علی جیسا کوئی بہادر نہیں اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں۔ سوال: اب وہ بہادری اور اُس ذوالفقار کی کاٹ کہاں ہے؟ جواب: قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت معلوم ہے کہ شروع شروع میں تنزیلی جنگ کی ضرورت پیش آتی تھی، جو تاویلی جنگ کی علامت و مثال تھی، چنانچہ جب سے حسبِ منشائے الٰہی زمانۂ تاویل کا آغاز ہوا تب سے علیِ زمانؑ تاویلی حکمت کی ذوالفقار سے کام لے رہا ہے، جو لوہے کی ذوالفقار جیسی محدود نہیں بلکہ ہمہ رس اور عالمگیر ہے (زمانۂ تاویل، ۷:۵۳؛ ۱۰:۳۹)۔

۳۶۷
ذِیْ عِوَجٍ (۱)　　کجی اور پیچیدگی والا۔

سورۂ زمر (۳۹: ۲۸) میں ہے: قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ۔ ترجمۂ اوّل: ایک عربی قرآن جس میں ذرا بھی کجی (پیچیدگی) نہیں تاکہ یہ لوگ (سمجھ کر) خدا سے ڈریں۔ ترجمۂ دوم: تمہاری اپنی زبان میں ایک قرآن جس میں ذرا بھی کجی (پیچیدگی) نہیں تاکہ یہ لوگ متقی ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ عظیم کا باطنی اور روحانی پہلو ہر مسلمان کی مادری زبان میں ہے اور یہ قرآنِ حکیم کا آفاقی اور ہمہ گیر معجزہ ہے۔

۳۶۸
ذِی عِوَجٍ (۲) کجی اور پیچیدگی والا:۔

عِوَج ۔ کجی، پیچیدگی زبان نہ سمجھنے کے معنی میں ہے، جس کی ایک روشن مثال یہ ہے کہ قیامت کا اعلان کرنے والا داعی دُنیا کی تمام زبانوں میں پکارے گا اور کسی بھی فردِ بشر کو اس کی بات سمجھنے میں کجی اور پیچیدگی نہ ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے: یَوْمَئِذٍ یَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَہٗ ۔ اس روز لوگ پکارنے والے (کے حکم) کی پیروی کریں گے اس کے لئے کوئی پیچیدگی نہ ہوگی (۲۰ : ۱۰۸) یعنی وہ ہر زبان میں بولے گا اور لوگ کسی دِقّت کے بغیر سنیں گے اور سمجھ لیں گے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بابُ الرّاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

يؤتي الحكمة من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد أوتي خيرا كثيرا

Knowledge for a united humanity

۳۶۹
رَاجِعُوْن　　**پھر جانے والے، لوٹنے والے۔**

آیۂ اِستِرجاع سے یہ روشن حقیقت جھلک رہی ہے کہ روحِ انسانی اللہ تعالیٰ کے حضور سے یہاں آئی ہے، اسی معنیٰ میں پلٹ کر خدا کی طرف جانے کا ذکر آیا ہے، جیسے ارشاد ہے: قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (۲:۱۵۶) ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۲:۱۵۶) خوب یاد رہے کہ رجوع الی اللہ کا آخری مقام فنا فی اللہ ہے۔

۳۷۰
راسخون فی العلم پختہ کارانِ علم۔

حالانکہ اللہ اور ان لوگوں کے سوا جو علم میں بڑے پختہ کار ہیں اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے (۳:۷)

حضرتِ امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا، رسول اللہ (صلعم) افضل الراسخین فی العلم۔ رسولِ خدا علم کے پختہ کاروں میں سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے تنزیل و تاویل میں سے جو کچھ آنحضرتؐ پر نازل فرمایا اس کی تعلیم دی، اور جو چیز آپؐ پر نازل ہوتی آپؐ اس کی تاویل جانتے تھے، پھر آنحضرتؐ کے بعد آپؐ کے اوصیاء علم میں پختہ کار ہیں اور اس کی تاویل جانتے ہیں (دعائم الاسلام جلد اوّل

ذکرِ ولایتِ اَئمہؑ)۔

۳۷۱
رَاعٍ (۱)

چرواہا، چوپان، حاکم، بادشاہ۔

حدیثِ شریف ہے: کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔
ترجمۂ اوّل: تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے (روزِ قیامت) اس کے مویشی کے بارے میں سوال ہوگا۔
ترجمۂ دوم: تم میں سے ہر شخص (بحدِّ قوت) بادشاہ ہے اور تم میں سے ہر ایک سے (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی رعیت کے لئے کیا کام کر دیا۔ (صحیح بخاری، جلدِ اوّل، کتاب الجمعہ، نیز لغات الحدیث، جلدِ دوم، کتاب "ر")۔

۳۷۲
رَاعٍ (۲)

چرواہا، بادشاہ۔

اے نورِ عینِ من! جیسا کہ آپ یہ امرِ واقعی جان چکے ہیں کہ ہر شخص کے عالمِ شخصی میں کائنات و موجودات کی ایک مکمل کاپی رکھی ہوئی ہے، اسی طرح ہر آدمی خداوندِ قدوس کی رحمتِ بیکران سے بحدِّ قوت بادشاہ ہو گیا ہے اور اس کی رعایا کائنات بھر میں ہیں، پس اہلِ ایمان کو چاہیئے کہ وہ علم و عمل کے وسیلے سے عالمِ شخصی کی بادشاہی کو اچھا کریں، یعنی حدِّ قوت سے حدِّ فعل میں لائیں۔

۳۷۳
رَاعٍ (۳)

چرواہا، بادشاہ۔

قرآن و حدیث کے کئی ارشادات میں یہ ذکر آیا ہے کہ فرمانبردار اور کامیاب نفوس بہشت میں بادشاہ ہوں گے، اور جن کو یہ مرتبہ نہ ملے، اس کی یہ وجہ ہوگی کہ انہوں نے اپنے عالمِ شخصی پر لاعلمی اور بے عملی سے ظلم کیا ہوگا، اے عزیزان! آپ یقین کریں کہ عالمِ شخصی کے تصور سے حقائق و معارف کا سمجھانا خدا کا بہت بڑا انعام ہے، یہی سبب ہے کہ اس طریقِ تعلیم میں بہت بڑی کامیابی ہوئی اور ہو رہی ہے۔

۳۷۴
رَبّ (۱)

پروردگار:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱:۱) سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہر ہر عالمِ شخصی کا پروردگار ہے، یعنی انسانوں کی جسمانی، روحانی، اور عقلانی پرورش کرتا ہے۔

۳۷۵
رَبّ (۲)

پالنے والا:۔

تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (۷:۵۴) وہ خدا جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے۔ یعنی عوالمِ شخصی کی عقلی پرورش کے لئے ایسا بابرکت مربی موجود ہے جس کو خدا نے مقرر فرمایا ہے۔

۳۷۶ رَتْقٌ (۱)

مُنہ بند، جُڑا ہوا۔

سورۂ انبیاء میں ہے: اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۚ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں جُدا کیا، اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی (۲۱: ۳۰)۔ یعنی انسان کبھی عقل و روح کے آسمان پر تھا، پھر خدا نے اسے اس مادی دنیا میں لایا، اور علم کے پانی سے سیرابی لازمی قرار دیا تاکہ وہ بحقیقت زندہ ہو کر عالمِ علوی کی طرف رجوع کرے۔

۳۷۷ رَتْقٌ (۲)

مُنہ بند، جُڑا ہوا۔

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جُدا جُدا کر دیا (سورۂ انبیاء ۲۱: ۳۰) یہ راز انتہائی عظیم ہے کہ فرشتۂ عقلِ کُل آسمان ہے اور فرشتۂ نفسِ کُل زمین، یہ دونوں خدا کے حکم سے ایک بھی ہیں اور الگ الگ بھی، اور اس حکم میں بے شمار حکمتیں ہیں۔

۳۷۸ رَتْقٌ (۳)

مُنہ بند، جُڑا ہوا۔

جس اعلیٰ مقام پر آسمان اور زمین ملائے ہوئے ہیں وہاں آسمان آکر

زمین بن گیا ہے، اور زمین جا کر آسمان بن گئی ہے، اس اعتبار سے خلافتِ آدم کا تعلق نہ صرف سیارۂ زمین ہی سے ہے، بلکہ مقصودِ اصلی کائناتی زمین کی خلافت ہے اور وہ نفسِ کُلّی ہے جس سے عقلِ کُلّی جدا نہیں پس ایسی ہی کُلّ کائناتی خلافت آدم و اولادِ آدم کے لئے بنائی گئی ہے۔

۳۷۹
رَجِیم **اصل معنی ہیں، پتّھر مارنے والا، اور پتّھر مارا گیا:-**

رجم (پتّھر مارنا) سے رجیم (فعیل = فاعل)، بھی ہے اور بمعنیٔ مفعول (مرجوم = پتھر مارا گیا) بھی ہے، مراد ہے دھتکارا ہوا، مردود۔
شیطان اس لئے رجیم کہلاتا ہے کہ اس کا کام ہے جھوٹ اور غلط باتوں سے پتھراؤ کرنا تاکہ کوئی ایسا مومن جو حقیقی علم میں کمزور ہے مرعوب ہو کر اس کا شکار ہو جائے یا روح الایمان سے مر جائے یا شک میں مبتلا ہو جائے، یہ باطنی حکمت ہے، لیکن ظاہر میں لوگ نہ تو شیطانِ رجیم کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کے پتھراؤ کا درد محسوس کرتے ہیں۔

۳۸۰
رَحمَان (۱) **نہایت مہربان:-**

اَلرَّحمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ ترجمہ: نہایت مہربان (خدا) نے قرآن کی تعلیم دی۔
تفسیر و تاویل: نہایت مہربان خدا نے اپنی سُنّتِ عالیہ کے مطابق اسماء الحسنیٰ

کے وسیلے سے انسانِ کامل کو قرآن کے روحانی اور عقلانی اسرار کی تعلیم دی۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ ترجمہ: اُس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ تفسیر و تاویل: خداوندِ عالم نے اپنی پاک کتاب کی باطنی اور نورانی تعلیم سے شخصِ کامل کو روحاً و عقلاً پیدا کیا اور اب اس کو بیان (تاویل) سکھایا (۵۵: ۱-۴)۔

۳۸۱ رَحْمَان (۲)

نہایت مہربان:۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵۵: ۵) ترجمہ: سورج اور چاند ایک حسابِ مقرر سے چل رہے ہیں۔ تفسیر و تاویل: ناطق اور اساس عالمِ دین کے آفتاب و ماہتاب ہیں، لہٰذا یہاں رات بھی روزِ روشن ہی کی طرح تابناک ہے، کیونکہ ظاہری چاند سورج سے بہت دور ہے اور یہ اُس کے ساتھ ایک نہیں ہو سکتا کہ آفتابِ جہان تاب بن کر کائنات کو جگمگائے، لیکن دین کے شمس و قمر نورٌ علیٰ نور کے مصداق ہیں (۲۴: ۳۵) نیز سورۂ قیامہ (۷۵: ۹) میں دیکھیں: جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں۔

۳۸۲ رَحْمَان (۳)

نہایت مہربان:۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ (۵۵: ۶) ترجمہ: اور ستارہ اور درخت

دونوں سجدہ کرتے ہیں۔ تفسیر و تاویل: عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس میں ستارہ عقلِ کُل ہے اور درخت نفسِ کُل، دونوں اطاعت کے معنی میں خدا کے لئے سجدہ کرتے ہیں تاکہ جہانِ علم و معرفت کا نظام قائم رہے۔

۳۸۳ رَحْمَان (۴)

نہایت مہربان:۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۵۵: ۷) ترجمہ: اور آسمان کو خدا نے بلند کیا اور (اس میں) ترازو رکھی۔ تفسیر و تاویل: عالمِ شخصی کے آغاز میں آسمان اور زمین ملے ہوئے ہوتے ہیں (۲۱: ۳۰) پھر حق تعالیٰ روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ آسمان کو زمین سے الگ کر کے بلند کر دیتا ہے، اور علم و حکمت کی ترازو زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر رکھتا ہے تاکہ وہی شخص اس کو استعمال کرے جو وہاں تک جا سکتا ہے۔

۳۸۴ رَحْمَان (۵)

نہایت مہربان:۔

آسمان کو زمین سے الگ کر کے بلند کر دینے کی دوسری تاویل یہ ہے کہ خدائے عزّوجلّ ہر نبی اور ہر امام کو زمینِ دعوت سے ترقی دے کر آسمانِ علم و حکمت بنا دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا کر دیا (سورۂ انبیاء ۲۱: ۳۰)۔

۳۸۵
رَحْمَة

رحمت، بخشش، مہربانی، ہر وہ نعمت جو روح کے لئے ضروری ہے۔

سورۂ انبیاء (۲۱: ۱۰۷) میں ارشاد ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ اے رسولؐ ہم نے تو تم کو کُل جہانوں (عوالمِ شخصی) کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام کے ارشاد کے حوالے سے اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ عالمین سے صرف انسان مراد ہیں، اور انسان تمام زمانوں میں پیدا ہوتے آئے ہیں پس دورِ انبیاء کے لئے بھی اور دورِ آئمہ کے لئے بھی خدا نے آنحضرتؐ کو رحمت کا خزانہ اور مرکز یا رحمتِ کُل بنا دیا ہے، لہٰذا حضورِ اکرم صلعم اپنے ارشادِ مبارک کے مطابق سیّد الانبیاء (تمام پیغمبروں کے سردار) ہیں، اگر کوئی شخص کسی قوم کا سچ مچ سردار ہے تو وہ قولاً و فعلاً سردار ہوا کرتا ہے یعنی حقیقی سردار وہ ہے جس سے قوم کو ہر گونہ فائدہ ہو۔

۳۸۶
رَحِيْق
(۱)

شرابِ خالص:-

مختوم = سر بمُہر، سورۂ تطفیف (۸۳: ۲۵-۲۶) میں ہے: يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ..... ان کو نفیس ترین سر بند شراب پلائی جائے گی جس پر مُشک کی مُہر لگی ہوگی۔ سر بمُہر خالص شراب سے قرآن، حدیث اور امامِ زمانؑ کے روحانی کلمات مراد ہیں، جن میں حکمت

اور معرفت کے عجائب و غرائب پوشیدہ ہیں جو رحیقِ مختوم کی مثال پر مسرت انگیز اور روح پرور ہیں۔

۳۸۷ رَحِیق (۲)

نفیس ترین شراب:۔

رَحِیقِ مَّخْتُوْم۔ سربمہر خالص شراب۔ علمِ لَدُنّی، علمِ تاویل، جو علم کلماتُ التّامّات اور کتابِ مکنون سے ملتا ہے، پس یہ امام علیہ السّلام کا علم بھی ہے اور اس کے عشق کی شراب بھی، جس طرح دنیوی شراب کے پینے سے مجازی عشق زندہ ہو جاتا ہے، اسی طرح رحیقِ مختوم سے امامِ عالیمقامؑ کا علمی دیدار ہوتا ہے کہ علمِ حقیقی اس کا نور ہے، اور نور کا احساس و ادراک کئی طرح سے ہوتا ہے۔

۳۸۸ رِزْق

روزی:۔

یہ ارشاد سورۂ بقرہ (۲: ۲۵) میں ہے: کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ۔ جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل بطورِ روزی دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ایسے ہی پھل اس سے پہلے ہم کو دیئے جاتے تھے۔ دنیا میں تین قسم کی غذائیں مل سکتی ہیں: جسمانی، روحانی اور عقلانی، جسمانی غذا وہ ہے جس میں مومن، کافر اور حیوان برابر کے شریک ہیں، روحی اور عقلی رزق اہلِ ایمان

کے لئے خاص ہے، اور بہشت میں بھی رزق ہے، مگر بہت ہی عمدہ اور نہایت ہی اعلیٰ۔

۳۸۹
رَسُوْلُ اللّٰـــه
پیغمبرِ خُدا۔
آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک اسماء میں سے چند اسماء، اسمہ فی الانجیل: طاب طاب أی طیّب (یعنی پاک) وفی التّوراۃ: مارماد أی الموجود (یعنی موجود) وفی الزّبور: بارقلیط أی فارِق بین الحق والباطل (یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا)، وفی صحفِ ابراھیم: اخری یاقدما أی سابق الآخر (یعنی آخر میں آکر سب سے سبقت کرنے والا)، وفی صحفِ شیث: صام صام أی القطّاع بالحُجّۃ (یعنی دلیل [کی تلوار] سے کاٹنے والا)۔
وفی صحفِ آدم: مقنع۔ وفی صحفِ اشعیا وارمیا: قانع۔ وبین طوائف الطّیور: عبد الجبّار۔ وبین البھائم: عبد الغفور۔ وعند الجنّ: نبیّ الرّحمۃ۔ وعند الشّیاطین: نبی الملحمۃ (منتخباتِ اسماعیلیّہ، ص ۲۱۵)۔

۳۹۰
رفیع
بلند کرنے والا، بلند:۔

سورۂ مومن (۴۰: ۱۵) میں یہ حکمت آگین ارشاد ہے: رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ۔ خدا بلند درجے دینے والا عرش کا مالک ہے۔ اس ربّانی تعلیم کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ درجات کی سیڑھی عرش تک ہے، آپ سورۂ معارج (۷۰) کے شروع کی چار آیاتِ کریمہ کو ذرا غور سے پڑھ لیں، اور یہ بتائیں کہ "فنا فی اللہ" کا مقام عرشِ برین ہے یا فرشِ زمین؟ کیا بندۂ مومن کا قلب عرشِ معرفت نہیں ہے؟

۳۹۱
ال، رفیق الاعلیٰ
رفیقِ اعلیٰ، انائے علوی، یک حقیقت:۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے اپنی حیاتِ طیّبہ کے آخری لمحات میں یہ پُرحکمت دعا کی تھی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ یا اللہ مجھے بخش دے اور رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے (احادیثِ مثنوی، فارسی، ص۔ ۱۳۰)۔ رفیقِ اعلیٰ کون ہے؟ انائے عُلوی، وہ رفیق (ہم سفر) کس معنیٰ میں ہے؟ وہ بے پایان زندگی کے سفر کا ساتھی ہے، یعنی ہر مومن کا رفیقِ اعلیٰ ہے۔

۳۹۲
رقیم
نوشتہ:۔

روحانی عجائب و غرائب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار کوئی تحریر

دیدۂ باطن کے سامنے آجاتی ہے، اس کا یقینی اشارہ یہ ہے کہ بہشت میں تحریری نعمتیں بھی ہیں (۹:۱۸)۔

۳۹۳
رَمَیْتَ　　**تُو نے پھینکا:۔**

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اور (اے رسولؐ) تم نے خاک نہیں پھینکی جس وقت پھینکی تھی، لیکن اللہ نے پھینکی (۸:۱۷) یہاں سے ظاہر ہوا کہ اللہ اپنے رسولؐ کے ہاتھ سے بھی کوئی کام کر سکتا ہے، کیونکہ دستِ پیغمبر دستِ خدا ہے (۴۸:۱۰)۔

۳۹۴
رَوْحِ اللّٰہِ (۱)　　**خدا کی رحمت:۔**

وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اور خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ (۱۲:۸۷) یہ حضرتِ امام یوسفؑ کے بارے میں ہے اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ رسولؐ کے بعد زمانے کا امامؑ اللہ کی رحمت ہے۔

۳۹۵
رَوْحِ اللّٰہِ (۲)　　**خدا کی رحمت:۔**

وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ خدا کی رحمت سے نااُمید نہ ہو (۱۲:۸۷) خدا کی رحمت دراصل ایک بہت بڑی رُوح کا نام ہے، اور وہ امامِ زمان علیہ السّلام ہی ہے، پس رَوْحُ اللّٰہِ اور رُوْحُ اللّٰہِ

ایک ہی ہے۔

۳۹۶
رُؤیَا (۱)
خواب:۔

رُؤیَا المُؤمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ۔ آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ، مومن کا خواب نبوّت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے (مسلم) یہ بات سچّے مومنین سے متعلق ہے، کیونکہ باکرامت خواب از قسمِ روحانیّت ہے۔

۳۹۷
رُؤیَا (۲)
خواب:۔

رُؤیَا الْاَنْبِیَاءِ وَحْیٌ۔ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں (جیسے قرآن میں ہے،) اِنِّیٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیٓ اَذْبَحُکَ (۳۷: ۱۰۲) میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ (حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کا خواب) اور مومنِ صادق کا خواب نبوّت کے ۴۶ حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے (صحیح البخاری، جلد اوّل، کتاب الوضوء، باب ۱)۔

۳۹۸
رُؤیَا (۳)
خواب، خواب دیکھنا:۔

عوام النّاس یہ نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ انبیاء و اولیا علیہم السّلام کا خواب عالمِ روحانیت سے مل چکا ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام

کا وہ خواب پیغمبرانہ اور اولیائی خواب تھا جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر سے اپنے لختِ جگر حضرتِ اسماعیل علیہ السّلام کو ذبح کیا (۳۷: ۱۰۲) یقیناً اسی طرح کے روحانیت سے بھرپور نورانی خواب میں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو معراج کے انتہائی عظیم اسرار کا مشاہدہ ہوا (۱۷: ۶۰) خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کے اس مبارک خواب پر لوگوں کو آزمایا، جب امتحان لینا مقصود تھا تو واقعۂ معراج کی کلیدی وضاحت نہیں کی گئی بلکہ علم و معرفت پر چھوڑ دیا اور سنّتِ الٰہیّہ اسی طرح چلی آئی ہے کہ بار بار امتحان لیا جاتا ہے۔

۳۹۹
ریحِ یوسف یوسفؑ کی خوشبو، یعنی روحانی خوشبو۔

یعقوبؑ نے کہا کہ میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کرتا ہوں (۱۲: ۹۴) حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس امامت تھی، اور امامؑ کے روحانی معجزات میں سے ایک روحانی خوشبوؤں کا ظہور ہے۔

۴۰۰
رَیحان رُوزی۔

رُوزی، خوش بودار گھاس، اس سے روحانی خوشبو مراد ہے جو اہلِ بہشت کی غذا ہے، جیسا کہ سورۂ واقعہ (۵۶: ۸۹) میں ارشاد ہے: فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ۔ پس (اس کے لئے) راحت

اور خوشبو کی غذا اور نعمت کے باغ ہیں۔ (بحوالۂ مقالہ: روحانی سائنس کے عجائب و غرائب قسطِ اوّل، نیز ملاحظہ ہو: میزان الحقائق: قوتِ شامہ ایک نئی غذا دریافت کرے گی)۔

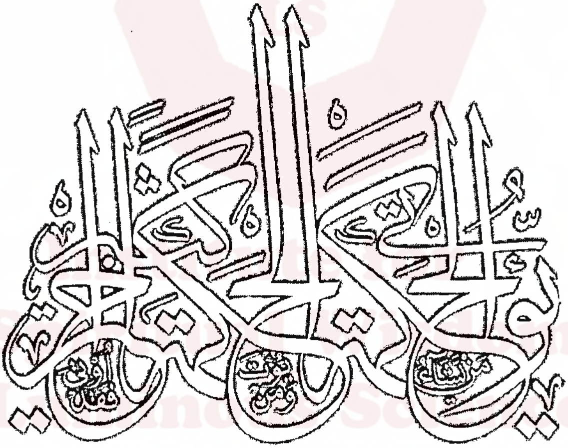

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الزّاء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

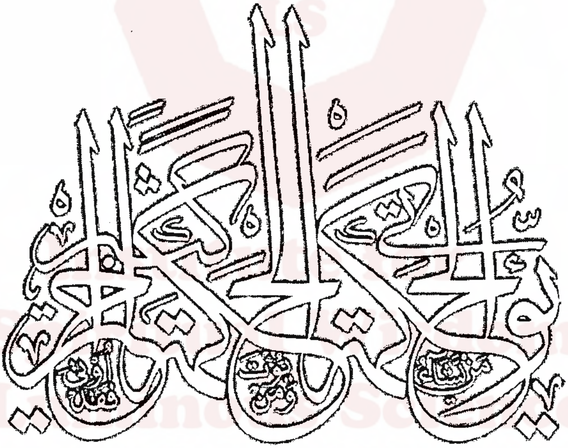

Knowledge for a united humanity

۴۰۱
زَبُوْر (۱)

لکھنا، لکھا ہوا:۔

وہ کتابِ سماوی جو حضرتِ داؤد علیہ السّلام پر نازل ہوئی، بعض علماء کی رائے ہے کہ زبور اُس آسمانی کتاب کو کہتے ہیں جس میں صرف حکمتیں اور دانائی کی باتیں بیان کی گئیں ہوں (قاموس القرآن)، میں کہتا ہوں کہ البتہ یہ سچ ہے جبکہ زبور خزانۂ عشقِ الٰہی کی ایک روشن مثال ہے، خداوندِ عالم کے سچّے عاشقوں کے پاس کیا کیا سازوسامان ہونا چاہیئے؟ اس کا مفصل جواب زبور سے ملے گا۔

۴۰۲
زَبُوْر (۲)

کتاب، مزبور:۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآنِ حکیم میں کہیں بھی عشق کا لفظ نہیں آیا ہے اور نہ یہ خدا کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، میری گزارش ہے کہ قرآنِ پاک میں نہ صرف عشق کے مترادفات ہی ہیں، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کتابِ سماوی کی تصدیق بھی موجود ہے، جس کے شروع سے لیکر آخر تک صرف عشقِ الٰہی اور اس کے وسائل کے سوا اور کچھ بھی نہیں، اور وہ حضرتِ داؤد علیہ السّلام کی زبور ہی ہے (سورۂ نساء ۴: ۱۶۳؛ سورۂ بنی اسرائیل ۱۷: ۵۵)۔

۴۰۳ زَبُوْر (۳۱)

نامۂ عشقِ الٰہی:-

قرآنِ عظیم میں عشق کے مترادفات کی موجودگی اور کتابِ عشقِ سماوی (زبور) کی تصدیق کے علاوہ عشق کے احوال بھی مذکور ہیں، مثال: اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور اس سے ان کو اور زیادہ عاجزی پیدا ہو جاتی ہے (۱۷: ۱۰۹) کیا یہ خداوندِ عالم کا عشق نہیں ہے؟ آیا یہ اُس عشق کا نمونہ نہیں جو صاحبِ زبورؑ میں تھا؟

۴۰۴ زَبُوْر (۴۱)

نامۂ عشقِ خداوندی:-

ارشادِ قرآنی ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اور جو اہلِ ایمان ہیں ان کو (صرف) خدا ہی کے ساتھ نہایت قوی محبّت ہے (۲: ۱۶۵) ایسی نہایت سخت محبّت کسی میں خدا کے لئے ہو تو وہ عشق ہی ہے، اور خداوندِ قدّوس کا پاک عشق وہ پُرحکمت اور بابرکت نور ہے جو نہ صرف دل و دماغ اور عقل و جان کو منوّر کر دیتا ہے بلکہ اس سے بدن کے تمام خلیات و ذرّات بھی مُستنیر ہو جاتے ہیں، یہی سبب ہے کہ ربِّ کریم نے حضرتِ داؤد علیہ السّلام کو کتابِ عشق یعنی زبور عطا کر دی اور ان کو مُعلّمِ عشق بنا دیا۔

۴۰۵
زَبُور
(۵۱)

کتاب، مراد نامۂ اعمال۔

سورۂ انبیاء کے آخری رکوع (۲۱ : ۱۰۵) میں ارشاد ہے، اور ہم نے تو یقیناً (اپنے دوستوں کے) نامۂ اعمال میں (ان کی تکمیلِ) ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے کائناتی زمین کے وارث ہوں گے۔ آپ اس کو بہشت کی زمین بھی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جنّت کائنات کے طول و عرض میں ہے (۳ : ۱۳۳؛ ۵۷ : ۲۱)۔

۴۰۶
زِدْنِیْ عِلْمًا

مجھے اور زیادہ علم دے۔

سورۂ طٰہٰ (۲۰ : ۱۱۴) میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے محبوب رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جس بابرکت دعا کی تعلیم فرمائی ہے، اس میں بڑی حیران کن حکمتیں رکھی ہوئی ہیں، مثال کے طور پر: (۱) مذکورہ حکمت آگین دعا کے حکم میں جیسا کہ منشائے خداوندی ہے، اس کے مطابق ہر روز آسمانی ہدایت و تائید سے آن حضورؐ کے علم و حکمت میں بیحد و بیقیاس اضافہ ہوتا گیا (۲) اللہ کی خوشنودی اور پیغمبرِ اکرمؐ کی سُنّتِ مطہرہ اس بات کی مظہر ہے کہ تمام مسلمین و مومنین پورے دور میں قرآن فہمی کی سیڑھی پر چڑھتے جائیں، تاآنکہ اسرارِ علم و حکمت کے خزانے کھل جائیں۔

۴۰۷
زَکَرِیّاؑ (۱)

زکریاؑ:۔

ایک جلیل القدر پیغمبر جو باطناً امام بھی تھے، سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۹) میں ارشاد ہے: اور زکریاؑ کو یاد کرو، جب اُس نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو تُو ہی ہے۔

اس آیۂ شریفہ کی صرف چار عظیم حکمتیں سمجھ میں آتی ہیں: (۱) دینی کام کی غرض سے اولاد کے لئے دعا کی گئی ہے (۲) یہی اولاد عالمِ شخصی کے مقامِ عقل پر بھی پیدا ہو (۳) اپنا تولدِ عقلانی بھی مطلوب ہے (۴) آخراً یہ اشارہ بھی ہے کہ مرتبۂ عقل پر سب سے بہترین وارث تو ربِّ کریم خود ہی ہے۔

۴۰۸
زَکَرِیّاؑ (۲)

زکریا امامؑ:۔

سورۂ آلِ عمران (۳: ۳۷) میں ہے: وَکَفَّلَهَا زَکَرِیَّا۔ اور خدا نے زکریاؑ کو مریمؑ کا کفیل بنا دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السّلام کو مریم علیہا السّلام کی روحانی پرورش کا ضامن و ذمہ دار بنا دیا، پس حضرتِ امامؑ نے دینِ فطرت کے قانون کے مطابق اپنی اس نیک بخت شاگرد کو اسمِ اعظم کی مقدس تعلیم دی، اِس روحانی طریقِ تعلیم کا نام "عِلمُ الاسماء" ہے، جو زمانۂ آدمؑ سے قیامتہ القیامات تک جاری و ساری ہے۔

۴۰۹
زَکَرِیّاَ
(۳)

امام زکریاؑ:-

زکریاؑ جب کبھی مریمؑ کے پاس محراب میں داخل ہو جاتا تو اس کے پاس (روحانی) رزق پاتا، پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے حساب کے بغیر رزق دیتا ہے (۳: ۳۷) محراب سے عالمِ شخصی مراد ہے، حساب (یوم الحساب) قیامت کا نام ہے، حساب کے بغیر رزق دینا یہ ہے کہ خدا آپ کو وہ علم عطا فرمائے جو بعض کو جسمانی موت اور قیامت کے بعد بہشت میں ممکن ہے۔

۴۱۰
زَکَرِیّاَ
(۴)

امام زکریاؑ:-

محراب کا لفظ حرب سے بنا ہے، الحرب والمحراب، جنگجو، لڑاکا، بہادر، قلعہ وغیرہ، پس محراب سے عالمِ شخصی کا قلعہ مراد ہے، جس میں روحانی جنگ سے متعلق ہر چیز موجود ہے، یہی قلعہ عبادت خانہ بھی ہے، نیز محراب مقامِ عقل کا نام ہے کہ امامِ زکریا علیہ السّلام کا اشارہ وہیں سے کیا گیا تھا (۱۹: ۱۱) کیونکہ آخری درجے کی تمام تاویلات حظیرۃ القدس میں جمع ہیں۔

لفظ	معنی و حکمت
۴۱۱ زِلزالاً شدیداً	سختی سے ہلانا۔ روحانی بھونچال کئی درجوں پر ہے، جیسے سورۂ احزاب (۳۳ : ۱۱) میں ہے: اُس وقت مومنین خوب آزمائے گئے اور سختی سے ہلائے گئے۔ یعنی اُن پر زلزلۂ روحانی مُسلّط کیا گیا، جس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔
۴۱۲ زُلزِلَتْ	وہ ہلائی گئی۔ سورۂ زِلزال (۹۹ : ۱-۸) میں انفرادی قیامت کے بھونچال کا ذکر آیا ہے، جو عالمِ شخصی کا ایک زبردست روحانی معجزہ ہے، جس کی بدولت مومنِ سالک کی تطہیر ہو جاتی ہے، اور وہ مخاطبہ سُنتا ہے، اور اس ذاتی قیامت میں پوشیدگی سے تمام لوگوں کے نمائندہ ذرات کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔
۴۱۳ زَلزَلَةَ السَّاعَةِ	قیامت کا زلزلہ۔ سورۂ حج کے شروع (۲۲ : ۱-۲) میں ہے، لوگو، اپنے ربّ سے ڈرو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے، جس روز تم اسے دیکھو گے، حال یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی، اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا، اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حال آنکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ

کا عذاب ہی کچھ ایسا ہوگا۔ یعنی ہر مُعلّم ذاتی قیامت کی سختی کی وجہ سے اپنے شاگردوں کو بھول جاتا ہے، ہر سالک کی اضافی روحیں نکل جاتی ہیں، اور نمائندہ ذرّات مدہوش نظر آتے ہیں۔

۴۱۴
زُلْزِلُوا — **وہ ہلائے گئے:۔**

سورۂ بقرہ کی ایک پُر حکمت آیت (۲:۲۱۴) کا ترجمہ ہے: پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنّت (روحانیت) کا داخلہ تمہیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلائے گئے، حتّٰی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ ایسے میں انہیں تسلّی دی گئی کہ، ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔ یہ روحانی بھونچال سے متعلق مضمون کا حصّہ ہے۔

۴۱۵
زِینَۃَ اللّٰہ (۱) — **خدا کی زینت، باطنی اور روحانی زینت، زیبائش، آرائش۔**

سورۂ اعراف (۷:۳۲) میں ہے: اے نبیؐ، ان سے کہو کس نے خدا کی اُس زینت کو حرام (ممنوع) کر دیا، جسے خدا نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے اور کس نے اللہ کی عطا کردہ لطیف غذائیں ممنوع کر دیں؟

کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی صرف مومنین ہی کے لئے خاص ہوں گی جبکہ دورِ قیامت آئے گا۔
اس ربّانی تعلیم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، تاہم باطنی پہلو بڑا عقلی، منطقی اور ضروری ہے تاکہ اس حکمتِ الٰہی سے اہلِ دانش باطنی تاویل کی طرف رجوع کریں۔

۴۱۶
زِیْنَۃَ اللّٰـہ (۲)　　آرائشِ روحانی:۔
خدا کی خاص اور انتہائی دلکش زینت عالمِ شخصی میں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے لئے پیدا کیا ہے، اس کے مشاہدات کی غرض سے عبادت و ریاضت کرنے سے کس نے منع کیا ہے؟ حالانکہ یہ بہشت کی نعمتیں، خوشبوئیں وغیرہ مومنین کو دنیا کی زندگی میں بھی حاصل ہو سکتی ہیں، خصوصاً دورِ روحانیت میں۔

بابُ السّين

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

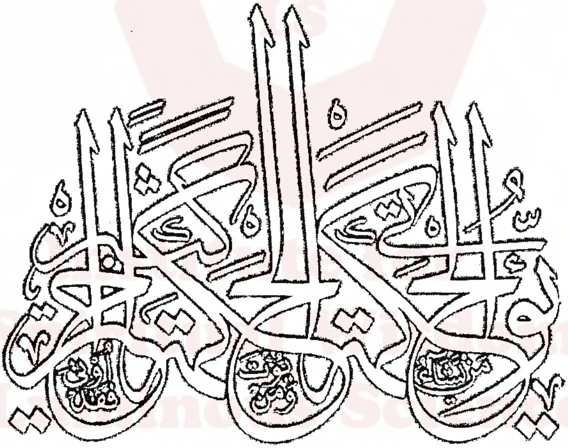

ISW
Knowledge for a united humanity

۴۱۷ سَاھِرَۃ **میدان، زمین، میدانِ قیامت، عالمِ شخصی کی زمین۔**

اَلسَّاھِرَۃ۔ عالمِ شخصی کی زمین کا ایک مخفی نام جو شب بیداری کی نسبت سے مقرر ہوتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں: السَّھَّارُ والسُّھَرَۃُ، بہت جاگنے والا، السَّاھِرَۃُ، مؤنث۔ سورۂ نازعات (۷۹: ۱۳-۱۴) میں ارشاد ہے، فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔ فَاِذَا ھُمْ بِالسَّاھِرَۃِ۔ بس وہ ایک سخت آواز ہوگی، جس سے سب لوگ فوراً ہی ساہرہ میں آموجود ہونگے۔

۴۱۸ سبب **رسّی، ذریعہ۔**

باطن میں قرآن اور عترت (اہلِ بیت = امام) ایک ہی نور ہے، جو آسمان اور زمین کے درمیان لگائی ہوئی رسّی یا سیڑھی کی طرح ہے اور یہی سیڑھی صراطِ مستقیم بھی ہے، حبلِ ممدود اور سببِ موصول یعنی نورانی رسّی جو عرشِ برین سے فرشِ زمین تک سیڑھی کی طرح لگائی ہوئی ہے تاکہ لوگ علم و معرفت کی اس رسّی یا سیڑھی سے صاحبِ عرش تک پہنچ سکیں، یہ مثال سب سے عجیب و غریب بھی ہے اور سب سے دل نشین بھی، کہ جب کوئی عارف درجہ بدرجہ اوپر کی طرف جاتا ہے تو ہر درجے میں نورِ واحد کی شکل میں قرآن اور امام ہوتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور میں بھی نورانی رسّی کا بالائی سرا موجود ہے، جو قرآنِ عظیم بھی ہے اور

امامِ مبین بھی۔

۴۱۹
سَبْع (۱)

سات:-

یہ آیۂ شریفہ سورۂ حجر (۱۵: ۸۷) میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۔ اور ہم نے تم کو سبعِ مثانی (سورۂ حمد) اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی تاویل یہ ہے کہ سبع المثانی (سات دہرائی جانے والی چیزیں) حضراتِ آئمہ ہیں، چنانچہ اگلے ناطقوں کے ادوار میں سات سات اماموں کا سلسلہ چلتا تھا، لیکن اللہ نے اپنے حبیبؐ پر احسان کیا کہ آنحضرتؐ کے کام کی خاطر سلسلۂ سبع المثانی کو طول دیا، اور آپؐ کو قرآنِ عظیم (قائم القیامت) عطا کیا۔

۴۲۰
سَبْع (۲)

سات:-

مذکورۂ بالا آیۂ کریمہ کی کُلّی اور دُور رس تاویل یہ ہے کہ سبعِ مثانی (سات سات اماموں کا سلسلہ) جس کا ذکر ہوا، وہ فی الحقیقت شروع ہی سے حضرتِ سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک نام پر ہے، جبکہ آپؐ ہی تمام پیغمبروں کے سردار ہیں، جبکہ دَورِ اعظم حضورؐ ہی کا ہے اور جبکہ مقصدِ تخلیقِ کائنات آپ ہی کی ذاتِ عالی صفات ہے۔

۴۲۱
سبعة احرف　سات حروف:-

پیغمبرِ اکرمؐ کا بابرکت قول ہے: نزل القرآن علی سبعةِ احرفٍ کلّ حرفٍ منہا کافٍ شافٍ۔ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، ان میں سے ہر حرف (علم و حکمت میں) کفایت کرنے والا اور باطنی امراض سے شفا بخشنے والا ہے۔

سیدنا منصور الیمن قس کی کتاب سرائر ص ۸۸ کے مطابق اس حدیثِ شریف کی تاویلی حکمت یہ ہے: یہاں قرآن سے آنحضرتؐ کا وصی اور اساس مراد ہے کیونکہ وہ قرآن کی تاویل کا مالک اور اس کے عجائب وغرائب کا مظہر ہے، اور سات حروف اس کی اولاد میں سے سات ائمۂ طاہرین ہیں، جن میں سے ہر امام اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے علم و حکمت میں کفایت کرنے والا، اور باطنی بیماریوں سے شفا بخشنے والا ہے۔

۴۲۲
سِتَّةِ اَیَّامٍ　چھ روز:-
(۱)

بیشک تمہارا ربّ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر مساوات کیا (۷: ۵۴) اس سے عالمِ دین کی تخلیق مراد ہے، جو چھ بڑے ادوار میں مکمل ہوئی، اور عالمِ شخصی کی روحانی تخلیق کا ذکر ہے، جو چھ چھوٹے ادوار میں بنایا گیا۔

۴۲۳
سِتَّۃِ اَیَّامٍ (۲) چھ روز:-

اللہ تعالیٰ کے چھ بابرکت دن یہ ہیں: حضرتِ آدم، حضرتِ نوح، حضرتِ ابراہیم، حضرتِ موسیٰ، حضرتِ عیسیٰ اور حضرتِ محمد علیہم السّلام، ان چھ ناطقوں کے چھ بڑے ادوار میں عالمِ دین مکمل کیا گیا، اور ساتویں دن جو سنیچر یعنی حضرتِ قائم علیہ السّلام ہے، اس میں خدا نے عرش (نورِ عقل) کے ذریعے سے مساوات کا کام کیا، اس کا تجدّد اور معرفت عالمِ شخصی میں ہے (۱۰: ۳)۔

۴۲۴
سِتَّۃِ اَیَّامٍ (۳) چھ دن:-

خداوندِ عالم کا ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے (۲۲: ۴۷)، اس حساب سے عالمِ دین کی تخلیق چھ ہزار برس میں ہوئی، اور ایک ہزار سال کا آخری دَور حضرتِ قائم القیامت علیہ السّلام کے لئے مقرر ہے (۱۱: ۷؛ ۲۵: ۵۹)۔

۴۲۵
سَخَّرَ اُس نے فرمانبردار بنایا:-

پروردگارِ عالم نے ارض و سماء کی تمام چیزوں کو انسان کے لئے بحدِّ امکان فرمانبردار بنا دیا ہے، یہ ذکر قرآنِ عظیم کی متعدد آیات میں آیا ہے، اس ربّانی تعلیم میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی سائنس کی طرف بھرپور توجہ دلائی گئی ہے، اور وہ آیاتِ کریمہ "وَسَخَّرَ لَکُمْ" کے عنوان سے ہیں (۴۵: ۱۳؛ ۳۱: ۲۰)۔

۴۲۶
سِدْرَة (۱)

بیری کا درخت:-

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی۔ پرلی حد کی بیری، یہ نفسِ کُلّی کی مثالوں میں سے ہے جو مکان و زمان سے بالاتر ہے، چنانچہ سورۂ نجم میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی۔ اور انہوں (یعنی آنحضرتؐ) نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے، پرلی حد کی بیری کے پاس (۱۳:۵۳-۱۴)۔

یہاں طالبانِ حقیقت کے لئے ایک خاص سوال ہے کہ محبوبِ خداؐ نے کس کو دیکھا تھا؟ آپؐ کو کس کی دعوت تھی؟ ظاہر بات ہے کہ رب العزّت کا دیدارِ پاک ہی مقصود تھا، جو حاصل ہو گیا۔

۴۲۷
سِدْرَة (۲)

بیری کا درخت، نفسِ کُلّی:-

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی۔ اس کے پاس رہنے کی بہشت ہے، جبکہ بیری کا درخت (ایک انمول چیز کو) چھپا رہا اور دکھا رہا تھا (۱۵:۵۳-۱۶) حظیرۃ القدس اسرارِ دو جہان کا خزانہ ہے، جس میں سب کچھ موجود ہے، اور اس سے کوئی حقیقی نعمت باہر نہیں۔

۴۲۸
سِدْرَة
(۳)

نفسِ کُلّی :-

سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی۔ پرلی حد کی بیری، یعنی نفسِ کلّی جو مکان وزمان سے ورا (وَرَاء) ہے، وہ روحانی سفر اور قیامت کی انتہا پر ہے، اس لئے وہاں بہت سی چیزیں ختم ہو جاتی ہیں، مثلاً بشریت، کثرت، دوئی، شک، لاعلمی، جدائی، موت، محتاجی، ذلت، خوف، غم وغیرہ، پس سدرۃ المنتہیٰ کا نام اِس معنیٰ میں ہے کہ اس تک پہنچ جانے پر مذکورہ قسم کی تمام چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔

اس حال میں مکان نہیں لامکان ہوتا ہے، زمان لازمان (دھر) میں بدل جاتا ہے، قیامت کی جگہ آخرت، بشر کی جگہ فرشتہ، کثرت و دوئی کی جگہ وحدت، شک کی جگہ حق الیقین، لاعلمی کی جگہ علم، جدائی کی جگہ وصال، موت کی جگہ ابدی زندگی، محتاجی کی جگہ خزانہ، ذلت کی جگہ لازوال عزت، خوف کی جگہ امن اور غم کی جگہ دائمی شادمانی ہوتی ہے۔

۴۲۹
سِدْرَة
(۴)

بیری کا درخت :-

سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی۔ وہ بیری کا درخت جو آخری یا انتہائی سرے پر واقع ہے، سورۂ نجم (۵۳) میں واقعۂ معراج کے ساتھ اس کا ذکر اس طرح آیا ہے: اور انہوں نے وہ جلوہ دو بار دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جس کے پاس جنّتُ الماویٰ ہے، جبکہ سِدرہ چھپا رہا تھا جو کچھ

چھپا رہا تھا (۵۳: ۱۳-۱۶)۔

اہلِ ظاہر کے بڑے بڑے علماء نے سدرۃ المنتہٰی کی حقیقت سے لاعلمی کا اعتراف کرلیا ہے، کیونکہ ایسے اسرار کا انکشاف انتہائی مشکل کام ہے مگر امامِ زمان علیہ السّلام کے خزانے میں یقیناً اسرارِ قرآن موجود ہیں۔

۴۳۰
سِدْرَۃ (۵)

بیری کا درخت۔

سِدرۃُ المنتہٰی سے نفسِ کُل مراد ہے، جس کے پاس جا کر عالمِ شخصی کا روحانی سفر ختم ہو جاتا ہے، لفظِ منتہٰی کا یہی اشارہ ہے، اور وہ بیری کا درخت اس معنیٰ میں ہے کہ اس کے پاس خزانۂ الٰہی کے انمول موتی موجود ہیں، جن کی تشبیہہ و تمثیل بیروں سے دی گئی ہے، اور یہی بیحد گرانقدر جواہر دکھائے جا رہے تھے اور چھپائے جا رہے تھے۔

۴۳۱
سَرَابِیْل

کُرتے۔

ایسے عجیب و غریب کُرتوں کا ذکر آیا ہے کہ ان پر نہ تو گرمی کا کوئی اثر پڑتا ہے اور نہ ہی سردی کا، اور نہ کوئی جنگ ان کو تباہ کرسکتی ہے (۱۶: ۸۱) یہ لطیف کائناتی کُرتے بیجان نہیں زندہ ہیں، اس میں جو عظیم روح ہے، وہ آپ ہیں، ہم ہیں، اور سب ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم حیثیۃً ابداعیہ میں اب بھی ستاروں پر رہتے ہیں اور یہی ہماری

انائے عُلوی ہے۔

۴۳۲
سِرَاج (۱)　**چراغ:۔**

قرآنِ حکیم میں سورج کی تشبیہ و تمثیل چراغ (سراج) سے دی گئی ہے، اور چاند کو منیر اور نور کا نام دیا گیا ہے (۲۵: ۶۱؛ ۷۱: ۱۶؛ ۷۸: ۱۳) اس کی عظیم حکمت بڑی عجیب و غریب ہے، وہ یہ کہ جس طرح چراغ تیل سے فروزاں ہوتا ہے اور رات بھر اسے روشن رکھنے کے لئے اس میں بار بار تیل ڈالا جاتا ہے، اسی طرح دستِ قدرت مسلسل چراغِ آفتاب میں کائناتی ایندھن ڈالتا رہتا ہے، اس کی تفصیل "میزان الحقائق" میں ہے۔

۴۳۳
سِرَاج (۲)　**چراغ:۔**

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم "چراغِ روشن" (سِرَاجًا مُنِيرًا ۳۳: ۴۶) ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جو نیک بخت روحیں حقیقی عشق سے فنا فی الامامؑ اور فنا فی الرسولؐ ہو جاتی ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نور بن جاتی ہیں جس طرح کائناتی ایندھن سورج میں پڑ کر روشنی بن جاتا ہے۔

۴۳۴
سِراج (۳)
چراغ:-
اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ سراجِ منیر یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عالمِ دین کا سورج ہیں اور آپ کا وصی (علیؑ)، چاند، جیسے خداوندِ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (۹۱:۱۔۲) قسم ہے سورج کی اور اس کے چاشت کی، اور چاند کی جب سورج کے پیچھے آئے۔ یہاں سورج سے ناطق اور چاند سے اساس مراد ہیں جو عالمِ دین کے آفتاب اور ماہتاب ہیں۔

۴۳۵
سَعٰی
وہ دوڑا، اُس نے کوشش کی:-
سورۂ نجم (۳۹:۵۳) میں ارشاد ہے: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں بہت سے سوالات کے لئے جواباتِ شافی موجود ہیں، الحمد للّٰہ علیٰ منّہٖ واحسانہٖ۔

۴۳۶
سِفینۃ
کشتی، کشتیٔ نوحؑ، اہلِ بیت:-
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے: یقیناً میرے اہلِ بیت کی مثال تمہارے درمیان سفینۂ نوحؑ کی طرح ہے، اس کی قوم میں سے جو شخص اس میں سوار ہوا وہ ناجی ہو گیا اور جس نے مخالفت کی

وہ غرق ہو گیا (المستدرک، الجزاء الثالث، ص ۱۶۳)۔

۴۳۷
سِکّین — **چھری۔**

عہد و پیمان اور اسمِ اعظم، تاکہ جس کے ذکر سے بقرۂ نفس کو ذبح کیا جائے، جیسا کہ قرآنی ارشاد کا ترجمہ ہے: اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے (۲: ۶۷)۔

۴۳۸
سُلَالَۃ — **خلاصہ، نچوڑ۔**

سورۂ مومنون (۲۳: ۱۲) میں ہے کہ انسان کو خلاصۂ خاک سے پیدا کیا گیا ہے، اور سورۂ سجدہ (۳۲: ۸) میں ارشاد ہے کہ خدا نے آدمی کو خلاصۂ آبِ حقیر سے پیدا کیا ہے، اِس سے ذرّۂ روح مراد ہے جو پشتِ پدر سے ہو کر آتا ہے جو دراصل خزانۂ الٰہی سے ہے (۱۵: ۲۱) اے نورِ عینِ من! ہر چیز ابتداءً ذرّہ ہوا کرتی ہے، اور کوئی شئی اس قانونِ فطرت کے بغیر نہیں۔

۴۳۹
سلام (۱) — **سلامتی، امان۔**

خداوندِ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ (۳۷: ۷۹) ظاہری ترجمہ: نوح پر سلام ہو عالم والوں

ہیں۔ لیکن دنیا والے سب کے سب حضرتِ نوحؑ پر سلام نہیں بھیجتے، لہٰذا اس کی تاویلی حکمت ضروری ہے، وہ بہت مختصر مگر جامع الجوامع ہے کہ "حضرتِ نوحؑ پر ہر عالمِ شخصی میں سلامتی ہے" یعنی حضرتِ نوحؑ کا روحانی اور نورانی ریکارڈ یا روحانی سائنس کی مووی (MOVIE) بلا کم و کاست عالمِ شخصی میں سلامت، محفوظ اور موجود ہے۔

۴۴۰ سلام (۲)

سلامتی، حفظِ ابدی:۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے: سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (۳۷: ۱۰۹) حضرتِ ابراہیمؑ پر ہر عالمِ شخصی میں سلامتی ہے۔ یعنی آپ عالمِ صغیر میں ابدی طور پر زندہ وسلامت ہیں، آپؑ سے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے وہ بھی روحانی حالت میں محفوظ و موجود ہے، الغرض عالمِ شخصی روحانیت کا وہ آئینہ ہے جس میں انبیاؑ و آئمہ علیہم السّلام کی کامل معرفت سے متعلق تمام اشیاء کا بخوبی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

۴۴۱ سلام (۳)

ابدی سلامتی:۔

حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السّلام کے بارے میں ارشاد ہے: سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۳۷: ۱۲۰) یعنی حضرتِ موسیٰؑ

اورحضرت ہارونؑ پر عوالمِ شخصی میں سلامتی ہے۔ ناطقان واساسان کے وسیلے سے تمام اُمتوں کے مومنین اور مومنات کو بھی سلامتی حاصل ہوسکتی ہے، کیونکہ جو حضرات خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ اس کی رحمت کو پھیلا دیتے ہیں۔

۴۴۲
سلام (۴)

ابدی سلامتی، باعثِ سلامتی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (۳۷: ۱۳۰) اس کے بارے میں دو قسم کے اقوال ہیں، لہٰذا ہم دو ترجمے کرتے ہیں (۱) حضرتِ الیاسؑ پر عوالمِ شخصی میں سلامتی ہے (۲) آلِ یاسین یعنی آلِ محمدؐ پر ہر عالمِ صغیر میں سلامتی ہے۔ یقیناً آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امامِ مبینؑ اور بحقیقت عالمِ شخصی ہے لہٰذا وہ خدا کی طرف سے سلام بھی ہے اور باعثِ سلامتی بھی (۳۶: ۱۲) جس کے سوا کوئی عالمِ شخصی نہیں۔

۴۴۳
سلام (۵)

سلامتی، بقا باللہ کی سلامتی۔

مذکورہ آیاتِ کریمہ کے ساتھ یہ آیۂ شریفہ بھی سورۂ صافات میں ہے: وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (۳۷: ۱۸۱) اور سب پیغمبروں پر عوالمِ شخصی میں سلامتی ہے۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کو فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہوا ہے، اس لئے وہ خداوندِ تعالیٰ کے

اسمِ مبارک "السّلامؐ" میں زندۂ جاوید اور سلامت ہیں، اور اللہ جلّ جلالہ کے اُن پر "سلام" فرمانے کے یہی معنی ہیں۔

۴۴۴ سلام (۶)

دائمی سلامتی کی لازوال نعمت :-

اے نورِ عینِ من! جب انسان ایک دوسرے کو رسمی سلام کرتے ہیں تو وہ صرف سلامتی کی دعا ہی کے معنی میں ہوتا ہے، لیکن جب پروردگارِ عالم لفظِ "سلام" کو استعمال فرماتا ہے تو اس میں دعا نہیں ہوتی، کیونکہ قولِ خدا دعا سے بالاتر ہے بلکہ اس میں خود سلامتی کی نعمت موجود ہوتی ہے۔

۴۴۵ سلام (۷)

دارالسّلام، ابدی سلامتی کا گھر، بہشت :-

سورۂ یونس (۱۰: ۲۵) میں ہے: وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ جو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی امامِ مبین علیہ الصّلاۃ و السّلام کا عالمِ شخصی ہے اور یہی زندہ بہشت ہے، جو عقل و دانش اور علم و حکمت کے خزائن سے مملو ہے۔

۴۴۶
سَلْسَبِیْل — **بہشت کے ایک چشمے کا نام ہے۔**

یہ سورۂ دہر (۷۶: ۱۸) کا ایک ارشاد ہے: عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ سل + سبیل (پوچھ لے راستہ) = سلسبیل، یہ صاحبِ امر کا ایک نام ہے، جو علم و ہدایت کا سرچشمہ ہے، جس سے ظاہراً و باطناً راہِ ہدایت دریافت کی جاتی ہے، جیسا کہ پوچھنے کا حق ہے۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔

۴۴۷
سُلَّمٌ — **سیڑھی۔**

سورۂ طور (۵۲: ۳۸) میں ہے: کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ عالمِ علوی کے اسرار کو سنتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو ان میں سے سننے والا کوئی روشن دلیل لے آئے۔ یہ اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد صرف امامِ مبینؑ ہی اللہ کی رسّی اور عالمِ بالا کی سیڑھی ہے۔

۴۴۸
سلمان (۱) — **نام۔**

سلمانُ مِنّا أهل البیت۔ سلمان ہم اہلِ بیت میں سے ہے۔ اس حدیثِ شریف کا اشارہ یہ ہے کہ صفِ اوّل کے مومنین و مومنات میں سے بھی اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام میں شامل ہو

سکتے ہیں۔

۴۴۹ سلمان (۲)

سلمان فارسی:۔

اِنَّ سَلْمَانَ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ: بیشک سلمان ہم اہلِ بیت میں سے ہے۔ سلمان فارسی کو یہ نام (سلمان) آنحضرتؐ نے عطا فرمایا تھا، لہٰذا یہ لفظ "جَوَامِعُ الْكَلِمْ" میں سے ہے، جیسے آن حضورؐ نے فرمایا: اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمْ میں جامع کلمے دیا گیا ہوں (یعنی قرآن و حدیث جس کا ہر لفظ جامع ہونے کی وجہ سے کئی معنی رکھتا ہے)، پس اسمِ "سلمان" جامعیت کے لحاظ سے ایک منتخب لفظ ہے۔

۴۵۰ سلمان (۳)

سلمان الخیر:۔

(الف) سلمان زمانۂ نبوّت کا ایک مثالی مومن تھا (ب) سلمان کو آیۂ قلبِ سلیم (۲۶: ۸۹) کا مصداق سمجھیں (ج) وہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہوا (د) سلمان فارسی کے عالمِ شخصی میں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام کا مقدس نور طلوع ہو چکا تھا (ھ) ہر امامؑ کے زمانے میں مومنین و مومنات میں سے بعض پاکیزہ نفوس سلمان کی طرح ہوتے ہیں۔

۴۵۱
سلمان
(۴)

یکے از اھلِ بیتِ رسولؐ:۔

آنحضرتؐ کا ارشادِ مبارک ہے: اِنَّ سَلْمَانَ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ یقیناً سلمان ہم اہلِ بیت میں سے ہے۔ (تحلیلِ اشعارِ ناصر خسرو، ص ۲۹، بحوالۂ سفینۃ البحار، جلد اوّل، ص ۶۴۷)۔ آنحضرتؐ نے سلمان کے بارے میں یہ بھی فرمایا: لَقَدْ اُوْتِیَ سَلْمَانُ مِنَ الْعِلْمِ۔ تحقیق سلمان کو علم کا ایک حصّہ دیا گیا ہے۔ نیز سرکارِ رسالت مآبؐ نے فرمایا: سَلْمَانُ عَالِمٌ لَا یُدْرَكُ۔ سلمان ایسے عالم ہیں کہ کوئی اُن کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ (از کتاب سیرتِ سلمانؓ، علامہ فضل احمد عارف)۔

۴۵۲
سلمان
(۵)

سلمان فارسی عالمِ علمِ لدنّی:۔

امیر المومنین حضرت علی سے سلمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اُوْتِیَ الْعِلْمَ الْاَوَّلَ وَالْعِلْمَ الْاٰخِرَ لَا یُدْرَكُ مَا عِنْدَہٗ۔ وہ علمِ اوّل اور علمِ آخر دیئے گئے تھے، جو کچھ ان کے پاس ہے اُسے نہ حاصل کیا جا سکتا ہے نہ ان پر اُس معاملے میں سبقت لی جا سکتی ہے۔ مولا نے یہ بھی فرمایا: عِنْدَہٗ عِلْمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ یعنی اُن کے پاس اوّلین و آخرین کا علم تھا۔ (کتاب مذکورہ بالا)۔

۴۵۳
سَلُوْنِیْ
(۱)

تم مجھ سے پوچھ لو:۔

مولا علی صلوٰت اللہ علیہ نے اپنے وقت کے حاضرین سے فرمایا: سلونی قبل ان تفقدونی۔ مجھ سے (علم و حکمت کی باتیں) پوچھ لو قبل اس سے کہ تم مجھ کو کھو بیٹھو۔ یہ حقیقت ہے کہ خدائے مہربان اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے جس امام عالیمقامؑ کو مقرر کر دیا تھا، وہ اکثر فرقوں سے کھو گیا ہے۔

۴۵۴
سَلُوْنِیْ
(۲)

تم مجھ سے سوال کرو:۔

حضرتِ علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے: سلونی عمّا دون العرش۔ مجھ سے ہر اُس چیز کے بارے میں پوچھو جو نورِ عقل (عرش) کے تحت ہے۔ یعنی میرے پاس نورِ عقل ہے جو تمام اشیاء پر محیط ہے، پس جس چیز کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو مجھ سے سوال کرو جیسا کہ سوال کرنے کا طریقہ مقرر ہے۔

۴۵۵
سَلِیْم
(۱)

بے عیب، سُتھرا، قلبِ سلیم، وہ دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو:۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے: اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (۳۷: ۸۴) ترجمۂ اوّل: جب وہ اپنے

پروردگار کے پاس (عیب سے) پاک دل لے کر آئے، ترجمۂ دوم: جب وہ اپنے ربّ کے پاس سپرد کر دینے کے قابل دل لے کر آئے، تاکہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے ایسے پاک و پاکیزہ دل کو ربِّ کریم اپنے بابرکت ہاتھ میں لے، اپنی انگلیوں میں سے دو انگشت کے درمیان رکھ کر جیسے چاہے پھیرتا رہے، اپنے حسن و جمال اور اوصافِ کمال کا آئینہ اور اسرارِ ازل و ابد کا خزانہ بنا دے تاکہ امامُ النّاس (حضرت ابراہیمؑ ۲: ۱۲۴) کے اس قائدانہ عمل میں لوگوں کے لئے ہمیشہ ایک پُرنور مثالی ہدایت موجود و مہیّا رہے۔

۴۵۶ سَلِیم (۲)

قلبِ سلیم، وہ دل جو خدا کو سونپا ہوا ہو۔

مُقَلِّبُ الْقُلُوْب۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، یعنی دلوں کے ارادوں کو پلٹنے والا، اس میں تاویلی حکمت ہے، وہ ہم اس حدیث کے تحت بیان کریں گے، اِنَّ الْقُلُوْبَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمَانِ۔ تمام دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے، جن عرفاء کو خداوندِ دو جہان کا پاک دیدار حاصل ہوا ہو، وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ رحمان کی پانچ انگلیوں سے پانچ حدودِ علوی مراد ہیں، یعنی عقلِ کلّ، نفسِ کلّ، اسرافیل، میکائیل، اور جبرائیلؑ اور خدا کی دو انگشت کے بیچ میں تمام قلوب

کے ہونے کی تاویل "قلبِ سلیم" ہے جو امام کا دل (عقل) ہے جس کو تمام دلوں کی نمائندگی حاصل ہے، اور وہ عقلِ کُل اور نفسِ کُل کے بیچ میں ہے۔

۴۵۷ سلیم (۳)

قلبِ سلیم، وہ دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو۔

اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ (۲۶: ۸۹) (ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا) یہ کوئی معمولی بات ہرگز نہیں، بلکہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے روحانی ساتھیوں کا اسوۂ حسنہ ہے (۶۰: ۴) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسوۂ حسنہ ہے (۳۳: ۲۱)۔

۴۵۸ سماء (۱)

آسمان، یعنی آسمانِ نزدیک۔

قرآنِ حکیم میں سماء الدنیا (آسمانِ نزدیک) کا ذکر آیا ہے (۳۷: ۶؛ ۴۱: ۱۲؛ ۶۷: ۵؛ ۱۵: ۱۶) یہ عالمِ شخصی کا آسمان ہے جو سات روحانی آسمانوں کے نیچے ہونے کی وجہ سے نزدیک ہے، جیسے سورۂ صٰفّٰت میں ارشاد ہے: ہم نے آسمانِ نزدیک کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر سرکش شیطان سے اس کو محفوظ کر دیا ہے، یہ شیاطین سردارانِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سُن سکتے (۳۷: ۶-۸)۔

۴۵۹
سَماء
(۲)

عالمِ شخصی کا آسمان :-

سورۂ حٰمٓ السّجدہ میں ارشاد ہے : وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ۔ اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے آراستہ کیا اور (اوپر والے آسمانوں کو شیطانوں سے) محفوظ رکھا (۴۱ : ۱۲) چند بڑے بڑے شیاطین انتہائی مشکل سے عالمِ شخصی کے آسمان تک پرواز کر جاتے ہیں، وہاں کی رنگ برنگ روشنیاں اتنی پُر کشش اور مسحور کُن ہیں کہ وہ ان سے نکل کر اوپر کے آسمانوں میں جا ہی نہیں سکتے۔

۴۶۰
سَماء
(۳)

وہ آسمان جو سب سے نزدیک ہے :-

جن چراغوں سے عالمِ شخصی کا آسمان مُنوّر ہو رہا ہے وہ نور بھی ہے اور نار بھی، جیسا کہ سورۂ مُلک کا یہ ارشاد ہے : اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے زینت دی ہے اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان شیطانوں کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مُہیا کر رکھی ہے (۶۷ : ۵) عالمِ بالا کے عظیم اسرار سے شیاطین کی محرومی کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے خلیفۃ اللہ کو نہیں پہچانا۔

۳۶۱
سمآءالدنیا (۱)　**آسمانِ نزدیک:۔**

ارشاد ہے: وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ وَحِفْظًا۔ اور ہم نے آسمانِ نزدیک کو چراغوں سے مُزیّن کیا اور (شیطانوں سے) حفاظت کا ذریعہ بنایا (۴۱: ۱۲) یعنی خدائے غالب و حکیم نے عقلانی اور روحانی آسمانوں کو شیاطین سے اس طرح محفوظ رکھا کہ آسمانِ نزدیک (ہادیٔ برحق) کو علم و حکمت کے چراغوں سے سجایا، جن میں اہلِ ایمان کے لئے ہدایت کی روشنی ہے اور شیطانوں پر برسنے والے شعلے ہیں (۶۷: ۵)۔

۳۶۲
سمآءالدنیا (۲)　**آسمانِ نزدیک:۔**

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کا روشن چراغ بنا دیا تھا (۳۳: ۴۶)، آپؐ ہی اپنے وقت میں علم و حکمت کا وہ زندہ اور بولنے والا آسمان تھے جو لوگوں کے نزدیک آسکتا ہے، حضورِ انورؐ کا ہر قول ایک چراغ اور ہر فعل ایک چراغ تھا، جن سے مومنین کے لئے ہدایت کی روشنی ملتی تھی، اور منکرین پر شعلے گرتے تھے۔

۴۶۳
سماء الدنیا (۳)

آسمانِ نزدیک:-

سورۂ نوح میں ارشاد ہوا ہے: یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔ وہ تم پر آسمان بھیجے گا خوب بارشیں برسانے والا (۷۱: ۱۱) یعنی اطاعت اور عاجزی کے عمل سے روحانی آسمان تم پر بہت مہربان ہو گا، اور علم و ہدایت کی بارش برسائے گا۔

۴۶۴
سما الدنیا (۴)

آسمانِ نزدیک:-

سورۂ جنّ کی آیتِ ہشتم (۷۲: ۸) کو پڑھ لیں، اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو بہت قوی نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہوئی کہ یہ روحانیت کا وہ آسمان ہے جو انس و جنّ کے قریب ہی ہے، یعنی مرتبۂ امامت، مگر اس میں حفاظت کے بہت سے چراغ ہیں، جن سے روشنی بھی پھیل رہی ہے اور شعلے بھی برس پڑتے ہیں۔

۴۶۵
سَمع

کان:-

ناطق اہلِ باطن کی روحانی سماعت کا کام کرتے ہیں، کیونکہ اس آیۂ مبارکہ (۳۲: ۹) میں انسانِ کامل کی معرفت کا اشارہ ہے، جس میں ظاہری کانوں کا تذکرہ نہیں۔

۴۶۶
سَمِیًّا/سَمِیّ　　**ہمنام، نظیر:۔**

سورۂ مریم (۱۹: ۷) میں ہے کہ زکریاؑ کے بیٹے سے پہلے کسی شخص کا نام "یحییٰ" نہ تھا، پھر اسی سورہ میں آگے چل کر یہ ذکر ملتا ہے کہ خدا کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۶۵) هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔ بھلا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہمنام بھی ہے؟ یعنی انبیاء و آئمہ علیہم السّلام جو اپنے اپنے زمانے میں خدا کے اسماء الحسنیٰ ہوا کرتے ہیں، وہ خدا کے بزرگ نام ہیں، اس لئے وہ بے مثال ہیں اُن کا کوئی ہمنام نہیں، چونکہ یہ سب حضراتؑ ان بے شمار خوبیوں کے ساتھ پروردگار ہی کے نام ہیں، اس معنیٰ میں حضرتِ ربّ کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۶۵)۔

۴۶۷
سُنَّۃ　　**طریقہ، رسم، چلن، عادت، اللّٰہ کا دستورِ حکمت اور قانونِ قدرت:۔**

قرآنِ حکیم میں سنّتِ الٰہی کا مضمون اساسی مضامین میں سے ہے، دینِ حق کی جتنی اصولی اور بنیادی چیزیں ہیں، ان کی نسبت اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، خدا کی سنّت کا ظہور کاملین کے عالمِ شخصی میں ہوتا رہا ہے، اور اس کا تجدّد ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے، آپ سُنّتِ الٰہی سے متعلق آیاتِ شریفہ کو خوب غور سے پڑھیں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

۴۶۸ سَوِیّ

سیدھا، برابر، درست۔

سورۂ مریم (۱۹ : ۱۷) میں بَشَرًا سَوِیًّا کے یہ معنی ہیں: (۱) جُثّۂ ابداعیہ (۲) ظہورِ فرشتہ بشکلِ انسانِ کامل (۳) کوکبی بدن (۴) جامۂ جنّت (۵) مخلوقِ بہشت (۶) مومن جن / پری (۷) ظہورِ مبدع (۸) جسمِ لطیف (۹) معجزۂ ابداع (۱۰) معجزۂ انبعاث (۱۱) جسمِ مثالی (۱۲) خلقِ جدید (۱۳) محراب (۱۴) صفًّا (۱۵) صفًّا صفًّا (۱۶) کائنات / انسانِ کبیر (۱۷) جوہرِ کائنات (۱۸) تھوس گتّو (جامۂ نو) وغیرہ: الحمدللہ علیٰ منّتہٖ واحسانہٖ۔

۴۶۹ سِیۡرُوۡا

تم پھرو، سیر کرو۔

یہ قرآنی ارشاد سورۂ عنکبوت (۲۹ : ۲۰) میں ہے: قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنۡشِئُ النَّشۡاَۃَ الۡاٰخِرَۃَ۔ کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرتا ہے۔ یعنی حقیقی علم اور خصوصی عبادت کے وسیلے سے عالمِ شخصی میں داخل ہو جاؤ اور اس کی زمین پر چلو پھرو تاکہ تم کو مخلوق اور خالق کی معرفت حاصل ہو جائے، اس کے بغیر زمینِ ظاہر پر چلنے پھرنے سے معرفت کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

بابُ الشّين

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

ISW
Knowledge for a united humanity

۴۷۰
شَاهِد

گواہ، حاضر ہونیوالا۔

اِس آیۂ کریمہ کو سورۂ ھود (۱۱: ۱۷) میں پڑھ لیں، اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاہِدٌ مِّنْہُ۔ تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیلِ روشن پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے انہی کا ایک گواہ ہو۔ (شرح الاخبار، ج ۸، ص ۳۱۱)۔ دلیلِ روشن پر آن حضورؐ ہیں اور انہی کا ایک گواہ حضرت علیؑ، پیغمبرِ اکرمؐ کی نبوّت و رسالت کا گواہ کوئی عام آدمی کیونکر ہو سکتا ہے، جبکہ یہ امرِ عظیم ظاہری نہیں باطنی اور روحانی ہے، یعنی دیدۂ دل سے یہ دیکھنا تھا کہ قرآنِ عظیم کلمۂ باری، قلمِ اعلیٰ، لوحِ محفوظ اور فرشتوں سے کس طرح آنحضرتؐ پر نازل ہوا؟ ان تمام مشاہدات کے بغیر حقیقی گواہی نہیں ہو سکتی ہے۔

۴۷۱
شَجَرَۃ

درخت۔

قرآنِ حکیم میں جتنے پاک درختوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں، ان سب کا ممثول عالمِ شخصی کے آسمان پر ایک ہی ہے، وہ صورتِ رحمان اور فرشتۂ اعظم ہے، چونکہ وہی عالمِ وحدت ہے اس لئے وہ عقلِ کُلّ بھی ہے، نفسِ کُلّ بھی، ناطق بھی اور اساس بھی ہے، اور مرتبۂ یک حقیقت اس کے سوا نہیں، الغرض تمام اعلیٰ معانی یہیں جمع

ہوجاتے ہیں اور یہیں سے پھیل جاتے ہیں (بحوالۂ تاویلاتِ قرآن)۔

۴۷۲
شَرَابًا طَهُورًا　**نہایت پاکیزہ شراب:۔**

سورۂ دھر میں ارشاد ہے: وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ اور ان کا ربّ ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (۷۶: ۲۱) اس سے حق تعالیٰ کا دیدارِ پاک مراد ہے جو شرابِ عشق ہے، اسی شراب کو پی کر دوستانِ خدا پاک ہوجاتے اور پاک رہتے ہیں۔

۴۷۳
شِعْر　**موزون مُقفّٰی کلام، نظم، بیت، سُخنِ موزون:۔**

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً۔ بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔ یعنی جو شاعر ہدایتِ حقّہ سے وابستہ ہیں اُن ہی کی شاعری میں حکمت ہوسکتی ہے، کیونکہ قرآنِ پاک میں گمراہ شاعروں کی مذمت کی گئی ہے (۲۶: ۲۲۴)۔

۴۷۴
شُغُلٍ
کام، دھندا:-

اہلِ بہشت آج ارروزِ آخرت ا مسرّت بخش کام میں ہیں (۳۶: ۵۵) مثلاً جو لوگ صورِ اسرافیل کی زبردستی سے بہشت میں داخل کئے گئے ہیں، ان کو تعلیم دینے کا کام۔

۴۷۵
شِفَاء
تندرستی:-

روحانی سائنس کا ثبوت اس روشن دلیل سے بھی مل سکتا ہے کہ قرآن و حدیث کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو آسمانی طِبّ اور علاج و شفا سے متعلق ہے، اسی وجہ سے قرآنِ حکیم کے اسمائ میں سے ایک اسم "شِفا" ہے (۵۷:۱۰ ؛ ۸۲:۱۷)۔

۴۷۶
شَفَاعَة
سِفارش:-

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ۔ میری اُمّت میں سے کوئی کئی جماعتوں (لاکھوں) کی شفاعت کریگا۔ (ترمذی جلد دوم، ابواب صفۃ القیامۃ، شفاعت کے متعلق) یہ کاملین و عارفین کے بارے میں ہے۔

۴۷۷
شَکُوْر
(۱)

بڑا شکر گزار، بڑا قدر شناس۔

عام شکر گزاری کوئی بھی کر سکتا ہے لیکن خاص شکر گزاری بہت مشکل ہے کیونکہ وہ صرف حکمت ہی کی روشنی میں ہو سکتی ہے، جیسے سورۂ لقمان (۳۱: ۱۲) میں خداوندِ عالم کا فرمان ہے: اور یقیناً ہم نے لُقمان کو حکمت عطا کی کہ تم خدا کا شکر کرو۔ حکمت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے، اور یہ بہت کم بندوں کو نصیب ہوتا ہے، جیسا کہ سورۂ سبا (۳۴: ۱۳) میں ارشاد ہے: اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے (بندے) تھوڑے سے ہیں۔ یعنی اہلِ حکمت بہت ہی کم ہیں۔

۴۷۸
شَکُوْر
(۲)

بڑا شکر گزار، بڑا قدر دان۔

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۳) میں ہے: اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ بیشک نوحؑ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ یعنی ان کے عالمِ شخصی میں کل کائنات کی باطنی دولت اور حکمت موجود تھی اور اسی کے مطابق عملاً شکر گزاری اور قدردانی کرتے تھے، اور تمام انبیاء و اولیا علیہم السّلام کے ایسے اوصاف و کمالات ہوتے ہیں۔

۴۷۹
شَکُور (۳)

بڑا شکر گزار، بڑا قدر شناس۔

اگرچہ ہر حال میں شکر کرنا ایک مفید بندگی ہے، تاہم وہ شکر جو حقیقی معنوں میں ہے عظیم نعمتوں کی بلندی پر ادا ہو سکتا ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کی روحانی سلطنت میں جنّات کی کارکردگی کے ذکر کے بعد فرمایا گیا کہ: اے آلِ داؤد، شکر کے طریقے پر عمل کرو، کیونکہ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں (۱۳:۳۴) یعنی خدا تعالیٰ نے تم کو جن عظیم نعمتوں سے مالامال فرمایا ہے انہی کے مطابق لوگوں پر احسان کرو تاکہ اس سے خدا کی عملی شکر گزاری یعنی اس کی نعمتوں کی قدر دانی ہو سکے۔

۴۸۰
شُھَداء (۱)

گواہ، واحد شہید۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب آئمۂ طاہرین علیہم السّلام ہی سے ہے:
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (۱۴۳:۲) اور اسی طرح ہم نے تم کو عادل اُمّت بنایا تاکہ اور لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو اور رسول (محمدؐ) تمہارے مقابلے میں گواہ بنیں۔ گواہ وہ شخص ہوتا ہے جو حاضر اور موجود ہو، پس امام علیہ السّلام لوگوں پر اس معنیٰ میں گواہ ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کے حکم سے ان کے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی حاضر اور موجود ہے۔

۴۸۱
شُہَداء (۲)

گواہ، واحد شہید:۔

اِس آیۂ کریمہ کی حکمت یہ بتاتی ہے کہ عارفین و کاملین امامِ زمانؑ کو باطن میں بھی دیکھ سکتے ہیں، بالفاظِ دیگر اُس کا دیدار کر سکتے ہیں، کیونکہ امام علیہ السّلام لوگوں کے اعمال پر گواہ کی صورت میں ظاہراً و باطناً حاضر و موجود ہے، اور اس دلیلِ محکم کو جو قرآنِ حکیم کی روشنی میں ہے کوئی شخص ردّ نہیں کر سکتا کہ رسولؐ اماموں پر گواہ ہیں، اور ائمہ لوگوں پر گواہ ہیں۔

۴۸۲
شُہَداء (۳)

گواہ، واحد شہید:۔

یہ ارشاد سورۂ توبہ میں ہے: وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (۹: ۱۰۵) اور (اے رسولؐ) تم کہدو کہ تم اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی تو خدا اور اس کا رسولؐ اور مومنین (ائمہ) تمہارے کاموں کو دیکھیں گے۔ حضرتِ امام محمّد باقر علیہ السّلام کے حوالے سے یہاں المؤمنون سے أئمۂ ھُدیٰ علیھم السلام ہی مراد ہیں (ملاحظہ ہو کتاب دعائم الاسلام، عربی، حصّۂ اوّل، ص ۲۱)۔

۴۸۳
شُہَداء (۴)

گواہ، واحد شہید:۔

اللہ اور اس کے رسولِ پاکؐ کے بعد حضراتِ أئمہؑ لوگوں کے اعمال

کو دیکھتے ہیں، جبکہ وہ اس معنیٰ میں حاضر و موجود اور گواہ ہیں، پس یقیناً عارفین و کاملین امامِ زمانؑ کو نورانیت میں دیکھ سکتے ہیں، اور اس سے روحانی علم حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ کتابِ ناطق ہے (۲۳: ۶۲ نیز ۴۵: ۲۹)۔

۴۸۴ شُھَدَاء (۵)

گواہ، واحد شہید:۔

سورۂ مومنون (۲۳: ۶۲) میں ارشاد ہے: وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ اور ہمارے پاس (یعنی قربِ خاص میں) ایک ایسی کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ہے (نہیں کیا جائے گا)۔ "یُظلمون" مضارع ہے، یہ بولنے والی کتاب کیونکر قرآنِ عظیم سے الگ ہو سکتی ہے کہ اگر جدا ہوتی تو قرآن کی تمامیّت و کمالیّت میں فرق آتا، لیکن ایسا نہیں، بلکہ یہ تو قرآنِ پاک کا نورِ باطن اور معلّم ہے، جو حقیقت میں قرآن سے الگ نہیں، جیسے ارشادِ رسولؐ ہے کہ: قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ۔ جیسے رسولِ اکرمؐ قرآن سے الگ نہ تھے۔

۴۸۵ شُھَدَاء (۶)

گواہ، حاضر، موجود:۔

حضرتِ امام علیہ السّلام سے روحانیت اور باطنیت میں کلام

ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ گواہ ہے اور گواہ غائب نہیں بلکہ حاضر اور موجود ہوتا ہے، وہ کتابِ ناطق ہے جو عارفوں سے کلام کرنے کے معنی میں ہے، وہ نورِ ہدایت ہے جس کی شعاعیں سورج کی کرنوں کی طرح بیجان، بے عقل، اور خاموش نہیں، بلکہ اس کے برعکس ہیں۔

۴۸۶
شُہُور

مہینے:۔

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوا ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں کی تعداد جب سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کی کتاب میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں یہی دینِ قائم ہے (۹: ۳۶) یعنی عالمِ شخصی کی روحانی تخلیق اور تعمیر و ترقی کے دوران امامِ زمانؑ کے بارہ حجت کام کرتے ہیں، خدا کی بولنے والی کتاب (امامؑ) میں یہی تعداد ہے، ان میں سے چار حجت محترم اور مقرب ہیں، اور یہی حضرتِ قائم القیامت علیہ افضل التحیۃ والسلام کا دینِ متین ہے۔

۴۸۷
شَیَاطِین

انس و جنّ کے سرکش افراد، شریر لوگ:۔

ہر پیغمبر کے لئے اِنسی اور جنّی شیاطین دشمن ہوا کرتے تھے (۶: ۱۱۲) یہ حکمتِ الٰہی کا بہت بڑا راز ہے کہ انسانِ کامل کی آزمائش اس کے

بغیر ممکن نہیں ہے۔

۴۸۸
شَیْطَانٌ شیطان (ذاتی) :۔
مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَلَهٗ شَيْطَانٌ، قَالُوْا : وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : وَاَنَا اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عليه فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ آں حضورؐ نے فرمایا : تم میں سے ہر شخص کا ایک (ذاتی) شیطان ہے، اصحاب نے پوچھا : اور آپؐ کا؟ فرمایا : میرا بھی تھا، لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ بخشا، پس وہ تابعدار ہوگیا اور اب وہ صرف بھلائی کا حکم دیتا ہے (تحلیل اشعارِ ناصر خسرو، بحوالۂ احیاء العلوم جلد سوم، بیان نمبر ۱۱)۔

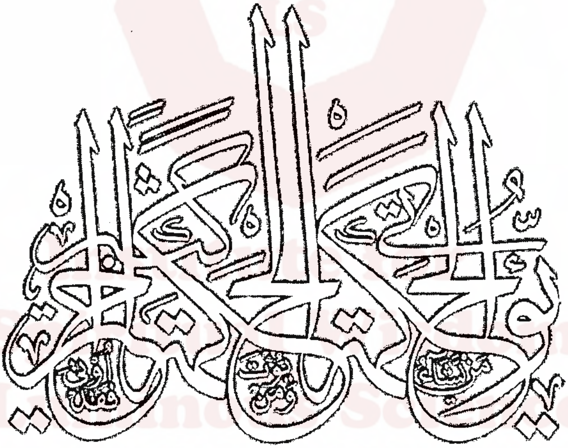

Knowledge for a united humanity

بابُ الصّاد

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

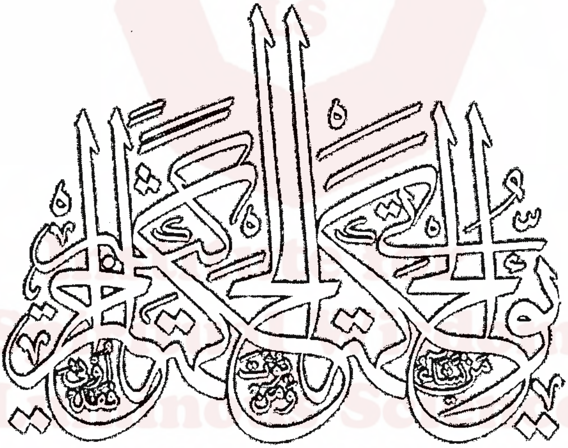

ISW
Knowledge for a united humanity

۴۸۹
ص

صورت:۔

سورۂ ص کے شروع ہی (۳۸:۱) میں ارشاد ہے: صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ قسم ہے صورتِ رحمان کی اور ذکر والے قرآن کی۔ اس خدائی قسم کی نسبت یہ ہے کہ عالمِ علوی میں جہاں خدائے رحمان کا دیدار ہے وہاں قرآنِ عظیم کا ظہورِ ازل ہے، جو کتابِ مکنون میں ہے (۵۶: ۷۷-۷۹)۔

۴۹۰
صَاحِب
(۱)

رفیق، ساتھی:۔

سورۂ نجم کے شروع (۵۳: ۱-۲) میں پڑھ لیں، وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی۔ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی۔ ستارۂ ازل کی قسم جب (طلوع ہو جانے کے بعد) غروب ہوا کہ تمہارے رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بہکے۔
پہلی آیت میں منزلِ مقصود کی نشاندہی فرمائی گئی، وہ حظیرۃ القدس اور مقامِ ازل ہے، جہاں نورِ عقل اپنے مختصر ترین طلوع و غروب سے بے شمار اشارے کرتا ہے، یہی نور عالمِ وحدت کا سورج بھی ہے چاند بھی، ستارہ بھی ہے اور ستارے بھی، بلکہ سب کچھ ہے، جبکہ وہ کائنات و موجودات کا خلاصہ اور جوہر (گوہر) ہے۔

۴۹۱
صَاحِب (۲)

رفیق، ساتھی:۔

دوسری آیت میں مذکورہ قسم کا یہ جواب ہے کہ جب رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معراج پر تشریف لے گئے اُس وقت تم سب مومنین و مومنات کا عالمِ ذرّ فنا اور وحدت کی حالت میں پیغمبرؐ کے ساتھ تھا، یہ عظیم حکمت "صَاحِبُکُمْ" میں پنہان ہے، یعنی آنحضرتؐ معراج تک اہلِ ایمان کے رفیق و رہنما ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ربّ العالمین۔

۴۹۲
صَاحِب (۳)

رفیق، ساتھی:۔

سورۂ حدید کی ایک پُرحکمت آیت (۵۷: ۲۸) میں سے ان روح پرور الفاظ پر غور کریں: وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ۔ اور خدا تم کو ایسا نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلوگے۔ یہ نورِ امامت ہی ہے، جس کا مقصد ہے اہلِ ایمان کو صراطِ مستقیم پر چلاتا، چلنے کا مقصد ہے منزلِ مقصود میں پہنچ جانا، منزلِ مقصود خدا ہے، اور جہاں خدا ہے وہاں اس کا پاک دیدار بھی ہے اور آنحضرتؐ کی معراج کے اسرار کا مشاہدہ بھی۔

۴۹۳
صادقین (۱)

سچّے، جن کو قرآنی حکمت دی گئی ہے:۔

سورۂ توبہ (۹: ۱۱۹) کی یہ آیت پُرحکمت أئمۂ آلِ محمد صلّی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی شان میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ (۹: ۱۱۹)، صادقین صرف وہی حضرات ہیں جن کی مبارک پیشانی میں نورِ مُنزّل (نورِ ہدایت) کی جلوہ گری اور روشنی کا معجزہ ہے، پس قرآن اور اسلام کی صداقت و حقیقت انہی قدسیوں کے پاس ہے (بحوالۂ دعائم الاسلام، جلدِ اوّل، کتاب الولایہ)۔

۴۹۴
صادقین (۲)

علی، أئمّۂ طاہرین:۔

خوب یاد رہے کہ "صدق" قرآنِ پاک کے ناموں میں سے ہے (۳۹: ۳۳)، ملاحظہ ہو: الاِتقان، حصۂ اوّل، نوع ۱۷، پس صادقین وہ حضرات ہیں جن کے پاک سینوں میں قرآنِ حکیم کی تمام باطنی اور نورانی آیات یعنی معجزات محفوظ ہیں (۲۹: ۴۹)، جیسے آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

عليّ مع القرآن، والقرآن مع عليّ، لن يتفرّقا حتّىٰ يردا عليّ الحوض۔ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ، یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے تا آنکہ حوضِ

کوثر پر دونوں اُتر جائیں گے (المُستدرَک، الجزُء الثالث، مناقب امیر المؤمنین علیؑ، ص ۱۳۷) یعنی قرآن اور علی ایک ساتھ دنیا میں قیامتہ القیامات تک موجود ہوں گے، کس طرح؟ قرآن ہر بار ایک جدید ایڈیشن میں اور علی امامت کے نئے لباس میں۔

۴۹۵ صَالِح

نیک، اچھا، صلاح سے اسمِ فاعل:۔

الصّالح: درست، ٹھیک، نیک، حقوق و ذمہ داریوں کو پورا کرنے والا (المنجد)، سورۂ تحریم (۶۶: ۴) میں یہ ارشاد آیا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ تو خدا اور جبرائیل اور تمام ایمانداروں میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں۔ اِس آیۂ شریفہ میں صالحُ المومنین سے حضرتِ مولانا علی علیہ السّلام مراد ہے (دیکھئے: المیزان، جلد ۱۹، ص ۳۴۱) یہاں آیۂ مقدسہ کا یہ اشارہ ہے کہ جب تک اس دنیا میں مومنین ہیں، تب تک ان کے درمیان صالح المومنین بھی موجود ہے۔

۴۹۶ صَدَقَة

خیرات، صدقہ:۔

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔ بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد علم

سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے (سنن ابنِ ماجہ جلد اوّل، حدیث ۲۴۳)۔

۴۹۷
صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ　**جاری صدقہ:۔**

حدیثِ شریف ہے: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔ جب آدمی مرجاتا ہے اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں: صدقۂ جاریہ، یا علمِ نافع، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مشکوٰۃ، جلدِ اوّل، کتاب العلم)۔

۴۹۸
صِدِّيْقَة　**بہت سچّی عورت، ولی عورت:۔**

صِدِّیْقَۃ دراصل وہ عالی مرتبت خاتون ہے جو آسمانی کتاب کی روحانیت و نورانیت تک رسا ہو گئی ہو، جس کی وجہ سے کتبِ سماوی کی تصدیق کرتی ہے اور تاویل جانتی ہے۔ قرآنِ حکیم میں یہ وصف مریم سلام اللہ علیہا کے لئے آیا ہے (۵:۷۵) سورہ تحریم کے آخر (۶۶:۱۲) میں دیکھ لیں کہ حضرتِ مریمؑ کے کان میں خداوندی روح پھونک دی گئی تھی، جس کی مدد سے انہوں نے کلماتِ تامّات اور کتبِ سماوی کی عرفانی تصدیق کی، اور وہ بحقیقت اطاعت والوں سے تھیں۔

یقیناً بی بی مریمؑ کا قصہ بطریقِ تمثیل حجّت کا قصہ ہے، چنانچہ مریم کا کوئی روحانی واقعہ ایسا نہیں جو حجّت میں نہ ہو، آپ اس سلسلے کے سوالات کر سکتے ہیں، اور ہماری تحریروں میں بھی دیکھ لیں۔

۴۹۹
صراطٍ مستقیمٍ (۱) **سیدھا راستہ، خدا کا راستہ، نورِ نبوت اور نورِ امامت:۔**

سورۂ انعام (۶: ۱۵۳) میں ارشاد ہے: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج۔ اور یہ (بھی سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے، اسی پر چلے جاؤ۔ یعنی ناطق اور امام صلوٰت اللہ علیہما کی پیروی کرتے چلے جاؤ کہ خدا کا سیدھا راستہ نورِ نبوّت اور نورِ امامت ہی ہے (ملاحظہ ہو: اخوان الصّفا کا آخری رسالہ: جامعۃ الجامعہ فصل ۴۳)۔

۵۰۰
صِراطٍ مستقیمٍ (۲) **راہِ راست:۔**

یہ آیۂ مبارکہ سورۂ حجر (۱۵: ۴۱) میں ہے: قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ۔ خدا نے فرمایا کہ یہی راہ سیدھی ہے کہ مجھ تک (پہنچتی) ہے۔ اہلِ دانش کے لئے ظاہر ہے کہ صراطِ مستقیم کی منزلِ مقصود حق تعالیٰ خود ہے، اس لئے اہلِ ایمان کو اس پر ضرور چلنا اور آگے سے آگے جانا ہے تا آنکہ خدا سے واصل ہو جائیں، اور ایسا بہت

بڑا کامیاب روحانی سفر نورِ ہدایت کی روشنی میں ممکن ہے۔

۵۰۱
صراطِ مستقیم (۳) **نورانی راستہ۔**

سورۂ ھود (۱۱: ۵۶) میں ہے: اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے یعنی نمائندۂ خدا (ہادیٔ زمان علیہ السّلام) خود شروع سے لے کر آخر تک نورانی علم و ہدایت کا راستہ ہے، اور صراطِ مستقیم کی تاویل یہی ہے۔

۵۰۲
صراطِ مستقیم (۴) **نورانیت کا زندہ راستہ۔**

صراطِ مستقیم کی دوسری مثال کشتی کی طرح ہے، کیونکہ اہلِ بیتِ رسولؐ کی ایک تمثیل کشتیٔ نوحؑ سے دی گئی ہے، اس صورت میں یہ سرِّ عظیم منکشف ہو جاتا ہے کہ صراطِ مستقیم درحقیقت وہ ہے جو باطنی اور روحانی مسافروں کو اپنی نورانیت میں اُٹھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا سکتی ہے، اور یہ ہادیٔ برحقؑ کی روشن مثال ہے۔

۵۰۳
صراطِ مستقیم (۵) **نمائندۂ خدا، ھادیٔ زمانؑ:۔**

اس آیۂ مبارکہ کے لئے آپ سورۂ آلِ عمران (۳: ۱۰۱) میں دیکھ لیں: وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

اور جس نے اللہ تعالیٰ (کے نمائندے) کو مضبوط پکڑا تو ضرور وہ سیدھی راہ (کی غایت) دکھایا گیا۔ یعنی ہر وہ شخص صراطِ مستقیم کی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے جو نمائندۂ خدا کے دامنِ اقدس کو مضبوط پکڑتا ہے پس صراطِ مستقیم مثال ہے اور ھادئ زمان ممثول۔

۵۰۴
صراطِ مستقیم (۶) اللہ تعالیٰ کی نورانی رسّی:۔

صراطِ مستقیم کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک اور متبادل مثال اللہ کی رسّی ہے، جیسے ارشاد ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۳: ۱۰۳) اور سب کے سب مل کر خدا کی (نورانی) رسّی کو مضبوط پکڑے رہنا اور جُدا جُدا نہ ہو جانا۔ یعنی نمائندۂ خدا نبیؐ اور امامؑ کی پاک و مبارک ہستی ربّ العزّت کی سبیلِ پُرنور بھی ہے اور اس کی نورانی رسّی بھی ہے۔

۵۰۵
صراطِ مستقیم (۷) راہِ راست، یعنی علیؑ:۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے: الصراط المستقیم أمیر المؤمنین (علی) علیہ السّلام۔ یعنی راہِ راست (صراطِ مستقیم) سے حضرتِ امیر المومنین علی علیہ السّلام مراد ہیں (المیزان، جلدِ اوّل، ص ۴۱)، اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ دینِ حق کی راہ کوئی

مادی سڑک نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ خدائے پاک کا زندہ، عاقل، اور پُرنور راستہ ہے، یعنی امامِ عالی مقام۔

۵۰۶
صلاۃ/صلوٰۃ
(۱)

درود:-

سورۂ احزاب (۵۶:۳۳) میں پیغمبرِ مکرّم پر درود بھیجنے کا ذکر آیا ہے وہ پاک ارشاد یہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اس میں شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ (اور ان کی آل پر) درود بھیجتے ہیں، تو اے ایماندارو تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو (۵۶:۳۳) اس حکمِ الٰہی میں آن حضورؐ اور آپؐ کی آلِ پاکؑ کی عظمت و بزرگی کے عظیم اسرار پوشیدہ ہیں۔

۵۰۷
صلاۃ
(۲)

درود:-

قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اے اللہ! درود نازل فرمایئے محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر جیسا کہ آپ نے درود نازل فرمایا ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر، بے شک آپ ستودہ صفات اور عظمت والے ہیں۔ (صحیح البخاری، جلدِ دوم، کتاب الانبیاء حدیث

۱۵۹۵۔ المیزان، المجلد ۱۶، ص ۳۴۴ پر بھی دیکھ لیں۔

۵۰۸
صلاۃ
(۳)

درود:۔

اہلِ دانش و بصیرت کے لئے یہ ایک بہت بڑا عرفانی خزانہ ہے کہ جہاں درود کے بارے میں بہت سے پیچیدہ سوالات ہیں، وہاں خود اُن حضورؐ نے بطریقِ حکمت اُن آیاتِ قرآن کا حوالہ دیا جو حضرتِ ابراہیم اور ان کی آل علیہم السّلام کی شان میں ہیں، پس آپ ان تمام آیاتِ کریمہ میں درودِ شریف کے معانی و مطالب کو دیکھیں جو حضرتِ ابراہیم و آلِ ابراہیم علیہم السّلام پر خدا کی رحمتوں اور برکتوں سے متعلق ہیں، کیونکہ اللہ کا درود صرف ارادہ اور قول نہیں، بلکہ ایک ایسا ہمہ گیر فعل بھی ہے، جس میں سب کا فائدہ ہو۔

۵۰۹
صلاۃ
(۴)

علم و حکمت:۔

قبلاً جو حکم ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ہمہ وقت بڑی کثرت سے خدا کا ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو (۳۳: ۴۱-۴۲) اس کے بعد یوں ارشاد ہوا ہے: وہی تو خدا ہے جو خود تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو (نادانی کی) تاریکیوں سے نکال کر (علم کی) روشنی میں لے جائے (۳۳: ۴۳) یعنی خدا اور اس

کے عظیم فرشتے (محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ائمۂ ھدا) تم پر درود بھیجتے ہیں، جس میں تائید، توفیق، ہدایت، علم اور حکمت ہے۔

۵۱۰ صلاۃ (۵)

نورِ علم:-

مذکورۂ بالا آیۂ مبارکہ (۳۳: ۴۳) کے مطابق جب اہلِ ایمان پر آسمانی درود نازل کر دینے کا مقصد نورِ علم ہے تو ایسا درود یقیناً صاحبِ تنزیل اور صاحبِ تاویل علیہما السّلام کے توسط سے آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ کو حکم دیا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ اور (اے پیغمبرؐ) تم اُن پر درود بھیجا کرو (کیونکہ) تمہارا درود اُن کے لئے باعثِ تسکین ہے (۹: ۱۰۳) یعنی آنحضرتؐ کی صلاۃ (درود) ربّ العالمین کی طرف سے ہے، لہٰذا اس میں مومنین کی عقل و جان کے لئے تسکین ہے۔

۵۱۱ صُمٌّ

بہرے، واحد اَصَمّ:-

سورۂ بقرہ (۲: ۱۸) میں ہے: صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب رجوع نہ ہوں گے۔ اس آیۂ کریمہ کا حکیمانہ اشارہ یہ ہے کہ سب سے پہلے علم الیقین کی باتوں کو سننا ہے، پھر اسی علم کی روشنی میں بولنا ہے، اور اس کے بعد

عین الیقین سے دیکھنا ہے، کیونکہ جسمًا و روحًا سماعت کی یہ اہمیت ہے کہ جو آدمی شروع ہی سے بہرا ہو وہ لازمًا گونگا بھی ہو جاتا ہے، اور نتیجے کے طور پر اس کی عقل بھی نہیں بنتی ہے، یعنی وہ چشمِ بصیرت سے اندھا ہی رہتا ہے۔

۵۱۲ صُوَرُ (۱)

تصویریں:-

حضرت علی علیہ السّلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا: اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَسُوْقًا مَا فِیْھَا شِرًی وَّلَا بَیْعٌ اِلَّا الصُّوَرُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ فَاِذَا اشْتَھَی الرَّجُلُ صُوْرَۃً دَخَلَ فِیْھَا۔ جنّت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی جو جسے پسند کریگا اسی کی طرح ہو جائے گا۔ (جامعِ ترمذی، جلدِ دوم، جنّت کے بازار)۔

۵۱۳ صُوَرُ (۲)

زندہ اور باشعور تصویریں:-

بہشت کی کوئی چیز جان اور عقل کے بغیر نہیں، لہٰذا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ بازارِ بہشت کی مذکورہ تصویریں نہ تو کاغذی ہو سکتی ہیں اور نہ ہی فلمی، بلکہ وہ ایسی تصویریں ہیں جو روح اور عقل کی خوبیوں

سے آراستہ ہوتی ہیں، الغرض وہ باکمال، پسندیدہ اور کامیاب انسانوں کی لطیف ہستی کی کاپیاں ہیں۔

۵۱۴ صُوَرُ (۳)

روحانی تصویریں، جامہ ہائے جنّت:-

یہ جنّت کے وہ قابلِ تعریف اور بیمثال لباس ہیں جو حیاتِ طیّبہ اور عقلِ کامل کی لازوال دولت سے مالا مال ہیں، اسی لئے روحانی نے فرمایا؛ نهوسن گنوٗ جو۳۔ مین نئرُو جو۳۔ (یارب مجھے) نیا لباس عطا فرما اور پُرانا رزق عنایت فرما! یعنی جامۂ جدیدِ روحانی اور رزقِ قدیمِ عقلانی، یہ حکمت بازارِ جنّت کی تصویروں سے الگ ہرگز نہیں۔

۵۱۵ صُوَرُ (۴)

کاملین کی روحانی کاپیاں:-

یہ روحانی سائنس کا بڑا کامیاب تجربہ ہے کہ راہِ روحانیت کی اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں بھی اور بہت آگے چل کر مقامِ عقل پر بھی کاملین کی ہزاروں کاپیاں (روحانی تصویریں) بنائی جاتی ہیں تاکہ بہشت کی عظیم نعمتیں قرار پائیں، اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ بازارِ بہشت کی روحانی تصویروں میں انبیاء و آئمہ علیہم السّلام کی مبارک تصویریں بھی ہیں۔

۵۱۶
صُوَرُ
(۵)

تماثیل، زندہ تصویریں، ھیاکلِ نورانی:-

حدیث سے پہلے یا اس کے ساتھ قرآنی شہادت بھی ہو تو زیادہ بہتر ہوتا ہے، چنانچہ سورۂ سبا (۳۴: ۱۳) میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کے لئے جنّات تماثیل (تصویریں) بناتے تھے، زبردست دلچسپ اور بیحد خوشی کی بات ہے کہ یہ تماثیل خود سلیمانؑ کی روحانی کاپیاں ہیں، جو نبوّت، امامت اور سلطنت کا مالک تھا، پس اے نورِ عینِ من! آج دنیا میں تم "فنافی الامام" کا مرتبہ حاصل کرو، تاکہ کل بہشت میں سلیمانِ زمانؑ کی ایک حقیقی کاپی ہو سکو گے۔

۵۱۷
صُوَرُ
(۶)

جُثّۂ اِبداعیہ کی کاپیاں، ھیاکلِ نورانی:-

امام علیہ السّلام کو صاحبِ جُثّۂ ابداعیہ کہتے ہیں، اسی معنی میں حضرت طالوت علیہ السّلام کے علم اور جسم کی توصیف آئی ہے: فرمایا اسے اللہ نے تم پر چُن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی (۲: ۲۴۷)، وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ علم کی کشادگی اور ہمہ رسی ہی کی طرح جسم کا بھی کشادہ اور ہمہ رس ہونا سوائے جُثّۂ ابداعیہ کے اور کسی جسم کے لئے ناممکن ہے۔

518
صُور

نرسنگھا:-

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پوچھا کہ صور کیا چیز ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا: قَرْنٌ یُنْفَخُ فِیْہِ، ایک نرسنگھا ہے جس میں (قیامت برپا کرنے کے لئے) پھونک ماری جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السّلام لوگوں کی عقلی ظرفیت کے مطابق کلام کرتے ہیں، لہٰذا اس اعرابی کو صرف اتنا فرمایا گیا۔

519
صُوْرَۃ
(1)

شکل، صورت:-

صحیح بخاری (جلدِ دوم، کتاب الانبیاء) میں ہے: پس جو کوئی بھی جنّت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السّلام کی شکل وصورت میں داخل ہوگا۔ صحیح مسلم (جلدِ ششم، کتاب الجنّۃ) میں ہے: خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ اللہ جلّ جلالہ نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ تخلیق نہ جسمانی ہے اور نہ روحانی بلکہ حظیرۃ القدس (جنّت) میں عقلانی ہے، اور جو بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ آدمؑ کی شکل وصورت میں ہوتا ہے، اور آدم علیہ السّلام کو اللہ نے اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا۔

۵۲۰
صُوْرَة
(۲)

شکل، صورت:۔

عالمِ شخصی میں کائنات بھر کے لوگ اور فرشتے آکر آدمِ زمان علیہ السّلام میں فنا ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح وہ سب جنّت میں داخل ہو کر اپنے روحانی باپ آدمِ زمانؑ کی شکل و صورت پر ہوتے ہیں، اور اس کا پُر حکمت اشارہ یہ ہے کہ یہاں ایک میں سب ہوتے ہیں جس طرح پہلے تھے، یہی صورتِ رحمان کا سِرِّ عظیم اور یک حقیقت (مونوریالٹی) ہے۔

۵۲۱
صُوْرَة
(۳)

شکل، صورت:۔

حدیثِ قدسی ہے: اے بندۂ مَن! میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی مثال (یعنی رحمانی صورت) پر کبھی نہ مرنے والا زندہ، کبھی ذلیل نہ ہونے والا معزّز، اور کبھی مفلس نہ ہونے والا غنی بنا دوں گا (دیکھئے: الطغنی، نیز کتاب زاد المسافرین، ص ۱۸۳)۔

۵۲۲
صُوْرَة
(۴)

شکل، صورت:۔

سورۂ نساء (۴: ۱۲۵) میں ہے: اور اس شخص سے دین میں بہتر کون ہوگا جس نے اپنا (روحانی) چہرہ خدا کے سپرد کر دیا ہو، اور وہ نیکوکار بھی ہو اور ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلتا ہو جو باطل سے کترا کے چلتے تھے، اور خدا نے ابراہیمؑ کو تو اپنا خالص دوست بنا لیا۔

یہ ہر ایسے عارف کی توصیف ہے جس کا چہرۂ جان صورتِ رحمان ہو چکا ہے۔

۵۲۳
صَوَّرْنٰكُمْ (۱)

ہم نے تمہاری صورت بنادی:۔

اے نورِ عینِ من! خدا کے دوست آدمِ زمان علیہ السّلام کے عالمِ شخصی میں ہیں، کیونکہ وہ کُلّ اور یہ سب اس کے اجزاء ہیں، اور ربِّ کریم کے اس احسانِ عظیم کا ذکر اس طرح ہے: اور ہم نے تم کو (روحانیت میں) پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری (رحمانی) صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (سورۂ اعراف ۷: ۱۱)۔

۵۲۴
صَوَّرْنٰكُمْ (۲)

ہم نے تمہاری صورت بنادی:۔

عالمِ ظاہر کے درجۂ اسفل میں جمادات ہیں، دوسرے درجے میں نباتات، تیسرے درجے میں حیوانات، اور چوتھے درجے میں انسان ہیں، یہ حقیقت سب پر روشن ہے کہ ان میں سے ہر درجے کے تحت بے شمار قسم کی مخلوقات پائی جاتی ہیں، چنانچہ عالمِ انسانیت کے بے حساب طبقات میں سب سے ارفع و اعلیٰ طبقہ انبیا و اولیا علیہم السّلام کا ہے، جن کے عالمِ شخصی میں اسمائے حسنیٰ کی معرفت

ہے، پس سورۂ حشر کی آخری آیت (۵۹: ۲۴) میں سب سے پہلے اسم اللہ ہے، پھر الخالق، پھر الباری، اور آخرًا المصوّر ہے، جس کی تاویلی حکمت یہ ہے: اللہ وہی تو ہے جو انبیاء و اولیاء کو پہلے جسمانیت میں پیدا کرتا ہے پھر روحانیت میں، اور آخر میں عقلانیت میں پیدا کر کے انہیں اپنی رحمانی صورت عطا فرماتا ہے۔

بابُ الضّاد

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

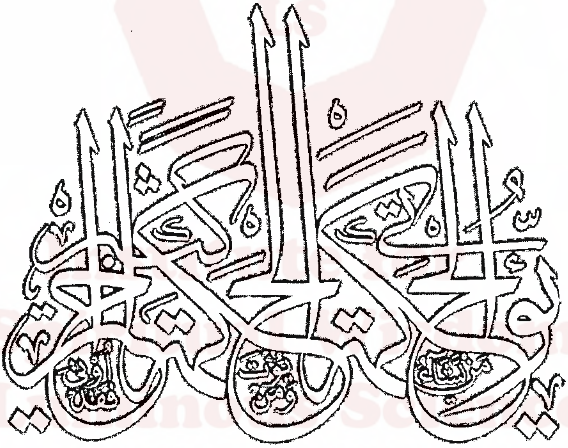

ISW
Knowledge for a united humanity

۵۲۵
ضَالَّـةُ (۱)

کھوئی ہوئی چیز:۔

کَلِمَـةُ الْحِکْمَـةِ ضَالَّـةُ الْمُؤْمِـنِ۔ حکمت اور عقلمندی کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے (جہاں اس کو پالے اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر فوراً اسے لے یا ہمیشہ اس کی تلاش میں رہے)۔ لغات الحدیث، جلدِ دوم۔

۵۲۶
ضَالَّـةُ (۲)

کھوئی ہوئی چیز:۔

اس حدیث شریف میں ایک عظیم راز کی طرف اشارہ ہے، وہ یہ کہ کسی کی کھوئی ہوئی چیز وہ ہوتی ہے جو پہلے کبھی اس کی ملکیت میں رہی ہو، ہاں یہ سچ ہے کہ مومن جہاں بہشت اور انائے علوی میں ہے وہاں اس کے پاس حکمت کا بہت بڑا خزانہ ہے، اور جہاں دنیا اور انائے سفلی میں ہے وہاں اس کی حکمت کھو گئی ہے۔

۵۲۷
ضَرَبَ

اُس نے بیان کیا:۔

سورۂ ابراہیم میں ہے: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَـةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک کلمے کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسا ہے) جیسے

پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں (۱۴:۲۴)۔ پاکیزہ کلمہ وہ اسمِ اعظم ہے جو حضرتِ امامؑ سے کسی دیندار مرید کو مل جاتا ہے، اور پاکیزہ درخت خود امامِ عالیمقامؑ کی مبارک ہستی ہے، ان میں سے ایک شخصی اسمِ اعظم ہے اور دوسرا لفظی اسمِ اعظم، لیکن خدا کا بہت بڑا معجزہ یہ ہے کہ عالمِ شخصی میں جا کر دونوں اسمِ اعظم ایک ہو جاتے ہیں، یعنی امام کلمۂ ناطق بن جاتا ہے اور کلمہ امام کا مبارک نور۔

۵۲۸ ضِغْث — **گھاس یا شاخوں کا مُٹھا، جھاڑو:۔**

ذراتِ ارواح کی بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال ہے (۳۸:۴۴) ترجمۂ ارشاد ہے: اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ عقل گویا شوہر ہے اور نفس بیوی، پس اصلاحِ نفس کے لئے سزا بھی ہے اور موقع پر تخفیف بھی۔

۵۲۹ ضَفَادِعُ — **مینڈک، واحد ضِفْدِعُ:۔**

پھر ہم نے ان (یعنی فرعون اور اس کی قوم) پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چیچڑیاں اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھُلے کھُلے معجزے تھے (سورۂ اعراف ۷، آیت ۱۳۳)۔

جو مومنین راہِ روحانیت اور سبیلِ معرفت پر چلتے ہیں، وہ یقیناً آپ کو بتا سکتے ہیں کہ عالمِ شخصی میں انبیاء علیہم السّلام کے تمام معجزات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے، تاکہ ان کی تفصیلی معرفت حاصل ہو، انہوں نے ایسے بہت سے جانوروں کو ابداعی شکل میں دیکھا ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

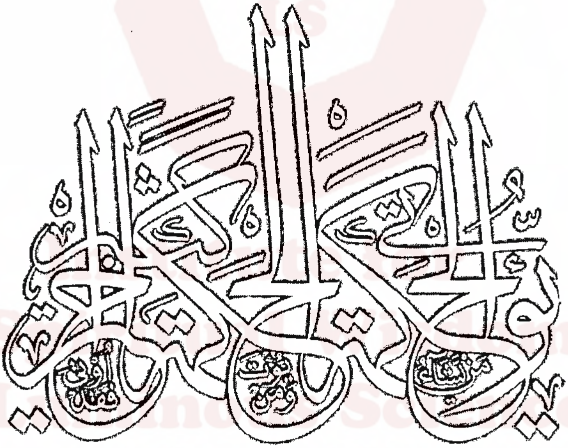

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الطّاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

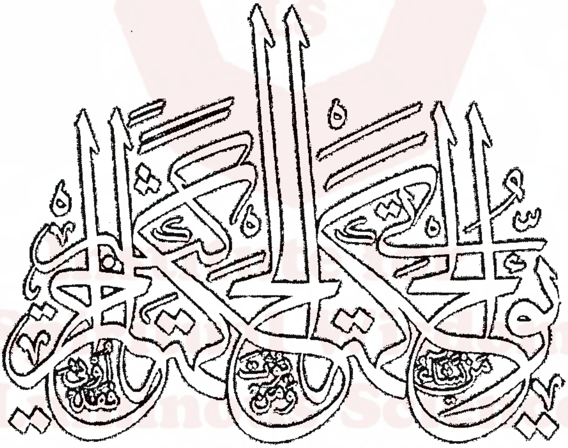

Knowledge for a united humanity

۵۳۰ طِبُّ النّبی **پیغمبرؑ کا طریقِ علاج۔**

اسلامی فقہ کے علمی ذخیرے میں جہاں ذیلی کتابیں درج ہوتی ہیں، وہاں لازماً کتابُ الطّب بھی ہوتی ہے جس میں حضورِ اکرمؐ کی وہ پُرحکمت احادیث ہیں جو جسمانی، اخلاقی اور روحانی صحت کے بارے میں ہیں۔

۵۳۱ طَبَق (۱) **درجے، واحد طَبَقَة۔**

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (۸۴: ۱۹) تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔ یہ آسمانوں/کائنات میں انسان کی سیاحت کا ذکر ہے، کیونکہ طبق مربوط ہے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کے ساتھ، دیکھو سورۂ مُلک (۶۷: ۳) اور سورۂ نوح (۷۱: ۱۵) میں کہ سات آسمان سات بڑے طبقات ہیں، اگر سات زمینوں کو بھی شمار کرتے ہیں تو چودہ طبقات ہوتے ہیں (۶۵: ۱۲) اور ان کے ذیلی درجات بے شمار ہو سکتے ہیں۔

۵۳۲ طَبَق (۲) **درجے، واحد طَبَقَة۔**

عالمِ شخصی میں بھی ہفت آسمان اور ہفت زمین اور ان کے بہت سے ذیلی درجات ہیں، یعنی چھ ناطق اور حضرتِ قائمؑ سات آسمان

ہیں، اور ان کے حُجَجْ سات زمین ہیں، یہ سب معارج اور معراج (سیڑھیاں اور سیڑھی) ہیں تاکہ ہر عارف کو خداوندِ تعالیٰ سے واصل کر دیا جائے۔

۵۳۳
طَرِیٌّ　**تروتازہ۔**

سورۂ نحل (۱۶: ۱۴) اور سورۂ فاطر (۳۵: ۱۲) میں تروتازہ گوشت کا ذکر آیا ہے، اور وہ مچھلی کا گوشت ہے، جس کی تاویل وہ تروتازہ علم ہے جو حدودِ روحانی سے براہِ راست ملتا ہے، جبکہ گوسفند وغیرہ کے گوشت کی تاویل علم الیقین ہے، جو حدودِ جسمانی سے ملتا ہے۔ سمندر سے مچھلیوں کے علاوہ موتی بھی نکالے جاتے ہیں، جس کی تاویل ہے عارفین کی گوہرِ عقل تک رسائی۔

۵۳۴
طَعَام (۱)　**کھانا، خوراک، خوردنی۔**

سورۂ بقرہ کے رکوعِ ہفتم (۲: ۶۱) میں ہے: وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ یاد کرو، جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے (منّ و سلویٰ) پر صبر نہیں کر سکتے۔

اس حکیمانہ حجاب کے پیچھے بہتر اسرار یہ ہے کہ طعامِ واحد سے عقلِ کُلّ

اور نفسِ کُلّ کی تجلّی اور معرفت مراد ہے، کیونکہ منّ عقل کی مثال ہے، اور سلوٰی نفس کی دلیل ہے۔

۵۳۵ طَعَام (۲)

عقل، جان، اور جسمِ لطیف کی غذا:۔

طعامِ واحد کے عام و خاص دو معنی ہیں: (۱) ایک یا ایک قسم کا کھانا (۲) ایک ایسی انتہائی عظیم اور بیمثال باطنی نعمت جو تمام روحانی اور عقلی نعمتوں کا مجموعہ اور خزانہ ہے، کیونکہ واحد بروزنِ فاعل (طعامِ واحد) سب کی سب باطنی نعمتوں کو ایک اور یکجا کرنے کے معنی میں ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جس اعلیٰ مقام پر عقل و نفس کی تجلّی اور معرفت ہے، وہاں کسی شک کے بغیر خزانۂ خزائن مل سکتا ہے، اسی مقامِ عالی سے متعلّق ترجمانی ہے: اَوۡ مَنۡسَن اِیۡ۔ کوئی چیز ناممکن نہیں، یعنی کوئی نعمت ایسی نہیں جو حاصل نہ ہوسکے۔

۵۳۶ طَعَام (۳)

ہر گونہ باطنی نعمت:۔

ہر مناسب سوال باطنی بھوک کی دلیل ہے، اور ہر تسلّی بخش جواب بہشت کا طعام ہے، تو کیا یہ امر ممکن نہیں کہ امام علیہ السّلام کے علمی خزانے میں پہلے ہی سے کوئی ایسا عجیب و غریب جامع جواب مہیّا اور موجود ہو، جس سے ہر گونہ سوالات ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو جائیں؟

یکوں نہیں، ایسے معجزانہ جوابات بہت ہیں، وہ قرآنِ حکیم، حدیث شریف اور صاحبِ امر کے مدرسۂ روحانی میں ہیں، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔
کوئی نعمت غیر ممکن نہیں - ÓOMANASAN APÍ

۵۳۷
طَعَام (۴)

ہر گونہ باطنی نعمت:۔

طعامِ واحد کا ظاہری ترجمہ ہے: صرف ایک ہی قسم کا کھانا، لیکن اس کا تاویلی مفہوم ہے: کُلّ گوناگون باطنی نعمتوں کی لپیٹی ہوئی کائنات، جس میں تجلّیاتِ ربّانی و اسرارِ عرفانی کے انمول جواہر بھرے ہوئے ہیں، ان میں کلیدی علم و حکمت اور بے شمار سوالات کے لئے مختصر ترین اور انتہائی جامع جوابات موجود ہیں، مثال کے طور پر: اُدُّمش او، یہ کلمۂ باری کا ایک روحانی ترجمہ ہے، اور آپ کو اس کے حکمتی عجائب و غرائب جان کر از بس حیرت ہوگی، ان شاء اللہ العزیز اس کے اسرار و رموز سے کبھی بحث کریں گے، آپ درختِ طوبیٰ کو بھی پڑھ لیں۔

۵۳۸
طَلّ

شبنم، اوس، پُھوار، خفیف بارش:۔

سورۂ بقرہ کی ایک حکمت آگین آیت (۲:۲۶۵) کا ترجمہ ہے: اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوصِ نیت سے

اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار (یا شبنم) ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (۲:۲۶۵)۔

ترقی یافتہ عالمِ شخصی ایک ایسے باغ کی طرح ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو، اس میں روحانی علم جو نمایاں اور آواز کے ساتھ ہو وہ گویا موسلا دھار بارش ہے، اور اگر باطنی علم بغیر کسی آواز کے آتا ہے تو اس کی مثال پھوار (خفیف بارش) یا شبنم ہے۔

۵۳۹
طَلَبُ الْعِلْمِ (۱)　**طلبِ علم:۔**

حضرتِ سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے مرد ہو یا عورت ہو۔ حصولِ علم کا حکم لفظِ "طلب" کے ساتھ ہوا اس میں بہت بڑی حکمت ہے، اس میں زمان و مکان اور ظاہر و باطن کی طرف اشارہ ہے۔

۵۴۰
طَلَبُ الْعِلْمِ (۲)　**علم کو ڈھونڈنا، علم کی تلاش:۔**

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ۔ تم علم کو ڈھونڈو خواہ (اس

کی خاطر) چین جانا پڑے۔ اس ارشادِ نبوی میں ممالکِ عالم میں سے ملکِ چین کا نام لیا گیا ہے جو خالی از حکمت نہیں۔

۵۴۱ طیّبٰت (۱)

حلال و پاک چیزیں، پاک عورتیں، روحانی غذائیں، عقلی غذائیں:۔

طیّبات کے چار معنی ہیں:(۱) ایسی چیزیں جو حلال بھی ہیں اور پاکیزہ بھی، جن کو قرآن نے حَلٰلاً طَیِّباً (۵:۸۸) کا نام دیا (۲) پاک عورتیں، جن کا ذکر سورۂ نور (۲۶:۲۴) میں ہے (۳) روحانی غذائیں بصورتِ خوشبوئیں وغیرہ، جن کی ایک روشن مثال ریحِ یوسفؑ (۱۲:۹۴) ہے (۴) عقلی غذا جس کی ایک قرآنی مثال منّ وسلویٰ (۲:۵۷) ہے، جس میں عقلِ کُلّ اور نفسِ کُلّ کے اسرارِ عظیم ہیں۔

پس سُورۂ مومنون (۲۳:۵۱) میں ارشاد ہے: اے رسولان! پاکیزہ چیزوں (روحانی اور عقلی غذاؤں) میں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ ظاہر ہے کہ یہ نعمتیں انبیاء و اولیاء علیہم السّلام کے لئے خاص ہیں۔

۵۴۲ طَیِّبٰت (۲)

پاکیزہ چیزیں، لطیف غذائیں، روحانی غذائیں:۔

طَیِّبٰت کا لفظ قرآنِ کریم میں بیس۲۰ مرتبہ آیا ہے، اس میں سے تقریباً

دس مقامات پر طیبٰت روحانی غذاؤں کے معنی میں آیا ہے، اور وہ روحانی خوشبوئیں ہیں، ایسی آیاتِ کریمہ کی ایک مثال یہ ہے: یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ اے پیغمبرو تم پاکیزہ چیزیں (روحانی غذائیں) کھاؤ اور نیک کام کرو (۵۱:۲۳)۔

۵۴۳ طَیِّبٰت (۳)

روحانی خوشبوئیں۔

جن باسعادت مومنین کو انبیا و آئمہؑ علیہم السّلام کی پُر نور معرفت حاصل ہوئی ہو وہ بتا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے طیبٰت یعنی خوشبوؤں کا معجزہ حق ہے، مقامِ روح پر یہ من وسلویٰ کی پاکیزہ نعمت بھی ہے اور مائدۂ عیسیٰ بھی، قرآنِ حکیم کثیر مقامات پر ثمرات کا ذکر فرماتا ہے جن سے ذرّاتِ لطیف اور خوشبوئیں مراد ہیں۔

۵۴۴ طَیِّبٰت (۴)

روحانی خوشبوئیں۔

حضرت سیّد الانبیاء والمرسلینؐ ظاہری خوشبو کو بھی پسند فرماتے تھے، یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ روحانیت اور جنّت میں تمام دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ خوشبوؤں کی نعمت بھی ہے، جاننا چاہیئے کہ پھلوں، پھولوں، درختوں اور جڑی بوٹیوں کی مختلف خوشبوئیں خالی از حکمت ہرگز نہیں۔

۵۴۵
طَیِّبٰت
(۵۱)

لطیف غذا کے لیے روحانی خوشبوئیں:۔

پیراہنِ یوسف کو حضرتِ یعقوبؑ کے چہرے پر حواسِ باطن کی بحالی کی غرض سے ڈالا گیا (۱۲: ۹۳) اس میں قمیص صرف مثال ہے، اور ممثول میں بہت کچھ ہے، منجملہ خوشبو بھی ہے اور وہ ہے ہر قسم کی، کیونکہ قرآن کی ایک چیز میں بہت سی برکتیں ہوا کرتی ہیں، میں نے روحانی خوشبوؤں پر پہلے بھی لکھا ہے، آپ میری تمام تحریروں کا مطالعہ کریں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بابُ الظّاء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

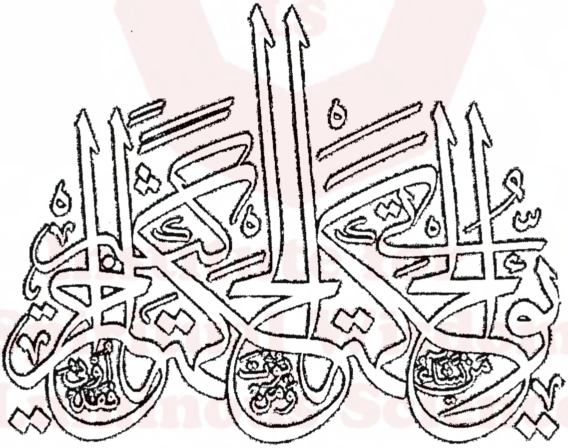

Knowledge for a united humanity

۵۴۶
ظاہر
(۱)

آشکار:-

سورۂ حدید (۳:۵۷) میں جیسا ارشاد ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نورِ اقدس کے بارے میں ہے، قولہ تعالیٰ: ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ وہ (خدا کا نور) سب سے اوّل ہے اور سب سے آخر ہے اور سب سے ظاہر ہے اور سب سے باطن ہے، اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۵۴۷
ظاہر
(۲)

آشکار:-

آیۂ مصباح (۳۵:۲۴) میں مثالی بیان اسمِ "اللّٰہ" سے شروع ہوتا ہے جس سے یوں لگتا ہے کہ یہ عالیشان مثال ذاتِ سبحان کے بارے میں ہے، لیکن جب کوئی صاحبِ بصیرت عالم اسی آیۂ کریمہ میں مَثَلُ نُوْرِہٖ (اس کے نور کی مثال) پر آکر سوچتا ہے تو اس کو یقین آتا ہے کہ یہ انتہائی خوبصورت مثال نورِ الٰہی سے متعلق ہے، اور آگے چل کر نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے اس حقیقت کی تصدیق ہو جاتی ہے، اور یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ کے مبارک الفاظ سے یہ حقیقت مزید درخشان ہو جاتی ہے پس اوّل، آخر، ظاہر اور باطن نور کے اسماء میں سے ہیں۔

۵۴۸ ظاھر (۳)

آشکار، عیان۔

نور کی بڑی عمدہ مثال سورج ہے جو نہ صرف خود ظاہر ہے بلکہ ان تمام چیزوں کو بھی ظاہر کر دیتا ہے جن کو رات کی تاریکی چھپا لیتی ہے، مادّی سورج سے دائرۂ نظامِ شمسی اور سیّارۂ زمین کو کیا کیا اور کتنے فائدے حاصل ہیں، اس کی تحقیق (ریسرچ) کرنے کے لئے صدیوں کا زمانہ بھی کم ہے، تو پھر عالمِ دین کے سورج (امامؑ) کے فیوض و برکات کا شمار یا اندازہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

۵۴۹ ظاھر (۴)

ظاہر، آشکار۔

خداوندِ عالم کا پاک نور ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہے، اگر ظاہر اور حیّ و حاضر نہ ہوتا، غائب و نادیدنی ہوتا تو منکرین اس کو بجھانے کے لئے کوشش ہی نہ کرتے (۶۱ : ۸) کیونکہ کوئی غیر ظاہر چیز مٹانے کا ارادہ محال ہے۔

۵۵۰ ظِلّ (۱)

سایہ، جمع ظِلال۔

سورۂ واقعہ (۵۶ : ۳۰) میں اصحابُ الیمین کی بہشتی نعمتوں کا تذکرہ ہے: وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ اور (ان کے لئے) کھینچا ہوا سایہ ہوگا۔
سوال: یہ کھینچا ہوا سایہ کیا ہے؟ جواب: یہ وسیع سایہ اس طرح

سے ہے کہ امرِ کلّ کا سایہ عقلِ کُلّ ہے، عالمِ عقل کا سایہ عالمِ روح ہے، اس کا سایہ عالمِ جسمِ لطیف اور جسمِ کثیف ہے، پس ظِلِّ ممدود سے کائناتِ ظاہر و باطن کی کلیت مراد ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہلِ دنیا پر بھی بہشت والوں کی سلطنت ہو گی۔

۵۵۱
ظِلّ (۲)

سایہ:-

سورۂ فرقان (۲۵: ۴۵-۴۶) میں دیکھ لیں: (اے رسولؐ) کیا تم نے اپنے ربّ کو نہیں دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا، پھر ہم نے اس پر سورج کو رہنما بنا دیا، پھر ہم نے اسے بہ آسانی اپنی مٹھی میں لے لیا۔

اس پُر حکمت ارشاد میں یہ اشارہ ہے کہ معراج کی رات سید الانبیاء صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو نہ صرف اللہ جلّ شانہٗ کا پاک دیدار ہوا بلکہ ساتھ ہی ساتھ آپؐ نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ خدا ارض و سماکی کائنات کو کیوں کر پھیلاتا ہے اور کس طرح بہ آسانی لپیٹ کر اپنی مٹھی میں لیتا ہے۔

۵۵۲
ظِلّ (۳)

سایہ:-

خداوندِ قدوس نے امرِ کُلّ (کلمۂ کُن) سے عقلِ کُلّ پیدا کیا تو عقلِ گویا

سایۂ امر ہے، عقلِ کُلّ سے نفسِ کُلّ پیدا کیا، اس لیے نفس سایہ ہے عقل کا اور نفسِ کُلّی سے جسمِ کُلّی (لطیف و کثیف) پیدا کیا، پھر جسمِ کُلّ سایۂ نفسِ کُلّ ہے پس لفظِ ظِلّ میں جملہ نعمت ہائے ظاہری و باطنی کا ذکر آگیا۔

۵۵۳ ظِلال (۱)

سائے:۔

اللہ تعالیٰ نے عالمِ دین کی تمام مقدّس چیزوں کے سائے عالمِ شخصی میں بنا دیئے، خصوصاً عقلِ کُلّ، نفسِ کُلّ، ناطق، اور اساس، نیز جد، فتح، خیال، امام، حجّت، اور داعی (۱۶: ۸۱؛ ۲۵: ۴۵)۔

۵۵۴ ظِلال (۲)

سائے:۔

ارشادِ باری تعالیٰ کا ترجمہ ہے: اور اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں سے تمہارے لئے سائے بنا دیئے (۱۶: ۸۱) اس میں ایک اشارۂ حکمت یہ بھی ہے کہ انسان ہمیشہ عالمِ بالا میں ہے، اور اس کا سایہ عالمِ سفلی میں بھیجا گیا ہے، اس دلیل سے ہر شخص کی دو انائیں (انائے عُلوی اور انائے سفلی) درست اور حقیقت ہیں۔

۵۵۵
ظِلٰلًا

سائے:۔

اور خدا ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے (۱۶: ۸۱) تمام چیزوں کے حسین و جمیل روحانی اور عقلانی سائے عالمِ شخصی میں ہیں۔

۵۵۶
ظِلٰلُہٗ

اُس کا سایہ:۔

یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ۔ ہر مخلوق کا سایہ کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف پلٹا کرتا ہے کہ (گویا) خدا کے سامنے سربسجود ہیں (۱۶: ۴۸) داہنی طرف کا سایہ وجودِ کثیف ہے اور بائیں طرف کا سایہ وجودِ لطیف یا باطن ہے۔

۵۵۷
ظُلُمٰت

تاریکیاں:۔

سورۂ زُمَر (۳۹: ۶) میں ارشاد ہے: یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔ تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک تخلیق کے بعد دوسری تخلیق میں پیدا کرتا ہے تین تاریکیوں میں۔ سوال: یہ تین تاریکیاں کیا ہیں؟ جواب: جسمانی تاریکی، روحانی تاریکی اور عقلانی تاریکی، اسی سے معلوم ہوا کہ روشنی بھی تین قسم کی ہوا کرتی ہے، مادّی روشنی، روحانی روشنی،

اور عقلانی روشنی۔

۵۵۸ ظَلُوم **بڑا ظالم/بہت تاریک:۔**

سورۂ احزاب (۳۳: ۷۲) میں ہے: ہم نے اپنی امانت (اختیار اور ذِمّہ داری معرفت) کو سارے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کے (بار) اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اُٹھا لیا بیشک وہ بڑا ظالم (اور) نادان ہے۔ یا یہ کہ وہ بڑا تاریک (ظَلُوم) اور نادان تھا، اِس لئے اس کو نور اور عقل کی ضرورت تھی، اور وہ اس بارِ امانت کے اٹھانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۵۹ ظَنّ **گمان:۔**

حُسنِ ظنّ (نیک گمان) حلال ہے، اور سُوءِ ظنّ (بُرا گمان) حرام، سورۂ حُجرات (۴۹: ۱۲) میں ہے: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

بابُ العين

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

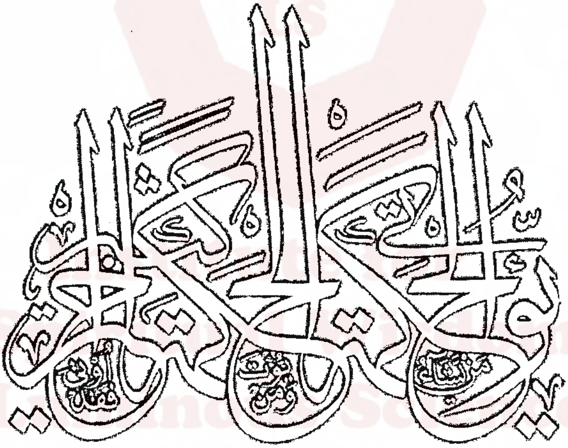

ISW
Knowledge for a united humanity

۵۶۰
عادِیات — **تیز دوڑنے والیاں:۔**
وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا۔ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں (۱:۱۰۰) بظاہر یہ غازیوں کے گھوڑے ہیں، بباطن ذکرِ تنفس، ذکرِ سریع اور نفخِ صور کے ساتھ ذکر کرنے والے فرشتے ہیں۔

۵۶۱
عارف — **خدا شناس:۔**
اَلْعَارِفُ کَالْبَحْرِ۔ اللہ کا پہچاننے والا دریا کی طرح ہے (لغات الحدیث) سب سے پہلے علم کے معنی ہیں۔

۵۶۲
عالَمین (۱) — **سب جہان:۔**
حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ عالمین سے صرف انسان ہی مراد ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ ایک مستقل عالم ہے (قاموس القرآن ۳۴۴)۔

۵۶۳
عالَمین (۲) — **عالَم کی جمع:۔**
عوالمِ شخصی، یعنی ہر انسان ایک عالم ہے، جس میں کائناتِ ظاہر لپیٹ دی جانے والی ہے، لفظِ عالمین قرآن میں ۷۳ بار آیا ہے۔

۵۶۴
عالمین (۳)

عوالم:-

ہر شخص ایک جہان ہے، اس لئے تمام لوگوں کا نام عالمین ہوا، خدائے بزرگ و برتر کے اسمائے صفاتی کا تعلق انہی عالموں سے ہے۔

۵۶۵
عائشہ

حضرتِ عائشہؓ:-

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں: حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، معاویہ اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اسریٰ (معراج آنحضرتؐ کی) روحِ مبارک کو ہوا تھا، اور جسمِ مبارک اپنی جگہ سے مفقود نہیں ہوا تھا۔ (بحوالۂ کتاب رحمۃ للعالمین، جلد اوّل، فُٹ نوٹ، ص ۶۵)، عبداللہ ابن عباس کا بھی قرآن (۱۷: ۶۰) کے حوالے سے یہی قول ہے (مُسْنَد احمد بن حنبل، جزء الاوّل، ص ۳۶۵)۔

۵۶۶
عَجَل (۱)

جلدی:-

یہ ارشادِ مبارک سورۂ انبیاء میں ہے: خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ (۲۱: ۳۷) انسان جلدی سے پیدا کیا گیا ہے، عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا، پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔

مومنِ سالک کی روحانی روشنی اور ترقی شروع شروع میں ذکرِ سریع

کی سُرعت اور شدید ریاضت سے ہوتی رہتی ہے، لیکن جب قیامتِ صغریٰ اور ظہورِ آیات (معجزات) کا آغاز ہوتا ہے تو پھر بہت سے ذرائع و اسباب خود بولتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔

۵۶۷
عَجَل
(۲)

جلدی:-

زمانۂ دنیا گزرتا جارہا ہے اس لئے اس میں جلدی سے نیک کاموں کو انجام دینے کی ضرورت ہے، جیسے قرآنِ پاک کا حکم ہے: وسارعوا۔ اور دوڑو (۳: ۱۳۳) سابقوا۔ آگے بڑھو، سبقت کرو (۵۷: ۲۱) ففرّوا الی اللہ۔ تو اللہ کی طرف بھاگو (۵۱: ۵۰) اس کے برعکس زمانۂ آخرت ٹھہرا ہوا ہے وہ کبھی گزرتا نہیں۔

۵۶۸
عَرْشُہٗ
(۱)

اس کا تخت:-

سورۂ ھود (۱۱: ۷) کی اس ربّانی تعلیم کو خوب غور سے دیکھ لیں: اور وہ تو وہی (قادرِ مطلق) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس کے عرش کا (تمثیلی) ظہور پانی پر ہوگیا تاکہ تم لوگوں کو آزمائے کہ تم میں زیادہ اچھی کارگزاری والا کون ہے۔

وکان عرشہ: اور اس کا عرش تھا/ ہوگیا/ ہے، چونکہ اصل اور بامقصد قصّہ عالمِ دین کا ہے، جس کا عارفانہ مشاہدہ عالمِ شخصی

ہی میں ہوتا رہتا ہے، پس نورانی خواب میں عارفین یہ دیکھتے ہیں کہ سمندر پر ایک کشتی نما تخت اور اس پر نور کی تجلّی ہے، یہ صاحبِ عرش کا تمثیلی ظہور اور اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اب عالمِ شخصی مکمل ہو کر مرحلۂ علم و معرفت میں داخل ہو چکا ہے۔

۵۶۹ عَرْشُہٗ (۲)

اس کا تخت:-

خدائے احد و صمد کے تخت کا پانی (سمندر) پر ہونا عالمِ شخصی کی چوٹی کی مثالوں میں سے ہے، جس کا ذکر ہو چکا اور یقیناً یہی تختِ فُلکِ مشحون (بھری ہوئی کشتی ۳۶: ۴۱) بھی ہے اور اس کا نام جَارِیَۃ (کشتی ۶۹: ۱۱) بھی ہے یعنی سفینۂ نجات۔

۵۷۰ عَرْشُہٗ (۳)

اس کا تخت:-

سورۂ حاقّہ میں فرمایا گیا ہے: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۔ جب پانی چڑھنے لگا تو ہم نے تم کو کشتی پر سوار کیا (۶۹: ۱۱) یعنی جب تمہارے زمانے میں قیامتِ صغریٰ کا طوفان ہونے لگا تو ہم نے تم کو کشتیٔ اہلِ بیتؑ میں سوار کر لیا، یہ سفینۂ نجات بحرِ علم کا عرش بھی ہے، اور صاحبِ عرش وہ ذاتِ عالی صفات ہے جس میں کشتی والوں کو فنا ہو کر ابدی طور پر زندہ ہو جانا ہے، یہی

سبب ہے کہ بھری ہوئی کشتی میں سوائے وجہ اللہ کے اور کوئی نظر ہی نہیں آتا کیونکہ سب کے سب اسی میں فنا اور واصل ہو چکے ہیں۔

۵۷۱
عَرْشُهٗ
(۴)

اس کا تخت ہے۔

سورۂ رحمان میں صرف عظیم نعمتوں ہی کا ذکر ہے، منجملہ ہر عالم شخصی کے سمندر میں ایک بے مثال کشتی کا ہونا بہت بڑی نعمت ہے (۵۵: ۲۴) جو وہی پانی پر عرشِ الٰہی بھی ہے (۱۱: ۷) یہ وہی بھری ہوئی کشتی ہے (۳۶: ۴۱) جس کے تمام سوار "وجہ اللّٰہ" میں فنا ہو جاتے ہیں (۵۵: ۲۶-۲۷) یاد رہے کہ وجہ اللہ سے امامِ اقدس و اطہر علیہ السّلام مراد ہے، قال الصّادق علیہ السّلام: نحن وجه الله۔ امام جعفر الصّادقؑ نے فرمایا کہ ہم آئمہؑ چہرۂ خدا ہیں (المیزان، ۱۹، ص ۱۰۳)۔

۵۷۲
عَرَّفَ
(۱)

اُس نے پہچنوا دیا، شناسا کر دیا، شناخت کرا دی۔

اے عزیزانِ من! خوب غور اور احساسِ ذمہ داری سے سُن لو کہ قرآنِ حکیم میں جس طرح معرفت کا مضمون آیا ہے اس کا گہرا مطالعہ

بیحد ضروری ہے، اس سلسلے کی ایک زبردست کلیدی حکمت سورۂ محمدؐ میں یہ ہے کہ شہیدانِ باطن کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ بہشت کے عارف یہی لوگ ہیں (۴۷: ۴-۶)۔

۵۷۳ عَرَّفَ (۲)

خدا نے ان کو بہشت کی معرفت عطا کر دی:۔

باطنی شہادت اور بہشت کی معرفت کا مربوط مضمون یہ ہے: اور جو لوگ خدا کی راہ میں (بباطن) شہید کئے گئے ان کے اعمال کو خدا ہرگز ضائع نہ کرے گا، انہیں عنقریب منزلِ مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا، اور ان کو اس بہشت میں داخل کرے گا جس کا انہیں (پہلے سے) آشنا کر رکھا ہے (۴۷: ۴-۶)۔

۵۷۴ عَرَّفَ (۳)

ہر چیز کی معرفت:۔

کیا یہ ممکن ہے کہ خدا، رسولؐ، امامؑ، اور اپنے آپ کی معرفت کے بغیر کوئی شخص بہشت کا عارف ہو جائے؟ نہیں ہرگز نہیں، پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہشت عالمِ معرفت ہے، جس سے کوئی معرفت باہر نہیں، لہٰذا جو جنّت کے عارف ہیں وہ ہر چیز کے عارف ہیں۔

۵۷۵
عَسَقَ
(۱)

عشق :-

عشقِ الٰہی عظیم اسرار میں سے ہے، لہٰذا اس کا ذکر اسی طرح صیغۂ راز اور حجاب میں آیا، یقیناً حروفِ مقطّعات ایسے ہی چھپے ہوئے بھیدوں کے حامل ہیں، نیز ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں کہیں بھی "كذالك" کا اشارہ آیا ہے وہاں کوئی بڑی حکمت پنہان موجود ہوتی ہے، اور اس حقیقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے، جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے: نزل القرآنُ علی سبعۃِ اَحْرُفٍ۔ (الاتقان، حصّۂ اوّل، سولھویں نوع (۱۶) قرآن اُتارے جانے کی کیفیت، مسئلہ سوم)۔

۵۷۶
عشق
(۲)

عشقِ الٰہی :-

شاید کوئی شخص یہ خیال کرے کہ قرآنِ عظیم میں لفظِ عشق موجود نہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ جیسا کہ آپ نے دیکھا قرآن میں ہے اس کے کئی مترادفات بھی ہیں، اور بہت سی مثالوں میں بھی یہی ممثول ہے، مترادفات یہ ہیں، محبّت، مَوَدّت، ولایت، خُلّت، شَغَف، اُنسیّت، رحمت، وغیرہ۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

۵۷۷
عشق
(۳)

آسمانی عشق:۔

خدا، رسولؐ اور امامؑ کا پاک عشق فردوسِ برین کی وہ بیمثال شراب ہے، جس کی لذّت و شادمانی کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں، کیونکہ وہ خمرِ عشق بھی ہے اور نورِ عقل بھی، ہم اس حقیقت کی دلیل پیش کریں گے کہ شرابِ جنّت یعنی حقیقی عشق میں کیوں کر عقل اور علم ہو سکتا ہے۔

۵۷۸
عشق
(۴)

عشق و عقل:۔

ارشاد ہے: ان کو سربمہر خالص شراب (رحیقِ مختوم) پلائی جائے گی، جس کی مُہر مُشک کی ہوگی، اور اس کی طرف البتہ شائقین کو رغبت کرنی چاہیئے، اور اس (شراب) میں آبِ تسنیم کی آمیزش ہوگی، وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقربین پیتے ہیں (۸۳: ۲۵-۲۸) پس شرابِ خالص میں آبِ تسنیم کی آمیزش کی یہ تاویل ہوئی کہ عشقِ حقیقی عقل اور علم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

۵۷۹
عشق
(۵)

خدا، رسولؐ، اور امامؑ کا عشق:۔

اے نورِ عینِ من! قرآنِ حکیم (۲: ۱۶۵) کے ان مبارک کلمات میں غور سے دیکھو: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (اور جو مومنین ہیں ان کو خدا کے ساتھ نہایت قوی محبّت ہے) اس باب میں قرآنِ

کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کی پاک محبّت بلاواسطہ ممکن ہی نہیں یہ رسولِ اکرمؐ کے توسط سے کسی کو حاصل ہو سکتی ہے (۳ : ۳۱) اور آنحضرتؐ کی اصل محبّت بہ اشارۂ احادیثِ صحیحہ ائمۂ اہلِ بیت کے وسیلے سے ممکن ہے، پس ہمارے نزدیک "اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ" میں خدا، رسولؐ، اور امامؑ کی دوستی، محبّت اور عشق کا ذکر ہے جو اہلِ ایمان کو حاصل ہوتا ہے۔

۵۸۰
عشق
(۶)

آسمانی عشق، یعنی خدا، رسولؐ اور امامِ زمانؑ کا عشق ہے۔

اے برادران و خواہرانِ روحانی! آپ سب کو نورِ واحد کا پاک عشق مبارک ہو! آپ علم، عبادات، عاجزی، مناجات، خدمات، اچھی عادات اور نور کے عشق سے اتنی ترقی کریں کہ حجاب اُٹھ جائے اور نورانی دیدار ہو، اور رفتہ رفتہ فنائے اوّل، دوم، سوم آجائیں، پھر آپ علم و معرفت کی لازوال دولت سے مالامال ہو جائیں گے۔

۵۸۱
عشق
(۷)

نورانی محبّت:

حدیثِ قدسی ہے: مَنْ اَحَبَّنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ۔ جس نے مجھ سے محبّت کی میں نے اس کو قتل

کیا اور جس کو میں نے قتل کیا تو میں خود اس کی خونبہا (خون کی قیمت) ہوں۔ (احادیثِ مثنوی فارسی، ص ۱۳۴) عاشقِ جانباز کے لئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں، اور عشقِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، یہ نفسانی موت کی سب سے اعلیٰ تعبیر ہے۔

۵۸۲ عشق (۸)

خدا کا عشق:۔

حضرت مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے بڑی عمدگی سے عشقِ الٰہی کی تعلیم دی ہے، جی چاہتا ہے کہ ہر ایسے فرمانِ عالی کو محفلِ عشّاق میں بار بار پڑھتے رہیں، اور گریہ کنان دریائے عشق میں ڈوب جائیں، اے کاش ہم عشقِ سماوی کے قابل ہوتے! کاش ہم عشق کے معجزات کو سمجھ سکتے! لیکن ہم مایوس نہیں اور نہ ہی محروم ہیں۔

۵۸۳ عشق (۹)

آسمانی عشق:۔

جس مقدس اور پُرحکمت تعلیم سے مومنین و مومنات کی روح الایمان میں عالمِ علوی کی طرف پرواز کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے، وہ بابرکت تعلیم صرف امامِ عالیمقامؑ ہی کے پاس ہے، لہٰذا اے عزیزان! آپ سب فرمانِ اقدس کی جملہ کتابوں اور ساری تحریروں کو عشق و

محبّت سے پڑھا کریں، خصوصاً آسمانی عشق سے متعلق ہدایاتِ عالیہ کو مل کر عشق سے پڑھیں تاکہ برکت حاصل ہو۔

۵۸۴ عشق (۱۰)

آسمانی عشق:-

"آسمانی عشق" میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری اِصطلاح ہے، اس کو عموماً حقیقی عشق کہا جاتا ہے، آسمانی عشق سے مراد خدا، رسولِ پاکؐ اور آئمۂ ھُدیٰ کا عشق ہے، جس کا بیان و برھان آسمانی کتاب (قرآن) میں موجود ہے اور یہ (آسمانی عشق) بڑا عالیشان اشارہ ہے، دین ہو یا دنیا اس میں لوگ عام بھی ہوتے ہیں اور خاص بھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صرف عوام ہی کا وجود ہو اور خواص نہ ہوں، پس آسمانی عشق خاصانِ الٰہی کے لئے ہے، اور یہ بات غیر ممکن بھی نہیں کہ کوئی آدمی ترقی کر کے عام سے خاص ہو جائے۔

۵۸۵ عشق (۱۱)

آسمانی عشق:-

انسان پر لازم ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کا عشق دل میں رکھے، انسان دنیا کے عشق میں کتنا مدہوش رہتا ہے اور کتنی زحمت اور بے قراری محسوس کرتا ہے، اس سے ہزار درجے زیادہ خدا کا عشق رکھنا چاہیئے۔ خداوند کریم کا نور آپ کے دل میں بس رہا ہے، اُس نور کو محبّت

کے ذریعے روز بروز بڑھاتے جائیں (حضرتِ امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ)۔

۵۸۶
عَصاً
(۱)

لاٹھی، عصا:۔

عصائے موسیٰ کا ذکر قرآنِ حکیم کے دس مقامات پر موجود ہے، اُن میں سے ایک اس طرح ہے: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتّھر پر مارو (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (۲: ۶۰)۔

عصا = اسمِ اعظم اور معجزۂ نبوّت، حجرِ مکرّم = اساس (حضرت ہارونؑ)، بارہ چشمے = اساس کے بارہ حجت جو آبِ علم کے سرچشمے تھے، پتھر پر لاٹھی مارنا = اسمِ اعظم اور نورِ نبوّت کو اساس پر استعمال کرنا۔

۵۸۷
عَصاً
(۲)

لاٹھی، عصا، اسمِ اعظم:۔

سورۂ شعرآء (۲۶: ۶۳) میں ارشاد ہے: فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔ پس ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو (تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا یوں ہوگیا کہ گویا بڑا پہاڑ ہے)۔

جب حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام نے خدا کے حکم سے اسمِ اعظم اور

معجزۂ نبوّت کو دریائے روحانیت پر استعمال کیا تو اس کے آرپار بنی اسرائیل کے لئے راہِ سلامتی پیدا ہوگئی، مگر فرعون اور اس کے لوگ اس دریا میں غرق ہوگئے۔

۵۸۸ عَصاً (۳)

اسمِ اعظم کی لاٹھی:۔

جب عصائے اسمِ اکبر حضرتِ موسیٰؑ کی گرفت میں ہوتا (یعنی سلسلۂ ذکر جاری رہتا) تو علم وعبادت کے فیوض و برکات کا عالم ہوتا تھا، اور جب جب ذکر کا عصا ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن کر ہر باطل چیز کو نگل لیتا تھا، اس کے یہ معنی ہوئے کہ کارِ بزرگ (بڑا کام) میں بدرجۂ اعلیٰ علم وعبادت بھی ہے اور روحانی جہاد بھی۔

۵۸۹ عَصَاہُ

اس کی لاٹھی:۔

یعنی حضرتِ موسیٰؑ کی لاٹھی، جس کی تاویل روحانیت میں اسمِ اعظم اور عقلانیت میں مظاہرۂ عقل ہے، علمِ حقیقی کا اژدھا جس کے سامنے اہلِ باطل کی غلط باتیں اور دلیلیں ذرا بھی ٹھہر نہیں سکتی ہیں (۲۶: ۴۵)۔

۵۹۰ عَصْر (۱)

زمانہ:۔

سورۂ عصر (۱۰۳: ۱-۳) عجائب وغرائبِ حکمت سے مملو ہے، لہٰذا اس

سے بیش از بیش فائدہ حاصل کرنے کی خاطر کچھ تعلیمی سوالات بناتے ہیں: سوال (۱): عصر کا تقدس کیا ہے کہ خدا اس کی قسم کھاتا ہے؟ (۲) انسان سے یہاں کون سے لوگ مراد ہیں؟ وہ کس قسم کے خسارے میں ہیں؟ (۳) دنیا میں ایک اُستاد ہوتا ہے اور دوسرا شاگرد، لیکن یہاں ایک دوسرے کو وصیّت کرنے کا ذکر ہے، اس میں کیا راز ہے؟ (۴) حق سے کیا مراد ہے اور صبر کے کیا معنی ہیں؟

۵۹۱ عَصْر (۲)

زمانہ (صاحبِ عصر):-

(۱) جواب: خداوندِ عالم کبھی کسی عام چیز کی قسم نہیں کھاتا، عصر سے صاحبِ عصر (امامِ زمانؑ) مراد ہے، خداوندِ تعالیٰ نے اسی کی قسم کھائی ہے (۲) جواب: یہاں لفظِ انسان سارے لوگوں کے لئے آیا ہے، پھر کچھ لوگ خسارہ کے بیان سے مُستثنا ہیں، اور اکثریت کے خسارے میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صاحبِ عصر کو نہیں پہچانا ورنہ سارا زمانہ باطنی طور پر ان کا ہو جاتا۔

(۳) جواب: دینِ فطرت (اسلام) کی ہر حکمت دائرہ نما ہوا کرتی ہے، چنانچہ اگر کوئی کامیاب معلّم اپنے عزیز شاگردوں کو حقیقی علم سکھاتا ہے تو خدا اس کے شاگردوں کی روحوں سے اس کی مدد فرماتا ہے، یہ ہوا باہم وصیّت کرنا (۴) حق سے دین کی وہ سچائی مراد ہے جس

کے بارے میں آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ حق علی کے ساتھ رہے، اور صبر راہِ روحانیت میں ثابت قدم رہنے کا نام ہے۔

۵۹۲ عَصْر (۳)

صاحبِ عصر:۔

قسم ہے (صاحبِ) عصر کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے (کیونکہ وہ صاحبِ عصر کو نہیں پہچانتا ہے) مگر جو لوگ (بحقیقت) ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی فہمائش کرتے رہے (۱۰۳: ۱-۳)۔

۵۹۳ عِصِیّ

لاٹھیاں:۔

فرعون کے جادوگروں کی لاٹھیاں، یعنی دلائل، چونکہ دلیل کا سہارا لیا جاتا ہے اِس لئے اُس کی تمثیل لاٹھی سے دی گئی ہے (۲۰: ۶۶)۔

۵۹۴ عَقِب (۱)

اولاد، نسل:۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ اس (علمِ توحید) کو اپنی اولاد میں بھی ایک قائم رہنے والی بات کر گئے تاکہ ہر زمانہ میں لوگ رجوع کریں (۴۳: ۲۸)۔ سوال: حضرتِ امامؑ اور اس کے وارث اور مریدوں کے درمیان ربطِ روحانیت کا پُل کس طرح بنایا جاتا

ہے؟ جواب: چار بیمثال چیزوں سے، وہ یہ ہیں: امام کی محبت، خاص دعا، خصوصی تعلیم، اور عطائے اسمِ اعظم سے، یہ چیزیں گویا اس روحانی تعمیر کے چار عناصر ہیں۔

۵۹۵
عَقِب (۲) **اولاد، نسل:۔**

آیۂ عقب کی حکمت کو سمجھنے کے لئے کم سے کم چار مزید آیات میں بھی غور کر کے دیکھ لیں کہ سلسلۂ نورِ ہدایت دنیا میں قائم و دائم ہے یا نہیں، وہ آیات یہ ہیں: آیۂ اصطفاء (۳: ۳۳) آیۂ امامتِ ابراہیمؑ (۲: ۱۲۴) آیۂ آلِ ابراہیمؑ (۴: ۵۴) اور آیۂ شجرۂ طیبہ (۱۴: ۲۴-۲۵)۔

۵۹۶
عَقِبِہٖ (اُ) **اس کی اولاد:۔**

المیزان، ۱۸، ص ۱۰۶ پر درج ہے: فی المجمع فی قولہ تعالیٰ: "وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ" (۴۳: ۲۸) وقیل: الکلمۃ الباقیۃ فی عَقِبِہٖ ھی الامامۃ الیٰ یوم الدین۔ عن ابی عبداللّٰہ (امام جعفر الصّادق علیہ السّلام) تفسیر مجمع البیان میں حق تعالیٰ کے اس ارشاد (اور ابراہیمؑ نے اس کو اپنی اولاد میں کلمۂ باقیہ بنا دیا) کے بارے میں کہا گیا ہے، کلمۂ باقیہ ابراہیمؑ کی اولاد میں امامت ہی ہے جو قیامۃ القیامات تک جاری اور باقی ہے بقولِ

حضرت امام جعفر الصّادق علیہ السّلام)۔

۵۹۷ عَقِبِہٖ (۲)

اس کی اولاد:۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے سورۂ زُخرُف (۴۳: ۲۶-۲۷)، کے مطابق جس طرح اپنی قوم کی ظاہری و باطنی اصنام پرستی کی شدید مذّمت کی، وہ نورِ امامت ہی کی روشنی میں تھی، لہٰذا یہ امر بیحد ضروری تھا کہ ابراہیمؑ کی اولاد میں امامت بشکلِ اسمِ اعظم تا قیامتِ القیامات کلمۂ باقیہ قرار پائے تاکہ لوگ دین شناسی اور خدا کی معرفت کے لئے امامِ زمانہؑ سے رجوع ہو جائیں۔

۵۹۸ عَقْل (۱)

روحانی نور جس سے غیر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے، دل:۔

اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، دوسری حدیث میں ہے کہ، اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، ایک اور حدیث کے مطابق: اللہ نے سب سے پہلے نورِ محمدی کو پیدا کیا، یقیناً یہ ایک ہی حقیقت ہے جس کے بہت سے ناموں میں سے تین کا اسی طرح ذکر ہوا ہے کیونکہ عقل نور ہے، قلم نور ہے اور نورِ محمّدی نور ہی ہے، اور یہ تین نہیں، ایک ہی زندہ نور بصورتِ عظیم فرشتہ ہے۔

۵۹۹
عِقل
(۲)

نورِ عقل:۔

انسان کو ہر چیز کی معرفت عالمِ شخصی ہی میں حاصل ہو جاتی ہے، چنانچہ بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے کہ خداوندِ تعالیٰ نے عالمِ شخصی میں سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، یہ تقدُّمِ شَرَفی کا تذکرہ ہے، کیونکہ عقل ہی وہ شی ہے جس کو دوسری تمام اشیاء پر بہ اعتبارِ عزّ و شَرَف اوّلیت و فوقیت حاصل ہے۔

ہر ایسا عالمِ شخصی جب تک اس میں نورِ عقل پیدا نہ ہو، وہ کالعدم ہے، اس حال میں جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تب اُس کی بَرَکات سے عالمِ شخصی کی حقیقی تخلیق ہوئی، پس عقل کو عالمِ شخصی میں نہ صرف تقدُّمِ شرفی بلکہ تقدُّمِ زمانی بھی حاصل ہے۔

۶۰۰
عَقْل
(۳)

نورِ عقل:۔

عقل کا مادّہ ہے: ع ق ل، قرآنِ حکیم میں اس کے مختلف صیغے یہ ہیں: عقلوہ (ایک بار) تعقِلون (۲۴ دفعہ) نعقل (ایک مرتبہ) یعقِلھا (ایک بار) یعقِلون (۲۲ دفعہ) اسی طرح قرآن کے کُل ۴۹ مقامات پر عقل کا تذکرۂ توصیف آیا ہے، اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ "عقل" کا نام جہاں کہیں بھی ہو وہاں وہ بہت اعلیٰ تعریف کے معنی میں ہوتا ہے، مثلاً جب کسی کو عاقل کہا جاتا ہے تو اس میں پہلی

تعریف عقل کی ہوتی ہے اور اسی کی نسبت سے دوسری تعریف عاقل کی، یہ تعریف تو براہِ راست ہے، اگر آپ کسی کو بیعقل قرار دیتے ہیں تو اس میں بھی بالواسطہ عقل کی توصیف ہے، اس معنیٰ میں کہ وہ نادان شخص عقل جیسی لازوال دولت سے محروم ہے۔

۶۰۱
عَقُل
(۴)

نورِ عقل:۔

حضرتِ امام محمدؐ باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو وہ بحکمِ خدا بولنے لگی، پھر خدا نے اسے فرمایا: آگے آ، تو وہ آگے آئی، پھر اسے فرمایا: پیچھے جا، تو وہ پیچھے گئی، پھر ارشاد ہوا: میری عزّت و جلالت کی قسم! کہ میں نے کوئی ایسی خلق پیدا نہیں کیا ہے، جو تیرے مقابلے میں مجھ کو زیادہ محبوب ہو، اور بات یہ ہے کہ میں تجھ کو صرف ایسے شخص میں کامل اور مکمّل کر دیتا ہوں، جس سے میں محبّت کرتا ہوں، ہاں میرے امر و نہی کا خطاب ہمیشہ تجھ ہی سے ہوتا رہے گا، اور عذاب و ثواب کا تعلق بھی تجھ ہی سے ہوگا۔ (الشّافی ترجمۂ اصولِ کافی، کتاب العقل)۔

۶۰۲
عَقُل
(۵)

گوہرِ عقل:۔

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ عذاب و ثواب کا تعلق عقل ہی سے

ہے، جیسے قرآنِ شریف میں جگہ جگہ اس حقیقت کی روشن دلیلیں موجود ہیں، جیسا کہ سورۂ مُلک (۱۰:۶۷) میں ارشاد ہے: وَقَالُوا لَوۡ كُنَّا نَسۡمَعُ اَوۡ نَعۡقِلُ مَا كُنَّا فِىۡۤ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ۔ اور وہ کہیں گے کاش! ہم سنتے اور جانتے (یعنی عقل رکھتے) تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بنیادی نافرمانی اور ناقابلِ معافی گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص سرچشمۂ عقل کی ہدایت سے روگردان ہو جائے، اور یہ نافرمانی سب سے پہلے ابلیس سے سرزد ہوئی تھی۔

۶۰۳ عَقْل (۶)

گوہرِ عقل:

قلمِ اعلیٰ آفتابِ عقل ہے اور قرآنِ حکیم اس کی ضوفشاں شعاعوں کا بحرِ بیکراں، پھر یہ سوال ختم ہو جاتا ہے کہ قرآن میں کہاں کہاں عقل اور علم کے اوصاف بیان ہوئے ہیں، جبکہ کلامِ الٰہی (قرآن) سرتاسر نورِ عقل (قلم) کی علمی کرنوں کا بے حد عظیم و عمیق سمندر ہے، پس اس کتابِ سماوی میں کوئی آیت ایسی نہیں، جس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ عقل اور علم کی تعریف و توصیف نہ ہو۔

۶۰۴
علم (۱)

دین کی سمجھ:۔

جامع ترمذی، جلد دوم، ابواب العلم میں یہ حدیث ہے: مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِعَبدِہٖ خَیرًا اَفقَہَہٗ فِی الدِّینِ۔ جب خدا اپنے کسی بندے کے حق میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

۶۰۵
علم (۲)

فقیہ، عالِم:۔

فَقِیہٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ ایک ہی فقیہ، شیطان کے (خلاف جنگ کے) لئے ایک ہزار عابدوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یعنی آپ صرف حقیقی علم ہی سے شیاطینِ اِنسی و جِنّی کو ظاہراً و باطناً مغلوب کر سکتے ہیں۔

۶۰۶
علم (۳)

طالبِ علم:۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ: اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو خداوندِ عالم اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دے گا، اور فرشتے طالبِ علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں، نیز عالِم کے لئے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی میں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، پھر عالِم کی عابد پر اس طرح

فضیلت ہے جیسے چاند کی ستاروں پر۔

۶۰۷
علم
(۴)

معلّم:۔

قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے، اور تمام اہلِ زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں تک ایسے معلّم پر درود بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے (بحوالۂ جامعِ ترمذی، جلدِ دوم، ابوابُ العلم)۔

۶۰۸
علم
(۵)

جاننا، بوجھنا، علمِ الٰہی:۔

علمِ الٰہی کا خزانہ دار کون ہے؟ یہ سب سے بڑا سوال الگ ہے مگر یہاں اس کے تحت یہ پوچھنا ہے کہ علم کی وُسعت اور پھیلاؤ کس حد تک ہے؟ علم کی مکانیت و ظرفیت کا کیا تصوّر ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ خداوندِ قدوس کا علم قرآنِ حکیم میں ہے، لیکن یہ بھی جاننا ہوگا کہ عالمِ اکبر اور عالمِ اصغر کی تمام چیزیں قرآنی علم و حکمت کی گواہی دیتی ہیں یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ آفاق و انفس کی آیات میں قرآنی

آیات کی شہادت موجود ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ مجید علمِ الٰہی کا وہ سمندر ہے جس میں کائنات اور عالمِ شخصی کی ہر ہر چیز ڈوبی ہوئی ہے۔

۶۰۹
علم (۶)

جاننا، بوجھنا، علمِ الٰہی:۔

علم ایک نور ہے جس کی تمثیل آگ سے دی جا سکتی ہے، چنانچہ چشمِ بصیرت کے سامنے عالمِ اکبر ہو یا عالمِ شخصی سُرخ انگارا نظر آتا ہے، کیونکہ یہ آتشِ علم (نورِ علم) کے سمندر میں غرق ہے، دریں صورت ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم کی روشنی کیوں نہ ہو، اور وہ ساکن علم نہیں بلکہ متحرک علم ہے کیونکہ روشنی / آگ متحرک ہوا کرتی ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ روحانی علم مختلف تجلیات و ظہورات کے قانون پر ہے، اس کی مثال کوئی کلمۂ تامہ ہو سکتا ہے کہ جس کے کُنْ (ہو جا) فرمانے سے ہر بار ایک نئی معنوی چیز وجود میں آتی ہے۔

۶۱۰
علم (۷)

جاننا، بوجھنا، علمِ الٰہی:۔

قرآن، عالمِ ظاہر اور عالمِ شخصی کی ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم کی روشنی موجود ہے، اور علم کی مکانیت و ظرفیت کا تصوّر یہی ہے، آپ قرآنِ عزیز کے ان تین مقامات پر خوب غور سے دیکھ لیں:

سورۂ انعام (۶: ۸۰) سورۂ اعراف (۷: ۸۹) سورۂ طٰہٰ (۲۰: ۹۸)
مقصد یہ ہے کہ خدائے علیم و حکیم نے ہر چیز کے ظاہر و باطن میں بڑی کاریگری سے علم کو رکھا ہے، اور اس قانونِ خداوندی سے کوئی شی مستثنا نہیں۔

۶۱۱
عَلَّمَ (۱)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (۲: ۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام اسماء الحسنیٰ کی تعلیم دی۔ سب سے پہلے ذکرِ خفی و ذکرِ قلبی کے لئے ایک ہی اسمِ اعظم عطا کیا، اور اس کی تکمیل و کامیابی پر دوسرے اسمائے بزرگ منکشف ہو گئے، اور ان اسمائے مبارک کے مُسَمّیان آئمۂ کرام علیہم السّلام تھے، کیونکہ جب آپ کہتے ہیں کہ امامِ زمانؑ خدا کا زندہ اسمِ اعظم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذاتِ سبحان کا سب سے بزرگ نام صرف اسم ہی نہیں بلکہ مُسَمّیٰ بھی ہے۔

۶۱۲
عَلَّمَ (۲)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی۔

اگر یہ مانا جائے کہ آیۃ الکرسی میں اسمِ اعظم موجود ہے تو یہ اپنے مُسَمّیٰ کے سوا کام نہیں کرے گا، جب تک کوئی شخص زندہ اسمِ بزرگ کے لئے اقرار نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ خزینۂ اسمِ اعظم سے بے بہرہ

رہتے ہیں۔

۶۱۳
عَلَّمَ (۳)
اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی۔
خداوندِ تعالیٰ کی خاص چیزیں اشرف، افضل، اکمل، اور اعلیٰ ہیں، اس لئے وہ سب سے بڑی روح اور سب سے عظیم عقل کے ساتھ زندہ ہیں، چنانچہ اس کا قلم زندہ ہے، لوح زندہ ہے، عرش و کرسی زندہ ہیں، اس کے سات دن زندہ ہیں، اور اس کی ہر چیز زندہ ہے پس اسماء الحسنیٰ زندہ ہیں۔

۶۱۴
عَلَّمَ (۴)
اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی۔
پروردگارِ عالم نے اپنے خلیفہ حضرتِ آدمؑ کو ہر اسم اور اس کے مُسمّیٰ کی معرفت عنایت کردی، پھر ان مُسمّیان کو فرشتوں کے سامنے لایا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ (۲: ۳۱)، ہر اسم اور اس کا مُسمّیٰ امامِ مبین علیہ السلام میں ہے، لہٰذا اس کی پُرنور معرفت میں تمام معرفتیں جمع ہیں۔

۶۱۵
عَلَّمَ (۵)
اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی۔
سورۂ بقرہ (۲: ۳۱) میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ

اَلۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ۔ اور اللہ نے آدم کو کُلّ اسماء سکھائے۔ یعنی اسمِ اعظم اور اَسۡمَاءُ الۡحُسۡنیٰ کی تعلیم دی اور یہی اسماء علمِ حقائق الاشیاء کے خزانے تھے، یعنی ہر چیز کی حقیقت کا علم یہیں سے شروع ہوا، آپ اسی علمِ آدم کو بجدِ قوّتِ روحانی اور مادّی سائنس کی بنیاد کہہ سکتے ہیں، کیونکہ سائنس "علمِ حقائقِ اشیاء" میں سے ہے۔

۶۱۶ عَلَّمَ (۶)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی:۔

اگر روحانی سائنس حکمت کا جدید نام ہے تو کیا حضرتِ آدم علیہ السّلام نے عاجزی اور گریہ وزاری کی حکمت INVENT (ایجاد) نہیں کیا؟ جس میں بے شمار فائدے پوشیدہ ہیں، کیا انہوں نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے اسمِ اعظم اور کثرتِ ذکر کی روحانی سائنس کا کامیاب تجربہ نہیں کیا؟ جس میں بنی آدم کے لئے لاتعداد فوائد پنہان ہیں۔

۶۱۷ عَلَّمَ (۷)

اُس نے سکھایا، اُس نے تعلیم دی:۔

قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور اُس کی بے مثال معجزاتی کتاب ہے، لہٰذا اس کے علم و حکمت کی گوناگون تجلیات ہیں، من جملہ اس کی ایک تجلّی سائنسی بھی ہے، جبکہ قرآن کا ایک نام شفا ہے (۱۰: ۵۷)

اور ایک نام حکمۃ ہے (۵:۵۴) جب قرآن از اوّل تا آخر حکمت (روحانی سائنس) ہے تو یقیناً روحانی سائنس حضرتِ آدمؑ کے عِلمُ الاسمار سے شروع ہوئی ہے۔

۶۱۸
عِلمُ الکِتَاب (۱) **کتاب کا علم، آسمانی کتاب کا علم:۔**

یہ آیۂ مبارکہ سورۂ رعد کے آخر میں ہے: اور (اے رسولؐ) کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو تو تم (اُن سے) کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے کافی ہیں (۱۳:۴۳)۔ حبیبِ خدا خاتم الانبیار صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے برحق پیغمبر ہونے کا گواہِ اوّل خود خدا ہی ہے اور گواہِ دوم نورِ امامت، چونکہ یہ گواہی ظاہری نہیں بلکہ باطنی معجزات سے متعلق ہے سرسری نہیں تفصیلی اور کُلّی ہے، لہٰذا اللہ نے اس عظیم شہادت میں اپنے مظہر کو ساتھ رکھا۔

۶۱۹
عِلمُ الکِتَاب (۲) **کتاب یعنی قرآن کا علم:۔**

مذکورۂ بالا آیۂ کریمہ کا آخری حصہ یہ ہے: وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ (۱۳: ۴۳) اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔ یقیناً اس کا مصداقِ اوّل حضرتِ علی علیہ السّلام ہے، یعنی

خدا اور رسولؐ نے امامِ علیؑ کے نور میں جو آسمانی علم رکھا ہے وہ کہیں بھی نہیں، قرآنِ پاک کے اسرارِ باطن کہاں کہاں واقع ہیں؟ کلمۂ کُن میں، قلمِ اعلیٰ میں، لوحِ محفوظ میں، اسرافیل، میکائیل اور جبرائیلؑ کی ہستی میں، رسولِ اکرمؐ کے نور میں، اس کلامِ الٰہی میں جو حجاب کے پیچھے سے سُنائی دیتا ہے، اُس دیدارِ اقدس میں جبکہ کلام نہیں ہوتا، مرتبۂ معراج میں، کتابِ مکنون وغیرہ میں، اب آپ کو اس بات کا اندازہ ہوا ہوگا کہ یہاں حسبِ گواہی اور حسبِ علم کا ذکر آیا ہے، وہ کیسے کیسے عظیم اسرار سے بھرا ہوا ہوگا۔

۶۲۰ علیؑ (۱)

سیّد، امام، قائد،

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم:
انّ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ اوحیٰ فی علیّ ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسریٰ بی بانّہ سیّد المؤمنین وامام المتّقین وقائد الغرّ المحجّلین۔ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ شبِ معراج میں جنابِ ایزدی نے ہم کو علی کے تین خطاب القا فرمائے کہ وہ مومنین کے سردار اور متّقیوں کے امام اور جن کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید اور نورانی ہیں اُن کے پیشوا ہیں، یعنی ان کو بہشت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (ارجح المطالب اور مُستَدرَک)۔

۶۲۱ علیؑ (۲)

علیؑ کا دیدار:۔

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم: النّظرُ الیٰ وجہِ علی عبادۃ۔ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا ایک عبادت ہے (المستدرک، شرح الاخبار، کوکبِ دُرّی، وغیرہ) علی کا دیدار ایک عبادت اس وجہ سے ہے کہ وہ قرآنِ ناطق، اسمِ اعظم، مظہرِ نورِ خدا، آئینۂ حق نما، اور وصیِّ مصطفےٰؐ ہے، یہی سبب ہے کہ عُشّاق جان و دل سے علیؑ زمان علیہ السّلام کے پاک دیدار کو چاہتے ہیں۔

۶۲۲ علیؑ (۳)

ذالک الکتٰب، وہ کتاب، یعنی قرآنِ ناطق:۔

مولا علی علیہ السّلام کے خطبۃ البیان میں ہے: انا ذالک الکتٰب لاریب فیہ، انا الاسمآء الحُسنیٰ الّتی امر اللّٰہ ان یّدعیٰ بہا۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی شک نہیں (یعنی قرآنِ ناطق) میں ہی وہ اسمائے عِظام ہوں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ انہی کے توسط سے مجھے پکارا کرو (کوکبِ دُرّی) اس میں کوئی شک نہیں کہ الٓمٓ اور دیگر تمام حروفِ مُقطّعات کا سرِّ عظیم علیؑ ہی ہے، مولائے پاک وہ کتاب ہے جس میں یقین ہی یقین ہے۔

۶۲۳ علیؑ (۴)

اساس:۔

اِنَّ نُورَ ابی طالب یومَ القیامۃ یُطفِیُٔ اَنوارَ الخَلائق اِلّاخمسۃُ انوار۔ یقیناً ابوطالبؑ کا نور قیامت کے دن سوائے پانچ انوار (نوروں) کے باقی خلائق کے انوار کو بجھا دے گا۔ ص ۲۴۸ (ابوطالب مؤمنِ قریش از عبداللہ الخنیزی)۔

۶۲۴ عَلِیّاً

علیؑ:۔

جامع ترمذی، جلدِ دُوم، ابواب المناقب میں مولا علی علیہ السّلام کے بارے میں چند احادیثِ شریف درج ہیں، منجملہ ایک ارشادِ نبوی یہ ہے، اِنَّ عَلِیّاً مِنِّی وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ۔ علی مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا سرپرست اور والی ہے۔ یعنی نورِ نبوّت سے نورِ ولایت کا ظہور ہوتا ہے، پھر نورِ ولایت میں نورِ نبوّت پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

۶۲۵ عمرالدّنیا

دنیا کی عمر:۔

روی عن النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم انّہ قال: "عمر الدّنیا سبعۃ آلاف سنۃ بعثت فی آخر الف منھا"، وقال: "لانبیّ بعدی" وعلی آخر ھٰذہ

المدة تقوم الساعة۔ آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: "دنیا کی عمر سات ہزار سال تک ہے میں اس کے آخری ہزار سال میں بھیجا گیا ہوں"، اور فرمایا: "میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں"، اس مدت کے آخر میں قیامت برپا ہوگی (اخوان الصفّا، کا آخری رسالہ: جامعۃ الجامعۃ، الفصل التاسع، ص ۸۸)۔ دنیا سے جسمانی دَور مراد ہے اور قیامت کے معنی ہیں روحانی دور، جس میں روحانی سائنس سے دنیا کی بہت ترقی ہونے والی ہے۔

۶۲۶
عَمُوْنَ
(۱)

دل کے اندھے:۔

بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُوْنَ۔ بلکہ وہ اُس (آخرت) سے دل کے اندھے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یقین کی حد تک آخرت کا باطنی مشاہدہ ہوسکتا ہے (۲۷: ۶۶)۔

۶۲۷
عَمُوْنَ
(۲)

دل کے اندھے:۔

قیامت اور آخرت کا علم اہلِ دانش کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں ایک فیصلہ کُن آیت سورۂ نمل (۲۷: ۶۶) میں ہے: بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ۔ بلکہ آخرت کا تو علم ہی ان لوگوں

سے گم ہو گیا ہے، بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں۔ اگر جسمانی موت سے قبل نفسانی موت اور ذاتی قیامت و آخرت کا علم ممکن نہ ہوتا تو خداوند نہ فرماتا کہ ان کا علم ختم ہو چکا ہے، وہ شک میں ہیں، وہ اس سے اندھے ہیں۔

۶۲۸
عن علیؑ
(۱)

علیؑ سے روایت ہے:-

حضرتِ علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دار الہجرۃ لے کر آئے پھر بلال کو بھی انہوں نے اپنے مال سے آزاد کرایا۔ اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے یہ ہمیشہ حق بات کرتے ہیں اگرچہ وہ کڑوی ہو اسی لئے وہ اس حال میں ہیں کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے، اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اللہ علیؑ پر رحم فرمائے، اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ اے اللہ! یہ جہاں کہیں بھی ہو حق اس کے ساتھ رہے! (ترمذی)۔

محبوبِ خدؐا کی یہ بابرکت دعا نورِ امامت کے لئے ہے کہ باطل ہمیشہ دور ہو اور حق ساتھ رہے، کیونکہ اساس کے بارے میں خدا اور رسولؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، وہ تمام ائمۂ طاہرینؑ کے بارے میں ہے۔

۶۲۹
عن علیؑ (۲)

علیؑ سے روایت ہے:۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا: اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ (جامعِ ترمذی، جلدِ دوم، ابوابُ المناقب)سوال: یہ کونسی حکمت کا ذکر ہے؟ جواب: قرآن و حدیث اور روحانیت کی حکمت جس کا گھر رسولؐ ہیں اور دروازہ علیؑ زمانؑ ہے۔

۶۳۰
عن علیؑ (۳)

علیؑ فرماتے ہیں:۔

حضرتِ علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حسنؑ اور حسینؑ کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا: جو مجھ سے محبّت کرے گا اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں اور ان کے والدین سے بھی محبّت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا (جامعِ ترمذی) یعنی ایسے شخص کو فنا فی الرّسول کا مرتبہ نصیب ہوگا۔

۶۳۱
عِیَالُ اللّٰہ (۱)

خدا کی عیال، کُنبہ:۔

الخلق عِیال اللّٰہ، فاحبّ الخلق الی اللّٰہ من نفع عیال اللّٰہ و ادخل علیٰ اھل بیت سروراً۔ مخلوق تمام کی

تمام خدا کی عیال ہے، لہٰذا خدا کے نزدیک محبوب ترین مخلوق وہ ہے جو خدا کی عیال کو نفع پہنچائے اور اہلِ بیت کو خوش رکھے۔ (میزان الحکمت ۲، ص ۳۴۷)۔ حدیثِ نبوی۔

۶۳۲
عِیَالُ اللّٰہ (۲) — **خدا کی عیال، کُنبہ۔**

قال اللّٰہ عزّوجلّ: الخلق عِیالی فاحبّھم اِلَیّ الطفھم بھم، واسعاھم فی حوائجھم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمام مخلوق میرا کُنبہ ہے لہٰذا میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو ان پر زیادہ مہربان ہے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ (میزان الحکمت ۲، ص ۸۲۷)۔ حدیثِ قدسی۔ اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات درجہ بدرجہ ہیں، اور یہ تعلیم سب سے آخری درجے کی ہے، جس کی مثال بڑی عالیشان ہے۔

۶۳۳
عُیُوْن — **چشمے۔**

سورۂ حجر (۱۵: ۴۵) میں ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ۔ یقیناً پرہیزگار (بہشت کے) باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔
سوال: قرآنِ حکیم کی اصل لُغت ہی میں تاویلی حکمت پوشیدہ رہتی ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ مُتّقین بہشت کے چشموں کے اندر

کس طرح رہتے ہوں گے؟ جواب: بہشت کی چار نہروں کے چار چشمے یہ ہیں: عقلِ کُل، نفسِ کُل، ناطق اور اساس، چنانچہ پرہیزگار لوگ ان حدودِ عُلوی کے انوار میں مستغرق رہتے ہیں، بہشت میں یہ فضیلت صرف متّقین ہی کو حاصل ہے۔

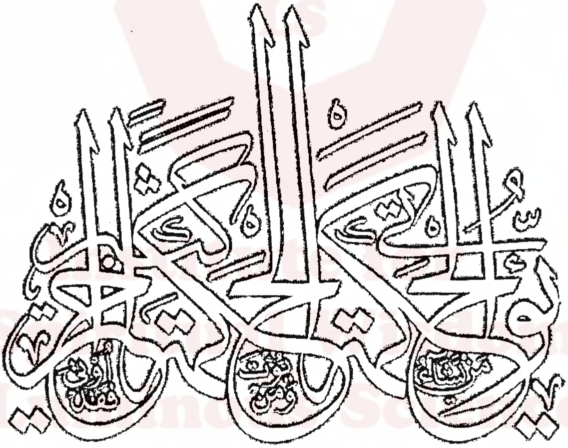

Knowledge for a united humanity

بابُ الغين

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

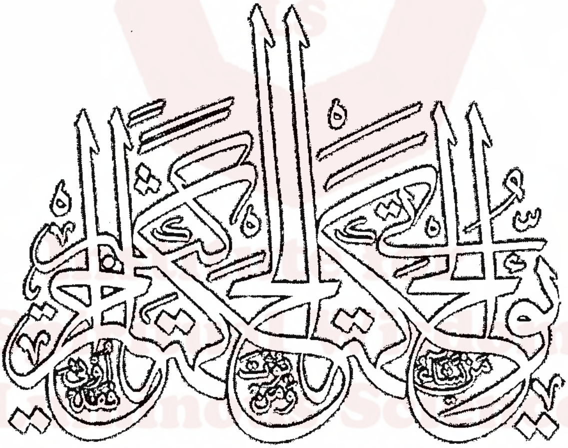

ISW
Knowledge for a united humanity

۶۳۴
غالب
جیتنے والا، مغلوب کرنے والا۔

یہ حربی اصطلاح ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا (۳: ۱۶۰) نیز سورۂ مجادلہ میں ہے: کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہو کر رہیں گے (۵۸: ۲۱) اس قرآنی تعلیم سے ایسا لگ رہا ہے جیسے تمام رسولوں نے ظاہری جہاد کیا ہو، مگر ایسا نہیں ہے، پس یہی کہنا حقیقت ہے کہ ہر قیامتِ صغریٰ حزبُ اللہ کا روحانی جہاد ہے، جس میں یقیناً دینِ حق غالب آتا ہے۔

۶۳۵
غَدَاۃ
صبح کا وقت، تڑکا۔

سورۂ اَنعام (۶: ۵۲) میں ہے: اور جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا (یا دیدار = وَجْہ) کے طالب ہیں ان کو نہ نکالو (تا آخرِ آیت) اس ارشاد میں البتہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا اشارہ ہے، کیونکہ دیدار تک یہی چار منزلیں ہیں۔

۶۳۶
غَرَابِیْبُ
گہرا سیاہ۔

سورۂ فاطر (۳۵) کی آیات ۲۶ تا ۲۸ کا بغور مطالعہ کریں، وہاں

پہاڑوں کی مثال میں یہ اشارہ ہے کہ گوہرِ عقل کے ظہورات مختلف رنگوں میں ہوتے رہتے ہیں، تاکہ اس حکمتِ الوان سے مختلف رنگ کے جواہرات، طرح طرح کے ثمرات، نوع بنوع اشخاص، اور دیگر مختلف قسم کی مخلوقات کے رنگ رُوپ کی ترجمانی ہو۔

۶۳۷
غَرِیب (۱)

مفلس، نادار:۔

اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِیْباً وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ۔

ترجمہ: اسلام غربت سے شروع ہوا اور ایک زمانہ میں پھر غریب ہو جائے گا تو غرباء کے لئے طوبیٰ یعنی بہشت ہے (لغات الحدیث، جلدِ سوم)۔

۶۳۸
غَرِیب (۲)

اجنبی، عجیب:۔

حکمت: اسلامِ مجسّم رسولِ ناطقؑ تھے، نیز اساسؑ اور امامؑ اور آخر میں قائمِ آلِ محمدؑ دینِ مجسّم ہیں، پس جس طرح لوگوں نے شروع میں آنحضرتؐ کو نہیں پہچانا، اسی طرح آخر میں آپؐ کے جانشین لوگوں کی نظر میں غریب (اجنبی) ہو گئے، اسی لئے فرمایا گیا ہے: ۔۔۔ غریبم قلبِ تو ـــــ مولانا علی۔

۶۳۹
غِلْمَانٌ

بہشت کے لڑکے:۔

یہ سورۂ طور کا ایک ارشاد ہے: وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۔ اور نوجوان لڑکے جو چھپائے ہوئے موتی کی طرح ہیں اُن کے آس پاس خدمت کے لئے پھریں گے (۵۲: ۲۴)، یعنی عقلی غلمان جو بار بار نمونۂ علم اور مظاہرۂ حکمت پیش کرتے رہتے ہیں۔

اِس آیۂ کریمہ میں اسرارِ گنجِ ازل، لُؤلوئے عقل اور کتابِ مکنون کی طرف لطیف اشارے ہیں۔

۶۴۰
غَوَّاص
(۱)

غوطہ مارنے والا:۔

حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کی ظاہری بادشاہی سے باطنی بادشاہی کہیں زیادہ زبردست تھی، چنانچہ خیر وشرّ کی دونوں طاقتیں ان کے لئے مسخّر کی گئی تھیں، جیساکہ ارشاد ہے: وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ (۳۸: ۳۷) اور دیووں کو بھی (ان کے زیرِ فرمان کیا) وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے۔

جب ظاہری بادشاہ خود کام نہیں کرتا ہے بلکہ مختلف کارکنوں سے کام لیتا ہے تو یقین کرنا ہوگا کہ روحانی بادشاہ بھی کسی کام کو بنفسِ نفیس انجام نہیں دیتا بلکہ اس کے حکم سے خیر وشرّ کی تمام طاقتیں

کام کرتی رہتی ہیں۔

۶۴۱
غَوّاص
(۲)

غوطہ زن:۔

اے نورِ عینِ من! ایسا خیال نہ کرنا کہ صرف ظاہر ہی میں خوبصورت عمارتیں بنائی جاتی ہیں اور صرف مادّی سمندر میں غوّاصی ہوتی ہے، ایسا نہیں، بلکہ یہ تمام چیزیں انتہائی عمدگی کے ساتھ روحانیت میں ہیں، روحانی سلطنت کی بہت بڑی شان ہے کہ اس میں شیاطین بھی تعمیری کاموں کو انجام دیتے ہیں، کتنی عجیب بات ہے کہ شیاطین بحرِ روحانیت میں غوطہ لگا کر علم و حکمت کے موتی نکالتے ہیں، سُبحان اللہ!

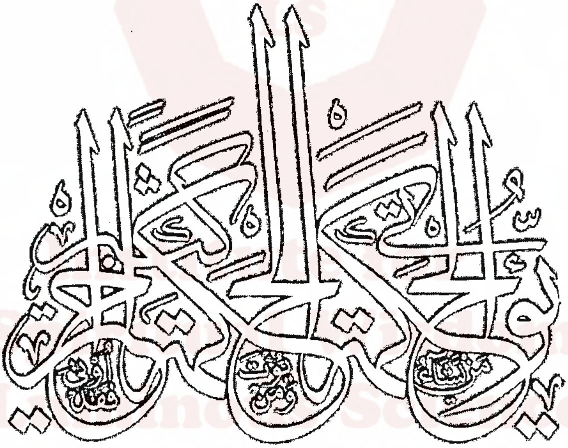

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الفاء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۶۴۲
فاطمہ (۱)

بنتِ رسولؐ، خواتینِ جنّت کی سردار:۔

قال النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم: فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ آن حضورؐ نے فرمایا تھا کہ فاطمہؑ جنّت کی عورتوں کی سردار ہے (صحیح البخاری، جلدِ دوم، باب ۳۹۴) یہ حدیثِ شریف اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام کی عظمت و بزرگی کی دلیلوں میں سے ہے۔

قال النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم: فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ فاطمہؑ جنّت کی خواتین کی سردار ہیں (صحیح بخاری، جلدِ دوم، کتاب الانبیاء، باب ۳۹۴ اور باب ۴۱۳) یعنی بہشت کی خواتین کی بادشاہ کیونکہ وہاں عظیم اہلِ ایمان کے لئے بادشاہی ہے (دیکھئے سورۂ دہر ۷۶: ۲۰)۔

۶۴۳
فاطمہ (۲)

سیّدۂ نساءِ مومنین:۔

آنحضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: الاترضین اَنْ تکونی سَیِّدَۃَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔ فاطمہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یا (فرمایا) اس امّت کی عورتوں کی سردار ہو (صحیح بخاری، جلد سوم، کتاب الاستیذان، باب ۷۷، نیز صحیح

مسلم، جلد ششم، کتاب الفضائل، باب: حضرتِ فاطمہ کی فضیلت)۔

۶۴۴
فاطمۃ
(۳)

سیّدۂ نساءِ عالمین۔

پیغمبرِ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حضرتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: بیٹی، تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم نساءِ عالمین کی سیّدہ (سردار) ہو، فاطمہؑ نے فرمایا: باوا جان مریم علیہا السّلام کدھر گئیں، فرمایا: وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارا شوہر دُنیا اور آخرت میں سیّد ہے (رحمۃ للعالمین، جلد دوم)۔

۶۴۵
فاطمۃ
(۴)

سیّدۂ خواتینِ جنّت۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے، سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: فاطمہ بنتِ محمدؐ، خدیجہ بنتِ خُوَیلِد، مریم بنتِ عمران، آسیہ بنتِ مزاحم (زوجۂ فرعون) ان لوگوں کو جنّت کی عورتوں پر سب سے زیادہ فضیلت ہے (کتاب: فاطمۃ الزہرا، از طالب ہاشمی، بحوالۂ الاستیعاب، حافظ ابنِ عبدالبرّ)۔

۶۴۶
فَجر

صبح، صبحِ ازل۔

سورۂ قدر (۹۷) صرف پانچ آیات پر مبنی ہونے کے باوجود دورِ قیامت کی بہت سی عالمگیر حکمتوں اور حقیقتوں سے لبریز ہے، اس کی آخری آیتِ کریمہ یہ ہے: سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (۵:۹۷) یہ رات طلوعِ صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔

تاویل: حُجّتِ قائم کا زمانہ روحانی تائیدات کا باعث ہے تاآنکہ صبحِ ازل کا طلوع ہو جائے، چونکہ ہر چیز کی گردش ایک دائرے پر ہے (۲۱: ۳۳؛ ۳۶: ۴۰) اس لئے روحانی سفر کا رجوع ازل کی طرف ہے، جہاں قیامت کی صبح ہو جاتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: قیامت تمہارے پروردگار کے پاس جا کر ختم ہو جاتی ہے (۷۹: ۴۴)۔

۶۴۷
فِداء (۱)

نثار، قربان، صدقے، عوض، بدلہ۔

حضرتِ علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے ماں باپ کو کسی کے لئے جمع نہیں کیا (یعنی یوں نہیں فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں) مگر سعد بن مالک (یعنی سعد بن وقاص) کے لئے آپؐ نے اُحُد کے دن ان سے فرمایا: تیر مارا اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں! (اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ)۔

۶۴۸ فِداء (۲)

قربان کرنا، نثار کرنا، وارنا، تصدق کرنا، چھڑکنا۔

کتنا عمیق اور تہ بہ تہ حکمتوں پر مبنی ارشاد ہے کہ اس عظیم المرتبت پیغمبرؐ نے اُوپر کی طرح فرمایا جو ارض و سما میں بے مثیل و بے عدیل اور محبوبِ خدا ہیں۔ لفظِ فداء فدیہ سے ہے اس کے مختلف صیغے قرآنِ حکیم کے تیرہ مقامات پر موجود ہیں، اور ان میں سب سے روشن مثال یہ ہے: وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی (یعنی مینڈھے) کا فدیہ دے کر اس کو چھڑایا (۳۷: ۱۰۷) اس کی تاویل یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی جسمانی قربانی کے عوض باطنی اور روحانی قربانی ہوئی، جو بہت بڑی قربانی ہے۔

۶۴۹ فِداء (۳)

قربان ہونا۔

میرے نزدیک قربانی دو طرفہ ہے، اس لئے دو قسم کی ہے، ایک عروجی ہے اور دوسری نزولی، مثلاً جو ایندھن کائنات سے سورج میں پڑ جاتا ہے وہ عروجی قربانی ہے اور جو روشنی سورج سے خارج ہو کر کائنات میں بکھر جاتی ہے وہ نزولی قربانی ہے، امام علیہ السّلام کے عشق و محبت میں مریدوں کا پگھل جانا عروجی قربانی ہے، اور ان پر نور کی کرنوں کی بارش نزولی قربانی ہے۔

۶۵۰ فَرَاش

پروانے، چراغ کے پتنگے، واحد فَرَاشَۃ ۔

سورۂ قارعہ (۱۰۱: ۴) میں ارشاد ہے: یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۔ (وہ قیامت ہے) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پروانے۔ اِس کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ قیامت کی تاریکی اور ہولناکی سے گھبرا کر تمام پروانہ ہائے ارواح چراغِ نورِ امامت کے اردگرد بکھر جائیں گے، جیسا کہ دوسری متعلقہ آیۂ کریمہ کا ارشاد ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (۱۷: ۷۱) جس روز ہم اہلِ زمانہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

۶۵۱ فُرقان (۱)

(مصدر) حق و باطل کو جُدا جُدا کرنا۔

بنی اسرائیل سے خطاب ہے: وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے موسےٰؑ کو کتاب (توریت) عطا کی اور حق و باطل کا جُدا کرنے والا مجموعۂ معجزات بھی (عنایت کیا) تاکہ تم ہدایت پاؤ (۲: ۵۳) لفظِ "فرقان" اصل میں مصدر ہے بمعنے حق و باطل میں فیصلہ کرنا، فرق کرنا، جُدا کرنا، نیز اس کا استعمال بمعنۂ فاعل "حق و باطل کے درمیان امتیاز کر دینے والی چیز" کے لئے ہوتا ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں اس لفظ کا استعمال مردِ مومن کی

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روشنیٔ قلب، توفیقِ خداوندی، کلامِ الٰہی، اور معجزہ کے لئے ہوا ہے (قاموس القرآن)۔

دَورِ موسیٰؑ کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو وسائل عطا کئے وہ یہ تھے: آسمانی کتاب، پیغمبر (موسیٰؑ)، امام (ھارون) فرقان (معجزات) اسی طرح آنحضرتؐ کے دور کی ہدایت کے لئے بھی چار مگر بہت ہی عظیم چیزیں ہیں: قرآنِ حکیم، پیغمبرِ اکرمؐ، امامِ عالیمقامؑ، قرآنی تادیلات جو پیغمبرؐ اور امامؑ کے عقلی معجزات ہیں۔

۶۵۲ فُرقان (۲)

توریت اور معجزات:-

یہ ارشاد سورۂ انبیار (۲۱: ۴۸) میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السّلام) کو فرقان (توریت) اور نور اور ذکر پرہیزگاروں کے لئے (۲۱: ۴۸) یہاں آپ حدیثِ مماثلتِ ھارونی کو ذہن و خاطر میں لاکر خوب سوچیں اور مولا علیؑ کے مرتبۂ تاویل کو پہچان لیں، نیز اِس حقیقت کا بھی یقین کرلیں کہ نورِ نبوّت اور نورِ امامت کے توسّط سے آسمانی کتاب کے تمام روحانی، علمی، عقلی اور عرفانی معجزات ان پرہیزگاروں کی طرف آتے ہیں جو ذکرِ اسمِ بزرگ سے وابستہ ہیں، کیونکہ یہ سب کچھ بالآخر متقین ہی

کے لئے ہے۔

۶۵۳ فُرقان (۳)

قرآن کی روح اور روحانیت۔

سورۂ انفال (۲۹:۸) میں ہے: اے ایمان والو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے واسطے ایک فُرقان (یعنی قرآن کا باطنی علم) عطا کرے گا (۲۹:۸) وسیع تر معلومات کے لئے آپ اس آیۂ کریمہ کے مختلف ترجموں کو بھی دیکھ لیں، میرے عقیدے کے مطابق یہاں بھی وہی مفہوم ہے جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا، یعنی قرآن کے روحانی اور عقلی معجزات پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔

۶۵۴ فُرقان (۴)

نورانی معجزات۔

لُغاتُ القرآن، جلدِ سوم، صفحہ ۹۸ پر بقولِ مجاہد لکھا ہے کہ "رمضان" اسماء الٰہی میں سے ہے، جس طرح "شَھْرُ اللّٰہ" (خدا کا مہینہ) کہتے ہیں، اسی طرح "شَھْرُ رمضان" (خدا کا مہینہ) کہا جاتا ہے (لغات الحدیث میں بھی اِس لفظ کو دیکھیں)۔ پس وجہ دین کی یہ تاویل درست ہے: شَھْرُ رمضانَ الَّذِیۤ اُنْزِلَ فِیْہِ القرآنُ۔ خدا کا مہینہ وہ شخص ہے جس کی ذات میں قرآن (بصورتِ تاویل) نازل کیا گیا ہے (یعنی وصیِّ رسولؐ) تاکہ وہ لوگوں کو سیدھا

راستہ دکھائے اور راہِ راست کے بیانات کو وہی جدا کرے ،
(۲ : ۱۸۵ ۔ وجہِ دین، گفتار/ کلام ۳۳)۔

۶۵۵
فِرُّوا　**تم دَوڑو :۔**

ارشاد ہے : فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (۵۱ : ۵۰) پس تم خدا کی طرف دَوڑو۔ دوڑنے کا حکیمانہ اشارہ ہے کہ دین کا ہر عمل بھرپور قوّت اور سُرعت سے انجام دیا جائے، مثال کے طور پر اگر ذکرِ جلی یا ذکرِ خفی تسلّی بخش نہیں ہو رہا ہو تو اس کی وجہ سوائے سُستی کے اور کیا ہو سکتی ہے، سو اس کا چارۂ کار یہ ہے کہ آپ اللہ کی طرف دوڑتے جائیں، یعنی ذکرِ سریع کریں۔

۶۵۶
فَصْلَ الْخِطَاب　**قولِ فیصل اور بیانِ شافی :۔**

سورۂ ص (۳۸ : ۲۰) میں حضرتِ سلیمان علیہ السّلام کی ظاہری اور روحانی بادشاہی کے باب میں ارشاد ہوا ہے : اور ہم نے ان کی بادشاہی کو مستحکم کیا اور ان کو حکمت عطا فرمائی اور "فصل الخطاب" کا مرتبہ عنایت کیا۔ تاویل : عالمِ شخصی میں گوہرِ عقل کی علمی معرفت کا نام حکمت ہے اور کلمۂ باری کی ایسی معرفت کو فصل الخطاب کہا گیا ہے یہ سِرّ الاسرار اتنا عظیم اور ایسا مخزون و مکنون ہے کہ اس کے انکشاف سے ڈر لگتا ہے، پھر مزید کیا بیان کریں۔

۶۵۷
فِطْرَة (۱)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت۔

قانونِ فطرت کی کتنی تعریفیں ہو سکتی ہیں، لیکن ایک چوٹی کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا، اور جب بنی آدم بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوتے ہیں، یعنی ان کو بھی صورتِ رحمان پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صورۃ)۔

۶۵۸
فِطْرَة (۲)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت۔

ارشادِ قرآنی ہے: فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ . . . (۳۰:۳۰) سو تم یکسو ہو کر اپنا چہرۂ جان دین کے لئے قائم کرو (یعنی صورتِ رحمان میں فنا ہو کر صورتِ رحمان ہو جاؤ) اللہ کی (عقلانی اور پُرنور) آفرینش وہ ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (یعنی جسمانی تخلیق کے بعد روحانی تخلیق ہے، اور آخراً عقلانی تخلیق ہے، جس میں حضرتِ آدمؑ کی طرح صورتِ رحمان پر پیدا ہو جاتا ہے)۔

۶۵۹
فِطْرَة (۳)

تخلیق، آفرینش، بناوٹ، قانونِ فطرت۔

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ . . . (۳۰:۳۰)

خدا کی (خاص اور عقلی) آفرینش میں کوئی تبدیلی نہیں، اور یہی ملتِ قائمہ ہے (لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔ یہ ممکن نہیں کہ لوگ خدا کی ذات سے آئے ہوں، بلکہ اس کی صورتِ رحمانی کے عکس سے پیدا کئے گئے ہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ نفسِ واحدہ (آدم) کو صورتِ رحمان پر پیدا کیا گیا، جس میں سب تھے، اور جب لوگ اپنی اصل سے واصل ہونے لگتے ہیں تو پھر ان کی صورت وہی ہو جاتی ہے جو پہلے تھی۔

٦٦٠ فِطْرَة (٤)

دینِ اسلام:-

حدیثِ شریف میں ہے: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ۔ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بہت بڑا راز ہے کہ اس حدیث میں لفظِ "فطرت" دینِ اسلام کے معنی میں آیا ہے۔

قانونِ فطرت اور قانونِ دین کیونکر مختلف اور دو ہو سکتے ہیں، جبکہ اسلام ہی دینِ فطرت ہے، یعنی یہ ایسا دین ہے جو قانونِ آفرینش کے عین مطابق ہے۔

٦٦١
فِطْرَة
(۵)

دینِ اسلام:۔

اس حدیث کی حکمت یہ ہے کہ اقوامِ عالم کا ہر بچہ بحدِ قوت فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، اور آگے چل کر بحدِ فعل اسلام کی تمام تر خوبیوں کو اپنا سکتا ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اُس پر والدین کا کیا اثر پڑتا ہے، کیونکہ اگر والدین اس باب میں اپنے بچوں کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتے تو قرآنِ حکیم یوں نہ فرماتا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (۶۶:۶) اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

٦٦٢
فُلْك

سفینہ، کشتی، امامِ مبینؑ کا عالمِ شخصی:۔

زمانے کا امام کشتیٔ نوحؑ ہے جیسا کہ سورۂ یاسین (۳۶:۴۱-۴۲) میں ارشادِ خداوندی ہے: (ترجمہ) ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کے روحانی ذرّات کو (نوحؑ کی) بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا، اور پھر ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔ امامِ برحق علیہ السّلام کا مبارک عالمِ شخصی ہمیشہ سفینۂ باطن رہا ہے، جس میں عالمِ ذرّ موجود ہے تاکہ اس میں جملہ اشیاء اور سارے لوگوں کے روحانی ذرّات محفوظ ہوں۔

۶۶۳
فَنَا — **نیستی، موت، نفسانی موت۔**

اے نورِ عینِ من! اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ امامِ زمانؑ آپ کی پاک و پاکیزہ روح ہے، پس آپ عشق و محبّت، علم اور حقیقی فرمانبرداری کے وسیلے سے امام میں فنا ہو کر اس پاک روح کو حاصل کرو، تاکہ جہالت و نادانی کے عذاب سے نجات ملے۔

آپ نے بارہا سُنا اور دیکھا ہے کہ جماد کی روح نبات ہے اور نبات کی اضافی روح حیوان، حیوان کی باشعور روح انسان ہے، اور تمام انسانوں کی قدسی (پاک) روح امامِ مبینؑ ہے، کیونکہ اللہ جلّ جلالہ کے پاس جانے کے لئے روحانی ترقی کی سیڑھیاں ہیں (۷۰: ۳)۔

۶۶۴
فی اللّٰہ — **خدا کے بارے میں:-**

حضرتِ امام محمّد باقر علیہ السّلام کا مبارک ارشاد ہے: ماقیل فی اللّٰہ فھو فینا، وما قیل فینا فھو فی البلغاء من شیعتنا۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے، اور جو بات ہمارے متعلق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلیغ شیعوں پر صادق آتی ہے (تاویل الزّکوٰۃ، لسیّدنا جعفر بن منصور الیمن، ص ۱۴۰)۔ یہ ایک بے مثال اور لازوال عرفانی خزانہ ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ القاف

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۶۶۵
قٓ
(۱)

قلمِ اعلیٰ:۔

سورۂ قٓ کے آغاز (۱:۵۰) میں ہے، قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۔ قسم ہے قلمِ اعلیٰ کی اور معزز قرآن کی۔ قرآن جو لوحِ محفوظ میں ہے وہ قلمِ اعلیٰ کا لکھا ہوا ہے، یہاں اِس قسم میں یہی اشارہ فرمایا گیا ہے۔

۶۶۶
قٓ
(۲)

کوہِ قاف:۔

اس سے کوہِ عقل مراد ہے، جیسے مولا علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: انا لؤلؤ الاصداف، انا جبل قاف۔ یعنی میں ہی وہ گوہرِ یکدانہ ہوں، جس میں تمام اعلیٰ مقاصد جمع ہیں، اور میں ہی کوہِ قاف ہوں، جس پر عالمِ عقل کے عجائب و غرائب موجود ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: چہل کلید، کلید ۳۳ کوہِ قاف، نیز لُبِّ لباب، کوہِ قاف، ص ۲۸)۔

۶۶۷
قال النّبی

آنحضرت نے فرمایا:۔

والّذی نفسی بیدہ، لایدخل قلب عبد ایمان حتّٰی یحبّ أھل بیتی للّٰہ عزّوجلّ ولی۔ اُس ذاتِ پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی بندے کے دل

میں ایمان داخل نہیں ہوتا جب تک کہ میرے اہلِ بیت سے خدائے عزّوجلّ کے لئے اور میرے لئے محبّت نہیں کرتا ہے۔ یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ حقیقی ایمان کی اوّلین اور بنیادی شرط اہلِ بیتِ اطہار علیہم السّلام کی دوستی و محبّت ہے (شرح الاخبار جلد ۱۰، ص ۴۸۳)۔

۶۶۸
قال باقر　**امام محمّد باقرؑ کا ارشاد:۔**

حضرتِ امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا:۔ ما قیل فی اللّٰہ فھو فینا، وما قیل فینا فھو فی البلغاء من شیعتنا۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے متعلّق کہی گئی ہے وہ ہم پر صادق آتی ہے اور جو بات ہمارے متعلّق کہی گئی ہے وہ ہمارے بلیغ شیعوں پر صادق آتی ہے (تاویل الزکوٰۃ ص ۱۴۰ از سیّدنا جعفر بن منصور الیمن)۔

۶۶۹
قال رسول اللّٰہ (۱)　**آنحضرت نے فرمایا:۔**

قد خلفتُ فیکم الثّقلَین احدھما اکبر من الآخر سبباً موصولاً من السّماء الی الارض: کتاب اللّٰہ، وعترتی اھل بیتی، فانّھما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض۔ میں نے اپنی جگہ دو گرانقدر چیزیں تم میں چھوڑ دی

ہیں، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے وہ (گویا) آسمان سے زمین تک لگائی ہوئی رسّی ہیں، وہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور میرے اہلِ بیت کی عترت ہیں، پس یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی تا آنکہ حوضِ کوثر پر مجھ سے مل جائیں۔
دو ایسی عدیم المثال اور عظیم الشّان چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک آسمان زمین بلکہ کون و مکان سے بھی زیادہ بھاری ہے، یعنی قرآن اور اس کا مُعلّم (امامؑ)، جن کو آنحضورؐ نے اپنا خلیفہ بنایا، اور یہی اللہ کی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک باندھی ہوئی ہے تاکہ اہلِ زمین کو آسمان پر اٹھا لیا جاتے (شرح الاخبار، جُزء ۱، ص ۴۸۱)۔

۶۷۰
قال رسول اللہ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔ (۲)

انّی تارك فیکم الثّقلین أحدھما اکبر من الآخر: کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السّماء الی الأرض، طرف منه عند اللّٰہ وطرف منه فی ایدیکم، فاستمسکوا به، وعترتی۔ یقیناً میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ جانے والا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب ہے جو (گویا) آسمان سے لیکر زمین تک ایک کھینچی ہوئی رسّی ہے،

جس کا ایک سرا خدا کے پاس ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور میری عترت بھی اسی سے مل کر ہے۔
قرآن اور امامؑ عالمِ وحدت میں ایک ہی نور ہے جو عرشِ برین سے فرشِ زمین تک ایک کھینچی ہوئی رسّی (یا ستون) کی طرح قائم ہے۔ (شرح الاخبار، جزء ۱۰، ص ۴۷۹)۔

۶۷۱
قال علی

علیؑ نے فرمایا:۔

نزل قرآن أرباعًا، فربعٌ فینا، وربعٌ فی عدوِّنا، وربعٌ سِیَرٌ وّامثال، وربعٌ فرائضٌ وّأحکام، ولنا کرائم القرآن۔ قرآن چار چوتھائیوں میں نازل ہوا ہے، پس ایک چوتھائی ہمارے بارے میں ہے، ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے، ایک چوتھائی میں عادتیں اور مثالیں ہیں، اور ایک چوتھائی فرائض واحکام پر مبنی ہے، اور قرآن کی (سب سے) باکرامت آیات ہمارے بارے میں ہیں۔ (شرح الاخبار، جلد ۹، علیؑ فی القرآن، ص ۳۵۳)۔

۶۷۲
قالب
(۱)

سانچا، ڈھانچہ، قالب، جسم:۔

حدیثِ شریف ہے: روحُ المؤمنِ بعدَ الموتِ فِی قالِبٍ

کقالبہٖ فی الدنیا۔ مومن کی روح مرنے کے بعد ایک قالب میں رکھی جاتی ہے جو اسی صورت کا ہوتا ہے جیسے دنیا میں اس کا قالب تھا (صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا قالب کثیف تھا، وہ لطیف اور نورانی ہوتا ہے، لغات الحدیث، جلد سوم، کتاب "ق" ص ۱۴۲)۔

۶۷۳ قالب (۲)

سانچا، جسمِ کثیف، جسمِ لطیف:۔

حکمتِ حدیث کے مطابق جسمِ انسانی کا دوسرا نام "قالب" یعنی سانچا (MOULD) اس لئے استعمال ہوا ہے کہ یہ خدا کے حکم سے مقامِ روحانیت پر سچ مچ سانچے کا کام کرتا ہے، چنانچہ ہر انسانِ کامل کے قالب میں ڈھلی ہوئی کائناتی روح کی بے شمار کاپیاں یعنی زندہ تصویریں ہوا کرتی ہیں، حضرتِ داؤد علیہ السلام کی مثال کو لیجئے، کہ ان کے مبارک قالب کی ہر کاپی خود داؤدؑ بھی ہے، عالمِ شخصی بھی لپیٹی ہوئی کائنات بھی، فرشتہ بھی ہے، جسمِ لطیف بھی، اور جامۂ جنّت بھی۔

۶۷۴ قالب (۳)

جسمِ لطیف، لَبُوس، جُثّۂ اِبداعیہ:۔

سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۰) میں خداوندِ عالم اپنے احسانِ عظیم کا ذکرِ جمیل

فرماتا ہے: وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ۔ اور ہم نے داؤدؑ کو تمہارے لئے ایک پوشش کا بنانا سکھا دیا۔ اگر ان پُرحکمت الفاظ میں سے لَبُوۡسٍ (پوشش) کی مثال اور ممثول کی وضاحت کر کے خداوندِ قدّوس کے اصل احسان کو ظاہر نہ کیا جائے تو مثال یعنی زرہ سے متعلّق آج کے زمانے میں کئی سوالات پیدا ہو سکتے ہیں، لہٰذا ہم یہ کہیں گے کہ لبوس کی تاویل جسمِ لطیف ہے اور داؤدؑ سے ہادیٔ زمانؑ مراد ہے۔

675 قالب (۴)

جامۂ جنّت، اُڑن طشتری جیسا باکمال انسان:

دنیا کے لباس میں نہ تو عقل و جان ہے اور نہ حس و حرکت، لیکن بہشتی لباس حیاتِ طیّبہ اور عقلِ کامل کی خوبیوں سے مُزیّن و آراستہ ہیں، چنانچہ جامۂ جنّت کے جتنے کام ہیں اتنے نام بھی ہیں، جیسے جسمِ لطیف، جُثّۂ ابداعیہ، جسمِ فلکی، کوکبی بدن، فرشتہ، لطیف انسان، مومن جن / پری، محراب (قلعہ)، سربال (جمع سرابیل) رِیش، لَبُوس، حریر وغیرہ، پس یہ مومنین و مومنات کے لئے خُودِ مُنزّل کے قالب (سانچے) میں بنائے ہوئے نورانی لباس ہیں، جس کے طریق کار کا ذکر ہو چکا، اور ہماری کئی تحریروں میں اس راز کا تذکرہ ہے۔

676 قالب (51)

زندہ اور باشعور تصویریں۔

حضرتِ علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جنّت میں ایک بازار ہوگا جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی، ہاں اس میں عورتوں اور مردوں کی تصویریں ہوں گی، جو جسے پسند کرے گا، اسی کی طرح ہو جائے گا (جامع ترمذی، جلد دوم، جنّت کا بیان)۔

بہشت کی کوئی چیز عقل و جان کے بغیر نہیں، لہٰذا یہ تصویریں خاص و عام انسانوں کی خوبصورت کاپیاں ہیں، اور ان میں عارفین و کاملین کی کاپیاں بھی ہیں، جو انفرادی قیامت میں تیار ہوتی ہیں۔

677 قَانِتٌ

فرمانبرداری کرنے والا، خشوع وخضوع کرنے والا۔

اے عزیزانِ من! سورۂ نحل (16: 120) میں اِس بڑی عجیب و غریب حکمت کو چشمِ بصیرت سے دیکھ لیں کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام اپنے عالمِ شخصی میں ایک ایسی بہت بڑی اُمّت تھے جس کی صفت تھی عاجزی اور خشوع کے ساتھ فرمانبرداری میں لگے رہنا اور خدائے واحد کو پہچاننا، اس کے معنی ہیں کہ اگرچہ ان کی ذات میں ساری کائنات لپیٹی ہوئی تھی لیکن تذکرہ خدا کے ان فرمانبردار بندوں کا ہے جو آپؑ

کی ہستیٔ مبارک کے سانچے میں ڈھل ڈھل کر آپؑ کی کاپیاں ہو گئے تھے، اور حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام لوگوں کے امام تھے۔

۶۷۸
قائم

حضرتِ قائمؑ:۔

کتابِ وجہِ دین، گفتار/کلام ۳۳ کے آخر میں ہے: قائم (علیہ السّلام) کو کوئی شخص نہ پہچان سکے گا، مگر پانچ حدود کے ذریعے سے، جیسے اساس، امام، باب، حُجت اور داعی۔ مذکورہ کتابِ مُستطاب میں جگہ جگہ حضرتِ قائم القیامۃؑ کا ذکر آیا ہے، آپ اس کو پڑھیں۔

۶۷۹
قَبر

گور، قبر، جمع قبور:۔

وجودِ انسانی تین چیزوں کا مجموعہ ہے: جسم، روح، اور عقل، لہٰذا قبر بھی تین قسم کی ہوا کرتی ہے: جسمانی، روحانی، اور عقلانی، اس سے معلوم ہوا کہ خاکی قبر صرف جسم ہی کے لئے ہوتی ہے، اور روح حدودِ دین میں سے کسی حد میں جاتی ہے، اور عقلی قبر مظاہرۂ حکمت کی خاطر ہوتی ہے۔

۶۸۰
قَبَس
(۱)

انگارا، چنگاری، آگ کا شعلہ، جلتی ہوئی لکڑی کا شعلہ:۔

اَلقبسُ وَالمِقْبَاسُ۔ آگ کا وہ شعلہ جو بڑی آگ سے لیا جائے۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کے قصۂ قرآن میں جس نار (آگ) کا ذکر آیا ہے (۲۰ : ۱۰؛ ۲۷ : ۷؛ ۲۸ : ۲۹) وہ آتشِ عشق بھی ہے، چراغِ ہدایت بھی اور نورِ عقل بھی، یہ قرآنِ حکیم کے معجزات میں سے ہے کہ اس میں جگہ جگہ اچھوتے اسرار پنہاں ہیں، جیسے حکایتِ موسیٰؑ میں ارشاد ہے: اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے لوگوں سے کہنے لگے کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ پس یہاں "اٰنَسْتُ" میں ایک لطیف اشارہ ہے جبکہ اِنِّیْ رَاَیْتُ نَارًا بھی ہو سکتا تھا، لیکن اٰنَسْتُ میں نور سے عشق و محبّت ہونے کا اشارہ موجود ہے، کیونکہ اس کے مادّہ (ا ن س) سے بننے والے الفاظ میں مانوسیت، لطف، مہربانی، محبّت، اور تسلّی جیسے معنی ہیں۔

۶۸۱
قَبِس
(۲)

نور کی چنگاری:۔

سورۂ طٰہٰ میں جہاں (۲۰ : ۱۰) نور کی چنگاری یا شعلہ لانے کا ذکر آیا ہے وہاں قبلاً (۲۰ : ۸) اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی کا تذکرہ ہے، جس کا اشارہ

یہ ہوا کہ ہادیٔ برحق اللہ کے فضل وکرم سے اپنی ذات اور اپنے تابعدار لوگوں کے درمیان اسمِ اعظم کا نورانی پُل تعمیر کرسکتا ہے، ان کو شروع شروع میں نور کی چنگاری دے کر رفتہ رفتہ اسے کامل نور بنا سکتا ہے، مگر عشق اور علم وعمل شرطِ لازمی ہے۔

۶۸۲
قَبَس (۳)

شعلۂ نور:-

نور کا ایک نام صِبْغَۃَ اللّٰہ (۲: ۱۳۸) یعنی رنگِ خدا ہے، تو وہ رنگ کیسا ہوگا؟ دُنیا میں جتنے عمدہ سے عمدہ رنگ ہیں، ان میں جیسی رعنائی اور دلکشی ہے، اس کی نسبت بہت زیادہ بلکہ بیحد دلنواز، ایمان افروز، روح پرور، جانفزا، حیران کُن، اور عجائب و غرائبِ قدرت کا مظہر ہے تو پھر وہاں عشق و محبت کیوں نہ ہو۔

۶۸۳
قبلۃ (۱)

خدا کا گھر:-

یہ حکمت آگین ارشاد سورۂ یُونس میں ہے: اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں چند گھر اپنی قوم کے لئے مُہیّا کرو اور اپنے ان گھروں کو قبلہ (خانۂ خدا) بنالو اور نماز قائم کرو اور اہلِ ایمان کو بشارت دے دو (۱۰: ۸۷) اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔

٦٨٤
قبلۃ (٢)

خدا کا گھر:۔

مِصر کے معنی ہیں شہر، جس سے عالمِ شخصی مراد ہے، پس اللہ جَلّ شَانہٗ کے حکم سے حضرتِ موسیٰ پیغمبر اور حضرت ہارون امام علیہما السّلام نے عالمِ شخصی میں چند حدودِ دین کو قومی گھروں کا درجہ دیا، تاکہ ان کو مزید ترقی دے کر قبلہ (خانۂ خدا) بنا دیا جائے، جس میں حقیقی نماز قائم کی جائے، اور یہ امر اہلِ ایمان کے لئے خوشخبری ہو۔

٦٨٥
قبلۃ (٣)

خدا کا گھر:۔

سورۂ نور کی آیۂ مصباح (٣٥:٢٤) کے بعد یہ ارشاد ہے: (یہ نورِ الٰہی کا چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے اسمِ پاک کا ذکر کیا جائے (٣٦:٢٤) خدائے بزرگ و برتر کا باطنی گھر پہلے انبیاء و آئمّہ علیہم السّلام اور عارفین کے دل میں ہوتا ہے، لیکن روحانی انقلاب کے ساتھ ساتھ بلند ہو کر پیشانی پر جاتا ہے، جیسے طوفانِ نوحؑ کے آنے پر خانۂ کعبہ کو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا۔

٦٨٦
قبلۃ (٤)

خدا کا گھر:۔

حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل علیہما السّلام نے خدا کے حکم

سے کعبۂ ظاہر کے ساتھ ساتھ قبلۂ باطن کو بھی بنالیا تھا، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم نے فرمایا: مقامِ ابراہیمؑ کو جائے نماز بنالو(۲:۱۲۵) یعنی تم بھی ابراہیمؑ کی طرح کعبۂ روحانی میں نمازِ باطن پڑھا کرو۔

۶۸۷ قرآن (۱)

قرآن:۔

کَمْ مِنْ قَارِیٍٔ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ۔ کتنے قرآن پڑھنے والے (قاری) ایسے ہیں کہ قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے (لغات الحدیث، جلدِ سوم، کتاب ق) ایسی لعنت کے معنی ہیں قرآنی خزائن سے محرومی اور دُوری۔

۶۸۸ قرآن (۲)

قرآن:۔

پیغمبرِ اکرمؐ کا ارشاد ہے: اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَھْرًا وَّبَطْنًا وَّلِبَطْنِہٖ بَطْنًا اِلٰی سَبْعَۃِ اَبْطُنٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی سَبْعِیْنَ بَطْنًا۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی باطن ہے یہ سلسلہ سات بواطن اور دوسری روایت میں ستر بواطن تک جاتا ہے۔ (المیزان، جلد اوّل، ص ۷) یہی دینِ حق کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں، جیسا کہ سورۂ لقمان (۳۱:۲۰) میں ارشاد ہے: وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں

پُوری کر دیں۔

۶۸۹ قُرَّةُ اَعۡیُنٍ

آنکھوں کی ٹھنڈک:۔

سورۂ سجدہ (۳۲: ۱۷) میں بہشت کی نعمتوں کا ذکر اس طرح آیا ہے: فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں جو کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لئے چھپا رکھا گیا ہے (۳۲: ۱۷) اُخۡفِیَ (وہ چھپایا گیا) سے یہ حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ بہشت دُور نہیں، سامنے ہے، یعنی عالمِ شخصی میں، لیکن اس پر پردہ پڑا ہے۔

آنکھوں کی ٹھنڈک کے تین اشارے ہو سکتے ہیں: (۱) بہشت کی تمام نعمتیں (۲) جنت میں اولاد سے متعلق ہر خواہش پوری ہوگی (۳) وہاں آنکھوں کے لئے ہر نظارہ اور ہر دیدار ہے، لیکن اللہ کی ہر تجلّی اور دیدار کی تعریف و توصیف صرف وہ خود ہی کر سکتا ہے۔

۶۹۰ قَرِیۡنٌ (۱)

ساتھی:۔

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم: ما منکم من احد الّا ومعہ قرینہ من الجنّ وقرینہ من الملائکۃ، قالوا: وایّاک؟ قال: نعم وایّای، ولکن

اللّٰہ اعاننی علیہ فأسلم۔ (دارمی، جلد ثانی، کتاب الرقاق، ۲۵ باب) تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ساتھی جنوں میں سے ہے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے، پوچھا گیا: یا رسول اللہ، کیا آپ کا بھی ایسا ہے؟ فرمایا: ہاں میرا بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ بخشا پس وہ تابعدار ہو گیا۔

۶۹۱ قَرِیْن (۲)

ساتھی:۔

سورۂ زخرف (۴۳:۳۶) میں ارشاد ہے: اور جو شخص خدا کی یاد سے اندھا بنتا ہے ہم اس کے واسطے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہی اس کا (ہر دم کا) ساتھی ہے (۴۳:۳۶) اس آیت کی حکمت اُس حدیث سے ظاہر ہو جاتی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص کے دل کے دو کان ہیں، جن میں موقع کے مطابق کچھ کہنے کے لئے ایک شیطان اور ایک فرشتہ دو ساتھی مقرر ہیں، غفلت رہی تو شیطان کو موقع مل جاتا ہے، ذکرِ الٰہی کا دور دورہ ہے تو فرشتہ کچھ نیک باتیں کرنے لگتا ہے۔

۶۹۲ قَرِیْن (۳)

ساتھی:۔

یہ قانونِ الٰہی نہ صرف باطن میں ہے بلکہ ظاہر میں بھی ہے کہ امام

زمان علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم اور اس کا پاک ذکر ہے، جو شخص اپنے وقت کے امامؑ کو پہچانتا ہے اور اسی وسیلے سے خدا کو یاد کرتا رہتا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے بڑے شیطان سے بچ کر اللہ کی پناہ گاہ میں محفوظ و سلامت رہتا ہے، پس قلبِ انسانی کی ایک طرف جو فرشتہ ہے وہ امامؑ کے نور کی چنگاری ہے، اور دوسری طرف جو شیطان ہے وہ امامِ زمانؑ کے اعداء کی روح ہے۔

۶۹۳
قلب (۱)

دل:۔

سورۂ انفال (۸: ۲۴) میں جو عظیم حکمت پنہان ہے اس کے مطابق "قلب" سے امام یعنی حضرتِ قائم علیہ السّلام مراد ہے، جو ہر مومن اور مومنہ کا دل ہے۔

۶۹۴
قلب (۲)

دل:۔

حدیثِ قدسی ہے: ماوَسِعَنی ارضی ولا سمائی وَوَسِعَنی قلب عبدی المومن۔ خداوندِ قدّوس کا ارشاد ہے: نہ میری زمین مجھ کو سما سکی نہ میرا آسمان، ہاں میرے مومن بندے کے دل نے مجھ کو سما لیا (المعجم الصوفی)، یعنی میں اپنے بندۂ مومن کے دل میں رہتا ہوں، پس ہمیں جاننا چاہئے کہ ایسا باکمال مومن جس کے

آئینۂ قلب میں خدا کی تجلّی ہو جانشینِ رسولؐ ہی ہے، یعنی امامؑ، جو فی الحقیقت مظہرِ نورِ خداوندی ہے۔

۶۹۵ قلب (۳)

دل، وہ دل جو عالمِ عُلوی میں ربّ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔

حدیثِ شریف میں ہے: ما من قلبٍ الّا وھو بین اصبعَین من اصابع ربّ العالمین۔ کوئی دل نہیں مگر وہ پروردگارِ عالمین کی انگلیوں میں سے دو انگشت کے درمیان ہے (مسند احمد بن حنبل، ۵، حدیث النوّاس ص ۱۹۷)۔

اس حدیث کی تاویلی حکمت بہت ضروری ہے کیونکہ خدا نے ہر شخص کو اختیار دیا ہے، وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا، چنانچہ اس کی تاویل یہ ہے: تمام دلوں کا نمائندہ گوہرِ عقل ہے، حضرتِ ربّ کی انگلیاں عقلِ کُل، نفسِ کُل، جد، فتح، خیال ہیں، ان میں سے دو انگشت عقل و نفس ہیں، جن کے درمیان گوہر کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے، جس میں علم و حکمت کی کلیدیں ہیں، اس کے برعکس اگر ہم صرف ظاہر پر ٹھہریں تو اختیار کا نظریہ ختم ہو جاتا ہے۔

۶۹۶
قلبِ سلیم (۱)

بے عیب دل، صحتمند دل:۔

ایسا دل جو باطنی بیماریوں سے پاک ہو، اور ہر وقت اس پر حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت و ہدایت رہے، جیسے حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کا قلبِ مبارک تھا (۳۷: ۸۴)۔

۶۹۷
قلبِ سلیم (۲)

وہ دل جو صحیح و سلامت ہو:۔

سورۂ شعراء (۲۶: ۸۹) میں قلبِ سلیم کا ذکر آیا ہے جس سے ایسا دل مُراد ہے جو نورِ امامت سے منوّر ہو چکا ہو، ایسے میں امامِ عالیمقامؑ ہی بندۂ مومن کا دل قرار پائے گا۔

۶۹۸
قَمِیُص (۱)

کُرتہ:۔

حضرتِ یوسفؑ نے کہا: اِذۡھَبُوۡا بِقَمِیۡصِیۡ ھٰذَا۔ یہ میرا کُرتا لے جاؤ (۱۲: ۹۳)، یہ معجزاتی کُرتا حضرتِ امام علیہ السّلام کا جُثّۂ ابداعیہ ہی ہے، یہ گویا ایک حجاب ہے، اور اس میں جو ہستی محجوب ہے وہ خود امامؑ ہی ہے۔

۶۹۹
قَمِیُص (۲)

کرتہ، پیراھن، قمیص:۔

سورۂ یوسف (۱۲: ۹۳) میں حکایۃً ارشاد ہے: اِذۡھَبُوۡا بِقَمِیۡصِیۡ

هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۔ یہ میرا کُرتہ لے جاؤ اور اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں گے۔ یہ امامِ زمان علیہ السّلام کے معجزۂ نورانیت کی ایک درخشان مثال ہے کہ وہ اپنے نور کا عکس کسی عاشق پر ڈال سکتا ہے، اور جثۂ ابداعی کی کاپی دے سکتا ہے، حضرتِ یوسفؑ حضرتِ یعقوبؑ کا جسمانی فرزند بھی تھا اور نورانی فرزند بھی، لیکن یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ جنابِ یعقوبؑ کی ساری گریہ وزاری نورانی فرزند کے نورانی دیدار کی غرض سے تھی۔

قمیص (۳) کُرتہ، پیراہن، قمیص:۔

سوال: حضرتِ یعقوب اور حضرتِ یوسف علیہما السّلام کی مثال میں خداوندِ عالم نے بہت پہلے ہی امامت باپ سے بیٹے میں منتقل کر دی، پھر دونوں کے درمیان جدائی ڈال کر والد کو خوب رُلایا، اس میں کیا حکمت ہے؟ جواب: انبیاء و ائمہ علیہم السّلام کی ہر مثال میں اہلِ ایمان کے لئے ہدایت ہے، چنانچہ امام علیہ السّلام اور عاشقِ صادق کے درمیان کئی اعلیٰ رشتے ہیں، منجملہ وہ باپ بھی ہے اور ایک خاص مقام پر بیٹا بھی، مثال کے طور پر حجّت امام کا رُوحانی فرزند ہے، اور یہ بھی درست ہی ہے کہ حجّت کے عالمِ شخصی میں امام

اس کا نورانی اور عقلی بیٹا ہے، پس اے نورِ عینِ من! حضرتِ یعقوبؑ میں آپ ہی کے لئے اشارہ ہے کہ آپ اپنے عالمِ شخصی کے نورانی فرزند کے باطنی دیدار کی غرض سے عشق کے آنسو بہایا کریں۔

۷۰۱ قِیَامَتُہٗ　　**اس کی قیامت۔**

احیاءُ العلوم، جلد چہارم، ص ۹۱ پر یہ حدیثِ شریف درج ہے: مَنۡ مَّاتَ فَقَدۡ قَامَتۡ قِیَامَتُہٗ۔ جو مر گیا بیشک اس کی قیامت برپا ہوگئی۔ اس میں عارفانہ موت اور انفرادی قیامت کا ذکر ہے، تاہم قیامتِ صُغریٰ (ذاتی قیامت)، وہ ہے، جس میں قیامتِ کُبریٰ پوشیدہ ہوا کرتی ہے، اور یہی روحانی انقلاب قرآنِ حکیم کی تاویل بھی ہے۔

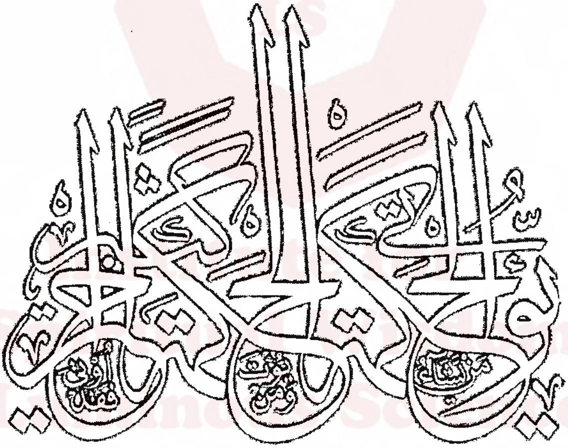

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الكاف

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

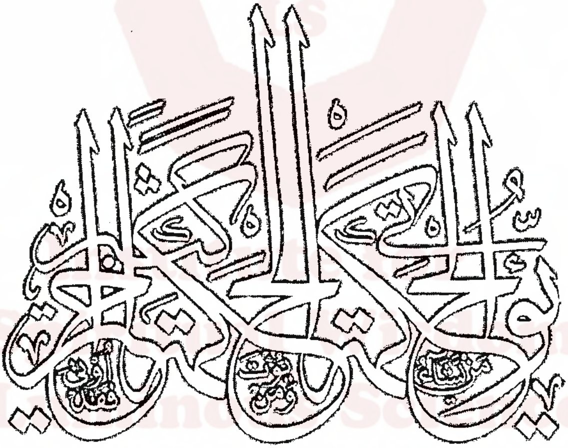

ISW
Knowledge for a united humanity

۷۰۲
کَأْس

جامِ شراب:۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِکَأْسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ۔ چشمۂ شراب سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے (۴۵:۳۷)، قرآنِ پاک میں جہاں جہاں شرابِ بہشت کا ذکر آیا ہے وہاں اس سے عشقِ حقیقی مراد ہے، یہ پاک عشق سرچشمۂ دیدارِ الٰہی سے پیدا ہوگا، جو کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (۲۹:۵۵) کے مطابق مختلف تجلیات وظہورات کا متقاضی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ مظہر اور مظاہر اسمائے صفاتِ حق ہیں۔

لفظِ مَعِین کو لغات میں بھی دیکھ لیں، یہ عین (آنکھ) کا اسمِ مفعول ہے، اس لئے یہاں شرابِ دیدار کی طرف اشارہ ہے جو شرابِ عشق ہے، کیونکہ جب لفظِ "معین" پانی کی صفت کے لئے ہو تو اس کے لغوی معنی ہیں وہ چشمہ جو سطحِ زمین پر جاری ہو اور آنکھوں سے دیکھا جائے۔

۷۰۳
کِتَاب (۱)

نامۂ اعمال:۔

سورۂ تطفیف میں ہے: ہرگز ایسا نہیں نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علّیین میں ہے، اور تم کو کیا معلوم کہ علّیین کیا چیز ہے ایک دفتر ہے لکھا ہوا، جس کو مقرب لوگ دیکھ سکتے ہیں (۸۳:۱۸-۲۱)۔

علّیین ایک پُرنور لطیف ہستی کا نام ہے، آپ اسے فرشتہ بھی کہہ

سکتے ہیں، وہ واحد بھی اور جمع بھی ہے، وہ خود کتاب و دفتر بھی ہے اور اس میں نیکوکاروں کا نامۂ اعمال بھی ہے، اُس کا مشاہدہ دنیا میں صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو خداوندِ تعالیٰ کے مقرّب ہیں۔

۷۰۴
کِتَاب (۲)

نامۂ اعمال:-

وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۲۳: ۶۲)۔ یہ امامِ عالیمقام علیہ السّلام کا مقدس نور ہے جو کتابِ ناطق (قرآنِ ناطق) بھی ہے اور گواہ ہونے کی حیثیت سے لوگوں کا نامۂ اعمال بھی ہے۔

۷۰۵
کِتَاب (۳)

نامۂ اعمال:-

جن سالکین کو نفسانی موت کا تجربہ حاصل ہوتا ہے وہ لازمی طور پر اپنے نامۂ اعمال کو دیکھتے ہیں، کیونکہ ذاتی قیامت اس کے سوا نہیں، اور یہی طریقہ "فنا فی الامام" بھی ہے، جس کے بغیر کوئی شخص آنحضرتؐ کے شہرِ علم اور دارِ حکمت میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔

۷۰۶
کِتَاب (۴) **نامۂ اعمال:۔**

یہ ارشاد سورۂ نبا (۷۸: ۲۹) میں ہے: وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ کِتٰبًا۔ اور ہم نے ساری چیزوں کو ایک کتاب (کی صورت) میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہر آدمی کے عالمِ شخصی میں جملہ کائنات لپیٹی ہوئی ہے اور یہی بڑی مفصّل کتابِ اعمال یعنی نورِ امامت کی گواہی ہے۔

۷۰۷
کِتٰبٍ مَّکْنُوْن (۱) **پوشیدہ کتاب:۔**

فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (بے شک وہ معزز قرآن ہے،) پوشیدہ کتاب میں۔ یعنی قرآنِ پاک کے جملہ اسرارِ حکمت گوہرِ عقل کے عظیم الشان اشارات میں مخفی ہیں (۵۶: ۷۷-۷۸)۔

۷۰۸
کِتٰبٍ مَّکْنُوْن (۲) **پوشیدہ کتاب:۔**

یہ خزانۂ حکمت سورۂ واقعہ (۵۶: ۷۷-۷۹) میں ہے: بے شک وہ بڑا باعزّت قرآن ہے جو ایک پوشیدہ کتاب میں (محفوظ) ہے، جس کو چھو نہیں سکتے ہیں مگر وہی لوگ جو پاک کئے ہوئے ہیں (۵۶: ۷۷-۷۹)، یعنی لؤلوئے عقل۔

۷۰۹
کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (۳)
پوشیدہ کتاب:۔

سورۂ صٓ (۳۸: ۴۵) میں حضرتِ ابراہیم، حضرتِ اسحٰق اور حضرتِ یعقوب علیہم السّلام کی یہ تعریف ہے کہ یہ حضرات دستِ رسا اور چشمِ بینا رکھتے تھے، اس کا اشارہ ہے کہ وہ اِن مقدس ہستیوں میں سے تھے جو کتابِ مکنون کو چھُو سکتے ہیں اور حظیرۃ القدس کو دیکھ سکتے ہیں۔

۷۱۰
کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (۴)
پوشیدہ کتاب:۔

سامری بنی اسرائیل میں وہ نادان شخص تھا جس نے حضرت ہارون علیہ السّلام کو نہیں پہچانا، اس نے محض ابتدائی اور آزمائشی روحانیت کو اپنی عزّت و شہرت کی خاطر استعمال کر کے لوگوں کو گمراہ اور اعلیٰ تصوّرات سے محروم کر دیا، جس کی سزا نہ چھونے (لامساس) کی صورت میں دی گئی (۲۰: ۹۷) اس کا اشارہ یہ ہے کہ ہادیٔ برحق کی رہنمائی کے سوا کوئی شخص کتابِ مکنون کو چھُو نہیں سکتا۔

۷۱۱
کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ (۵)
پوشیدہ کتاب:۔

ہر قرآنی آیت کے باطن میں حکمتِ بالغہ پنہان ہے، یعنی ایسی اعلیٰ اور رسا حکمت کہ اس میں حظیرۃ القدس کا کوئی بڑا راز ہوتا ہے چاہے

کوئی آیت ابولہب کے بارے میں کیوں نہ ہو، جیساکہ سورۂ لَہَب (۱۱۱:۱) میں ہے: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا (۱۱۱:۱) یعنی وہ اس قابل نہیں ہو سکا کہ آگے چل کر کبھی کتابِ مکنون کو چھو سکے کیونکہ اس کے دونوں باطنی ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی روحانی طور پر ہلاک ہو گیا۔

۱۲۷ کِتٰبٍ مُّنِيْرٍ　**روشن کتاب، تابناک کتاب، یعنی نورِ حق الیقین۔**

کتابِ مُنیر سے نورِ عقل مراد ہے جو مرتبۂ حق الیقین پر ہے، اور اسی کا نام کتابِ مکنون بھی ہے، جیساکہ ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ (۲۲:۸) اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے بغیر خدا کے بارے میں جدل کرتے ہیں (۲۲:۸، ۳۱:۲۰) کتابِ مُنیر کے لئے سورۂ آلِ عمران (۳:۱۸۴) اور سورۂ فاطر (۳۵:۲۵) میں بھی دیکھ لیں۔

۱۳۷ کِتٰبٌ يَّنْطِقُ (۱)　**بولنے والی کتاب، امامؑ میں قرآن۔**

اے نورِ عینِ من! تم اس آیۂ شریفہ کی حکمت کو سمجھنے کے لئے سعی

کرو: وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ (۲۳: ۶۲) اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتاب امام علیہ السلام کی ذاتِ عالی صفات میں قرآنِ عزیز ہی ہے۔ اسی معنیٰ میں امام صلوات اللہ علیہ قرآنِ ناطق کہلاتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو کلام اللہ ہمہ گیر نہ ہوتا، محدود ہوتا، اور یہ بات محال ہے

۱۴۷
کِتٰبٌ یَّنْطِقُ
(۲)

امام کے باطن میں قرآن:

اے عزیزان! قرآنِ حکیم میں جہاں جہاں لفظِ "کُلّ" آتا ہے، وہاں وہ اکثر ایک "کلیہ" یعنی قاعدہ وقانون کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے: قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (۴۱: ۲۱) تو وہ (اعضاء) جواب دیں گے کہ جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا اُسی نے ہم کو بھی گویا کیا۔ اس کائناتی (UNIVERSAL) قانون کا مطلب یہ ہوا کہ جو چیزیں بظاہر نہیں بولتی ہیں وہ بھی کسی ایک مقام پر جا کر خدا کے حکم سے بولنے لگتی ہیں، پس قرآنِ پاک اگرچہ ظاہراً صامت (خاموش) ہے لیکن وہ وصیِّ رسولؐ میں ہمیشہ بولتا رہتا ہے، اسی وجہ سے امام کو قرآنِ ناطق کہتے ہیں۔

۷۱۵
کِتٰبُ یَنطِق (۳)

امام کے باطن میں قرآن جو ابرار کا نامۂ اعمال بھی ہے:۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنطِقُ عَلَیکُم بِالحَقِّ (۲۹:۴۵)، یہ ہماری کتاب (جو تمہارے اعمال کی کتاب بھی ہے)، تم پر سچ سچ بولتی ہے (۲۹:۴۵) یعنی قرآن اور امام، اگر کوئی بولنے والی معجزانہ کتاب الگ اور مخصوص رکھی ہوئی ہوتی تو وہی زیادہ قابلِ تعریف ہوتی اور قرآنِ حکیم کی یہ محیط اور ہمہ گیر صفت نہ ہوتی، جو ارشاد ہے: وَنَزَّلنَا عَلَیکَ الکِتٰبَ تِبیَانًا لِّکُلِّ شَیءٍ (۸۹:۱۶) اور ہم نے تم پر کتاب (قرآن) نازل کی جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآنِ عظیم اور امامِ اقدس کا نورِ واحد ابرار یعنی نیک لوگوں کا نامۂ اعمال بھی ہے جو عِلّیّین میں ہے (۱۸:۸۳)۔

۷۱۶
کِتٰبُ یَنطِق (۴)

امام کے باطن میں قرآن جو ابرار کا نامۂ اعمال بھی ہے:۔

ہر مسلمان اِس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرتِ سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے وقت میں نورِ مجسّم اور قرآنِ ناطق تھے، جیسے خداوندِ قدوس کا ارشاد ہے: وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی۔ اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی (۵۳: ۳-۴) اور وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی

نہیں، یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ یعنی آپؐ کا بولنا تو قرآن ہی کا بولنا ہے، اس لئے آپؐ قرآنِ ناطق ہو گئے ہیں۔

۷۱۷
کِتٰبٌ یّنطق (۵)

بولنے والی کتاب یعنی امامؑ:-

اے عزیزان! اِس امرِ واقعی کو سورۂ شوریٰ (۴۲: ۵۲) میں چشمِ بصیرت سے دیکھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام (قرآن) آن حضورؐ کے قلبِ مبارک پر ایک قدسی روح اور نور کی کیفیّت میں نازل ہوا، رفتہ رفتہ یہ بے مثال اور آخری کتابِ سماوی تحریری صورت میں لائی گئی، مگر روح و نورِ قرآن کو بدستور آنحضرتؐ ہی کی ذاتِ اقدس میں رہنا تھا تاکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی منتقلی آپؐ کے وصیؑ میں ہو جائے۔

۷۱۸
کِتٰبٌ یّنطق (۶)

قرآنِ ناطق:-

اے نورِ عینِ من! (اعنی ہر وہ عزیز جو علم کا شیدائی ہے) اس بات کو بھول نہ جانا کہ اگر کسی آیۂ شریفہ میں ایک سے زیادہ نام آئے ہیں تو وہاں جتنے نام ہیں اتنی چیزیں بھی ہیں، مثال کے طور پر جس آیۂ مقدسہ (۵: ۱۵) میں نور اور کتابِ مبین کے دو نام آئے ہیں وہاں کسی شک کے بغیر دو مقدس چیزیں ہیں، یعنی رسولِ اکرمؐ اور قرآنِ

پاک، ہاں، اللہ تعالیٰ کی یہی سُنّت چلی آئی ہے کہ آسمانی کتاب کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ربّانی مُعلّم بھی ہوا کرتا ہے، پس وہی مُعلّم کتابِ ناطق کہلاتا ہے۔

۷۱۹ کِتٰبٌ یَّنطِق (۷) قرآنِ ناطق:۔

کتابِ مبین کے یہاں کم سے کم دو معنی درج کرتے ہیں: (۱) ظاہر (۲) اور بولنے والی، یعنی قرآن جہاں آپ کے سامنے ہے وہاں وہ ظاہر ہے اور بولتا نہیں، اور جہاں یہ ربّانی معلّم کے باطن میں پوشیدہ ہے وہاں قرآن کلام کرتا رہتا ہے۔

۷۲۰ کِتٰبٌ یَّنطِق (۸) قرآنِ ناطق:۔

اے نورِ عینِ من! قرآن شناسی کے سلسلے میں سورۂ بروج کے آخر (۸۵: ۲۱-۲۲) میں بھی دیکھو کہ قرآن لوحِ محفوظ میں عظمت وجلالت کے ساتھ ہے، یعنی وہاں قرآن کا اسمِ صفت مجید ہے اور خداوندِ تعالیٰ کا ایک اسم بھی مجید ہے، آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ قلمِ الٰہی سب سے عظیم زندہ فرشتہ یعنی عقلِ کُل ہے اور لوحِ محفوظ دوسرا بڑا فرشتہ نفسِ کُل، وہ نورِ نبیؐ ہے اور یہ نورِ علیؑ، پس قلم (نورِ محمدیؐ) نے بحکمِ الٰہ قرآنِ مجید کو لوحِ محفوظ (نورِ علیؑ) میں ازلی نورانی صورت میں لکھ دیا،

یہ عالمِ علوی کا واقعہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم عالمِ سفلی میں ہوا کہ مظہرِ قلمِ اعلیٰ (آنحضرتؐ) قرآنِ پاک کی روحانیت و نورانیت کو مظہرِ لوحِ محفوظ یعنی علی امامِ مبینؑ میں منتقل کردیں، اور یقیناً ایسا ہی کیا گیا۔

۷۲۱
کِتٰبٌ یَّنطِقُ (۹) **یعنی امامؑ جو قرآنِ ناطق ہے:۔**
سورۂ عنکبوت میں ہے: بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (۲۹:۴۹) بلکہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے ان کے دل میں وہ (قرآن) روشن معجزات کی صورت میں ہے۔ یہ آیۂ مبارکہ أئمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ہر امام کے باطن میں قرآنِ پاک کی روح ور وحانیت اور نور و نورانیت کارفرما ہوتی رہتی ہے، بلکہ یہ عظیم روحانی اور قرآنی معجزہ امام صلوٰۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے کاملین و عارفین کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

۷۲۲
کُرسیّ (۱) **چبوترا:۔**
قرآنِ حکیم میں لفظِ کُرسیّ دو بار آیا ہے (۲:۲۵۵؛ ۳۸:۳۴) عالمِ کبیر کے اعتبار سے کائناتی جسم زمین ہے، نفسِ کُلّی چبوترا (کُرسیّ = DAIS) اور عقلِ کُلّی تختِ اعرش ہے، اسی قانون کے

مطابق عالمِ صغیر (عالمِ شخصی) کی زمین انسانی بدن ہے، چبوترا یا کُرسیؔ روح، اور تختِ شاہی عقل ہے۔

۷۲۳ کُرسیؔ (۲)

نفسِ کُلّی:۔

آیۃُ الکُرسیؔ میں ہے: وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس کی کُرسیؔ میں تمام آسمان وزمین سمائے ہوئے ہیں (۲: ۲۵۵) یعنی نفسِ کُلّی کے بحرِ بے پایاں میں کائنات ڈوبی ہوئی ہے، اور اسی بحرِ عمیق کی گہرائیوں سے لُوءلُوءِ عقل برآمد ہوتا ہے۔

۷۲۴ کُرسیؔ (۳)

انسانی روح:۔

سورۂ صٓ کے اس ارشاد میں بھی غور کریں: اور ہم نے سلیمانؑ کو بھی آزمائش میں ڈالا اور اس کی کُرسی پر ایک جسد لاکر ڈال دیا، پھر اُس نے رجوع کیا (۳۸: ۳۴) یعنی انسانِ کامل کو جو لطیف جسم ملتا ہے وہ ابتداءً آزمائشی اور تکلیف دہ ہوتا ہے، وہ اسی کُرسیؔ جسم وجان پر ڈالا جاتا ہے، اس میں کیڑے مکوڑے وغیرہ ہوتے ہیں، اور اس کے بعد معجزاتی لطیف جسم کا ظہور ہوجاتا ہے۔

۷۲۵ کُرسی (۴)

عالمِ شخصی:۔

امامِ مبین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کا مبارک و مقدس جسم گویا ایک پاکیزہ گراؤنڈ ہے جس پر اس کی روحِ اطہر بمرتبۂ نفسِ کُلّی ایک بیمثال چبوترا (کُرسیٔ خدا) اور اس پر عقلِ کامل عالمِ شخصی کا عرش ہے، یہ ہوا اللہ کی کرسی میں تمام آسمان و زمین کے سمائے ہوئے ہونا (۲: ۲۵۵) جیسا کہ ارشاد ہے کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام چیزوں کو امامِ مبین میں گھیر کر رکھا ہے (۳۶: ۱۲)۔

۷۲۶ کُرسیّ (۵)

نفسِ کُلّی، کائناتی روح، روح الارواح، لوحِ محفوظ:۔

سورۂ بقرہ (۲: ۲۵۵) میں ارشاد ہے: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس کی کُرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر سما رکھا ہے۔ کُرسی سے نفسِ کُلّی مراد ہے، جبکہ عرش عقلِ کُلّی ہے، پس کُرسی کائناتی روح ہے، اور عرش کائناتی عقل۔

۷۲۷ کُرسیّ (۶)

نفسِ کُلّی، عالمگیر روح:۔

حضرتِ علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے: انّ السّماء والارض وما بینھما من خلق مخلوق فی جوف الکرسی، ولہ اربعۃ

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

أملاك يحملونه بأمر الله۔ یقیناً آسمان اور زمین اور ان دونوں کے درمیان جتنی مخلوق ہے وہ سب کچھ کرسی کے اندر موجود و محدود ہے، اور کرسی کو بحکمِ خدا چار عظیم فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ (المیزان، جلد ۲، ص ۳۴۱)۔

چار عظیم فرشتے (أربعة أملاك) دو روحانی: عقلِ کلّ اور نفسِ کلّ، اور دو جسمانی: ناطق اور اساس ہیں، چونکہ وہاں عالمِ وحدت ہے اس لئے یہ چار فرشتے الگ الگ نہیں، بلکہ چاروں کی ازلی وحدت میں ایک ہی عظیم فرشتہ ہے جو حاملِ کرسی بھی ہے اور خود کرسی بھی۔

۷۲۸ کُرسیّ (۷)

نفس، جان، روح:۔

لفظِ کُرسی قرآنِ پاک میں صرف دو بار آیا ہے (۲: ۲۵۵؛ ۳۸: ۳۴) آیۂ شریفہ کا ترجمہ ہے: اور ہم نے سلیمانؑ کی آزمائش کی اور ان کی کُرسی پر ایک جسد ڈال دیا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا (۳۸: ۳۴)۔

حضرتِ سلیمانؑ کی آزمائش اس طرح ہوئی کہ ابتداءً ان کے نفس (جان۔ روح) پر ایک ادنیٰ جسمِ لطیف ڈالا گیا، جو بے شمار چھوٹے چھوٹے جانوروں کا مجموعہ تھا، جس میں زبردست اِبداعی حکمت

پوشیدہ تھی۔

۷۲۹
کُرسیّ (۸)

چبوترا، ڈائس:۔

بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوتا ہے، تخت چبوترے پر سجاتے ہیں، اور چبوترا زمین پر بنایا جاتا ہے، اسی طرح انسانی حقیقت (انا) کا تختِ شاہی عقل ہے، جس کا چبوترا روح، اور زمین بدن ہے، جیسے عالمِ کبیر میں عقلِ کُلّ عرش ہے، نفسِ کُلّ کُرسیّ (چبوترا) ہے، اور جسمِ کُلّ بمنزلۂ زمین۔

۷۳۰
کُلُّ شَیءٍ (۱)

ہر چیز، تمام چیزیں:۔

اے نورِ عینِ من! ہر چیز بصورتِ امکان کلمۂ کُن میں موجود ہے، آپ قرآنِ حکیم کی ان آیاتِ کریمہ کو پڑھیں جن میں امرِ "کُن" کا ذکر آیا ہے، اسی طرح ہر شے قلمِ اعلیٰ میں بھی ہے، اشیائے کُلّ بشکلِ رُوحانی تحریر لوحِ محفوظ میں بھی ہیں اور امامِ مبین میں بھی، خوب یاد رہے کہ قلم سے نورِ محمدی مراد ہے اور لوحِ محفوظ امامِ مبین کا نور ہے، خدا ہی نے ان تمام مراتبِ عالیہ کو پیدا کیا، اور ان کے روحانی اور عقلانی سایوں کو عالمِ شخصی میں ظہور دیا (۱۶: ۸۱) یہ سائے روشن ہیں، جیسے سایۂ خورشید آئینے میں نظر آتا ہے۔

۷۳۱
کُلُّ شَیْءٍ (۲)

ھر چیز، تمام چیزیں۔

ارشادِ خداوندی ہے: وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا (۱۶: ۸۱) اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے۔ یہ پروردگارِ عالمین کے احسانِ عظیم کا تذکرہ ہے، لہٰذا یہاں عام اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی کوئی بات ہی نہیں، بلکہ اس کی بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ عالمِ شخصی میں ہر اعلیٰ چیز کا روحانی اور عقلی ظِل (سایۂ زندہ عکس) موجود ہے، وہ عظیم الشّان سایہ فگن خزائن اس قسم کے ہیں، کلمۂ کُنْ، قلمِ اعلیٰ، لوحِ محفوظ، امامِ مبین وغیرہ۔

۷۳۲
کُلَّ شَیْءٍ (۳)

ھر چیز، تمام چیزیں۔

قرآنِ حکیم وہ کامل اور مکمل آسمانی کتاب ہے، جس کے ظاہر و باطن میں ہر چیز کا بیان موجود ہے (۱۶: ۸۹) اس کے خزانۂ قلب (دلِ سورۂ یاسین) میں جو عظیم الشّان اور بےمثال کُلّیہ ہے اس کی تعریف و توصیف ہم جیسے انسانوں سے ہو ہی نہیں سکتی، وہ مغزِ حکمت سے مملو ارشاد یہ ہے:۔

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (۳۶: ۱۲) اور ہم نے ہر چیز کو ایک پیشوائے ظاہر میں گھیر دیا ہے۔ یعنی خدا کی خدائی کی تمام لطیف اشیاء از قسمِ روحانی و عقلانی امامِ مبین میں سمیٹی اور

لپیٹی ہوئی صورت میں موجود مل سکتی ہیں، جس کی شرط خود شناسی ہی ہے۔

۷۳۳
کَلْب　**کُتّا، غضب، غُصّہ، مردُم آزاری:۔**

حدیث شریف میں ہے: جس گھر میں کُتّا یا کوئی تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں۔ (مُسند احمد حنبل، الجزء الاوّل، ص ۱۶۷)۔ سگِ ظاہر یا تو دروازے پر نگہبانی کرتا ہے یا وہ بہ اجازۂ قرآن شکار کے لئے استعمال ہوتا ہے (سورۂ مائدہ۔ ۵: ۴) سگِ باطن (غضب، غصّہ) خانۂ دل میں رہتا ہے، آپ خود اندازہ کریں کہ جب ایک کُتّا کسی کے دل میں رہتا ہو گا تو کیا فرشتے ایسے دل میں داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح تصویریں ظاہر میں بھی ہیں اور باطن میں بھی، جو باطن میں ہیں وہ دنیوی محبّت کے اصنام (واحد صنم، بُت) ہیں، پس یہ ممکن ہی نہیں کہ جس دل میں شب و روز بُت پرستی ہوتی ہو اس میں فرشتے داخل ہو جائیں۔

۷۳۴
(ا) کَلِمُ الطَّیِّبُ　**پاکیزہ کلام:۔**

سورۂ فاطر میں ہے: اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ۔ پاکیزہ کلام اُسی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل پاکیزہ

کلام کو بلند کر لیتا ہے (۳۵ : ۱۰) یہ علم و معرفت اور نیک کاموں کا ذکر ہے، کیونکہ اسی وسیلے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔

۷۳۵

(ال) کَلِمُ الطَّیِّبُ (۲) **پاکیزہ کلام:۔**

پاکیزہ کلام جملہ عبادت اور ذکرِ الٰہی ہے، نیز دعائے دلسوز اور مناجات و گریہ وزاری ہے، اور نیک عمل مذہبی خدمت، پس یہ خدمت اِس عبادت کو صاحبِ عرش کے حضور تک لے کر جاتی ہے۔

۷۳۶

(ال) کَلِمُ الطَّیِّبُ (۳) **پاکیزہ کلام:۔**

جب جب نیک بخت مومنین و مومنات کارِ بزرگ (بڑا کام) کے سلسلے میں منزلِ عزرائیلی میں داخل ہو جاتے ہیں تو پاکیزہ کلام یعنی اسمِ اعظم کا ذکر بذریعۂ اسرافیل و عزرائیل آسمانوں سے بلند ہو جاتا ہے تاکہ کل کے لئے کائنات مسخّر ہو جائے (ان شاء اللہ العزیز)۔

۷۳۷

(ال) کَلِمُ الطَّیِّبُ (۴) **پاکیزہ کلام:۔**

بعض درویشوں نے فنائے روحانی اور فنائے عقلانی کے بعد بھی ایک عجیب فنا کو دیکھا، وہ یقیناً فنائے عشق تھی، شام کے وقت ایک لطیف تخت سامنے آیا، ایک زندہ مُتَوَہِّم کلمۂ تامّہ اور

ایک سازِ بہشت کی ہم آہنگی کے ساتھ دریائے روح کی نرم لہریں تخت کی طرف جارہی تھیں اور تخت روح کو لے کر بتدریج بلند ہو رہا تھا۔

۷۳۸

(ال) کَلِمُ الطَّیِّبُ (۵) **پاکیزہ کلام:-**

روح کا بالائی سرا ہمیشہ اپنے سرچشمۂ کُل سے وابستہ ہے، اور نچلا سرا حصولِ معرفت کی غرض سے عالمِ ناسوت میں اُتر آیا ہے، اگر خوش بختی سے وقت پر اس کا کام مکمل ہو جاتا ہے تو ایسے میں نفسِ مُطمئنہ کو بڑی عزت سے عالمِ عُلوی پر اُٹھا لیا جاتا ہے۔

۷۳۹

(ال) کَلِمُ الطَّیِّبُ (۶) **پاکیزہ کلمات، پاک باتیں:-**

سورۂ فاطر (۳۵: ۱۰) میں ارشاد ہے: اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ۔ اُسی (خدا) کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں۔ یعنی حقیقی علم اور خالص عبادت ہی کی پاکیزہ باتیں خداوندِ عالم کی طرف چڑھتی ہیں اور نیک اعمال ہی کی وجہ سے اللہ کے حضور تک بلند ہو سکتی ہیں تاکہ سالک کا قول و فعل خدا کے قول و فعل میں فنا ہو جائے۔

۴۰۔

کَلِمَۃُ اللہ (۱)　　اسمِ اعظم:۔

اے نورِ عینِ من! آپ کو یہ سُن کر بڑا تعجب ہوگا کہ قرآنِ پاک کے شروع سے لے کر آخر تک اسمِ اعظم اور کارِ بزرگ ہی کا اشارہ ہوتا رہتا ہے، اس مطلب کو ان حکمتی سوالات کی مدد سے سمجھ لیں:
کیا آنحضرتؐ ابتدا ہی سے بوسیلۂ اسماءُ الحُسنیٰ عبادت نہیں کرتے تھے؟ آیا رسولؐ اور امامؑ اسمِ اعظم نہیں ہیں؟ آیا سارے قرآن میں چوٹی کی بندگی مطلوب نہیں ہے؟ کیا اسمِ اکبر راہِ مستقیم سے ہٹ کر ہو سکتا ہے؟ کیا نورِ ہدایت الگ اور خدا کا اسمِ بزرگ الگ ہو سکتا ہے؟ کیا قرآن کی روحانیت اور اسماءُ الحسنیٰ کی روحانیت ایک نہیں ہے؟ کیا انبیا و اولیا (ائمہؑ) علیہم السّلام نے اپنے اپنے وقت میں خاص مومنین کو اسمِ اعظم کی تعلیم نہیں دی تھی؟

۴۱۔

کَلِمَۃُ اللہ (۲)　　اسمِ اعظم:۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرتِ مریم سلامُ اللہ علیہا اسمِ اعظم کی پیداوار اور حجّت کی مثال ہے، مریمؑ کو امامؑ نے اسمِ اعظم دیا، اسم کو کلمہ بھی کہتے ہیں (۴: ۱۷۱) اس کلمہ یعنی اسمِ اعظم میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نور بحدِّ قوّت پنہان تھا، جو مریم علیہا السّلام کے باطن میں کچھ وقت کے بعد بحدِّ فعل جلوہ گر ہو گیا۔ یاد رہے کہ ہر پیغمبر اور ہر امام

کلمۃُ اللہ (اسمِ اعظم) ہوا کرتا ہے، چنانچہ اگر آپ کو اسمِ اعظم عطا ہوا ہے تو بہت زیادہ خیال رکھنا کہ آپ کے باطن میں بحدِّ قوّت امام آگیا ہے، لیکن آپ کو جیتے جی اس میں فنا ہو جانا ہے تاکہ وہ بحدِّ فعل آپ کی رہنمائی کرے۔

۷۴۲

کَلِمَۃُ اللّٰہ (۳) **اسمِ اعظم:-** مریمؑ کی پاک پیشانی میں نہ تو نورِ نبوّت تھا اور نہ ہی نورِ امامت، مگر ہاں نورِ معرفت ضرور جلوہ گر تھا، یعنی اس کو پیغمبر اور امام کے بعد کا درجہ حاصل تھا، وہ ایک حُجّت تھی، جو اہلِ ایمان کی روحانی ترقی کی ایک روشن مثال ہے جو ہر مومن اور مومنہ کے لئے ممکن ہے۔

۷۴۳

کَلِمَۃُ اللّٰہ (۴) **اسمِ اعظم:-**

سورۂ ابراہیم (۱۴: ۲۴) میں پاک کلمہ سے اسمِ اعظم مراد ہے اور پاک درخت کی تاویل نورِ نبوّت اور نورِ امامت ہے، جس میں شجرِ طیّب کی جڑ آنحضرتؐ ہیں، اور اس کی شاخ جو عالمِ عُلوی میں پھل دے رہی ہے وہ امام ہے، کتنی عجیب و غریب، عالیشان اور حکمت آگین مثال ہے کہ جس کے مطابق حضرتِ امامؑ ظاہراً عالمِ جسمانی میں ہے اور باطناً عالمِ علوی میں۔

۷۴۴
کَلِمَۃُ اللّٰہ (۵)

اسمِ اعظم:۔

سورۂ توبہ (۹: ۴۰) میں ہے: وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا۔ اور کلمۃُ اللّٰہ (اسمِ اعظم) ہی سب سے بلند ہے۔ اس کا مبارک اشارہ یہ ہے کہ اسمِ اعظم کا اصل مقام عالمِ علوی ہے لہٰذا جو شخص بحقیقت اس سے وابستہ ہو اس کو یہ بدرجۂ انتہا بلند کرلیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۹۴: ۴) اور ہم نے آپؐ کے لئے آپؐ کے ذکر کو بلند کردیا۔

۷۴۵
کَلِمَۃُ اللّٰہ (۶)

اسمِ اعظم:۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے: وَجَعَلَھَا کَلِمَۃً بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ (۴۳: ۲۸) اور اسی (نورانیت و معرفت) کو ابراہیمؑ اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والا کلمہ چھوڑ گئے تاکہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں۔ کلمۂ باقیہ (اسمِ اعظم) ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کے سلسلۂ اولاد میں جاری و باقی ہے تاکہ ہر زمانے کی قیامت کی وجہ سے لوگ خدا کی طرف رجوع کریں کیونکہ قیامت اسمِ اعظم میں پوشیدہ ہے۔

۴۴۶
کُلِّیَّۃ　**عام قاعدہ، اُصول، پرنسپل:۔**

سورۂ ابراہیم (۳۴:۱۴) میں عنایاتِ خداوندی اور خزائنِ رحمت کا ایک بے مثال کُلیّہ بیان ہوا ہے، اگر اس میں چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو یقین آتا ہے کہ روحانیت اور بہشت میں کوئی نعمت غیر ممکن نہیں، وہ ارشادِ مقدّس و مبارک یہ ہے: وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ۔ اُس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا۔ عوام الناس کو کیا معلوم کہ کون کونسی نعمتیں ممکن الحُصُول ہیں، لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ انبیا و اولیا علیہم السّلام نے لوگوں کے لئے سب کچھ مانگا، کیونکہ وہی حضرات حقیقی نمائندے ہیں، پس کاملین اللہ کے وہ خزانے ہیں جن میں اس نے اہلِ ایمان کو تمام نعمتیں دے رکھی ہیں۔

۴۴۷
کُنْ (۱)　**ھوجا:۔**

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بادشاہی میں سب سے عظیم راز کلمۂ "کُنْ" ہے، جس کے لفظی معنی ہیں: ہوجا، یہ لفظ قرآنِ پاک میں بصیغۂ واحد گیارہ دفعہ آیا ہے، تاہم اس کا تعلق آٹھ مقامات پر فعلِ خدا سے ہے، سورۂ بقرہ (۱۱۷:۲) آلِ عمران (۴۷:۳) آلِ عمران (۵۹:۳) انعام (۷۳:۶) نحل (۴۰:۱۶) مریم (۳۵:۱۹) یٰسٓ (۸۲:۳۶) غافر (۶۸:۴۰)۔

۷۴۸
کُنْ (۲)

ھوجا:

آیۂ کریمہ ہے: بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے جب کوئی کام مقرر ہوتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہو جاتا ہے (۲: ۱۱۷)، یعنی کلمۂ کُن ہی سے عالمِ امر کے آسمانوں اور زمین کا اختراع و ایجاد کیا، اور یہ اس کی ہمیشہ کی سنّت ہے کہ جب بھی کوئی کام مقرر ہو تو فرماتا ہے کہ "ہوجا" تو وہ ہوجاتا ہے۔

۷۴۹
کُنْ (۳)

ھوجا:

وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ کُنْ (ہوجا) اور وہ ہوجاتا ہے (۳: ۴۷) یہ باری تعالیٰ کا وہ قانون ہے جو ہمیشہ عالمِ امر میں جاری و ساری ہے، جس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا، جیسے قول ہے: اوّمش او، اس کے بہت سے معانی ہیں، منجملہ: ازل و ابد کا کوئی سرا نہیں، تم اسی کو رکھو۔

۷۵۰
کُنْ (۴)

ھوجا:

ترجمۂ آیۂ مبارکہ: بیشک خدا کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے کہ خدا نے اسے مٹی سے پیدا کیا پھر اسے حکم دیا کہ ہوجا اور

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

وہ ہوگیا (۵۹:۳)، اِس سماوی تعلیم میں حکمتِ بالغہ کے کئی اشارے موجود ہیں: (الف) ہر انسان کی ظاہری تخلیق عالمِ خلق کے قانون کے مطابق ہے (ب) ہر انسانِ کامل کی باطنی تکمیل عالمِ امر کے قانون کے مطابق ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا کُنْ فرمانا۔

۷۵۱
کُنْ
(۵)

ھوجا۔

ارشاد ہے: وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ اور جس دن وہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے (۷۳:۶) یعنی اللہ جلّ جلالہٗ کے امر سے انسانِ کامل کی انفرادی قیامت میں عالمِ کبیر سے عالمِ صغیر کا وجود بن جاتا ہے (خوب یاد رہے کہ یَقول اور یکون دونوں مُضارِع ہیں)۔

۷۵۲
کنزٌ
(۱)

خزانہ:۔

یہ حدیثِ قدسی مشہور ہے: کنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اُعْرِفَ فخلقتُ الخلق۔ خداوندِ عالم کا پاک ارشاد ہے: میں چھپا ہوا خزانہ تھا سو میں نے چاہا کہ مجھ کو پہچان لیا جائے پس میں نے (اسی مقصد کے لئے) خلق کو پیدا کیا۔
اے نورِ عینِ من! اِس پُراسرار حدیثِ قدسی کو عالمِ ظاہر کی نسبت

سے نہیں بلکہ عالمِ شخصی کے تناظر میں سمجھ لینا، کیونکہ یہ سچ ہے کہ خدا اپنے دوستوں کے عالمِ شخصی ہی میں چھپا ہوا خزانہ تھا پھر حضرتِ ربّ نے ان کو روحانی اور عقلانی طور پر پیدا کیا اور خزانۂ معرفت سے انہیں ہمیشہ کے لئے مالامال فرمایا۔

۷۵۳ کنز (۲)

خزانہ، گنجِ اسرار۔

حدیثِ قدسی ہے: کنتُ کنزًا لا أعرف فأحببتُ ان أعرف فخلقتُ خلقاً فعرّفتهم فبي عرفوني۔ میں ایک ناشناختہ خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میری شناخت ہو سو میں نے ایک خلق کو پیدا کیا اور ان کو اپنا عارف بنالیا پس انہوں نے خود میرے ہی وسیلے سے مجھ کو پہچان لیا۔

اس حدیثِ قدسی کا تعلق بیرونی جہان سے نہیں عالمِ شخصی سے ہے، کیونکہ جب تک مومنِ سالک روحانی طور پر پیدا نہ ہو جائے تب تک اس کے حق میں ربّ العزّت ایک ناشناختہ خزانہ ہے، روحانی تولّد کے بعد ہی عارفین و کاملین دیدار اور معرفت کی لازوال دولت سے مالامال ہو جاتے ہیں۔

۷۵۴ کنزٌ (۳)

خزانۂ معرفت:-

سورۂ ذاریات (۵۱: ۵۶) میں ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (اَیْ لِیَعْرِفُوْنِ) میں نے جنّوں اور آدمیوں کو اسی غرض سے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں (یعنی اسی لئے کہ وہ مجھ کو پہچان لیں) ابنِ عباسؓ نے اِس آیۂ کریمہ کی تفسیر اسی طرح سے فرمائی ہے (المعجم الصّوفی، ص ۱۲۶۷)۔

۷۵۵ کنزٌ (۴)

گنجِ اسرارِ معرفت:-

عن عائشۃ، سُئِلَ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم من اعرف الناس بربّہ، قال: اعرفھم بنفسہ۔ حضرتِ عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا: لوگوں میں ربّ کا سب سے بڑا عارف کون ہے؟ آن حضورؐ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے آپ کو پہچاننے والوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ (المعجم الصّوفی، ص ۱۲۶۱) یہ سچ ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت عالمِ شخصی ہی میں ہے۔

۷۵۶ کنزٌ (۵)

صفاتِ حق تعالیٰ نورِ مطلق:-

حضرتِ داؤد علیہ السّلام نے کہا: یارب تُو نے خلق کو کس غرض

سے پیدا کیا ہے، خدا نے فرمایا: كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِكَیْ اُعْرَفَ۔ میں ایک پنہان خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو پس میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ مجھ کو پہچان لیں (احادیثِ مثنوی) اس ارشاد کا تعلق عالمِ شخصی اور اہلِ معرفت سے ہے۔

ربِ کریم نے اپنی ذاتِ پاک کی تمثیل گنجِ پنہان سے اس لئے دی تاکہ ہر عارف اس خزانۂ ازل کو عالمِ شخصی ہی میں حاصل کرے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ۔ جو شخص خدا ہی کا ہو جاتا ہے تو خدا بھی اسی کا ہو جاتا ہے، یعنی جو معرفت کو حاصل کرتا ہے وہ خود گنجِ معرفت ہو جاتا ہے۔

۷۵۷ کنزٌ (۲)

ایک خزانہ، بہشت کا ایک خزانہ:

ارشادِ نبوی ہے: اِنَّ قَوْلَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ، كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ، وَهُوَ شِفَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً اَوْلَهَا الْهَمَّ۔ کوئی شک نہیں کہ قول "لاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ العلیّ العظیم" بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، اور یہ ننانوے ۹۹ بیماریوں کی دوا ہے ان میں سے پہلی بیماری غم ہے۔ (دعائم الاسلام، وجہِ دین، اور چند کتبِ احادیث)۔

۷۵۸
کنزاً　**خزانہ، گنجِ مخفی، چھپا ہوا خزانہ:۔**

پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: یا علی انّ لک کنزاً فی الجنّۃِ و انّک ذو قرنیھا۔ اے علی بیشک تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ حاصل ہے اور تو جنّت کا ذوالقرنین (یعنی ہمہ گیر بادشاہ) ہے۔ (المستدرک)۔ بہشت میں بہت سے خزانے ہو سکتے ہیں، لیکن آنحضرتؐ کی یہ بشارت جو جنّت کے ذوالقرنین کے لئے ہے وہ سب سے بڑے خزانے سے متعلق ہے، اور وہ سب سے عظیم اور بیمثال خزانہ جس کی تعریف و توصیف کے لئے مناسب الفاظ نہیں ملتے وہ سیم و زر اور لعل و گوہر کا ہرگز نہیں بلکہ یہ کنزِ مخفی ہی ہے، جو علیؑ اور اس کے دوستداروں کے نام پر ہے، اس گنجِ اسرارِ ازل و ابد کی خصوصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو جائے وہ اپنے آپ کو یہی خزانہ پاتا ہے۔

۷۵۹
کُوْنُوْا　**ھوجاؤ:۔**

قرآنِ حکیم کی ہر آیت بجائے خود ایک صحیفۂ حکمت بھی ہے اور ایک قطعی حکم بھی ہے، چنانچہ خداوندِ قدوس کے اس امر میں بہت سے مذہبی اور سائنسی سوالات کے لئے جوابِ شافی موجود ہے، وہ ارشاد یہ ہے: قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (۱۷: ۵۰) (اے رسولؐ،

کہہ دو کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔ یاد رہے کہ قرآنِ حکیم میں بدونِ حکمت کوئی بات ہے ہی نہیں، لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ روح اور مادّہ الگ الگ نہیں بلکہ دونوں ایک ہی شی کی دو صورتیں ہیں۔

يؤتي الحكمة من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد أوتي خيرا كثيرا

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ اللّام

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

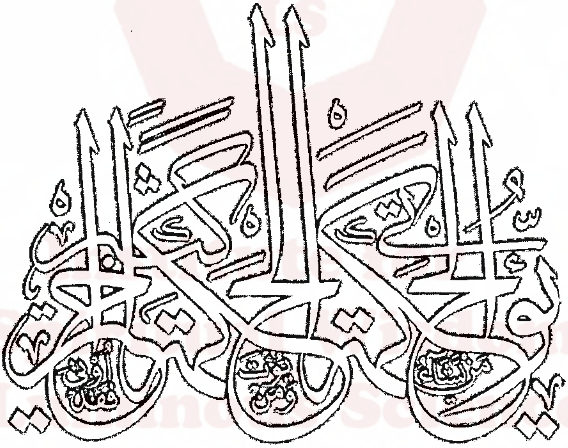

Knowledge for a united humanity

۷۶۰
لَاتَقۡنَطُوۡا

مایوس نہ ہوجاؤ:-

لَاتَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ (۵۳:۳۹) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ۔ خدا کی رحمت رسولؐ کے بعد امامِ زمانؑ ہے (الجوالۂ روح اللہ)۔

۷۶۱
لاریب
(۱)

شک نہیں:-

ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَارَيۡبَ فِيۡهِ۔ وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں۔ وہ اساس ہے (۲:۲؛ ۱۰:۳۷)۔

۷۶۲
لَارَیۡب
(۲)

شک نہیں، یعنی یقین ہے:-

روزِ قیامت کے بارے میں بارہا یوں ارشاد ہُوا ہے: لَارَيۡبَ فِيۡهِ۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں (یعنی اس میں یقین ہی یقین ہے)شاید کوئی ہوشمند حکمت کو سمجھنے کی خاطر کوئی ایسا سوال کرے کہ آیا یہ حکم عقیدۂ قیامت سے متعلق ہے؟ حالانکہ بعض لوگ اس کے معتقد بھی نہیں، اور جن کو اعتقاد ہے، ان کی اکثریت بلکہ سب نے ہنوز قیامت کو نہیں دیکھا، پھر ان کو یقین کیسے ہُوا؟

جواب: روزِ قیامت حضرتِ مولا علیؑ ہے اور علیؑ زمانؑ وہی مرتبہ رکھتا ہے، جیسا کہ مولا کا مبارک ارشاد ہے: اَنَا السَّاعَةُ الَّتِیۡ لِمَنۡ كَذَّبَ

بِهَا سَعِیْرًا۔ یعنی میں وہ ساعت (قیامت) ہوں کہ جو شخص اس کو جھٹلائے اور اس کا منکر ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہے، اور اس ساعت سے مراد روزِ قیامت ہے (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم ص ۲۰۰ منقبت ۲۷)۔

۷۶۳
لَارَیْبَ
(۳)

شک نہیں، یعنی یقین ہے۔

"لَارَیْبَ فِیْہِ" کی حکمت: لَارَیْبَ، شک نہیں، فیہ، اُس میں، مراد علیؑ یا علیؑ زمانؑ کے باطن میں شک نہیں، جبکہ عارف اس کی روحانیت و نورانیت میں داخل ہو جاتا ہے یا اس کا نور خود عارف کے باطن میں طلوع ہوتا ہے تو اس وقت تمام شکوک و شبہات زائل ہو جاتے ہیں، پھر یقین ہی یقین کا عالم ہوتا ہے، الغرض لَارَیْبَ فِیْہِ میں شک کی مذمت اور یقین کی تعریف کے ساتھ ساتھ یہ اشارہ بھی ہے کہ اہلِ ایمان امامِ زمانؑ کی باطنی معرفت میں داخل ہو جائیں۔

۷۶۴
لَارَیْبَ
(۴)

شک نہیں، یعنی یقین ہے۔

سورۂ بقرہ کے شروع میں بہت بڑی بنیادی حکمت حجابِ تنزیل میں مستور ہے: الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ۔ الف، لام، میم، وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ یعنی قرآنِ ناطق، جس کی باطنی

معرفت میں داخل ہو جانے کے بعد یقین کے جملہ خزانے مل جاتے ہیں، جیسے مولا نے فرمایا: انا ذالك الکتٰب لاریب فیہ۔ میں وہ کتابِ ناطق ہوں جس میں کوئی شک نہیں۔ (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت ۲۸)۔

۷۶۵ لامکان (۱)

عالمِ روحانی:۔

عالمِ لامکان، وہ جہان جس میں مادّی جگہ نہیں، جیسے عالمِ خواب یا عالمِ خیال، جس میں جگہ کا تصور تو ہوتا ہے لیکن اس کی مادّیت و جسمانیت نہیں ہوتی، اور اسی طرح عالمِ روحانیت ہے جو عالمِ لامکان ہے، اور وہی درجۂ کمال پر بہشت ہے۔

۷۶۶ لامکان (۲)

عالمِ روحانی:۔

جسم کو الگ اور روح کو الگ دیکھنا ہے تو یہ مکانی ہے اور وہ لامکانی، اور اگر ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا ہے تو کامل عالمِ شخصی کو دیکھو، بہشت دراصل عقل و جان ہونے کی وجہ سے لامکانی ہے، لیکن کائناتی روح کی وجہ سے ارض و سماء سے مربوط ہے (۳:۱۳۳، نیز ۵۷:۲۱)۔

۷۶۷
لامکان (۳)

عالمِ روحانی:-

جو لامکان ہے، وہی ایک اعتبار سے لازمان بھی ہے، کیونکہ مکان یعنی آسمان کی گردش ہی سے زمان بنتا ہے، اور جہاں مکان نہ ہو وہاں زمان بھی نہیں، جیسے بہشت میں زمانۂ ماضی نہیں، زمانۂ مستقبل نہیں، اور ایسا زمانۂ حال بھی نہیں جو بڑی سرعت کے ساتھ گزر رہا ہو، مگر زمانِ ہمیشگی (خُلُود) ہے (۵۰:۳۴)۔

۷۶۸
لامکان (۴)

عالمِ روحانی:-

لامکان سے عالمِ عُلوی مراد ہے جو مکان و زمان سے ماورائے ہے، جی ہاں، وہی بہشت ہے، جس میں مکان و زمان کا روشن تصوّر آپ کی چاہت کے مطابق ہوتا ہے، آپ جس جگہ، جس وقت، اور جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں، صرف وہی چیز سامنے آتی ہے، اور باقی چیزیں غائب ہی رہتی ہیں۔

۷۶۹
لاینفع

جو چیز فائدہ نہ دے:-

رسولِ خداؐ کی ایک پُر حکمت دعا یہ بھی تھی: اللّٰھمّ انّی اعوذبک من الاربع: من علمٍ لاینفع، وقلبٍ لایخشع ونفسٍ لا تشبع، ودعاءٍ لایسمع۔ اے اللہ میں چار چیزوں سے تیرے

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

پاس پناہ لیتا ہوں: غیر مفید علم سے، ایسے دل سے جس میں (خدا کا) خوف نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو (مستدرک، کتاب العلم) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو علم کا دعویٰ کرتے ہیں، درحالے کہ ان کا علم غیر مفید ہے۔

لِباس (۱) **پوشاک، لباس۔**

سورۂ اعراف (۷: ۲۶) میں دیکھ لیں: اے بنی آدم ہم نے تم پر پوشاک نازل کی کہ تمہارا ستر ڈھانکے اور زینت کے کپڑے (ریشاً۔ جسمِ لطیف) اور پرہیزگاری کا لباس اور یہ سب لباسوں سے بہتر ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں تین قسم کے لباس کا ذکر آیا ہے: جامۂ ظاہر، جامۂ جسمِ لطیف اور جامۂ روحِ لطیف یا لباسِ تقویٰ جو سب سے اعلیٰ ہے۔

ہم میں سے کسی نے خواب دیکھا کہ وہ بہت اچھے صاف ستھرے لباس میں ملبوس ہے تو یہ اس کے لئے "لباسِ تقویٰ" کا اشارہ ہے، اس کے برعکس پھٹے پرانے یا گندے کپڑے یا عریانی اس بات کی علامت ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔

۷۷۱
لِباس
(۲)

لباسِ تقویٰ:۔

لباسِ تقویٰ کی سب سے اعلیٰ مثال یہ ہے کہ کوئی عالی ہمت مومن گنجِ ازل کی بلندی تک پہنچ جائے اور وہاں اس کو سب سے بڑا دیدار ہو، یہ پاک دیدار مرتبۂ فنائیت، عالمِ وحدت اور یک حقیقت ہے، لہٰذا اس میں تمام معانی جمع ہیں، اور ایک معنی بموجبِ مَنْ عَرَفَ یہ ہے کہ اُس عارف نے اپنے آپ کو لباسِ تقویٰ میں پہچان لیا۔

۷۷۲
لِباس
(۳)

بہشت کے ریشمی لباس:۔

سورۂ حج (۲۲: ۲۳) اور سورۂ فاطر (۳۵: ۳۳) میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اہلِ جنّت کے لباس ریشمی ہوں گے۔ ان سے اجسامِ لطیف مراد ہیں، جو مومن جنّوں، پریوں یا فرشتوں کی طرح ذی عقول ہیں، ریشم اور جسمِ لطیف کی مشابہت کا حال یوں ہے کہ جب ریشم کا کیڑا پروانہ بن جانے کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے اسی وقت وہ اپنے باطن سے ریشم کا تار نکالنے لگتا ہے، اسی طرح جب انسانِ کامل بشر سے فرشتہ بن رہا ہوتا ہے، اور قبضِ روح کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو ایسے میں اس کی ہزاروں کاپیاں بنائی جاتی ہیں، یہ ہیں اجسامِ لطیف یا فرشتے یا بہشت کے ریشمی لباس۔

۷۷۳
لحمِ طیر (۱) **پرند کا گوشت:۔**

بہشت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت پرندوں کا گوشت ہے، جیساکہ سورۂ واقعہ میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَلَحۡمِ طَيۡرٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ۔ اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے (۵۶:۲۱) اس کی تاویلی حکمت یہ ہے کہ بہشت میں دنیا کی کثیف غذائیں نہیں ہیں، لہٰذا پرندوں کا گوشت اس حقیقت کی مثال ہے کہ اہلِ بہشت کو بڑی پاکیزہ روحوں اور فرشتوں کا دیدار حاصل ہوگا، جس سے سب بیحد محظوظ و مسرور ہوں گے، اور ان کو ازلی و ابدی وحدت و یک حقیقت کا علم ہو جائے گا، جس سے بیگانگی کا تصور ختم ہو جائے گا، اور ہر فرد کو یقین کر لینا ہوگا کہ وہ ایک کُلّ ہے اور باقی سب اس کے اجزاء ہیں۔

۷۷۴
لحمِ طیر (۲) **روحوں اور فرشتوں کا دیدار:۔**

مومنین و مومنات میں سے ہر فرد منجملۂ کُلّیّات ایک کُلّ ہے تو یہ کتنی عجیب و غریب اور کتنی عظیم حکمت ہے پس بہشت میں ہر شخص اللہ کی رحمت سے رفتہ رفتہ ارواح و ملائکہ کو اپنی ہستیٔ کُلّ کے اجزا قرار دیتا جائے گا، تا آنکہ مرتبۂ حق الیقین پر اسرارِ معرفت منکشف ہو جائیں، یہ ہے جنّت میں پرندوں کا گوشت کھانے کی تاویل، الحمدللہ۔

۷۷۵
لِسان (۱)

زبان:-

ہر زبان قدرتِ خدا کی نشانیوں میں سے ہے، جیساکہ سورۂ رُوم (۳۰:۲۲) میں ارشاد ہے: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے، نیز تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بے شک اس میں اہلِ علم کے لئے نشانیاں ہیں ۔۳۰:۲۲)۔ پس زبانوں کی تخلیق اور گوناگونی اللہ کی طرف سے ہے، اور اس میں بھی قدرتی حسن و جمال کے بے شمار مناظر ہیں، جیسے آسمان کے ستارے، زمین کے خوبصورت نظارے، اور انسانوں کے چہرے۔

۷۷۶
لِسان (۲)

زبان:-

یہ بھی روحانی سائنس کا ایک زبردست انکشاف ہے کہ ہر آسمانی کتاب کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، مثال کے طور پر قرآن کا ظاہر یعنی تنزیل جو عربی میں ہے، اور باطن یعنی تاویل جو دنیا بھر کی تمام زبانوں میں ہے، اور ایسا ہونا قرآن کا سب سے بڑا عالمگیر معجزہ ہے، جیساکہ ارشادِ قرآنی کا ترجمہ ہے: اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کو بیان (یعنی تاویل) کرے (۱۴:۴)۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۷۷۷
لِسان (۳) — **زبان:-**

سورۂ اعراف میں ارشاد ہے: قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا۔ آپ فرمایئے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف (۷: ۱۵۸) اس حکم سے یہ ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں، اس لئے آپؐ رحمتِ عالم (۲۱: ۱۰۷) کی مرتبت میں باطناً ہر زبان میں بول سکتے تھے۔

۷۷۸
لِسان (۴) — **زبان:-**

اَلْمُنْجِدُ (عربی ۔ اُردو)، ص ۱۰ پر ایک حدیث شریف درج ہے، جس کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہلِ جنّت کی زبان عربی ہے۔ بیشک میرا ایمان ہے کہ جنّت کی سب سے اعلیٰ اور مرکزی زبان عربی ہے (دیکھئے جلال الدین سیوطی کی کتاب جامع الاحادیث، ص ۱۳۳ پر بھی) لہٰذا تمام مومنین و مومنات نہ صرف عربی میں گفتگو کرسکیں گے، بلکہ قرآن و حدیث کی باطنی حکمتوں سے بھی مستفیض ہو جائیں گے، تاہم عقل باور کرتی ہے کہ بہشت میں ذیلی طور پر بے شمار زبانوں کا رواج ہے جس کی شہادت ایسی قرآنی آیات میں موجود ہے، جو جنّت میں ہر

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دلپسند نعمت موجود و مہیّا ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۷۷۹
لِسان
(۵)

زبان:

سوال: ذرا یہ تو بتا دیں کہ بہشت میں کیا کیا نعمتیں ہیں یا ہوں گی؟
جواب: کوئی ایسی نعمت نہیں جو بہشت میں نہ ہو، آپ جن جن نعمتوں کو چاہتے ہیں، وہ سب کی سب بہشت میں مل جانے والی ہیں، مثلاً آپ اگر اپنی زبان کے بارے میں ہر بات کو جاننا چاہتے ہیں تو یہ اس طرح ممکن ہے کہ وہاں خدا کے پاس تمام چیزوں کے خزانے ہیں، جن میں علم کے خزانے بھی ہیں (۱۵: ۲۱) زبانوں سے متعلّق حقیقی معلومات بھی ہیں، اقوامِ عالم کی سچّی تاریخ بھی ہے۔

۷۸۰
لِسان
(۶)

زبان:

جب اللہ تعالیٰ کسی زبان کو وجود دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے کلمۂ کلّ کو پیدا کرتا ہے، یہ گویا اس زبان کے بے شمار الفاظ کا آدم ہے، پھر اسی کلمے سے حوّا کی مثال پر دوسرا کلمہ پیدا کرتا ہے، اور ان دونوں سے دیگر لفظوں کی بہت سی شاخیں بنا بنا کر ایک زبان کو مکمّل کرتا ہے۔

۷۸۱
لَفِیف

لپٹا ہوا، سمٹا ہوا۔

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷: ۱۰۴) میں ارشاد ہے: پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو لپیٹ کر لے آئیں گے۔ اہلِ زمانہ کے نفوس نفسِ واحدہ سے پھیلائے گئے تھے، پھر ان کو نفسِ واحدہ ہی میں لپیٹ کر آخرت کی طرف لیا جاتا ہے، یعنی جس شخصِ کامل پر قیامت گزرتی ہے اسی میں سب لوگ فنا ہو جاتے ہیں، اور اسی کے وسیلے سے شخصِ واحد بن کر سب خدا کے پاس جاتے ہیں۔

۷۸۲
لِقَآء (۱)

ملنا، ملاقات کرنا۔

قرآنِ حکیم میں خدائے بزرگ و برتر کی پاک ملاقات سے متعلّق متعدد آیاتِ کریمہ وارد ہوئی ہیں، یہاں یہ سوال بیحد ضروری ہے کہ آیا یہ ملاقات دیدار کے معنی میں ہے؟ جی ہاں، کیا دنیا میں بھی ربّ العزّت کا دیدار ہو سکتا ہے یا صرف آخرت میں ممکن ہے؟ اگر دنیا کی زندگی میں کوئی دیدار ممکن نہ ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا: اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا (۱۷: ۷۲)۔

۷۸۳
لِقَآء (۲)

ملنا، ملاقات کرنا۔

اے نورِ عینِ من! آپ سورۂ نجم (۵۳: ۱۱) میں غور سے دیکھ لیں

کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دل کی آنکھ سے اپنے ربّ کو دیکھا تھا، اور یہ سب کے لئے آنحضرتؐ کی طرف سے عملی ہدایت ہے، کیونکہ اصل ہدایت وہ ہے جس کے پیروِ منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں، اور اہلِ ایمان کے لئے ایسی آخری منزل خدا ہی ہے پس پروردگارِ عالم کی ملاقات حق ہے۔

۷۸۴
لقمان

لقمانِ حکیم:-

حضرتِ لقمان اور حضرتِ داؤد علیہما السّلام ہمعصر تھے (کتابِ سرائر، ص ۱۸۹، جعفر بن منصور الیمن)۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ لقمانؑ کی طرف وحی بھیجی اور یہ ارشاد فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ طالوت کے بعد تم کو بنی اسرائیل پر خلیفہ بنا دوں، تو اُس نے درخواست کی: اگر میرے پروردگار کو گستاخی نہ ہو تو وہ مجھے اس سے معاف رکھے کیونکہ میں خواہشِ نفس اور خودغرضی سے ڈرتا ہوں، اور اگر ارادۂ الٰہی کا نفاذ ضروری ہے تو میں اس کے حکم اور فیصلے کے لئے صبر کروں گا، پس خدا نے اس سے خلافت کو پھیر دیا اور حضرت داؤدؑ کو عطا کردی اور اس نے قبول کر لی (مذکورہ صفحہ)۔

۷۸۵

لِلقَلبِ اُذُنَان　　دل کے دو کان ہیں۔

کتابُ الشّافی، جلد چہارم باب ۲۳۷ میں ہے: مَا مِنْ قَلْبٍ اِلَّا وَلَہٗ اُذُنَانِ، عَلیٰ اِحْدَاھُمَا مَلَکٌ مُرْشِدٌ وَعَلَی الْاُخْرٰی شَیْطَانٌ مُفَتِّنٌ۔ ہر دل کے دو کان ہوتے ہیں ایک میں ہدایت کرنے والا فرشتہ بات کہتا ہے اور دوسرے میں فتنہ پرداز شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔

۷۸۶

لِواءُ الحمد　　حمد کا جھنڈا۔

ارشادِ نبوی ہے: إنّ لِلّٰہِ عزّ وجلّ لِواءً من نور وعمودًا من نور خلقھا قبل أن یخلق الدّنیا بألف عام مکتوب علیٰ ذالک اللّواء: أنا اللّٰہ لا الٰہ الّا أنا، محمّد عبدی ورسولی الیٰ خلقی وآلِ محمّد خیر البریّۃ۔
بیشک خدائے عزّ وجلّ کا ایک علَم ہے جو نور سے ہے اور اس کا دستہ بھی نور سے ہے جس کو اللہ نے آفرینشِ دنیا سے ایک ہزار سال قبل پیدا کیا، اُس علَم پر یہ تحریر ہے: میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمّد میرا بندہ ہے اور میری خلق کی طرف میرا رسول ہے اور آلِ محمّد بہترینِ خلائق ہیں (شرح الاخبار، جُزء ۱۰، ص ۴۷۲)
لِواء الحمد / لِوائے عقل، یعنی نورِ عقل۔

۷۸۷
لُوط

ایک نبی کا نامِ نامی ھے، یہ حضرتِ ابراھیمؑ کے بھائی کے بیٹے تھے۔

سورۂ انبیاء (۲۱:۷۱) میں ہے: وَنَجَّیۡنٰہُ وَلُوۡطًا اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا لِلۡعٰلَمِیۡنَ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو ایسی سرزمین کی طرف بھیج کر نجات دی جس میں ہم نے جہانوں (عوالمِ شخصی) کے لئے برکت رکھی ہے۔ دنیائے ظاہر میں کوئی ایسا ملک یا شہر نہیں، جس میں کُل جہانوں کے لئے برکت ہو، پس یہ حقیقت ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کی عنایتِ بے نہایت سے حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ لوط علیہما السّلام زمینِ نفسِ کُلّی تک رسا ہو گئے، جس میں تمام عوالمِ شخصی کے لئے رحمت رکھی ہوئی ہے۔

۷۸۸
لَوۡلَاکَ

اگر تُو نہ ھوتا۔

حدیثِ قدسی ہے: لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ۔ اے رسولؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں (یعنی کائنات) کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اللہ کے ایسے محبوب پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا: اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ۔ (اے علی) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں (صحیح بخاری، جلد دوم کتاب الانبیاء، باب ۳۹۱)۔

بابُ الميم

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

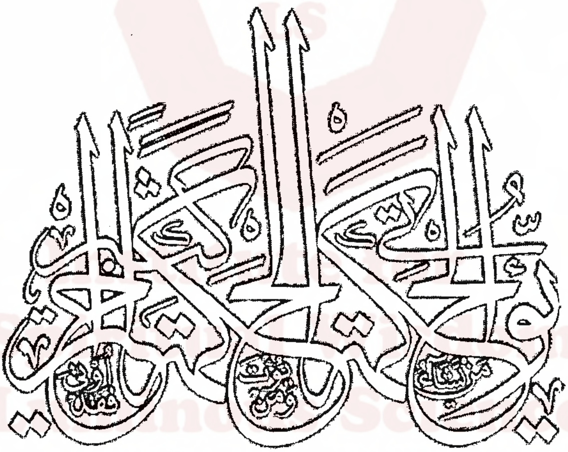

ISW
Knowledge for a united humanity

۷۸۹
مَاتَ

مرگیا:۔

حدیث شریف ہے: مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ۔ ترجمہ: جو شخص مرگیا اس کی قیامت برپا ہوگئی۔ تشریح: جو مومن سالک جسمانی موت سے پہلے نفسانی طور پر مرجاتا ہے اس کی ذاتی (روحانی) قیامت برپا ہوجاتی ہے (احیاء العلوم، جلد چہارم، صبر کی فضیلت، ص ۹۱)۔

۷۹۰
مَاء
(۱)

پانی:۔

تاویلاً علم، اس آیۂ مبارکہ کو سورۂ نور (۲۴: ۴۵) میں پڑھ لیں: اور اللہ نے ہر چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا (یعنی ذکر و عبادت سے چلنے والے کو علم سے پیدا کیا) کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے (کسی کا ذکر باطنی کیفیت میں ہے معیّن الفاظ میں نہیں)، تو کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر چلتا ہے (یعنی کسی کا ذکر دو اسموں میں ہے تو کسی کا چار اسماء میں)۔

۷۹۱
مَاء
(۲)

پانی:۔

نورِ ہدایت کے آسمان سے ہمیشہ روحانی علم کا پانی برستا رہتا ہے، جیسا کہ سورۂ فرقان (۲۵: ۴۸) میں ارشاد ہے: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

مَآءً طَهُوْرًا۔ اور ہم ہی نے آسمان سے بہت پاک اور ستھرا پانی برسایا۔ پانی تو بہت دور کی نہروں سے بھی آتا ہے، لیکن اس پانی کی کوئی ایسی تعریف نہیں کی گئی۔

۷۹۲
مُبَارَك (۱)
برکت والا۔

قرآن جو خداوندی خیر و خوبی کا مخزن اور بخشش و نعمت کا مرکز ہے (۹۲:۶) جس کی آیات میں بار بار غور و فکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی روحانی اور عقلی (علمی) برکتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں (۳۸: ۲۹) قرآنِ صامت کی باطنی برکتیں اس وقت حاصل ہونے لگتی ہیں جبکہ کوئی نیک بخت مومن قرآنِ ناطق کو پہچان لیتا ہے، کیونکہ یہ کلامُ اللہ کا نور اور معلّم ہے۔

۷۹۳
مُبَارَك (۲)
برکت والا۔

اسی کتاب (ہزار حکمت) میں عنوانِ "علم" کے تحت دیکھیں کہ ہر چیز کے ظاہر و باطن میں علم ہے، چنانچہ قرآنِ پاک میں بہت سے مقامات پر برکۃ کا ذکر آیا ہے، جس کا آخری اور خاص مطلب عقلی اور علمی برکت ہے، کیونکہ علم عقل کی روشنی ہے، اور عقل بفرمودۂ حدیثِ قدسی خدا کی محبوب ترین مخلوق ہے جو اللہ کے کسی محبوب میں

پیدا کی جاتی ہے، پس علم میں سب سے بڑی عزّت بھی ہے اور حُبِّ الٰہی کی خوشبو بھی ہے۔

۷۹۴ مُبارَک (۳)

برکت والا۔

سورۂ مومنون (۲۹:۲۳) میں ایک بڑی پُر حکمت نمائندہ دعا ہے: اور دعا کرو کہ اے میرے ربّ تُو مجھ کو بابرکت جگہ میں اُتارنا اور تُو تو سب اُتارنے والوں سے بہتر ہے۔ مُردہ قبر را کی اُن تِکُ لوپسوم عاشقے روح + دوستے جسم لوٗ ڈُکوٗر ثھاگنے زِندَولوٗ ہُرُٹ۔ ترجمہ: اے روحِ عاشق! مُردہ قبر میں داخل نہ ہو جا تیری شان مٹی میں رہنے کے لئے نہیں، تو محبوب کے جسم لطیف میں زندہ ہو جا اور ہمیشہ کے لئے اسی زندۂ جاوید میں جاگزین ہو جا۔ پس ہماری ارواح کے لئے بابرکت جگہ حضرتِ امام علیہ السّلام کا کوکبی بدن ہے۔

۷۹۵ مِثْلَهُمْ

اُن کی مثال۔

. . . اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ۔ کہ ان کی مثال پیدا کرے۔ یعنی جسمِ مثالی جو جُثّۂ ابداعی ہے، پس بہشت میں جسمِ خاکی نہ ہوگا، جسمِ فلکی ہوگا (۳۶: ۸۱)۔

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۷۹۶
مِثْلَهُنَّ　**انہی کے مانند:۔**

سورۂ طلاق کی آخری آیت میں ارشاد ہے: اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ خدا ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین کی قسم سے بھی انہی کے مانند (۶۵: ۱۲) یعنی ہر آسمان کے تحت ایک زمین ہے، اسی طرح سات آسمان اور سات زمین ہیں، جن کی معرفت عالمِ دین اور عالمِ شخصی میں یوں ہے کہ صاحبانِ ہفت ادوار سات آسمان ہیں اور ان کے ہفت الواب سات زمین۔

۷۹۷
مثیلِ ہارون　**ہارون جیسا:۔**

آنحضرتؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا: یا علی أنت منّی بمنزلة هارون من موسیٰ إلّا أنّه لا نبیَّ بعدی۔ اے علی تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے ہارونؑ کا مرتبہ موسیٰؑ سے تھا، مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد اور کوئی پیغمبر نہیں (شرح الاخبار، جزء ۱۰، ص ۱۷۷) صاحبِ جوامع الکلم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد کا اشارۂ حکمت یہ ہے کہ ہم اور آپ قرآنِ حکیم کے آئینۂ مظہریتِ ہارونی میں حضرتِ مولا علیؑ کو بھی دیکھیں۔

۷۹۸
مَجۡذُوۡذٍ　　**مُنقطع، کاٹا ہوا۔**

غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ، غیر منقطع، لازوال، ازلی و ابدی، سورۂ ھود (۱۰۸:۱۱) میں دیکھیں کہ باسعادت لوگ بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ رہتے ہیں: عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ۔ یہ وہ بخشش ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔ یہاں یہ اشارہ موجود ہے کہ انسانی روح کا بالائی سرا یا انائے علوی ہمیشہ بہشت میں ہے، کیونکہ وہ خدا کے نور کا ازلی عکس ہے، لہٰذا وہ ہر جا حاضر ہے۔

کائنات و موجودات کی ہر چیز ہمیشہ ایک دائرے پر گردش کر رہی ہے (۳۳:۲۱؛ ۴۰:۳۶) چنانچہ بہشت کی لاتعداد و لامحدود نعمتیں ایک ایسے دائرے پر واقع ہیں جس کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔

۷۹۹
مَحَبَّۃً مِّنِّیۡ　　**خدائی محبّت۔**

وَاَلۡقَیۡتُ عَلَیۡكَ مَحَبَّۃً مِّنِّیۡ (۳۹:۲۰) اللہ پاک نے حضرتِ موسیٰؑ سے فرمایا: اور میں نے تجھ پر اپنی محبّت کا پرتو ڈالا۔ یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ پیغمبر اور امام علیہما السّلام سے محبّت کرنا واجب ہے، کیونکہ ان کی مبارک ہستی شروع ہی سے محبّتِ الٰہی کی مظہر ہوتی ہے۔

لفظ	معنی و حکمت
۸۰۰ مَحْجُوْبُوْن	**روکے ہوئے، منع کئے ہوئے:۔** سورۂ تطفیف (۱۵:۸۳) میں دیکھ لیں: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۔ ہرگز ایسا نہیں، یقیناً یہ لوگ اُس روز اپنے ربّ کے دیدار سے محروم رکھے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بعض لوگوں کو ربِّ کریم کا پاک دیدار ہوگا۔
۸۰۱ مُحَمَّدْ	**تعریف کیا ہوا، سراہا ہوا۔ اسمِ مفعول:۔** سیّد المرسلین، خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اسمِ گرامی، حضورِ اکرمؐ کا نامِ نامی قرآنِ حکیم کے چار مقامات پر ظاہر ہے: (۱) آلِ عمران (۱۴۴:۳) (۲) احزاب (۴۰:۳۳) (۳) سورۂ محمد (۲:۴۷) (۴) فتح (۲۹:۴۸)۔ لفظِ محمّد کا مادّہ "حمد" ہے، جو عقلِ کُل کے ناموں میں سے ہے، اس کی تاویل یہ ہے کہ آنحضرتؐ مظہرِ عقلِ کُلّ ہیں، ہر عالمِ شخصی میں نورِ محمّدی سب سے مقدم ہے۔
۸۰۲ مَدَّ الظِّلَّ	**سایہ کو پھیلا دیا:۔** کیا تم نے اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر سایہ کو پھیلا دیا، اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرا ہوا کر دیتا، پھر ہم نے آفتاب

کو اس کا رہنما بنا دیا، پھر ہم نے اس کو آسانی سے اپنی مُٹھی میں لے لیا (۲۵: ۴۵-۴۶)، یہاں سایہ مثال ہے، اس کا ممثول عالمِ باطن ہے، جس کو خداوندِ قدّوس کائنات بھر میں پھیلاتا بھی ہے، لپیٹتا بھی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ہمیشہ پھیلا ہوا رکھ بھی دیتا ہے، اور یہ آفتابِ عقل ہی کی روشنی میں ہے۔

۸۰۳
مِدْرَارًا بہت برسنے والا، آسمانِ روحانیت:۔

سورۂ انعام (۶: ۶) سورۂ ھود (۱۱: ۵۲) اور سورۂ نوحؑ (۷۱: ۱۱) میں آپ کو خوب غور سے دیکھنا ہوگا تاکہ اس حقیقت کا یقین حاصل ہو کہ خدا اپنے خاص بندوں پر علمِ لَدُنّی کا بہت برسنے والا آسمان بھیج سکتا ہے: یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا۔

۸۰۴
مدینۃ العلم علم کا شہر:۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَأْتِ الْبَابَ۔ آن حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے پس جو شخص علم کو چاہتا ہو اس کو لازم ہے کہ شہر کے دروازہ سے داخل ہو جائے۔ (شرح الاخبار، ج ۱، ص ۸۹) یعنی جو شخص علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین

کے خزانوں کو چاہتا ہو، تو اس کے لئے یہ امر ضروری اور لازمی ہے کہ علیٔ زمان علیہ السّلام کی بےمثال ہدایات کی روشنی میں چل کر علمِ نبیؐ کے شہر میں داخل ہو جائے۔

۸۰۵ مَرَّتَیۡنِ (۱)

دو دفعہ، مراد دو دفعہ پیدا ہونا۔

انسانِ کامل کا پہلا سفر اسرافیل اور عزرائیل علیہما السّلام کی منزل تک ہے، جہاں وہ بار بار مر کر زندہ ہو جاتا ہے اور اسی عمل کے ساتھ اس کی ذاتی قیامت شروع ہو جاتی ہے۔ اور دوسرا سفر عالمِ عُلوی تک ہے جہاں اُس پر فنافی اللہ و بقا باللہ کا سب سے عظیم معجزہ گزرتا ہے، اسی معنیٰ میں وہ دو دفعہ پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام کا ارشاد ہے:۔
لَنۡ یَّلِجَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ مَنۡ لَّمۡ یُوۡلَدۡ مَرَّتَیۡنِ۔ جو شخص (مرتبۂ روح اور مرتبۂ عقل پر) دو دفعہ پیدا نہ ہو جائے وہ ہرگز آسمانوں کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا ہے (احادیثِ مثنوی)۔

۸۰۶ مَرَّتَیۡنِ (۲)

دو دفعہ۔

بحوالۂ سورہ: ۱۷، آیت: ۴، دو دفعہ زمین میں فساد کی تاویلی حکمت ہے: دو مرتبہ عالمِ شخصی کی زمین میں بگاڑ، پہلی دفعہ روحانی تعمیر

کے لئے اور دوسری دفعہ عقلانی ترقی کے لئے، یہی ہے دو دفعہ مر جانا اور دو دفعہ پیدا ہو جانا (۴۰:۱۱)۔

۸۰۷ مریم (۱) دخترِ عمران:۔

وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ عِمۡرَانَ الَّتِيٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا (۶۶:۱۲)
اور دوسری مثال مریم دخترِ عمران کی ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی (پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی)۔ یعنی اس نے اپنے کانوں کو اغیار کی باتوں سے محفوظ رکھا، تب ہی ان کی سماعت نفخۂ روح القدس کے قابل ہو سکی۔

۸۰۸ مریم (۲) عمران کی بیٹی:۔

اور وہ خاتون جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی، ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو عالمین کے لئے نشانی بنا دیا (۲۱:۹۱) یعنی حجّت جس نے اپنی سماعت کو باطل باتوں سے محفوظ رکھا، اور خدائی روح اس میں پھونک دی گئی، اس کے عالمِ شخصی میں شخصِ کامل کا نورانی تولّد ہوا، اور وہ دونوں ان لوگوں کے لئے امکانی رحمت کا نمونہ بن گئے جو راہِ روحانیت اور عالمِ شخصی کو چاہتے ہیں۔

۸۰۹
مُستَعَان **وہ جس سے مدد مانگی جائے۔**

سورۂ یوسف میں ہے: وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوْنَ (۱۲: ۱۸) اور جو تم بیان کرتے ہو اس کے بارے میں خدا ہی سے مدد مطلوب ہے، خدا سے مدد مانگنے کے لئے دو ضروری شرطیں ہیں، صبر اور صلوٰۃ (۲: ۴۵، ۲: ۱۵۳) صبر تاویلاً پیغمبرؐ ہیں اور صلوٰۃ امامؑ، انہی قدسیوں کے وسیلے سے خدا کی مدد حاصل ہو سکتی ہے، ورنہ ظاہری شرطوں کو بجالا کر یہود و نصاریٰ بھی خدا کی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

۸۱۰
مَسجِد **سجدہ کی جگہ، عبادت خانہ، عبادت۔**

لفظِ مسجد عبادت کے معنی میں بھی آیا ہے، جیسے سورۂ اعراف (۷: ۳۱) میں ہے، چنانچہ مسجد الحرام کے دو معنی ہیں (۱) حرمت والی مسجد (خانۂ کعبہ) اور (۲) حرمت والی عبادت، یعنی اسمِ اعظم کی عبادت اب اس آیۂ شریفہ میں غور سے دیکھیں۔

ترجمہ: وہ خدا پاک و پاکیزہ ہے جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجدِ حرام (حرمت والی عبادت = اسمِ اعظمِ اوّل) سے مسجدِ اقصیٰ (نہایت دور کی مسجد یعنی آخری اسمِ اعظم) کی طرف لے گیا جس کے گرداگرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنے کچھ عجائباتِ

قدرت دکھلادیں۔

۸۱۱ مسکین

فقیر، محتاج:۔

نیک لوگ خدا کی محبّت میں مسکین، یتیم، اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، یعنی حُجّتِ امام، اور اساس کے علمی طعام کا دستر خوان بچھاتے ہیں (۷۶: ۸)۔

۸۱۲ مُسلِمَـة

أئمّۂ طاہرینؑ کی جماعت:۔

اے نورِ چشمِ من! حقیقی مُسلِم وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کردیتا ہے۔ اسی معنیٰ میں حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا کی: اے ہمارے پروردگار ہم کو ایسا بنادے کہ اپنے آپ کو تیرے حوالہ کردیں اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کردے جو حقیقی فرمانبرداری سے خود کو تیرے سپرد کردے (۲: ۱۲۸)۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ "اُمّۃً مُسلِمَۃً" أئمّۂ طاہرین علیہم السّلام کی جماعت ہے، جو حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ اسماعیل علیہما السّلام کی ذرّیّت ہے۔ ملاحظہ ہو: دعائم الاسلام عربی، جلدِ اوّل، ص ۳۳)۔

۸۱۳
مُسَوِّمِیْنَ (۱)

نِشان والے:۔

روحانی جہاد میں جب خدا کی طرف سے مدد کے لئے فرشتے آتے ہیں تو وہ نشان والے ہوتے ہیں، یعنی ان کے پاس زمانے کے مطابق علامتی ہتھیار ہوتے ہیں تاکہ یہ سگنل ملے کہ وہ جنگی مدد کے لئے آئے ہیں، اس معجزے کا مشاہدہ کسی مومن کو بیداری یا خواب میں ہوسکتا ہے، چنانچہ جنگِ بدر میں بعض اصحابِ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا معجزہ دیکھا تھا (۳ : ۱۲۵)۔

۸۱۴
مُسَوِّمِیْنَ (۲)

نِشان والے:۔

اب سے بہت پہلے کا قصّہ ہے کہ ایک طرف شدید تکلیف اور قیدو بندی کا عالم تھا، اور دوسری طرف پُرحکمت روحانی انقلاب کا دور دَورہ، رات کی تنہائی میں برق رفتاری سے فرشتہ آیا، ایک بدیع الجمال عظیم المرتبت، اور نورانی جوان کی صورت میں تھا، دائیں ہاتھ میں سنگین کے ساتھ رائفل تھی، اور بائیں ہاتھ میں ٹارچ، اس کی بیمثال و لاثانی جلالت و بزرگی سے میں سخت مرعوب ہوگیا، بلکہ ایک قسم کی فنائیت طاری ہوگئی، بات کرنے کی نہ تو ہمّت ہوئی اور نہ ہی کوئی اجازت ملی، بس بہت ہی جلد چلا گیا، لیکن اسکی یاد ایسی زبردست پُرکشش ہے کہ باربار ستاتی رہتی ہے۔

۸۱۵
مُسَوِّمِیْنَ (۳۱)
نشان والے:۔
اُسی زمانے کی بات ہے کہ ایک نورانی خواب میں حضرت مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوات اللہ علیہ کا پاک دیدار ہوا، اِس بندۂ ناچیز کے پاس ایک عجیب قسم کی اِن ڈائریکٹ رائفل ہوتی ہے، مولا نے فرمایا، یہ مجھے دو، میں اسے خوب استعمال کروں گا، اسی کے ساتھ رائفل امام علیہ السّلام کے دستِ مبارک میں گئی، یقیناً یہ نورانی خواب روحانی جہاد سے متعلق ہے۔

۸۱۶
مُسَوِّمِیْنَ (۴۱)
علامت لگانے والے:۔
جنگِ بدر میں لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے جو فرشتے آئے تھے، وہ علامتی اسلحہ کے ساتھ تھے، جن کو آنحضرت (صلعم) کے علاوہ بعض اصحاب نے بھی دیکھا تھا، اور یہ صرف آئندہ روحانی اور علمی جنگ میں دینِ حق کی فتح سے متعلق خوشخبری اور دلجمعی تھی (۳: ۱۲۵-۱۲۶)۔

۸۱۷
مُسَوِّمِیْنَ (۵۱)
علامت لگانے والے:۔
اے نورِ عینِ من! ان باطنی اسرار کو بھول نہ جانا کہ نمائندہ قیامت (انفرادی قیامت)، دعوتِ حق، روحانی جہاد، اور علمی جہاد ایک ساتھ واقع ہو جاتے ہیں، باطنی جنگ کے مرکز کو "قلب" کہتے ہیں،

اور وہ حضرتِ امام (قائم) ہے، جس کے بغیر روحانی اور علمی جہاد ممکن ہی نہیں۔

818 مَشَارِقْ　**سورج نکلنے کے مقامات، واحد مشرق:۔**

سورۂ اعراف (۷: ۱۳۷) میں ارشاد ہے: اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنادیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ یہ عالمِ شخصی کی سرزمین ہے جس کے مشارق و مغارب کی طرف خصوصی توجہ دلانے کی عظیم حکمت یہ ہے کہ وہاں کا آفتابِ نور اپنے ہر طلوع و غروب سے بیشمار علمی و عرفانی اشارے کرتا رہتا ہے، اور خداوندی برکتوں کا یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔

819 مع القرآن (۱)　**قرآن کے ساتھ:۔**

قال رسول اللہ (صلعم): علیؑ مع القرآن والقرآن مع علیؑ لا یفترقان حتّیٰ یردا علی الحوض (ینابیع المودّۃ، ص ۱۰۳)، آنحضرتؐ نے فرمایا: علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ، یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے تاآنکہ دونوں حوضِ کوثر پر اُتر جائیں۔

اس کی حکمت یہ ہے: علی (یعنی ہر امامِ برحق) اپنی روحانیت و نورانیت میں قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اپنی روحانیت و نورانیت میں علی کے ساتھ ہے، پس قرآن اور علی باطن میں نورِ واحد ہیں، اور یہ وحدت قیامِ قیامت اور حوضِ کوثر تک قائم رہے گی۔

۸۲۰
مع القرآن (۲) **قرآن کے ساتھ:۔**

علی (امامِ زمان) ظاہر میں ایک پاک شخصیت ہے اور باطن میں نور، اور قرآن ظاہر میں ایک عظیم آسمانی کتاب ہے، اور باطن (پیغمبر اور امام) میں نور، اس سے معلوم ہوا کہ علی اور قرآن ظاہر میں الگ الگ ہیں، اور باطن میں نہ صرف ساتھ ہی ہیں بلکہ نورِ واحد بھی ہیں۔

۸۲۱
مَعَ اللّٰه **خدا کے ساتھ، فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ:۔**

صاحبِ جَوامِعُ الکَلِم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (روحی فِداہٗ) کا یہ پُراز اسرارِ معرفت ارشاد ہے: لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔ لفظی ترجمہ: خدائے واحد کے ساتھ میرا ایک وقت (حال) ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس میں (بظاہر) میرے ساتھ کسی مقرب فرشتے یا نبیٔ مُرسل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمدی کو پیدا کیا، پھر اسی نور سے سب کو پیدا کیا، لہٰذا رجوع الی اللہ یعنی خدا کی طرف لوٹ جانے کا قانون یہ ہے کہ پھر سب پہلے کی طرح رسولؐ کے نور میں ایک ہو جائیں، اور یہ فنا فی الرّسولؐ کے ذریعے سے ہو سکتا ہے، تاکہ آنحضرتؐ جو فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ رکھتے ہیں سب کو خدا میں فنا کر دیں، اسی طرح بالواسطہ فنا سب کے لئے ممکن ہے، لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ عالی صفات ان معنوں میں بیمثال ہے کہ پروردگارِ جہان نے آپؐ کو نورِ ازل، قلمِ اعلیٰ، اور عقلِ کُلّ جیسے انتہائی عظیم مراتب سے نوازا ہے، اور آپؐ بلا واسطہ خدا سے واصل ہیں۔

۸۲۲
معارج — **سیڑھیاں**:-

سورۂ معارج کے شروع (۷۰: ۳) میں یہ اشارہ ہے کہ ناطق، اساس، امام، حُجّت، داعی اللہ تعالیٰ شانہ کی سیڑھیاں ہیں۔

۸۲۳
مُعْجِزِیْن (۱) — **عاجز کرنے والے**:-

اے عزیزانِ من! آپ سب اِس قانونِ قرآن کو ہرگز بھول نہ جانا کہ اس کی ہر مثال میں زبردست علم و حکمت کے اسرار پنہان ہیں (۶: ۸۰)

چنانچہ سورۂ عنکبوت (۲۹: ۲۲) میں ہے: وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ اور نہ تو تم خدا کو زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں۔ یعنی خدا کی خدائی میں کوئی عقلی (علمی) اور روحانی نعمت ایسی نہیں جو انسان کو حاصل نہ ہونے کی وجہ سے کہا جائے کہ اللہ نے ایسا کیوں کیا؟ اور ایسا کیوں نہیں کیا؟

۸۲۴
مُعۡجِزِیۡنَ (۲) **عاجز کرنے والے۔**

خداوندِ تعالیٰ کو نہ کوئی عاجز کر سکتا ہے نہ ہرا سکتا ہے اور نہ تھکا سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدائے علیم وحکیم کا کام دائرے کی طرح کسی ابتدا و انتہا کے بغیر جاری و ساری ہے، جس میں ہر نعمت اپنے وقت پر سامنے آتی ہے، اور بہشت میں کوئی نعمت ناممکن نہیں یہاں تک کہ خود خدا بھی کنزِ مخفی کے معنی میں مل جاتا ہے۔

۸۲۵
معراج (۱) **سیڑھی، روحانیت کا بلند ترین درجہ۔**

قرآنِ عزیز میں معراج کا سب سے عالیشان اور سب سے نمایاں تذکرہ حضرتِ محمد مصطفےٰ رسولِ خدا سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہے، کیونکہ آپؐ ہی اوّل، آخر، خاتم اور صاحبِ وصفِ لولاک ہیں، حضورِ انورؐ کے اور بھی ایسے بہت سے کمالات

ہیں جو دوسرے انبیاء کو حاصل نہیں، تاہم منزلِ مقصود تک رسائی کے بغیر کوئی نبی اور کوئی ولی نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی رہنمائی کا حق ادا ہوسکتا ہے اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ کاملین و عارفین اسرارِ معراج سے فعلاً واقف و آگاہ ہوتے ہیں۔

۸۲۶
معراج
(۲)

معراجِ آدمؑ:۔

روحانی سائنس اور قرآنِ پاک کی روشنی میں یہ حقیقت پایۂ ثبوت پر پہنچ چکی ہے کہ عالمِ شخصی کے شروع شروع میں ذرّاتی فرشتے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو بار بار سجدہ کر رہے تھے اور اس کا نمایاں سلسلہ تقریباً ایک ہفتہ تک رہا اور اس کے بعد خلیفۃ اللہ رفتہ رفتہ کائناتی زمین (نفسِ کلّی) میں عملاً نائب ہوگئے، وہاں بھی ملائکہ نے باقاعدہ تجدّدِ امثال آدمؑ کو بار بار سجدہ کیا مگر بڑی عجیب بات تو یہ ہے کہ یہاں صرف ایک ہی نورانی فرشتہ دکھائی دیتا تھا، جس میں سب تھے، اور اسی مقام پر حضرتِ آدم علیہ السّلام کو معراج بھی ہوئی۔

۸۲۷
معراج
(۳)

معراجِ ادریسؑ، بہت ہی بلند جگہ:۔

حضرتِ ادریس علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے: وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ اور ہم نے ان کو بہت اونچی جگہ (معراجِ روحانیت میں)

بلند کرکے پہنچا دیا (۱۹: ۵۷) جب خداوندِ کریم کسی پیغمبر پر کیا ہوا اپنے احسان کا ذکر فرماتا ہے تو وہ احسان انتہائی عظیم ہوتا ہے، پس یہاں بلند جگہ (مکاناً علیاً) سے مقامِ معراج مراد ہے، جو حضرت ادریس علیہ السّلام کو عالمِ شخصی میں حاصل ہوا۔

۸۲۸ معراج (۴)

معراجِ نوحؑ:-

تمام انبیاء علیہم السّلام کی راہِ روحانیت ایک ہی ہے منزلِ مقصود بھی ایک ہی ہے، اور شروع سے آخر تک سارے معجزات بھی ایک جیسے ہیں، مگر ان کی مثالیں لوگوں کو آزمانے کے لئے طرح طرح سے دی گئی ہیں، چنانچہ حضرتِ نوح علیہ السّلام کے روحانی انقلاب کا نام طوفان ہے، جس نے کشتیٔ روحانیت کو جبلِ جودی کے عروج تک پہنچا دیا (۱۱: ۴۴)، جودی بظاہر ایک پہاڑ ہے، بباطن کوہِ عقل جو عالمِ معراج میں متحرک ہے، پس یہی باطنی پہاڑ حضرت نوح علیہ السلام کی معراج کی نشانی ہے۔

۸۲۹ معراج (۵)

معراجِ نوحؑ سے متعلق سوال:-

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ کشتیٔ نوحؑ میں جو اہلِ ایمان سوار ہوئے تھے ان کو بھی معراج کی عظیم سعادت نصیب ہوئی، کیا یہ درست

ہے؟ ہاں درست تو ہے، لیکن اس طرح سے نہیں کہ معراج پر کوئی جماعت جدا جدا افراد کے ساتھ جاتی ہے، چونکہ وہاں عالمِ وحدت ہے اس میں کثرت کی گنجائش نہیں، لہٰذا جتنے بھی ہوں ان کو نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر جانا پڑتا ہے۔

۸۳۰
معراج
(۶)

مرتبۂ فنا فی اللّٰہ وبقا باللّٰہ، معراجِ انبیاءؑ:

اے نورِ عینِ من! معرفت کے اس سرِّ عظیم کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ تمام انبیاء علیہم السّلام اللہ جلّ شانہ، کی رحمت و دستگیری سے جیتے جی مر کر زندہ ہو گئے، اس وجہ سے وہ حضرات یقیناً فنا فی اللہ و بقا باللہ کا بے مثال درجہ رکھتے تھے، اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ایسا سب سے بڑا مرتبہ معجزۂ معراج کے بغیر ممکن ہی نہیں، اب اسی حقیقت کی شہادت قرآنِ حکیم (۲: ۲۱۳) سے پیش کی جاتی ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ۔ (۱) پس خدا نے پیغمبروں کو (فنا فی اللہ وبقا باللہ کے معنی میں) زندہ کیا۔ (۲) پھر خدا نے پیغمبروں کو (گویا معراج سے) بھیجا۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم السّلام اگرچہ بظاہر دنیا ہی میں تھے، لیکن باطنی طور پر ان کی پاک روح عالمِ علوی اور مقامِ معراج سے ہو کر آئی تھی، اسی معنیٰ میں وہ حضرات اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے۔

۸۳۱
معراج
(۷)

معراجوں کا یکجا تذکرہ:-

اے عزیزان! ہم آپ کو اس آیۂ مبارکہ کی طرف پُرزور توجہ دلا رہے ہیں جس میں جملہ انبیائے کرام علیہم السّلام کی معراج کا یکجا تذکرہ فرمایا گیا ہے، وہ سورۂ بقرہ کی آیت دوسو تیرہ (۲: ۲۱۳) ہے، اس آیۂ مقدّسہ میں ایک حکمت آگین لفظ بَعَثَ (فَبَعَثَ) ہے جس کی تحلیل سے پیغمبروں کی معرفت کا بڑا اہم دروازہ کھل جاتا ہے، جس کا ذکر ہو چکا کہ خدا نے پیغمبروں کو (فنا فی اللّٰہ وَبقا باللّٰہ کے معنی میں) زندہ کیا۔

کیونکہ بَعَثَ کا صیغہ بَعْث سے ہے، اور بَعْث کے معنی ہیں: جی اُٹھنا، زندہ کرنا، اُٹھا کھڑا کرنا، اور قرآنِ حکیم (۲۲: ۵؛ ۳۰: ۵۶) میں البعث اور یومُ البعث کو بھی دیکھ لیں۔

۸۳۲
معراج
(۸)

منزلِ مقصود، حقائق ومعارف کا سرچشمہ اور مرکز:-

زیرِ بحث آیۂ شریفہ (۲: ۲۱۳) میں یہ ذکر بھی ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السّلام خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ معراج کے روحانی سفر کے دوران خدائے علیم وحکیم کے حکم سے پیغمبروں نے بہت کچھ دیکھا، منجملہ بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ

ضروری تھا، تبھی وہ حضرات حقیقی معنوں میں لوگوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے مقرر ہو گئے۔

۸۳۳
معراج
(۹)

نورِ انبیاءؑ کا روحانی عروج:۔

آیۂ کریمۂ مذکورہ کا ایک اہم جزو یہ ہے: وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ (۲: ۲۱۳) اور ان پیغمبروں کے ساتھ برحق کتاب بھی نازل کی۔ اِن پُرمایہ الفاظ سے عجیب و غریب اصولی حکمتوں کا انکشاف ہوتا ہے: اوّل یہ کہ ساری آسمانی کتابیں دراصل ایک ہیں، اس عظیم مجموعے کا نام الکتاب (یعنی قرآن) ہے، دوم یہ کہ آسمانی کتابوں کی مثال پر تمام انوارِ انبیاء بھی ایک ہیں اور اس مجموعۂ انوار کا مبارک نام نورِ محمدیؐ ہے، سوم یہ کہ عالمِ عُلوی کی جس بلندی سے نورِ انبیا کا نزول ہوا، اُسی بلندی سے ساتھ ساتھ (مَعَهُمُ) الکتاب بھی نازل ہوئی، چہارم یہ کہ جب اصل کتاب ایک ہی ہے تو دعوتِ حق اور دینِ انبیاء علیہم السّلام بھی ایک ہی ہے، اور وہ اسلام ہے جو حضرتِ محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دین ہے۔

۸۳۴
معراج
(۱۰)

سیڑھی:۔

اے نورِ عینِ من! یہ روایت درست اور حقیقت ہے کہ قرآنِ حکیم

ہیں تین سردار چیزیں ہیں جو سب سے عظیم ہیں، اُمّ الکتاب (سورۂ فاتحہ) تمام سورتوں سے اعظم ہے، آیۃ الکرسی ساری آیات سے اعظم ہے، اور جملہ اسمائے الٰہی میں ایک ایسا بزرگ نام بھی ہے جو زندہ ہے، اس لئے وہ اسمِ اعظم ہے، ربُّ العزت کے اس طریقِ کار میں بندوں کے لئے بے شمار رحمتیں ہیں، اب آیئے ہم اُمّ الکتاب کی اُس پُرحکمت اور بہت ہی پیاری دعا اور اس کی تفسیر میں سوچتے ہیں جو راہِ مستقیم پر چلتے چلتے ان حضرات میں شامل ہو جانے کے لئے ہے، جن کو پروردگارِ عالمین نے اپنے خاص انعامات سے نوازا ہے، اور وہ یقیناً اسرارِ معرفت سے واقف و آگاہ ہیں جو اسرارِ معراج ہیں۔

۸۳۵
معرفۃ (۱)　**خداشناسی:۔**

اِعْرِفُوا اللّٰہَ بِاللّٰہِ۔ اللہ کو اللہ ہی سے پہچانو۔ الغات الحدیث، یعنی خدا کی معرفت اس کے نور کی روشنی میں ممکن ہے، اور اللہ کا نور آنحضرتؐ اور امامؑ ہیں۔

۸۳۶
معرفۃ (۲)　**خدا کی پہچان:۔**

معلوم ہے کہ حضرت ربّ العزّت کی معرفت کا وسیلہ خودشناسی ہی

ہے، اور جو شخص اپنی روح کی شناخت میں سب سے آگے ہو وہی اپنے ربّ کی معرفت میں سب سے زیادہ کامل ہے، جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے: اَعْرَفُکُمْ بِنَفْسِہٖ اَعْرَفُکُمْ بِرَبِّہٖ۔ تم میں جو شخص سب سے زیادہ اپنے آپ کا عارف ہو وہی تم میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کا عارف ہے۔ یہاں پر انسانی روح کی عظمت اور ایک حقیقت کا سب سے بڑا راز پوشیدہ ہے (زاد المسافرین، ص ۲۸۷)۔

۸۳۷
مَعْلُوْم جانا ہوا:۔

سورۂ صٰفّٰت میں ارشاد ہے: اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ۔ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ (۳۷: ۴۰-۴۱) مگر اللہ کے مخصوص بندے وہ ہیں جن کے لئے جانا بوجھا رزق ہے۔ خداوندِ عالم کے خاص بندے کون ہیں اور ان کا جانا ہوا رزق کیا ہے؟ وہ حضرات اولیاء، کاملین اور عارفین ہیں، اور رزقِ معلوم (جانا ہوا رزق) دیدار، معرفت، حکمت، علم، اور کامل روحانیت ہے، الغرض خدا کے مقرب بندوں کو دنیا ہی میں بہشت اور اس کی نعمتوں کی ضروری معرفت حاصل ہو جاتی ہے، آپ سورۂ محمدؐ (۴۷: ۶) میں بھی دیکھ لیں، نیز اس کتاب میں عرّف کے عنوانات کو بھی دیکھیں۔

۸۳۸ مَغَانِم

غنیمت کے اموال، واحد مَغْنَم۔

سورۂ فتح (۴۸: ۲۰) میں خدا نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، یہ غنیمتیں روحانی ہیں، جو روحانی اور عقلانی جہاد میں حاصل ہو سکتی ہیں، یعنی روح اور عقل کی کثیر نعمتیں۔

لوگ روحانی جہاد سے بے خبر ہیں، جبکہ قیامت کے بارے میں یاد کرتے ہیں، حالانکہ قیامت، ہی دعوتِ حق بھی ہے اور جہادِ روحانی بھی ہے، چنانچہ جہاں یہ جہاد ہے، وہاں اس میں اموالِ غنیمت بھی ہیں، جیسے بے شمار غلام، کنیزیں، اور لاتعداد دوسری چیزیں، اور جو لوگ روحانی جہاد (قیامت) کے زور سے خدا کے دین میں داخل ہو جاتے ہیں ان کو بھی بالآخر نجات مل جاتی ہے۔

۸۳۹ مقام

کھڑا ہونے کی جگہ:۔

عالمِ علوی میں جو قبلۂ عقل و جان ہے، اسی کا ذکرِ جمیل ہے، جیسا کہ ترجمۂ ارشاد ہے: اس میں بہت سی واضح و روشن نشانیاں ہیں (اور) مقامِ ابراہیم ہے (یعنی حجرِ ابیض)، اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا (۳: ۹۷)۔

۸۴۰
مِقْدَار　**اندازہ، جمع مقادیر:-**

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (۱۳: ۸) اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ یعنی بہت سی کائناتیں ہو سکتی ہیں مگر بے پایان ہرگز نہیں، کیونکہ حکمت مقدار میں ہے، جس کا مطلب ہے انسان کا احاطۂ معرفت۔

۸۴۱
مَقْطُوْعَةٍ　**کاٹی ہوئی:-**

اصحاب الیمین کے بارے میں ارشاد ہے: وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (۵۶: ۳۲-۳۳) اور وہ میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں ہوں گے جو نہ کبھی منقطع ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے۔

مقطوعہ کی مثال خط یعنی لکیر (______) ہے اور لامقطوعہ دائرے کی طرح ہے:-

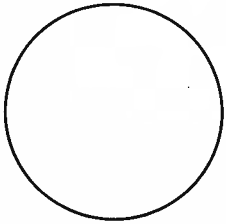

۸۴۲
مُقِيْم　**قائم کرنے والا، برپا کرنے والا۔**

امامِ مقیم دعوتِ حق میں وہ عظیم امام ہے جو صاحبِ دَور (ناطق)

کو روحانی تربیت دیکر قائم کرتا ہے، چنانچہ مقیمِ اوّل مولانا ھنید، مقیمِ دوم مولانا ھود، مقیمِ سوم مولانا صالح، مقیمِ چہارم مولانا آد، مقیمِ پنجم مولانا خزیمة، اور مقیمِ ششم مولانا ابوطالب ہے۔ اسی طرح چھ صاحبانِ ادوار کے لئے چھ أئمہ مقیمین مقرر ہو گئے (کتاب کنز الولد، عربی، ص ۲۰۶)۔

۸۴۳
مَكنُون **چُھپایا ھوا، پوشیدہ۔**

اے نورِ عینِ من! آپ اس سرِّ عظیم کو سورۂ واقعہ (۵۶: ۷۷ - ۷۹) میں دیکھیں: بیشک وہ بڑے رتبہ کا قرآن ہے جو پوشیدہ کتاب میں ہے اس کو بس وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔ نورِ عقل ہی کتابِ مکنون (پوشیدہ کتاب) ہے، جس میں قرآنِ کریم کی ازلی نورانیت ہے اور نورانیت میں تمام تاویلی اسرار پنہان ہیں، اس کتابِ مکنون اور ازلی قرآن کو کوئی شخص چھو نہیں سکتا مگر وہ حضرات جو پاک کئے گئے ہیں، اور وہ أئمۂ طاہرین علیہم السّلام ہی ہیں اور انہی کے ذریعے سے کسی کو علمی صدقہ مل سکتا ہے۔

۸۴۴
مُلك (۱) **بادشاھی۔**

سورۂ مومن (۴۰: ۱۶) میں خدائے عزّوجلّ فرماتا ہے لِمَنِ الْمُلْكُ

اَلْیَوْمَ ط لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ۔ آج (قیامت کے دن) کس کی بادشاہت ہے؟ (کہا جائے گا) خداوندِ تعالیٰ کی، جو اکیلا اور غالب ہے۔ واحد بر وزنِ فاعل، ایک اکیلا اور سب کو ایک کر دینے والا، اور قہار کے معنی ہیں غالب، زبردست، یعنی خدا اپنے ہر ولی کے عالمِ شخصی میں جب قیامت برپا کرتا ہے تو اسی وقت وہاں خدا کی بادشاہی قائم ہو جاتی ہے، اور اسی نمونے پر ساری دنیا میں بھی سلطنتِ الٰہیّہ قائم ہونے والی ہے۔

۸۴۵
مُلْك (۲)

بادشاہی:۔

اللہ تعالیٰ کی سُنّت یہ ہے کہ وہ جلّ وعلیٰ مثالوں میں کلام کرتا ہے، چنانچہ آپ جب خدا کو ہر چیز سے بے نیاز و برتر یا بادشاہِ قدیم جانتے ہیں تو اس حال میں ذاتِ سبحان کی ایک نئی بادشاہی خواہ عالمِ شخصی میں ہو یا سیارۂ زمین پر صرف ایک تاویلی مثال قرار پاتی ہے، اور اس کی تاویل کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی بادشاہی ولیٔ امر اور مومنین کی ہوتی ہے۔

۸۴۶
مُلْك (۳)

بادشاہی:۔

ہر ولیٔ زمانؑ کی روحانیت و قیامت میں بہت سے مومنین و مومنات کو روحانی سلطنتیں عطا کی جاتی ہیں، جیسے زمانۂ موسیٰؑ کی مثال موجود

ہے: اور جب موسیٰؑ نے اپنے قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے، جب اس نے تم میں سے انبیاء بنائے اور تمہیں سلاطین بنادیا (۵: ۲۰)۔ عالمِ ظاہر اور عالمِ دین کی ساری مثالیں عالمِ شخصی میں جمع و موجود ہیں، اسی حقیقت کے پیشِ نظر اِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا (۵: ۲۰) کے معنی یہ ہوں گے: جب تمہارے عالمِ شخصی میں انبیاء بنائے اور تمہیں روحانی سلاطین بنادیا۔ یہ خطاب عارفین سے ہے۔

۸۴۷ مُلك (۴)

بادشاہی:۔

سورۂ دھر (۷۶: ۲۰) میں خوب غور سے دیکھ لیں، بہشت کا سب سے بڑا درجہ مُلکِ کبیر (عظیم الشّان سلطنت) ہے جیسا کہ ارشاد ہے: وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّمُلْكًا كَبِيرًا (۷۶: ۲۰) اور جب تم نظر ڈالو گے تو ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشّان سلطنت دیکھو گے۔ لیکن اس اعلیٰ مقام کے لئے حقیقی علم و عمل کی ضرورت ہے۔

۸۴۸ مُلك (۵)

بادشاہی:۔

یہاں یہ نکتہ بھی اچھی طرح سے یاد رہے کہ قرآنِ حکیم میں آلِ ابراہیمؑ کی جیسی شاندار تعریف آئی ہے اس کا مقصد محمدؐ و آلِ محمدؐ کی معرفت

ہے، اُس آیۂ کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: ہم نے تو مرحمت فرمادی ہے ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت (۴: ۵۴)، آپ سلمان فارسی کی طرح ان میں فنا ہو جائیں تاکہ آپ کتاب، حکمت اور عظیم سلطنت کی وراثت حاصل کر سکیں، آمین!

۸۴۹
مَلَكُ الْمَوْت — موت کا فرشتہ، عزرائیل:-

سورۂ سجدہ (۳۲: ۱۱) میں فرمایا گیا ہے: کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

موت ہر روز جُزوی بھی ہے، عمر میں ایک بار کُلّی بھی، اختیاری بھی ہے، اور اضطراری بھی، لہٰذا ہر شخص پر ایک فرشتۂ موت مُوکّل بنایا گیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر عالمِ شخصی میں بے شمار قوّتیں ہیں، اور ان میں سب سے بڑی قوّتیں جو انقلابی ہیں وہ چار ہیں: قوّتِ جبرئیلیہ، قوتِ میکائیلیہ، قوتِ اسرافیلیہ، اور قوتِ عزرائیلیہ۔

۸۵۰
ملکوت — عالمِ ارواح و ملائکہ، روحانی بادشاہی:-

حضرتِ امام جعفر الصّادق علیہ السّلام نے فرمایا: لولا انّ الشّیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لراؤا ملکوت السّمٰوٰت و

والارض۔ اگر بنی آدم کے دلوں کے گرد شیاطین نہ پھرتے ہوتے تو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کو دیکھتے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ خدا کے مخلص بندے کائنات کی روحانی سلطنت کو دیکھتے ہیں، اور یہ عظیم معجزہ عالمِ شخصی میں ہوتا ہے۔ (المیزان، الجزء الخامس، ص۔ ۲۷)۔

۸۵۱ مَلَکَیْن (۱)

دو فرشتے، ہاروت و ماروت:۔

سورۂ بقرہ (۲: ۱۰۲) میں ارشاد ہے: وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ۔ اور وہ پیچھے پڑے اُس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی۔ اس آیۂ شریفہ کے باطنی پہلو کا تعلق روحانی سائنس سے ہے، جس کی تجربہ گاہ عالمِ صغیر میں ہے، پس وہ دو آزمائشی فرشتے بحدِّ فعل یا بحدِّ قوت اب بھی موجود ہیں، جن کے اور بھی کئی مشہور نام ہیں۔

۸۵۲ مَلَکَیْن (۲)

دو فرشتے، دو ساتھی:۔

سورۂ بلد (۹۰: ۱۰) میں پڑھ لیں: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ۔ اور ہم نے اس کو (خیر و شر کے) دونوں راستے دکھا دیئے۔ یعنی دو فرشتوں کے توسط سے جو عالمِ شخصی میں مقرر ہیں۔

لفظ	معنی و حکمت
۸۵۳ مَلَکَیْن (۳)	**دو فرشتے، دو ساتھی۔** سورۂ شمس (۸:۹۱) میں دیکھیں: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ پھر اس (یعنی جان) کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کردی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اعمالِ نیک و بد کے نتیجے پر انسان کے دل میں خیر غالب ہے یا شر؟ اسی کے مطابق یہ دونوں فرشتے الہام کرتے ہیں تاکہ قانونِ اختیار کے مطابق عمل ہوسکے، اور کسی آدمی پر کوئی ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے۔
۸۵۴ مَلَکَیْن (۴)	**دو فرشتے، دو ساتھی:۔** حدیثِ نبوی ہے: اِذَا وُضِعَ الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اَتَاہُ مَلَکَانِ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ۔ جب میت قبر میں اُتار دی جاتی ہے تو اس کے پاس منکر و نکیر دو فرشتے آتے ہیں۔ (لعل و گوہر، ص ۱۲۳)، عالمِ شخصی میں سب کچھ موجود ہے، اور اس میں دنیا بھر کے لوگوں کے لئے قبرستان بھی ہے، اس سلسلے میں ظاہری قبر صرف تمثیل ہے۔
۸۵۵ مُلُوْک	**سلاطین، بادشاہ:۔** دعائم الاسلام، عربی، المجلّد الاوّل، ص ۱۵ کے آخر اور ص ۱۶ کے شروع میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد درج ہے: ترجمہ: اے عبدالمطلب کی اولاد!

میری اطاعت کرو تاکہ تم زمین کے سلاطین اور حکاّم ہو جاؤ گے، بیشک خدا نے ہر پیغمبر کے لئے ایک وصی، وزیر، وارث، بھائی اور ولی بنا دیا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ جو لوگ خدا، رسولؐ، اور صاحبِ امر کی اطاعت کرتے ہیں، وہ ظاہر میں بادشاہ نہیں ہوتے، بلکہ روحانیت اور آخرت میں بادشاہ ہوا کرتے ہیں، اور زمین سے عالمِ شخصی مراد ہے۔

۸۵۶
مَلِیْكٌ (۱)　**بادشاہ:-**

فرمانِ الٰہی کا ترجمہ ہے: جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ سب اعمال ناموں میں درج ہے، اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی موجود ہے۔ جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، حقیقی علم کے مقام پر، قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ یعنی واصل باللہ ہو کر (سورۂ قمر ۵۴: ۵۲-۵۵)۔ عالمِ وحدت میں قربت و عندیت فنا فی اللہ کی صورت میں ہوتی ہے، کیونکہ کوئی آتش گیر چیز آگ کے انتہائی قریب ٹھہر نہیں سکتی مگر یہ ہے کہ اس میں آگ لگ جاتی ہے۔

۸۵۷
مَلِیْكٌ (۲)　**بادشاہ:-**

سورۂ قمر (۵۴: ۵۴-۵۵) میں دیکھ لیں: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ

وَّنَهَرٍ۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ بے شک پرہیزگار لوگ (بہشت کے) باغوں اور نہروں میں ہوں گے سچائی کے مقام میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے قرب میں۔ خدا کیا نہیں کرسکتا، وہ ابرار/ نیکوکاروں کو بہشت میں داخل کر دیتا ہے اور اپنے دوستوں کے عالمِ شخصی کو بہشت بنا دیتا ہے۔

۸۵۸ مَلِیْك (۳)

بادشاہ:۔

جب اور جہاں مومن سالک خدا سے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو وہ تجلّیٔ حق میں فنا ہوئے بغیر ٹھہر نہیں سکتا، لیکن فنا سے عارف کی انفرادیت ختم نہیں ہوتی، مثلاً آنحضورؐ مرتبۂ معراج پر "فنا فی اللہ" ہوگئے تھے، لیکن سوائے عُرفاء کے اس سِرّ عظیم کو کوئی نہیں جانتا تھا، پس بہشت میں متقین قربِ خاص کی وجہ سے حضرتِ ملیکِ مقتدر میں فنا ہو کر بادشاہ ہوں گے، ہاں یہ فنا عاشق کو نوازنے کی غرض سے ہے، معدوم کر دینے کے لئے ہرگز نہیں۔

۸۵۹ مَلِیْك (۴)

بادشاہ:۔

اے عزیزانِ من! بہشت کا سب سے بلند ترین مرتبہ "مُلکِ کبیر (عظیم سلطنت ۷۶: ۲۰)" ہے، لہٰذا تمام اہلِ ایمان کے لئے متعلقہ

آیاتِ کریمہ کی حکمت سے آگہی ضروری ہے، تاکہ اُمیدِ فردا قوی تر ہو جائے، ان آیاتِ مبارکہ میں سے ایک یہ بھی ہے: وجعلکم ملوکا (۵: ۲۰) اور خدا نے تم لوگوں کو بادشاہ بنادیا۔ یعنی جب تمہارا امامؑ یا اس کا حجت منزلِ عزرائیلی میں تھا تو اُس حال میں وہ تمہارے لئے جامہ ہائے جنت بنا رہا تھا، جس کو تم جب بہشت میں پہنو گے تو وہاں کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ اگرچہ یہ قصّہ بظاہر بنی اسرائیل کے مومنین کا ہے، لیکن بباطن ہر زمانے کے مومنین کے حق میں ہے۔

۸۶۰
مَنْ عَرَفَ — جس نے پہچانا:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا (لغات الحدیث)، یعنی جس نے فنا فی اللہ و بقا باللہ کا تجربہ حاصل کیا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

۸۶۱
منام — خواب/سونا:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا بیشک اس نے مجھے ہی دیکھا (جامعِ ترمذی، جلدِ اوّل، ابواب الرّؤیا، باب ۱۳۴۶)، یعنی آنحضورؐ

کو خواب میں دیکھنا اصل دیدارِ مبارک کی طرح حقیقت ہے، پس اس میں کوئی شک نہیں کہ خواب و روحانیت میں ھادیٔ برحق کا دیدار اور کلام ہو سکتا ہے۔

۸۶۲
منطق الطّیر (۱) پرندوں کی بولی:۔

سورۂ نمل (۲۷: ۱۶) میں ہے کہ حضرتِ سلیمان علیہ السّلام پرندوں کی بولی جانتے تھے، قرآن کا یہ حکیمانہ انداز تمام لوگوں سے علمی امتحان لینے کے لئے ہے درحالے کہ جملہ انبیاء و اولیاء علیہم السّلام نہ صرف پرندوں کی بولی سمجھ لیتے ہیں بلکہ ہوا، پانی وغیرہ کی بولی کو بھی جانتے ہیں، دراصل یہ روح القدس کے معجزات میں سے ہے کہ ایسی بہت سی عام آوازوں سے گفتگو بن جاتی ہے، جبکہ پرندوں وغیرہ کو خبر تک نہیں ہوتی، پس عارفِ کامل ایسے بہت سے صوتی معجزات اپنی ہی زبان میں سنتا رہتا ہے۔

۸۶۳
منطق الطّیر (۲) ارواح و ملائکہ کی زبان:۔

ظاہری پرندے مثال ہیں، اور ارواح و ملائکہ ممثول، چنانچہ انبیاؑ و اولیا (ائمہ) علیہم السّلام روحوں اور فرشتوں کی زبان جانتے ہیں، اس قانون کے مطابق یہ کہنا حقیقت ہے کہ مرغِ سلیمان (ھُدھُد) سے کوئی روح یا کوئی فرشتہ مراد ہے۔

۸۶۴
مَوَاقِع

گرنے کی جگہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (۵۶: ۷۵)، میں تاروں کے گر جانے کی قسم کھاتا ہوں۔ تارے کائناتی فرشتے ہیں، جن کے نمائندہ ذرّات عالمِ ذرّ کے فرشتوں کے ساتھ مل کر حضرتِ آدمؑ کے سجود کے لئے گر گئے، یاد رہے کہ عالمِ شخصی میں انبیاء و ائمّہ علیہم السّلام سے متعلق تمام روحانی اور عقلی چیزوں کا تجدّدِ امثال موجود ہے۔

۸۶۵
مُوْتُوْا (۱)

مر جاؤ۔

جب شخصِ کامل میں روحانی قیامت برپا ہو جاتی ہے تو تمام اہلِ زمانہ کی نمائندہ روحیں یا ذرات موت کے ڈر کے مارے بدنوں سے نکل کر قیامت گاہ میں جاتے ہیں، تو خدا اُن سے فرماتا ہے کہ مر جاؤ وہ سب مر جاتے ہیں، پھر ان کو زندہ کر دیتا ہے (۲: ۲۴۳)۔

۸۶۶
مُوْتُوْا (۲)

مر جاؤ۔

بیشک خدا لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (۲: ۲۴۳)، یعنی لوگ علم الیقین کی روشنی میں خدا کی نعمتوں کو جانیں اور ان کی قدر و قیمت کو سمجھ لیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں خداوندِ تعالیٰ کا شکر کر سکیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ معنوی شکر علم ہی سے ہو سکتا ہے۔

۸۶۷
مُوسِعُون　وسعت دینے والے:۔

اور آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں (۵۱: ۴۷) کائناتِ ظاہر ہو یا عالمِ شخصی خدا اس کو لپیٹتا بھی ہے اور پھیلاتا بھی ہے، سائنس دان کہتے ہیں کہ کائنات پھیل رہی ہے، مَیں کہتا ہوں کہ اللہ اسے پھیلا رہا ہے اور پھر وہی اسے لپیٹ دے گا، ہم نے بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔

۸۶۸
مُوقِنِین　یقین کرنے والے:۔

آیۂ مبارکہ کا ترجمہ ہے: اور اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو سارے آسمان اور زمین کی سلطنت دکھاتے رہے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں (۶: ۷۵) حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کے عُلوِمرتبت کی دلیل سے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں حق الیقین والوں کا ذکر ہے۔

۸۶۹
مَولَا　سرپرست، آقا، مالک:۔

مَنۡ کُنۡتُ مَوۡلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوۡلَاہُ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں جس کا آقا ہوں علیؑ بھی اس کا آقا ہے۔ لفظِ "مولا" کے جتنے معنی ہیں ان میں سے یہاں آنحضرتؐ کی وجہ سے اعلیٰ معنی مراد ہیں، پھر یہ معنی علیؑ کے لئے بھی ہیں (ترمذی، ابواب المناقب)۔

۸۷۰ مُهَاجِر (۱) **ھجرت کرنے والا ، دین کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑنے والا:۔**

ہجرت ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی، حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام نے دونوں معنوں میں کہا؛ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۲۹:۲۶) اور ابراہیمؑ نے کہا میں اپنے ربّ کی طرف ہجرت کرتا ہوں، وہ زبردست ہے اور حکیم ہے۔ ہر عارف اپنے پروردگار کی طرف اس طرح، ہجرت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں روحانی سفر کرتے کرتے اپنے عالمِ شخصی میں پہنچ جاتا ہے، جہاں ربّ العزّت کی پُرحکمت ملاقات یا پاک دیدار ممکن ہے۔

۸۷۱ مُهَاجِر (۲) **ظاھر سے باطن کی طرف جانے والا:۔**

انبیائے قرآن علیہم السّلام کے تذکروں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دینِ حق میں، ہجرت کیوں اور کب ضروری ہوتی ہے، تاہم اس عمل کا ایک تاویلی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ جب تک مومن اپنے ظاہر سے باطن کی طرف، ہجرت نہیں کرتا تب تک روحانی جہاد میں نفسِ امّارہ اور شیطان کو شکست نہیں دے سکتا ہے ظاہری، ہجرت کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ جگہ تبدیل کر کے دشمن کو حربی فریب دیا جائے، اور پھر موقع پر بھرپور حملہ کیا جائے، چنانچہ عظیم پیغمبروں نے ایسا ہی

عمل کیا۔

٨٧٢ مہجور　　**چھوڑا ہوا:۔**

سورۂ فرقان (۲۵: ۳۰) میں ارشاد ہے: وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ اور (اس دن) رسولؐ (بارگاہِ خداوندی میں) عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے تو اس قرآن کو بیکار بنا دیا (۲۵: ۳۰) یعنی نورِ ہدایت (۵: ۱۵) کی روشنی میں اِس کے باطنی علم و حکمت پر عمل نہیں کیا گیا۔

٨٧٣ مَھْد　　**گہوارہ، بچھونا، جُھولا:۔**

سورۂ آلِ عمران (۳: ۴۶) اور سورۂ مائدہ (۵: ۱۱۰) میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام گہوارہ میں بھی اور پکی عمر میں بھی لوگوں سے باتیں کرتا تھا، اس کی تاویل یہ ہے کہ روحانیت کے آغاز میں روحانیین کی آواز اور گفتگو طفلِ گہوارہ کی طرح ہوتی ہے مگر صاف اور لغزش سے پاک، اور آگے چل کر پکی عمر کے آدمی کی آواز میں کلام ہوتا ہے۔

بابُ النّون

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

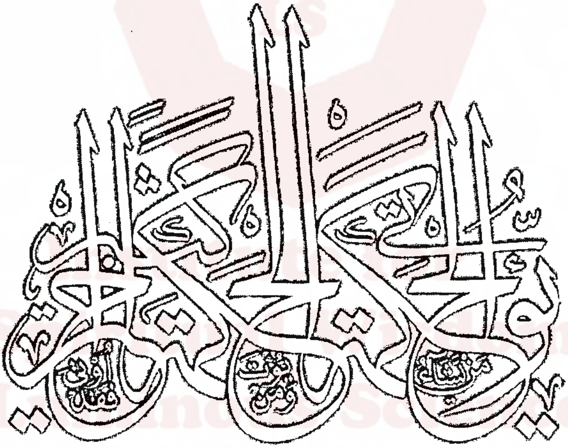

Knowledge for a united humanity

۸۷۴ نٓ (۱)

نون، دوات، جنّت کی ایک نہر، روشنائی، نور کی روشنائی:۔

سورۂ قلم کے آغاز (۶۸:۱) میں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ نٓ، قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) اُن (فرشتوں) کے لکھنے کی۔ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ نون جنّت کی ایک نہر ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: جم جا، وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی، پھر خدا نے قلم کو حکم دیا، لکھ، تو قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب لوحِ محفوظ میں لکھ دیا، پس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے، وہ قلم بھی نور کا قلم ہے، اور لوح بھی نور کی لوح ہے (المیزان، جلد ۱۹، ص ۳۷۶)۔

۸۷۵ نٓ (۲)

نون، ایک فرشتہ، لوح و قلم دو فرشتے ہیں:۔

حضرتِ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو خبریں دیتا ہے، اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے جو لوح تک احکامِ خداوندی کو پہنچاتا ہے، اور لوح بھی فرشتہ ہے جو اسرافیل کو پیغام دیتا ہے، اور اسرافیل میکائیل کو اور میکائیل جبرائیل کو اور جبرائیل انبیا و رُسل کو پیغام دیتا ہے، موصوف امامؑ نے فرمایا کہ لوح و قلم دو فرشتے ہیں۔

۸۷۶
نٓ
(۳)

جنّت کی ایک نہر، روشنائی:۔

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: نون جنّت میں ایک نہر تھی، برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی، خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو مداد (روشنائی) بن جا، اور وہ روشنائی ہوگئی، پھر اُس نے اپنے دستِ (قدرت) سے ایک درخت لگایا، پھر خدا نے درخت کو قلم بن جانے کا امر فرمایا، جب وہ قلم ہوگیا تو حکم دیا کہ لکھ دے، اس نے عرض کی پروردگارا، کیا لکھ دوں ہم ارشاد ہوا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، پس اس نے لکھ دیا، اس کے بعد خدا نے اس پر مہر فرمادی، اور ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا (ترجمۂ قرآن از مقبول احمد، ص ۶۷۵ نوٹ ۵)۔

۸۷۷
نٓ (نون)
(۴)

دوات:۔

سورۂ قلم (۶۸: ۱) میں ہے: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ قسم ہے دوات کی اور قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں۔ یعنی دہنِ مبارک، نورِ عقل (قلم)، اور تحریرِ لوحِ محفوظ جو زندہ ہے (کلمۂ امر)۔

۸۷۸
نازِعات

کھینچنے والے فرشتے:۔

اے نورِ عینِ من! آپ سورۂ نازعات کے آغاز (۷۹: ۱ - ۵) میں

پڑھ لیں، ارشاد ہے: ان فرشتوں کی قسم جو ڈوب کر (جان کو) کھینچ لیتے ہیں۔ اور ان کی (قسم) جو آسانی سے کھول دیتے ہیں۔ اور ان کی جو تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر لپک کر آگے بڑھتے ہیں۔ پھر امر کا اعادہ کرتے ہیں۔ عالمِ شخصی ہی کے روحانی اور قیامت خیز معجزات کا ذکر ہے کہ اسرافیلی اور عزرائیلی منزل میں مومنِ سالک کی روحِ پُر فتوح بار بار قبض کر لی جاتی ہے اور بار بار واپس بدن میں ڈال دی جاتی ہے، جس میں بمقتضائے حکمت فرشتوں کی طرف سے پہلے جان کنی کی سختی اور تلخی پھر نرمی اور شیرینی کا تجربہ ہوتا ہے، ساتھ ہی ساتھ فرشتے مذکورہ روح کو کائنات میں پھیلا دیتے ہیں اور کائناتی روح کو جسم میں لپیٹ دیتے ہیں، اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہتا ہے، جس کا ذکر کسی اور کتاب یا کتابوں میں ہو چکا ہے۔

۸۷۹
نَاظِرَةٌ　　**دیکھنے والی:۔**

سورۂ قیامۃ میں ارشاد ہوا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ اُس روز کئی چہرے تر و تازہ (خوبصورت) ہوں گے اور اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے (۷۵: ۲۲-۲۳) اللہ تعالیٰ ایسے نیک بخت لوگوں کو بیحد حسین و جمیل بنا دے گا، کیونکہ خدا خود صاحبِ جمال ہے اور وہ جمالِ صوری و معنوی کو

پسند فرماتا ہے، جیسا کہ رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔

۸۸۰ نَبِیّ (۱) **پیغمبر:۔**

سورۂ احزاب (۳۳: ۶) میں ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ۔ نبیؐ مومنین کے حق میں ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں (کیونکہ وہ گویا مومنین کے مہربان باپ ہیں) اور ان کی بیویاں (گویا) ان کی مائیں ہیں۔ اس کے علاوہ ایک نہ ایک دن مومنین رسولؐ میں فنا ہو جانے والے ہیں۔

۸۸۱ نَبِیّ (۲) **پیغمبر:۔**

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: یا علی انا وَانت ابَوَا المؤمنین۔ اے علی! میں اور تم مومنین کے (روحانی) ماں باپ ہیں۔ یعنی آئمۂ طاہرین اہلِ ایمان کی روحانی مائیں ہیں، جبکہ نبیِّ اکرمؐ ان کے باپ ہیں (ملاحظہ ہو کتابِ وجہِ دین، کلام ۳۶)۔

۸۸۲ نبیؐ و علیؑ **پیغمبر اور امام:۔**

قَالَ النَّبِی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم لِعَلِیٍّ: اَنْتَ

مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ۔ نبیؐ کریمؐ نے علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اس میں نورِ نبوّت اور نورِ امامت کے اسرارِ خفی و جلی ہیں۔

۸۸۳ نَطْوِیْ (۱)

ہم لپیٹ لیں گے:۔

اے عزیزانِ من! ہم نے بعض آیاتِ کریمہ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور یہ امر بیحد ضروری ہے، جیسے آیۂ یَوْمَ نَطْوِی (۲۱ : ۱۰۴) کا ارشاد ہے: جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ خداوندِ بزرگ و برتر ہر انسانِ کامل کے عالمِ شخصی میں ایسا ہی کرتا ہے جبکہ اس میں انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔

۸۸۴ نَطْوِیْ (۲)

لپیٹ لیں گے:۔

جب بحکمِ خدا انفرادی قیامت برپا ہو جاتی ہے اور امامِ آلِ محمدؐ یعنی امامِ مبین کا نور عارف کے باطن میں طلوع ہو جاتا ہے تو اسی نورانیت میں کُلّ کائنات کا باطنی پہلو لپیٹ دیا جاتا ہے تاکہ تمام اشیائے روحانی و عقلانی کے مشاہدات سے کامل معرفت حاصل ہو،

آپ نے قلبِ قرآن میں آیۂ امامِ مبین (۳۶: ۱۲) کو دیکھا ہوگا، پس اسی آیۂ کریمہ میں عارفین وکاملین کی باطنی قیامت کا تذکرہ موجود ہے، الحمد للہ ربّ العالمین۔

۸۸۵
(ال) نظرُ الیٰ علیؑ　**علی کی طرف دیکھنا:۔**

شرح الاخبار فی فضائل الأئمّۃ الاطہار، جلد ۹، ص ۳۸۱ پر یہ حدیثِ شریف درج ہے: النّظرُ الیٰ علی بن أبی طالب عبادۃٌ۔ علی بن ابی طالب کی طرف دیکھنا ایک عبادت ہے۔ سوال: اس کی کیا دلیل ہے؟ جواب: رسولؐ کا ارشاد سب سے بڑی دلیل ہے، علیؑ اسمِ اعظم ہے، قرآنِ ناطق ہے اور وجہ اللہ ہے (ملاحظہ ہو: حقیقی دیدار)۔

۸۸۶
نُعَمِّرُ　**ہم عمر دیتے ہیں:۔**

یہ ارشاد سورۂ یٰسٓ میں ہے: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۚ أَفَلَا يَعْقِلُونَ (۳۶: ۶۸) اور ہم جس کو زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو (عالمِ امر سے عالمِ) خلق میں اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے۔
ایک باطنی تاویل ہے: تھلادک، تھلادک، تھلادک، نی +

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

تھلاک، تھلاک، تھلاک اُڑو۔

۸۸۷ نُعِیدُ

ہم لوٹائیں گے، ہم اعادہ کریں گے:۔

سورۂ انبیاء (۲۱ : ۱۰۴) میں ہے: جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح اس کا اِعادہ کریں گے یعنی ہم اس کام کا اعادہ کرتے رہیں گے۔

وہ اوّلین سے بھی اوّل تو ہے لیکن اس کی کوئی ابتدا نہیں، وہ آخرین سے بھی آخر ضرور ہے مگر اس کی کوئی انتہا نہیں، ہر عالمِ شخصی میں دیکھا جائے تو اس کی ایک نئی شان ہے، اسی عالمِ شخصی میں کائنات کو بار بار لپیٹتا اور پھیلاتا رہتا ہے تاکہ اس اشارۂ حکمت سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی بادشاہی قدیم ہے، جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔

۸۸۸ نَفۡخَۃ

ایک مرتبہ پھونکنا، مسلسل پھونکنا:۔

صورِ اسرافیل کی آواز کسی وقفہ کے بغیر مسلسل ہے، مگر جب جب آدمی سو جاتا ہے تو یہ مقدس آواز خاموش ہو جاتی ہے، صور کی آواز سے عارفین پر جو موت طاری ہوتی ہے وہ جسمانی نہیں نفسانی (روحانی)

ہے، پس راہِ روحانیت کے شروع میں موتِ نفسانی اور بعد ازاں حقیقی زندگی ہے، اس اعتبار سے سلسلۂ نفخ کا ابتدائی حصّہ نفخۂ اُولیٰ اور دوسرا حصّہ نفخۂ ثانیہ کہلاتا ہے۔

۸۸۹
نَفُس　**ذات، روح، جان:۔**

ارشادِ مولا علیؑ ہے کہ جس نے اپنی روح (نفس) کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ لیکن یاد رہے کہ عام انسانی روح میں گنجِ معرفت نہیں، جب تک ہادیٔ برحقؑ سے روحِ قدسی حاصل نہ کرلی جائے، بیشک حضرتِ امامِ زمانؑ میں روحِ قدسی ہے اور امام دراصل آپ کی اپنی روح ہے، اگر آپ نے امام کو پہچان لیا تو سمجھ لیں کہ اپنے آپ کو اور ربّ کو پہچان لیا۔

۸۹۰
نَفُسٍ وَّاحِدَةٍ　**ایک شخص:۔**
(۱)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ تم سب کا پیدا کرنا اور پھر مرنے کے بعد، جِلا اٹھانا ایک شخص کی طرح ہے (۳۱: ۲۸)، یعنی تمہاری روحانی پیدائش اور قیامت انسانِ کامل میں پوشیدہ ہے۔

۸۹۱
نفسٍ وّاحدۃٍ (۲)

آدم، ہر ناطق، ہر امام:۔

ربُّ العزّت نے تمام نفوسِ انسانی کو نفسِ واحدہ سے پیدا کیا، یہ اجتماعی اور یکبارگی تخلیق ذرّاتِ نفوس کو روحانی باپ کی پشت میں لانے کے لئے تھی، یہی سبب ہے کہ روحانی ماں کا تعیّن بعد میں ہوا، جیسا کہ سورۂ نساء کے شروع (۴: ۱) میں ارشاد ہے: (ترجمہ:) لوگو، اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے (۴: ۱)، اسی طرح خدا ہی نے نفسِ واحدہ کو تمام لوگوں کے لئے جائے بازگشت اور منزلِ فنا بنا دیا ہے۔

۸۹۲
نفسٍ وّاحدۃٍ (۳)

انسانِ کامل:۔

اس آیۂ کریمہ کو سورۂ انعام (۶: ۹۸) میں پڑھ لیں، ترجمہ یہ ہے: اور وہ وہی خدا ہے جس نے تم لوگوں کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک قرارگاہ ہے اور ایک امانت گاہ (۶: ۹۸) اسی آیۂ مبارکہ سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ہر انسان کی دو انائیں ہیں، انائے علوی اور انائے سفلی۔

۸۹۳
نفسٍ وّاحدةٍ (۴) **امامِ زمان:۔**

قرآن و حدیث میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی رسّی کا ذکر آیا ہے، اُس سے یہ قابلِ یقین تصوّر ملا کہ اللہ کی قدرت سے روح بھی اِس دُنیا میں رسّی کی طرح آئی ہے، جس کا ایک سِرا عالمِ عُلوی میں اور دوسرا سرا عالمِ سِفلی میں ہے، عالمِ عُلوی سے نفسِ واحدہ کی نورانیت مراد ہے۔

۸۹۴
نفسٍ وّاحدةٍ (۵) **آدمِ زمان:۔**

(نفسِ) واحدۃ بر وزنِ فاعِلۃ اپنی ذات میں ایک بھی ہے، اور وہ خدا کے امر سے سب لوگوں کو بعنوانِ قیامت ایک بھی کر لیتا ہے، پس نفسِ واحدہ کے دو معنی ہیں: خود بھی ایک اور دوسرے تمام لوگوں کو بھی جمع کر کے اپنے ساتھ ایک کر لینے والا، اس اعتبار سے ہر شخص کی دو بقائیں مقرر ہوئیں، ایک بقائے مُستقر جو اس کے لئے نفسِ واحدہ میں ہے، دوسری بقائے مستودع جو الگ بطورِ امانت ہے۔

۸۹۵
نفسٍ وّاحدةٍ (۶) **ایک جان، ایک شخص، آدم:۔**

ہر ناطق، اساس، امام، اور حجّت نفسِ واحدہ اور آدم کی تاویل ہوا کرتا ہے، یعنی ان کے عالمِ شخصی میں آدم خلیفۃ اللہ کے تمام روحانی

اور عقلانی واقعات کا تجدّد ہوتا ہے، اس کا ذریعہ روحانی قیامت ہے، چنانچہ (نفس) واحدہ بروزنِ فاعلہ اس شخصِ کامل کو کہتے ہیں جو بحکمِ خدا ذاتی قیامت کی قہرمانی طاقت سے تمام نفوس کو اپنے عالمِ شخصی میں ایک کرلیتا ہے۔

۸۹۶
نفسٍ وّاحدةٍ (۷)

ایک جان، ایک شخص، آدم:-

یہ ربّانی تعلیم سورۂ زمر (۳۹: ۶) میں ہے: "اُسی (خدا) نے تم سب کو ایک ہی شخص (آدم) سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کی بیوی (حوّا) کو پیدا کیا۔ یہ آدم کی روحانی بیوی یعنی حُجّتِ اعظم ہے، جس کو خداوندِ عالم نے حضرتِ آدم کے علم سے پیدا کیا، یہ ہے بی بی حوّا کا آدم کے پہلو سے پیدا ہو جانا، اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ہمیشہ کا واقعہ ہے، کیونکہ ہر قابل شاگرد علمی حیثیت میں اُستادِ کامل ہی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۹۷
نفسٍ وّاحدةٍ (۸)

ایک جان، ایک شخص، آدم:-

اللہ تعالیٰ کی سُنّت جس میں کوئی تبدیلی نہیں عارفین و کاملین کے عالمِ شخصی میں جاری ہے (۴۰: ۸۵) پس بہشت میں بنی آدم کی بیویاں اسی طرح پیدا ہوں گی جس طرح حضرتِ آدمؑ سے حوّا پیدا ہوئی تھی، آپ سورۂ روم (۳۰: ۲۱) میں غور سے دیکھیں اور مِنْ اَنْفُسِكُمْ

اَزْوَاجًا (تمہارے نفوس سے بیویاں) کے معنی میں خاص خیال رکھیں۔

۸۹۸
نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (۹) ایک جان، ایک شخص، آدم:-

سوال: آپ کی تحریریں عالمِ شخصی کی تعلیمات سے بھری ہوئی ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک اس کی بہت بڑی اہمیت ہے، لیکن جنّت میں عالمِ شخصی کہاں ہوگا؟ اور اس کی شناخت کس طرح ہوگی؟ جواب: ہر شخص ایک عالم ہے یعنی عالمِ شخصی یا عالمِ صغیر، مزید برآں ہر جامۂ جنّت (ابداعی کُرتہ) ایک عالمِ شخصی ہے، جو نفسِ واحدہ کی ہزاروں جیتی جاگتی کاپیوں میں سے ایک کاپی ہے، پس عالمِ شخصی ہر جنّتی کی جان اور ذاتی بہشت ہے۔

۸۹۹
نُقطہ بِندی، صفر، مرکز، ذرّہ:-

اے نورِ عینِ من! آپ سب مولا علی علیہ السّلام کے اس ارشاد میں خوب غور کریں: "میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے"۔ قرآن میں آیات ہیں، آیات میں الفاظ، الفاظ میں حروف، اور ان میں سے ہر حرف نقطوں کی ترکیب سے بنا ہے، پس سرتاسر قرآنِ عزیز میں نقطے ہی نقطے ہیں، اور یہ سب کے سب نقطۂ علیؑ کی تصویریں اور کاپیاں ہیں۔

900
نوافل

حدیثِ نوافل پر ایک سوال :-

یہ ایک بڑا مفید علمی سوال ہے جس سے کوئی بھی مومن اس مشہور حدیثِ قدسی میں زیادہ سے زیادہ غور و فکر کر سکتا ہے جو نوافل سے متعلّق ہے، وہ سوال یہ ہے :(۱) جب اللہ پاک اپنے بندۂ مقرّب کا روحانی کان بن جاتا ہے تو اس وقت وہ خدا کا دوست کیا کیا سن سکتا ہے؟ (۲) جب وہ مہربان اپنے عاشق کی چشمِ دل بن جاتا ہے تو ایسی باطنی آنکھ کے سامنے کیسے کیسے مناظر آتے ہیں؟ کیا ایسے میں خدا کا دیدار ممکن ہے؟ (۳) جب خدا مومنِ سالک کا باطنی ہاتھ بن چکا ہوتا ہے تو اس حال میں ایسا ہاتھ کیسے کیسے امور کو انجام دے سکتا ہے؟ (۴) جس وقت ربِّ کریم کمالِ مہربانی سے مومنِ خاص کا روحانی پاؤں بن جاتا ہے تو اس پاؤں سے کس منزل کی طرف چلا جاتا ہے؟

901
نور السّمٰوٰت (۱)

آسمانوں کا نور :-

قرآنِ حکیم میں آیاتِ نور اس مثال پر ہیں جیسے سورج، چاند اور ستارے، چنانچہ آیۂ مصباح گویا آفتابِ عالمتاب ہے (۲۴: ۳۵) آیۂ سراج علیٰ الدّوام ماہِ کامل ہے (۴۶:۳۳) اور دیگر آیاتِ نور

ستاروں کی طرح ہیں، اس واقعی مثال سے آپ کو آیۂ مصباح (اللہ نور السمٰوٰت) کی مرکزیّت و جامعیّت کا اندازہ ہوا ہوگا۔

۹۰۲
نور السمٰوٰت
(۲)

کائنات کا نور:-

خداوندِ تعالیٰ کا بابرکت ارشاد ہے: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۲۴:۳۵) خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ نور کے بعض عُشّاق اس باب میں سوال و جواب کے طریق پر حقیقتِ حال کو جاننا چاہتے ہیں، چنانچہ دوستانہ سوال ہے: س: یہ عالیشان صفت (نورِ کائنات) خود ذاتِ خدا ہی کی ہے یا نمائندۂ خدا کی؟ ج: اللہ تعالیٰ کا کوئی ضد نہیں جبکہ نور کی ضد ظلمت (تاریکی) ہے، اللہ خالق ہے اور نور و ظلمت مخلوق (۶:۱) پس یہ حقیقت ہے کہ خدا نے سب سے پہلے نورِ محمدّی کو پیدا کیا، یہ ایسا کامل و مکمّل اور کائنات گیر تھا کہ اس سے ارض و سماء منوّر ہوگئے، جس طرح نورِ محمّدی کا دوسرا نام قلمِ قدرت یا قلمِ اعلیٰ ہے کہ وہ ایک ایسا توانا قلم ہے جو تن تنہا ساری خدائی کو رقم کرسکتا ہے۔

۹۰۳
نور السمٰوٰت
(۳)

کائناتِ باطن کا نور:-

آیۂ مصباح کو خوب غور سے پڑھ لیں، ذاتِ سبحان کسی بھی مادّی چیز کی طرح نہیں ہے، دراصل اس میں ہم سب کا بہت بڑا امتحان ہے

جبکہ یہ آیۂ سراج (۳۳: ۴۶)، کی تفسیر و تاویل ہے کہ وہی روشن چراغ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، یہ سچ ہے کہ خدا نے جس ذاتِ عالی صفات کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے وہی ہمہ رس و ہمہ گیر کائناتی نور بھی ہے، ہاں اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ نورٌ علیٰ نورٍ میں انبیاء و ائمہ علیہم السّلام ہی کا ذکرِ جمیل ہے کیونکہ نورِ ہدایت سلسلۂ مظاہر میں جاری ہے۔

۹۰۴
نور السّمٰوٰت (۴)

عالمِ شخصی کا نور کہ اس میں عرش و کرسیٔ سات آسمان اور سات زمین ہیں:-

یہ روحانی سائنس ہی کا کرشمہ ہے کہ ہر مشکل سے مشکل مسئلہ عالمِ شخصی کے تناظر میں بہ آسانی حل ہو جاتا ہے، چنانچہ نورِ مطلق یقیناً خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہی اس کا خالق و مالک ہے، یہ نور جیسا کہ ذکر ہوا آنحضرتؐ کا ہے بحکمِ نُوْرٌ عَلیٰ نُوْرٍ یہی نور امامؑ کا بھی ہے، اور تابعداری و فنائیت کے نتیجے میں یہی نور اہلِ ایمان کا بھی ہے، نورِ واحد کے یہ چار رشتے قرآنی دلائل سے ثابت ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا، رسولؐ، امامِ برحقؑ اور مومنین و مومنات کا پاک نور (۵۷: ۱۲؛ ۶۶: ۸) عالمِ شخصی کے حظیرۃ القدس میں اسی شان سے جلوہ افروز ہے جس طرح کہ آیۂ مصباح میں ارشاد ہوا ہے۔

۹۰۵
نورالسّمٰوٰت (۵)

عالمِ شخصی کا نور:۔

حضرتِ مولانا امام سلطان محمّد شاہ صلوٰت اللّٰہ علیہ وسلامہٗ ظاہراً و باطناً علمی و عرفانی عجائب و غرائب کے مالک اور زمانۂ روحانیت و تاویل کے عظیم الشّان امام تھے، آپ نے کیسی کیسی از بس مفید، پُر مغز، انقلابی اور قیامت خیز تعلیمات دیں، اس سے بہت کم لوگ باخبر ہیں، ان کی بے مثال روحانی و نورانی خصوصیات کے بارے میں تقریباً ایک ہزار سال قبل جو پیش گوئی کی گئی تھی، وہ کتابِ وجہِ دین میں محفوظ و موجود ہے، آپ نے آیۂ مصباح یعنی اللّٰہ نور السّمٰوٰت کی بے مثال جامعیتِ حکمت کی طرف پُر زور توجّہ دلائی ہے، ملاحظہ ہو: "اسلام میرے مورثوں کا مذہب"۔

۹۰۶
نُورُھُم

اُن کا نور:۔

جس دن تم مومنین و مومنات کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑ رہا ہو گا (۵۷: ۱۲) یہ انتہائی عظیم معجزہ عالمِ شخصی سے متعلّق ہے، جہاں شخصِ واحد ہی میں سب ہوتے ہیں، کیونکہ نفسِ واحدہ میں سب کی نمائندہ قیامت برپا ہو جاتی ہے (۳۱: ۲۸)۔

۹۰۷
نُون **مچھلی:۔**

سورۂ انبیاء (۲۱: ۸۷) میں ہے: اور ذَاالنُّوْن (مچھلی والے یونس کو یاد کرو) جب کہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور گمان کیا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے، آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا کہ: لا الٰہ الّا انتَ سبحانَك انّی کنتُ مِن الظّٰلمین۔ ("حوت" کے عنوان کے تحت دیکھو)۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

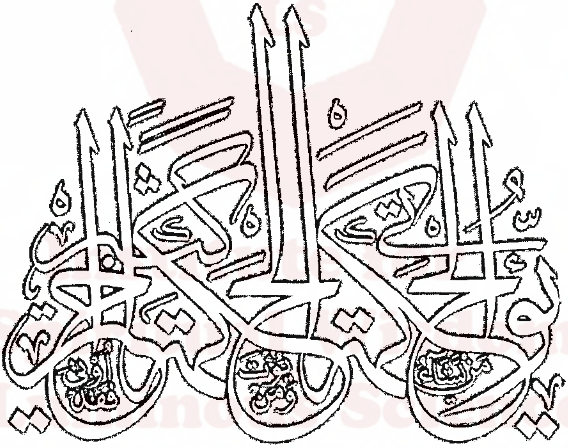

ISW
Knowledge for a united humanity

بابُ الواوْ

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

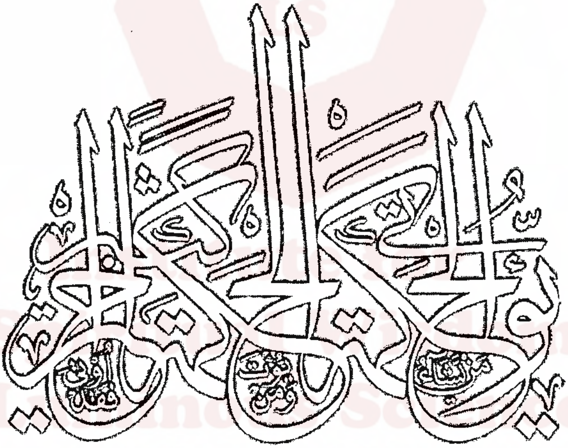

Knowledge for a united humanity

۹۰۸
وَاحِدَة (۱)

ایک، ایک کر لینے والا:۔

خالقِ یکتا نے لوگوں کو کس طرح پیدا کیا؟ یعنی سرچشمۂ ارواح کیا ہے؟ خدا نے لوگوں کو نفسِ واحدہ سے پیدا کیا اور وہی سرچشمۂ ارواحِ خلائق ہے (۴/۱، ۷/۱۸۹، ۳۱/۲۸، ۳۹/۶) اب اس سوال کا جواب عوام کے لئے بہت مشکل ہے لیکن خواص کے لئے مشکل نہیں، وہ مسئلہ یہ ہے: کیا خلقِ آخر بھی خلقِ اوّل ہی کی طرح نفسِ واحدہ سے ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں قرآنِ حکیم کا کیا ارشاد ہے؟

۹۰۹
وَاحِدَة (۲)

ایک، ایک کرنے والا، نفسِ واحدہ:۔

جس طرح تمام انسانوں کی پہلی پیدائش نفسِ واحدہ سے ہوئی ہے اسی طرح ان کی دوسری پیدائش بھی اسی سے ہونے والی ہے چنانچہ خدا قیامت القیامات میں لوگوں سے فرمائے گا: اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ (نفسِ واحدہ سے) پیدا کیا تھا ایسا ہی آج (اپنے اپنے وقت کے نفسِ واحدہ میں) اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے (۶: ۹۴)۔

نفسِ واحدہ ہر ناطق اور ہر امام ہے، اکیلے اکیلے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے وقت کے نفسِ واحدہ میں فنا ہو کر ایک ہو چکے ہوں گے، جیسے رحمتِ عالم جب معراج پر گئے تو اکیلے ہی گئے، درحالے

کہ عالمِ انسانیت آپؐ کی ذاتِ عالی صفات میں بحدِّ فعل یا بحدِّ قوّت فنا ہو چکا تھا۔

910 وَاحِدَۃ (3)

نفسِ واحدہ۔

خدا نے ان سب کو (بدرجۂ انتہا) گھیر لیا ہے اور ان کو ایک خاص عدد (یعنی عددِ واحد) میں گِن لیا ہے (19: 94) یعنی سب کو نفسِ واحدہ میں ایک کر دیا ہے، دوسری آیت کا ارشاد ہے: اور سب کے سب قیامت کے دن (نفسِ واحدہ میں، فردِ واحد بن کر) اس کے پاس حاضر ہوں گے (19: 95)۔ یہ اس لئے ایسا ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کا پاک دیدار عالمِ وحدت میں ہوتا ہے، جہاں کسی کثرت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

911 وَاحِدَۃ (4)

نفسِ واحدہ۔

روحانی ترقّی اور انفرادی قیامت کا تجربہ انتہائی مشکل کام ہے، لہٰذا خداوندِ عالم نے اپنی بے پایان رحمت سے لوگوں کی اجتماعی قیامت نفسِ واحدہ کی انفرادی قیامت میں پوشیدہ رکھی ہے، پس سب کی روحانی پیدائش اسی میں ہوتی ہے اور سب کا انبعاث بھی اسی میں ہوتا ہے، جیسا کہ سورۂ لقمان (31: 28) میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ تمہاری (روحانی) پیدائش اور تمہارا انبعاث نفسِ واحدہ کی طرح ہے۔ یعنی اہلِ جہان کے نمائندہ ذرّات انسانِ کامل کی ذاتی قیامت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

۹۱۲
وَارِثِیْنَ

میراث لینے والے، وارث کی جمع:۔

یہ زبردست حکمت والی آیت سورۂ قصص (۲۸: ۵) میں ہے: اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو (لوگوں کا) پیشوا (امام) بنائیں اور ان ہی کو وارث بنائیں۔ اس آیۂ شریفہ کے مصداق امامِ زمان علیہ السّلام کے روحانی فرزندان ہیں، ان ہی لوگوں کو خداوندِ جلّ وعلا کائناتی زمین (ستاروں) میں آئمّہ (۲۸: ۵) بنائے گا۔

۹۱۳
وَارِدُ
(۱)

اُترنے والا، دوزخ میں اُترنا:۔

یہ حدیثِ شریف اس آیۂ کریمہ کی تفسیر ہے جو تمام نیک وبد انسانوں کے جہنّم پر وارد ہونے سے متعلق ہے (۱۹: ۷۱) حدیث: لَا يَبْقٰى بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُوْنُ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَرْدًا وَّسَلَامًا كَمَا كَانَتْ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ کوئی نیک آدمی یا فاجر آدمی باقی نہ

رہے گا جو ابتداءً جہنّم میں داخل نہ ہو مگر اس وقت مومنینِ متقین کے لئے جہنّم بَرد و سلام بن جائے گی جیسے ابراہیم علیہ السّلام کیلئے نارِ نمرود بَرد و سلام بنادی گئی تھی (احادیثِ مثنوی ۱۸۷، بحوالۂ مستدرک حاکم، ج ۴، ص ۵۸۷، نیز ملاحظہ ہو، معارف القرآن، ج ۶، ص ۵۰) مَیں نے "سراج القلوب" میں بھی "دوزخ کا ایک راز" کے عنوان سے اس باب میں گفتگو کی ہے۔

۹۱۴
وَارِدُ
(۲)

اترنے والا، دوزخ میں اُترنا۔

سورۂ مریم (۱۹: ۷۱-۷۲) میں ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (۱۹: ۷۱-۷۲) تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنّم پر وارد نہ ہو، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے ربّ کا ذمّہ ہے، پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو (دنیا میں) متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

۹۱۵
وَجْه
(۱)

چہرہ، دیدار۔

سورۂ انعام (۶: ۵۲) میں ارشاد ہے: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۔ اور (اے رسولؐ)

ان لوگوں کو نہ ہانک دو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں (اور) وہ اس کے دیدار کو چاہتے ہیں۔ اسلام میں جہاں جہاں خدا کے عشق و محبّت کا ذکر آیا ہے وہاں اس کے پاک دیدار اور معرفت کی طرف ایک پُرکشش دعوت ہے۔

٩١٦
وَجْہ (٢)　چہرہ، دیدار:-
سورۂ بنی اسرائیل کے رکوعِ ہشتم کے شروع کی دو آیتوں (١٧: ٧١-٧٢) کو خوب غور سے دیکھ لیں، یہ دونوں آیتیں مضمونِ قیامت میں مربوط ہیں، ان کی حکمت یہ ہے کہ رسول اور امام علیہما السّلام اللہ کے نمائندے ہیں، لہٰذا اُن کا دیدار گویا خدا کا دیدار ہے، اسی وسیلے سے آخرت کے لئے چشمِ بصیرت پیدا کی جا سکتی ہے، چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس نے مجھ کو دیکھا اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا۔ اور مولا علیؑ نے فرمایا: میں زمین پر خدا کا چہرہ ہوں۔

٩١٧
وَجْہُ اللّٰہ (١)　چہرۂ خدا:-
جب آیۂ بیعت کے مطابق دستِ خدا کی نمائندگی درست اور حقیقت ہے تو پھر چہرۂ خدا (وجہُ اللّٰہ) کی نمائندگی بھی صحیح ہے جیسے مولا علیؑ نے فرمایا: انا وجہُ اللّٰہِ فِی السّمٰوٰتِ والارضِ۔

كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔ یعنی میں ہوں آسمانوں اور زمین میں چہرۂ خدا، جیسے ارشاد ہے: چہرۂ خدا کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جاتی ہے (۲۸: ۸۸) (کوکبِ دُرّی، بابِ سوم، منقبت۔ ۶۹) وجہُ اللہ، چہرۂ خدا، خدا کا دیدار، خدا کی معرفت یہ سب اوصاف حضرت امامِ عالی مقامؑ ہی کے ہیں۔

۹۱۸
وَجْهُ اللّٰه (۲) — **چہرۂ خدا، دیدارِ الٰہی، معرفت، وسیلۂ عشق و فنا:۔**

آسمانوں سے درجاتِ روحانیت مراد ہیں، ہر درجے پر چہرۂ خدا کی مظہریت و نمائندگی امامِ اقدس و اطہر علیہ السّلام ہی کو حاصل ہے تا آنکہ منزلِ حقّ الیقین آتی ہے جو منزلِ فنا ہے، جہاں امامِ عالیمقامؑ کو حضرتِ ربّ کے سب سے بڑے دیدار کی نمائندگی عطا ہے پس جتنے سالکین و عارفین وہاں تک پہنچ جاتے ہیں، وہ سب اُس بیمثال و لازوال نورِ دیدار میں پروانہ وار فنا ہو جاتے ہیں، بس یہی ہے فنا فی الامامؑ، فنا فی الرّسولؐ، اور فنا فی اللہ۔

۹۱۹
وجہُ اللّٰہ (۳) — **چہرۂ مظہرِ خدا:۔**

حدیثِ شریف ہے: خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ ۔ اللہ تعالیٰ نے

حضرتِ آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا (گویا آدمؑ کو اپنا مظہر بنایا، جب ہی تو اُن کو ساری مخلوقات کی سرداری عنایت فرمائی۔ لُغات الحدیث، کتاب "ص")۔

۹۲۰
وجہ اللّٰہ (۴)

صورتِ رحمان:-

حضرتِ علی امیر المومنین علیہ السّلام کے وجہ اللّٰہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے، جبکہ حق تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السّلام کو اپنی رحمانی صورت پر پیدا کیا تھا، اور جبکہ لوگ بہشت میں داخل ہو کر اپنے باپ آدم کی صورت (یعنی رحمانی صورت) پر ہوتے ہیں، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عَلٰی صُوْرَۃِ اَبِیْہِمْ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ (بخاری، جلدِ دوم، کتاب الانبیاء، مسلم، جلدِ ششم، کتاب الجنّۃ)۔

۹۲۱
وَجْہُ اللّٰہ (۵)

چہرۂ خدا، منزلِ فنا:-

سورۂ رحمان معنوی حسن و جمال کی وجہ سے عُروس القرآن کہلاتا ہے، یہ مبارک و مقدّس ارشاد اُسی میں سے ہے: کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ۔ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (۵۵: ۲۶-۲۷) ہر مخلوق جو اس زمین پر (یا عالمِ شخصی میں) ہے فنا ہونے والی ہے اور صرف تیرے پروردگار صاحبِ جلالت و کرامت کا چہرہ (یعنی نمائندہ) ہی

باقی رہتا ہے (۵۵: ۲۶-۲۷)۔

۹۲۲
وَجْہُ اللّٰہ (۶)
چہرۂ نمائندۂ خدا:۔

سوال: ارشادِ بالا میں جس طرح مخلوق کی فنا اور چہرۂ خدا کا یکجا ذکر آیا ہے، اس کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے؟ جواب: اس یکجائی کی مناسبت یہ ہے کہ جس مرتبۂ عقل پر چہرۂ خدا (نمائندۂ خدا یعنی امامؑ) کا عظیم دیدار ہے وہاں عُشّاق کے لئے شرابِ طہورِ عشق اور فنا کیوں نہ ہو، الغرض یہ فنا فی الامام کا سرِّ عظیم ہے، جس میں فنا فی الرّسولؐ اور فنا فی اللہ بھی ہے، الحمد للہ ربّ العالمین۔

۹۲۳
وَجْہُ اللّٰہ (۷)
چہرۂ خدا:۔

سورۂ بقرہ، رکوع چہاردھم (۲: ۱۱۵) میں ہے: ترجمۂ ظاہر: اور مشرق بھی اللہ کا ہے اور مغرب بھی، سو جدھر بھی تم رُخ کرو وہیں خدا کا چہرہ ہے۔ اس کا تاویلی مفہوم عالمِ شخصی کے اعتبار سے: اے عارفین! تم کو عالمِ شخصی میں جہاں جہاں بے حجاب دیدار ہوا وہ تو نمایاں ہے اس کے باوجود کوئی ایسا مقام نہیں جہاں در پردہ خدا کا چہرہ اور دیدار نہ ہو تو تم ایک ایک کر کے تمام معجزات پر خوب غور کرو۔

۹۲۴
وجہُ علی

علیؑ کا چہرہ، علیؑ کا دیدار، امامِ زمانؑ کا دیدار:۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے: النّظرُ اِلیٰ وجہِ علی عبادۃٌ اعظمُ مِنَ الطّاعۃ۔ چہرۂ علی کی طرف دیکھنا ایک ایسی عبادت ہے جو فرمانبرداری سے بھی بڑی ہے۔ (اسرائر، ص ۱۱۶)۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ علی خدا کا چہرہ ہے، جیسا کہ خود مولا علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے: انا وجہ اللّٰہ الّذی ذکرہ بقولہ: فاینما تُوَلّوا فثمّ وجہ اللّٰہ (۲: ۱۱۵) میں اللہ کا وہ چہرہ ہوں جس کا اُس نے یوں ذکر فرمایا ہے: سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی خدا کا چہرہ موجود ہے۔ (صفحۂ مذکورہ)۔

۹۲۵
وحی
(۱)

اِشارہ، اِشارۂ دیدار:۔

سورۂ شوریٰ کی آخری تین آیاتِ کریمہ (۴۲: ۵۱-۵۳) بہت زیادہ قابلِ توجہّ اور اسرارِ معرفت سے لبریز ہیں، چنانچہ پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر (دیدارِ اقدس کے) اشارے سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے غرض وہ اپنے اختیار سے جو چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے بیشک وہ عالیشان حکمت والا ہے (۴۲: ۵۱)۔

۹۲۶
وحی
(۲)

دیدار کے اشارے:-

جو نیک بخت مومنِ سالک اضطراری موت سے قبل اختیاری موت سے مرجاتا ہے، اس کو خداوندِ قدّوس اپنے فضل وکرم سے سرتاسر عارفانہ قیامت دکھاتا ہے، جس میں ہر چیز کی معرفت موجود ہے خصوصاً دیدارِ الٰہی کے مقامات، جن کے بغیر معرفت خالی از معنی رہ جاتی ہے۔

۹۲۷
وحی
(۳)

سب سے اعلیٰ وحی دیدارِ الٰہی ہے:-

وحی کے لغوی معنی ہیں اشارہ، چنانچہ اللہ جلّ جلالہ کے دیدارِ اقدس میں سب سے عالیشان اور سب سے زیادہ اشارے ہیں، جن کی تفصیل وتشریح خود قرآنِ عظیم ہے۔

۹۲۸
وحی
(۴)

اشارۂ حکمتِ الٰہی:-

خدائے بزرگ وبرتر کے ہر دیدار میں اشارے ہیں، کلمۂ کُن اور گوہرِ عقل میں اشارے ہیں، کلماتِ تامات میں اشارے ہیں، اور قرآن کا ایک نام "وحی" اس لئے ہے کہ اُس کی ہر آیت میں ظاہری معنی کے علاوہ ایک اشارۂ حکمت بھی مخفی ہے، الغرض اللہ کی ہر چیز میں صاحبانِ عقل کے لئے لطیف اور پُر حکمت اشارے ہیں، تاکہ خاصانِ خدا کے لئے زبانِ حکمت اور گنجِ معرفت خاص اور

مخصوص ہو۔

۹۲۹
وُدّاً
محبّت:۔
یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عملِ صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمان ان کے لئے دلوں میں محبّت پیدا کر دے گا (۱۹:۹۶) یہ ارشادِ مبارک أئمّہؑ اہلِ بیت علیہم السّلام کے بارے میں ہے، اور بہشت میں حقیقی مومنین کے لئے بھی ہے۔

۹۳۰
وَدُوْدٌ
بہت محبّت کرنے والا:۔
اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ (۱۱:۹۰) بیشک میرا پروردگار بہت رحم والا بہت محبّت کرنے والا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے دوستوں سے کس طرح محبّت کرتا ہے اور ان کو کیسے کیسے انعامات سے نوازتا ہے، اس کا یقین مرتبۂ عقل پر ہو جاتا ہے۔

۹۳۱
وَسِعَ
اُس نے گھیر لیا:۔
وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عِلْماً۔ میرے ربّ نے ہر چیز کو علم میں گھیر لیا ہے۔ یعنی ہر چیز کے اندر اور باہر علم ہے، بالفاظِ دیگر ہر شی کے ظاہر و باطن میں روحانی سائنس ہے، کیونکہ سائنس علم ہی

کا نام ہے (۶: ۸۰)۔

۹۳۲
وِلْدَانٌ (۱)

بہشت کے غلمان:-

سورۂ واقعہ میں دیکھ لیں: یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے دوڑتے پھرتے ہوں گے (۵۶: ۱۷)، یہ عقلی غلمان ہیں، جن کا کام ہے مقربین کے لئے عقل اور عشق کی اعلیٰ نعمتیں مہیّا کر دینا، یہ نوجوان لڑکے بہشت میں ہمیشہ نوجوان ہی رہیں گے، اور اس میں بہت بڑا راز مخفی ہے۔

۹۳۳
وِلْدَانٌ (۲)

عقلی غلمان:-

سورۂ دھر میں ہے: ان کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ نوجوان لڑکے ہی رہیں گے، تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں، وہاں جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمہیں نظر آئے گا (۷۶: ۱۹-۲۰)، بہشت کی بے شمار نعمتوں کی چوٹی پر "ایک حقیقت" کی انتہائی عظیم نعمت ہے، جس کی طرف جانے کے لئے سب سے پہلے بہت سے درجات ہیں، پھر مساوات، اور سب

سے آخر میں یک حقیقت (مونوریالٹی) ہے۔

۹۳۴
وِلْدَانٌ (۳) بہشت کے ابدی لڑکے:۔
سوال: حور و غلمان کی پیدائش کہاں ہوتی ہے؟ دنیا میں یا بہشت میں؟ جواب: اہلِ بہشت سب کے سب شروع میں دنیا ہی کے لوگ ہوتے ہیں، جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کو جسمِ لطیف میں زندہ کر کے جنّت میں داخل کر دیا جاتا ہے، تاہم کلّی تخلیق درجات کی سیڑھی پر ہوتی ہے۔

۹۳۵
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (۱) ابدی لڑکے:۔
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (ابدی لڑکے)، سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ انسان کی انائے عُلوی ہمیشہ بہشت میں موجود ہے (۱۷:۵۶)۔

۹۳۶
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ (۲) ابدی لڑکے:۔
ابدی لڑکے بہشت میں ہمیشہ موجود بھی ہیں اور دنیا میں آکر پیدا بھی ہو جاتے ہیں، اسی لئے ان کی دو انائیں ہو جاتی ہیں، یعنی انائے عُلوی اور انائے سفلی (۶:۹۸؛ ۵۶:۱۷)۔

۹۳۷
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ　ابدی لڑکے:۔
(۳)

بہشت کے ازلی و ابدی لڑکے (۵۶: ۱۷؛ ۷۶: ۱۹) یہ کون ہیں؟ یہ خلود (۵۰: ۳۴) کی حکمت و علامت ہیں اور اہلِ بہشت ہیں، یہ دنیا میں آتے بھی ہیں اور نہیں بھی آتے ہیں، جس طرح پانی کا مرکز (سمندر) اپنی جگہ ساکن بھی ہے اور اپنے دائرے پر گردش بھی کر رہا ہے۔

۹۳۸
وَلِیُّ الْاَمْرِ　صاحبِ امر:۔
(۱)

نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام صلوٰت اللہ علیہ کا ہر فرمانِ اقدس ہم سب کے لئے بحد ضروری اور واجب العمل ہے، جیسے یہ ارشادِ مبارک ہے: "تم میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب کی حقیقی سمجھ اور گہرا علم ہونا چاہیئے۔"

"حقیقی سمجھ" ایک واضح، روشن اور کُلّی مطلب ہے، اور گہرا علم (علمِ عمیق)، ایک ایسا ہمہ گیر مفہوم ہے کہ اس میں کوئی شک ہی نہیں، جس میں عقل و دانش اور علم و معرفت، اور اسرارِ باطن جیسے تمام معانی آجاتے ہیں۔

۹۳۹
وَلِیُّ الامر (۲)　　صاحبِ امر۔

آپ یہ بھول نہ جائیں کہ ہماری شاخِ اسلام دینِ اسلام کی ایک باطنی شاخ ہے، باطن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس کے (باطنی) معنی ہر ایک کے لئے نہیں، یہ صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اگر آپ قرآنِ پاک کے (بعض) حصّے سیکھتے ہیں تو آپ کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ ان حصّوں کے باطنی معنی سمجھا سکیں (حاضر امامؑ کا فرمان، انمول موتی، حصّہ اوّل ص ۴۵)۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

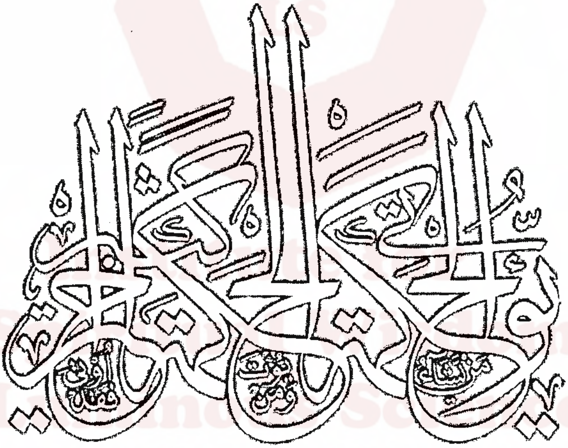

Knowledge for a united humanity

بابُ الهاء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

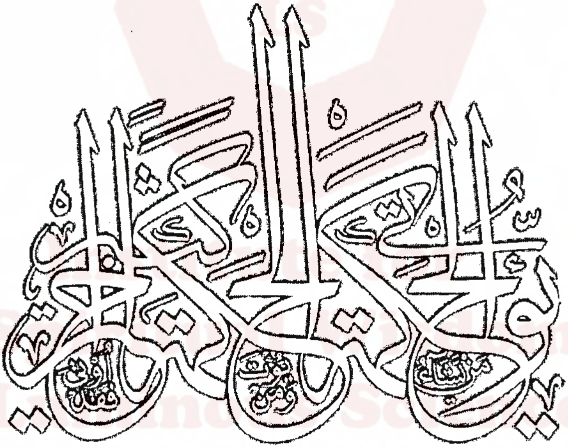

ISW
Knowledge for a united humanity

۹۴۰
هَادٍ

ھدایت کرنے والا، ھادی، امام:-

سورۂ رعد (۱۳: ۷) میں ارشاد ہے: اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ (اے رسولؐ) تم تو صرف ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے (قرآن کے شیعی تراجم اور تفاسیر نیز کتبِ مناقبِ علیؑ میں دیکھ لو)۔ زمانۂ آدمؑ سے لے کر قیامۃ القیامات تک ہر زمانہ کے لوگ قوم ہیں، اور ہر قوم کے لئے خدا نے ھادی مقرر فرمایا ہے اور وہ زمانے کا امام ہی ہے۔

۹۴۱
ھارونؑ (۱)

امامِ اساس:-

حدیثِ شریف میں ہے: یا علیُّ انتَ مِنّی بمنزلۃِ ھارُونَ مِنْ موسیٰ اِلّا اِنَّہٗ لا نبیَّ بعدی۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے علی تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے ھارون کا درجہ موسیٰ سے تھا، مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے۔ (یہ اُن مشہور احادیث میں سے ہے جو تینوں فرقوں کی کتبِ حدیث وغیرہ میں ملتی ہیں)۔

۹۴۲
ھارونؑ (۲)

امامِ اساس:-

صاحبِ جوامعُ الکلم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مذکورۂ بالا حدیث

میں جس شانِ حکمت سے مولا علی علیہ السّلام کی تعریف فرمائی ہے اس کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس آیئنۂ ھاروٹی میں علیؑ کو دیکھنا ہوگا جو قرآنِ حکیم میں ہے، وہ اس طرح کہ دونوں امام اپنے اپنے پیغمبر کے وزیر ہیں (۲۰ : ۲۹ ؛ ۲۵ : ۳۵) آسمانی کتاب کے ذکر کے ساتھ ہی وزارت کا ذکر آیا ہے (۲۵ : ۳۵) اس لئے یہ کہنا روشن حقیقت ہے کہ دونوں پیشوا اپنی اپنی آسمانی کتاب کی تاویل کے مالک تھے، اور کتابِ سماوی کے باطن میں روحانیت و عقلانیت پر حاضر ہوئے بغیر تاویل نہیں کی جا سکتی۔

۹۴۳ ھارونؑ (۳) **وزیرِ موسیٰؑ :-**

لفظِ وزیر وِزر (بوجھ) سے مشتق ہے بمعنی بوجھ بٹانے والا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح حضرتِ ھارونؑ توریت کی روحانیت، نورانیت اور تاویل کے حامل تھے، اسی طرح حضرتِ علیؑ قرآن کی روح و روحانیت اور نور و نورانیت (یعنی تاویل) کا بارِ گران اٹھانے والے تھے، اور بجائے خود اب بھی ہیں۔

۹۴۴ ھارونؑ (۴) **صاحبِ تاویل :-**

بحوالۂ قرآن (۲۱ : ۴۸) حضرتِ موسیٰؑ اور حضرتِ ھارونؑ کو فرقان

(توریت اور حسّی معجزات) نور اور اسمار الحسنیٰ کا ذکر عطا کیا گیا تاکہ یہ ساری برکتیں متقین کی طرف آئیں، اور یقیناً حضرتِ محمدؐ سیّد الانبیاءؐ کے برحق وصی حضرتِ علیؑ نبوّت کے سوا ہر وصف میں مثیلِ ھارون تھے۔

۹۴۵ ھارونؑ (۵)

ھارونؑ:-

قرآنِ عزیز میں حضرت ھارون علیہ السّلام کا اسمِ مبارک کُل بیس۲۰ مرتبہ آیا ہے، ایسے تمام مقامات پر نورِ امامت کا تذکرہ ہے، جبکہ حضرت ھارونؑ کی مبارک پیشانی میں امامت کا نور جلوہ گر تھا، جبکہ مولا علی علیہ السّلام مثیلِ ھارون تھے، مگر یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۴۶ ھارونؑ (۶)

ھارونؑ:-

سورۂ بقرہ (۲: ۲۴۸) میں ہے: ان کے نبی نے ان کو یہ بھی بتا دیا کہ طالوت کی بادشاہی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے لئے سکونِ قلب کا سامان ہے، جس میں آلِ موسیٰؑ اور آلِ ھارونؑ کی چھوڑی ہوئی (روحانی) چیزیں ہیں، جس کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہوں گے، اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔

۹۴۷
ھارونؑ (۷)

ھارون امامؑ:۔

اہلِ ایمان کے لئے سکونِ قلب روحانی علم اور معرفت کے سوا ممکن نہیں، لہٰذا یقیناً صندوقِ سکینہ سے مجموعی روحانیت مراد ہے، جو امامِ زمانہ علیہ السّلام کی روحانی سلطنت کے تحت ہے، اور روحانی جہاد بھی حضرتِ امامِ عالیمقامؑ ہی کی نگرانی میں ہوتا ہے، اب رہا سوال کہ آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ کی چھوڑی ہوئی چیزیں کیا ہیں؟ وہ بظاہر کچھ مادّی تبرکات سہی لیکن دراصل نبوّت اور امامت کے باطنی اور روحانی معجزات ہیں۔

۹۴۸
ھَالِكٌ (۱)

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:۔

اے نورِ عینِ من! اکثر یا بعض سورتوں کے آخر میں خاص خاص جواہر ہوتے ہیں، اس قانونِ قرآن کو نہ بھولنا، جیسا کہ سورۂ قصص کے آخر (۲۸:۸۸) میں ہے، یہ گوہرِ بحرِ حکمت اسی آیۂ کریمہ میں ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ ہر چیز سوائے وجہ اللہ کے ہلاک ہونے والی ہے۔

۹۴۹
ھَالِكٌ (۲)

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:۔

تفسیرِ اوّل: اگر یہاں ہم یہ کہیں کہ ذاتِ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے

والی ہے تو اس سے (نعوذ باللہ) یہ لازم آئے گا کہ اس کی تمام صفات بھی فنا ہو جانے والی ہیں، یہ تصور غیر ممکن اور غیر مناسب ہے تفسیر دوم: اگر یہ کہا جائے کہ چہرۂ خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو پھر ایسے میں (نعوذ باللہ) اللہ کی تجسیم کا عقیدہ ہو گا، اور بالآخر صرف چہرہ باقی رہنے کا تصور ہو گا، جو محال ہے۔

۹۵۰
هَالِكٌ (۳)

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:۔

تفسیرِ سوم: دراصل خدا کُلُّ شَیٔ کے زمرے میں نہیں آتا، بلکہ اس کا مظہر (نمائندہ) آتا ہے، جب اسلام کے شروع ہی سے خلیفۃ اللہ کا ہونا لازمی ہے تو یہی خلیفہ خدا کا مظہر بھی ہے اور چہرۂ خدا بھی، اب سب سے مشکل ترین مسئلہ ختم ہو گیا، کہ اس آیۂ شریفہ میں خدا کی ہستی سے بحث نہیں بلکہ اس کے مظہر میں فنا ہو جانے کی تعریف ہے، الحمد للہ۔

۹۵۱
هَالِكٌ (۴)

ہلاک ہونے والا، فنا ہونے والا:۔

اس ارشاد میں خوب غور کریں: من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ روح جس میں پروردگار کی معرفت ہے، کوئی

عام روح کیونکر ہوسکتی ہے یہ تو مظہرِ نورِ خدا اور وجہ اللہ کی بات ہے، جس میں اگر ہم فنا ہوگئے تو وہ ہماری روح ہوگیا، اسی طرح ہم وجہ اللہ (ہادئ زمانؑ) کے وسیلے سے حضرتِ ربّ کو پہچان سکتے ہیں۔ (دیکھو: وجہُ اللہ)۔

۹۵۲
ہُبُوط (۱) — **اُترنا۔**

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرتِ آدمؑ اور اس کے تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ تم سب جنّت سے نیچے اُتر جاؤ: اِھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا (۲: ۳۸) اس سے یہ ظاہر ہوا کہ سب لوگ بہشت سے یہاں آئے ہیں، مگر کس طرح؟ سائے کی طرح، کیونکہ روح کا بالائی سرا اپنی اصل سے ہمیشہ واصل رہتا ہے، اس لئے وہ اِس دنیا میں نہیں آسکتا، جیسا کہ قول ہے: ما آمدہ نیستیم این سایۂ ماست۔ ہم دراصل آئے نہیں ہیں یہ تو ہمارا سایہ ہی ہے۔

۹۵۳
ہُبُوط (۲) — **آدمؑ کا اُترنا۔**

خدائے حکیم کی طرف سے لوگوں کے لئے جتنا بڑا امتحان قصۂ آدمؑ میں ہے اتنا عظیم امتحان کہیں بھی نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قصۂ آدم علیہ السّلام سرتاسر اسرارِ حکمتِ الٰہیہ سے پُر ہے، مثال کے

طور پر صرف ھُبُوطِ آدمؑ کو سوال بناکر تجربہ کرلیں کہ یہ آدمؑ کا ھُبُوط (اُترنا) کس معنیٰ میں ہے؟ جسمانی ہے یا روحانی؟ یا دونوں اعتبار سے ہے؟ بہشت کے کس درجے سے اُترنا پڑا اور کتنی مُدّت کے بعد؟ کیا یہ ہر انسانِ کامل کا قصّہ ہے یا صرف ایک فرد کا واقعہ ہے؟

954 هُدًى

ہدایت:۔

اے نورِ عینِ من! سورۂ بقرہ کے شروع میں خوب غور سے دیکھو، الٓمّٓ۔ یعنی کتابِ آفاق وانفس اور قرآنِ ناطق مولا علی علیہ السّلام ہے، اس کی حاضر دلیلیں یہ ہیں:۔

(۱) ذالك الكتٰب (وہ کتاب) ذالك اشارۂ بعید ہے دُور کی چیز کے لئے آتا ہے (۲) لاریب فیہ (اُس میں شک نہیں، یعنی اُس میں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہے) (۳) هُدًى للمتّقين (اُس میں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے، کیونکہ سب لوگ قرآنِ ناطق کو نہیں مانتے ہیں)۔

955 هَلَكَ (۱)

وہ ہلاک ہوا، ضائع ہوا، مرگیا، مٹ گیا۔

سورۂ حاقّہ (۶۹: ۲۹) میں ہے: هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ (۱) میری سلطنت ضائع ہوگئی (۲) میری حجّت (دلیل) مٹ گئی۔ یعنی میں اپنے

عقیدے کی حمایت میں جتنی دلائل رکھتا تھا وہ سب کی سب باطل ثابت ہوئیں۔

۹۵۶ هَلَكَ (۲) **وہ ہلاک ہوا، ضائع ہوا، مرگیا، مٹ گیا۔**

سورۂ انفال (۸: ۴۲) میں ہے: لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ۔ تاکہ مرجائے وہ شخص جو دلیلاً مرچکا ہے اور زندہ رہے وہ شخص جو دلیلاً زندہ ہوگیا ہے۔ یعنی جس کی دلیل پر آفاق وانفس کی گواہی نہ ہو (۵۱: ۱۸)، وہ دینِ فطرت یعنی اسلام اور عقل کے مطابق نہیں باطل ہے، پس ہر ایسا شخص دلیلاً ہلاک ہوچکا ہے۔

بابُ الياء

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

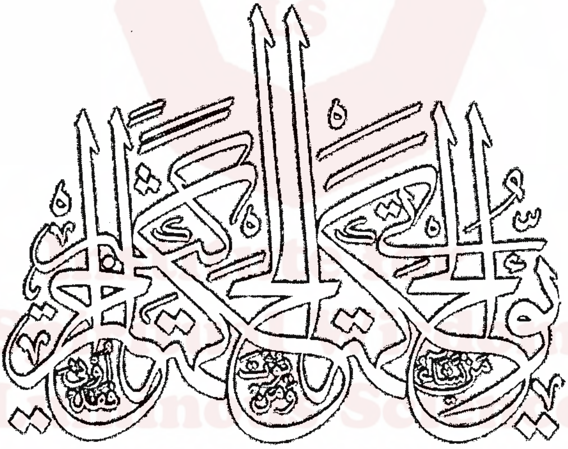

ISW
Knowledge for a united humanity

۹۵۷
یأتی زمان　　ایک زمانہ آئے گا۔

حدیث شریف ہے: اِنّکم فی زمانٍ مَن ترَک مِنکُم عُشرَ ما اُمِرَبہ ھلک ثمّ یاتی زمانٌ مَنْ عَمِلَ مِنھم بِعُشرِ ما اُمِرَبہ نجا۔ تم لوگ ایک ایسے دور سے گزر رہے ہو کہ اگر تم احکام کے دسویں حصّے سے بھی تغافل برتو تو برباد ہو جاؤ گے، اس کے بعد ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس وقت جو احکام دیئے گئے ہیں اگر کوئی ان کے دسویں حصّے پر بھی عمل کرے گا تو اسے نجات نصیب ہو جائے گی (روحِ اسلام، سیّد امیر علی، ترجمہ محمد ہادی حسین، ص ۳۰۵-۳۰۶، بحوالۂ ترمذی و مشکوٰۃ)۔

۹۵۸
یَاْجُوجَ وَمَاْجُوج (۱)　　عالمِ ذرّ۔

ذرّاتِ لطیف، مخلوقِ اصغر، نسلِ انسانی، ارواحِ خلائق، لشکرِ روحانی، عالمِ ذرّ آغاز کے معنی میں بھی اور انجام کے معنی میں بھی (۱۸:۹۴؛ ۲۱:۹۶)۔

۹۵۹
یَاْجُوجَ وَمَاْجُوج (۲)　　ذرّاتی لشکر، روحانی لشکر۔

یاجوج و ماجوج دراصل ذرّاتی لشکر کا نام ہے، یہ زمانۂ آدمؑ سے آفاق و انفس کی روحانی جنگ کے لئے مُتعیّن ہیں، کسی عالمِ شخصی کی

زمین کے حق میں وہ دن بڑا مبارک ہوتا ہے، جس میں یہ معجزانہ ذرات تعمیرِ نو کی غرض سے فساد کرتے ہیں، ان کا یہ کام ایسا ہے جیسے پُرانے مکان کو گرا کر اس کی جگہ نیا مکان بنانا، یاجوج وماجوج کا برملا تذکرہ قرآن کے دو مقام پر ہے (۱۸: ۹۴؛ ۲۱: ۹۶) لوگ جن چیزوں کو پسند نہیں کرتے عجب نہیں کہ وہ ان کے لئے مفید ثابت ہو جائیں، دیکھو قرآن: ۲: ۲۱۶۔

۹۶۰
یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْج (۳) خدا کا ارضی لشکر۔
دینی ہو یا دنیوی جہاں کوئی لشکر ہو وہاں لامحالہ اس کا اعلیٰ سردار بھی ہوا کرتا ہے، چنانچہ لشکرِ یاجوج وماجوج کی عظیم الشّان سرداری سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کو عطا ہوئی، یہی سبب ہے کہ فرشتوں نے زمینِ ظاہر و باطن کے امکانی فساد و خونریزی کو آدم خلیفۃ اللہ سے منسوب کر دیا، یعنی ان کا کہنا تھا کہ آدمؑ عالمِ شخصی میں اور سیارۂ زمین پر اس لشکر سے فساد کرتا رہے گا (۲: ۳۰)۔
خلیفۂ خدا کا فساد (بگاڑ)، تعمیرِ نو اور ترقی کے لئے ہوا کرتا ہے جیسا کہ ذکر ہوا، اور خونریزی کی تاویل ہے: اِزالۂ شکوک وشبہات، جو علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین سے ہو سکتا ہے۔

۹۶۱
یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْج (۴) لشکرِ صاحبِ زمان ہے۔

سورۂ انبیاء (۲۱: ۹۶) میں ہے: یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل رہے ہوں۔ یعنی امامؑ اور تمام ذیلی حدود سے ذرّاتی لشکر نکل کر روحانی جہاد اور باطنی قیامت کے امور کو انجام دیں گے۔

۹۶۲
یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْج (۵) باطنی لشکر ہے۔

سورۂ کہف (۱۸) کے رکوعِ یازدہم میں ذوالقرنین اور یاجوج و ماجوج کے پُراز حکمت قصّے کو خوب غور سے پڑھ لیں، ذوالقرنین کو خدا نے مرتبتِ امامت اور روحانی سلطنت عطا کر دی تھی، لہٰذا ان کا یہ سارا قصّہ روحانی اور تاویلی ہی ہے، اگر آپ ان عجیب وغریب واقعات کو صرف ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں تو آج کے روشن زمانے میں ان کی عقلی توجیہہ ناممکن ہوگی۔

۹۶۳
یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْج (۶) روحانی لشکر ہے۔

جو لوگ خاص علم و عمل اور اذن و ریاضتِ شب خیزی سے اِس قابل ہو چکے ہوں کہ اب وہ بفضلِ اللہ اختیاری موت کی تلخی اور ذاتی قیامت کی سختی کو برداشت کر کے روحانیت وعقلانیت کے

انمول خزانوں کو حاصل کر سکتے ہیں، تو ایسے نیک بخت لوگوں پر یاجوج و ماجوج کا حملہ آور ہو جانا باعثِ رحمت و برکت ہوگا، اور جو ان کے سوا ہیں، ان سے امام علیہ السّلام ذرّاتی لشکر کو روک لیتا ہے۔

۹۶۴
یَتَدَبَّرُوْنَ

غور و فکر کرتے ہیں۔

سورۂ محمدؐ (۲۴:۴۷) میں ارشاد ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ اس سماوی تعلیم سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنے کی بہت بڑی اہمیت ہے، اور دوسری طرف یہ پتا چلا کہ اس معاملے میں بعض دلوں پر قفل لگ جاتے ہیں، چنانچہ حکیم پیر ناصرِ خسروؒ نے اپنے دیوان میں فرمایا:۔
قفل از دل بردار و قرآن رہبرِ خود کن ÷ تا راہ شناسی و گشادہ شود ت در۔
دل سے قفل اٹھا اور قرآن کو اپنا رہنما بنالے ÷ تاکہ تو راستے کو پہچان کر چل سکے، اور تیرے لئے (مدینۂ علم اور دارِ حکمت کا) دروازہ کھل جائے۔

۹۶۵
یتیم
(۱)

بے نظیر۔

دُرَّةٌ یَتِیْمَةٌ، گوہرِ یکدانہ، بے نظیر موتی، گوہرِ عقل / کتابِ مکنون / امام علیہ السّلام (۷۸:۵۶)۔

۹۶۶
یتیم (۲)　**بے مثال:۔**

تم ذاتی طور پر امام کے روحانی علم کے قریب نہ جاسکو گے مگر اسمِ اعظم کے ذریعے سے، پھر تم کو عالمِ شخصی ہی میں امام کے روحانی بچپن سے لے کر بھرپور جوانی تک سخت محنت اور خدمت کرنا پڑے گی (۶: ۱۵۲؛ ۱۷: ۳۴)۔

۹۶۷
یَتِیمَۃُ الدَّھْر　**یگانۂ روزگار:۔**

یتیم یعنی امام علیہ السّلام جو یگانۂ روزگار ہے اس کی تکریم و تعظیم نہ کرنے اور حجّت کے علم پر ایک دوسرے کو نہ اُبھارنے ہی سے ذلّت آتی ہے (۸۹: ۱۷-۱۸)۔

۹۶۸
یُحِبُّھُمْ (۱)　**وہ اللہ کو محبوب ہیں:۔**

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ وہ خدا کو محبوب ہیں اور خدا ان کو محبوب ہے (۵: ۵۴)، اس بات میں اختلاف ہے کہ ایسے لوگ کون ہیں یا کون ہوں گے جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے؟ تاہم دنیا کے مومنین پر نرم ہونے کے عمل سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ جسمانی مومنین نہیں، بلکہ یہ وہ روحانی لشکر ہے جو انفرادی قیامت کا جہاد کرکے عالمِ شخصی کو فتح کرلیتا ہے۔

۹۶۹
یُحِبُّھُمْ (۲)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

سورۂ فتح کے شروع ہی میں جس فتحِ مُبین کا ذکر آیا ہے (۴۸: ۱)
وہ آں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عالمِ شخصی کی فتح تھی، وہ جملہ بمثال
عفو و مغفرت، وہ عظیم باطنی نعمتوں کی تمامیّت، وہ راہِ مستقیم کی
نورانی ہدایت، اور وہ زبردست مدد و نصرت اسی روحانی فتح کی
وجہ سے تھیں، دیکھئے آیتِ چہارم (۴۸: ۴) میں آسمانی و زمینی (یعنی
باطنی) لشکر کا ذکر بھی ہے۔

۹۷۰
یُحِبُّھُمْ (۳)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

انفرادی قیامت روحانی جنگ بھی ہے، اسلام کی آخری دعوت
بھی، عالمِ شخصی کی فتح بھی، کائنات کی تسخیر بھی، اور رجوع الی
اللہ بھی ہے، الغرض اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

۹۷۱
یُحِبُّھُمْ (۴)

وہ اللہ کو محبوب ہیں۔

یہ آیۂ کریمہ جو قرآنِ حکیم کے تین مقامات پر وارد ہوئی ہے اُن آیاتِ
مبارکہ میں سے ہے، جو بڑی زبردست اہمیّت کی حامل ہیں، اُس
کا ترجمہ یہ ہے: وہی تو (وہ خدا) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ)
کو ہدایت اور سچّے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب

کرے (۹:۳۳؛ ۴۸:۲۸؛ ۹:۶۱) چنانچہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منشائے الٰہی کے مطابق اس کارِ عظیم کو مکمل کرلیا، یعنی آپؐ کی اور آپؐ کے خاندان کے ہر امامؑ کی ذاتی قیامت میں دینِ اسلام دوسرے تمام ادیان پر غالب ہوتا رہا، اور ان شاء اللہ اسی طرح قیامتہ القیامات میں بھی اسلام ہی غالب ہو کر رہے گا۔

۹۷۲ یحییٰ (۱)

یحییٰؑ:۔

لفظی معنی ہیں، جیتا رہے، اللہ نے اس کو مرتبۂ نبوّت و امامت سے سرفراز فرمایا، انبیائے کرام علیہم السّلام کی جسمانی پیدائش کی مثال میں روحانی اور عقلانی ولادت کا ذکر موجود ہے، چنانچہ یحییٰ کی ظاہری پیدائش کی بشارت دراصل عقلی پیدائش کی خوشخبری تھی، پس یحییٰ کی تاویل ہے وہ شخص جو مرتبۂ عقل پر پیدا ہو جانے کی وجہ سے زندۂ جاوید ہو گیا، اور کلمۃ اللہ کی تصدیق کے تین معنی ہیں:۔ (۱) کلمۃ اللہ اپنے وقت میں حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام تھا (۲) یہ ہر زمانے میں اسمِ اعظم ہے (۳) یہ کلمۂ کن ہے، پس عالمِ شخصی میں ان تینوں چیزوں کی عملی معرفت کا حصول کلمۃ اللہ کی تصدیق ہے (۳۹:۳)۔

۹۷۳
یحییٰ
(۲)

یحییٰ امامؑ:۔

یہ ارشاد سورۂ مریم (۱۹: ۷) میں ہے: اے ذکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔

یہ حقیقت اظہر مِنَ الشّمس ہے کہ یہاں حضرتِ امامؑ کا یہ مبارک اور پُرحکمت نام یحییٰ (جیتا رہے) خدا ہی نے رکھا، پس اس لفظ کے معنی میں جو ارادۂ الٰہی پوشیدہ ہے وہ امرِ کُن (ہو جا) کی حیثیت سے ہے، لہٰذا ہمیں اس حقیقت کا پختہ یقین ہے کہ امامِ زمان علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کا وہ زندہ اور بزرگ ترین اسم ہے جس کو الحيّ القيّوم کہا جاتا ہے، اور یہ نام منفرد اور بیمثال ہے۔

۹۷۴
یحییٰ
(۳)

یحییٰ امامِ زمانؑ:۔

لفظِ "یحییٰ" خداوندِ عالم کے اسمِ اکبر پر بڑا خوبصورت معنوی حجاب ہے، جس کا اوپر ذکر ہوا، پس معنوی کمالات کے اعتبار سے یحییٰ (امام) کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۷) چونکہ یہ ہمیشگی کا زندہ اور پائندہ نام اللہ تعالیٰ ہی کا بیمثال اسمِ اعظم ہے، لہٰذا خدا کا کوئی ہمنام نہیں (۱۹: ۶۵)۔

۹۷۵
یَدُاللّٰہ　　**خدا کا ہاتھ:-**

سورۂ فتح (۴۸: ۱۰) میں آیۂ بیعت کو غور سے بامعنی پڑھ لیں اور اس کی ہمہ گیر حکمت کو ذہن نشین کر لیں، ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اے نبیؐ جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا (۴۸: ۱۰) پس یہاں یہ حقیقت روشن ہے کہ خدا کے نمائندے کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے، یہ قیاس ہرگز نہیں بلکہ حقیقت ہے کیونکہ یہ خود خداوندِ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔

۹۷۶
یَدَا　　**دونوں ہاتھ:-**

سورۂ مائدہ (۵: ۶۴) میں ہے: اور یہود نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے، ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے، بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ خدا کے دونوں ہاتھ عالمِ روحانی میں عقلِ کُل اور نفسِ کُل ہیں، عالمِ جسمانی میں ناطق اور اساس ہیں، اور بعد ازاں امام اور حجّت اللہ کے ہاتھ ہیں۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۹۷۷ يُدْرِكُ

وہ پاتا ہے۔

سورۂ انعام (۶: ۱۰۴) میں ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ اس کو نظریں نہیں پاتیں اور وہ سب نظروں کو پاتا ہے۔ یعنی خداوندِ تعالیٰ کا دیدار اس طرح ممکن نہیں کہ بشری آنکھ اس کو دیکھ سکے بلکہ وہ خود عارفوں کی آنکھوں کا نور ہو جاتا ہے، جیسے حدیثِ قدسی میں ہے کہ خدا اپنے دوست کی آنکھ ہو جاتا ہے۔

۹۷۸ يَدَّعُوْنَ

وہ طلب کرتے ہیں، طلب کریں گے۔

سورۂ یاسین (۳۶: ۵۷) میں ہے: لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ۔ ان کے لئے اس (بہشت) میں میوہ ہے اور جو کچھ وہ طلب کریں ان کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواہش و طلب کے مطابق بہشت میں ہر نعمت مل سکتی ہے اور کوئی چیز ناممکن نہیں، لیکن علم و معرفت اور عمل کے بغیر اعلیٰ نعمتوں کی خواہش کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔

۹۷۹ يُرْسِلِ

وہ بھیجے گا۔

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔ وہ تم پر بہت مینہ برسانے والا آسمان بھیجے گا۔ یعنی اللہ کے حکم سے تمہارے باطن میں نورِ

امامت کا ظہور ہوگا، جس کی بدولت تم پر روحانی علم کی بارش برستی رہے گی (۱۱:۷۱)۔

۹۸۰ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ (۱)

اِستنباط کرتے ہیں۔

تحقیق کرتے ہیں: اِستنباط کے اصل معنی ہیں کنواں کھود کر پہلے پہل پانی نکالنا، اور مجازاً اس کا استعمال غور و فکر اور تحقیق و تعمق کے لئے ہوتا ہے (قاموس القرآن)۔ اِسْتَنْبَطَ الشَّیْءَ۔ کسی چیز کو پوشیدگی کے بعد ظاہر کرنا۔

قرآنِ حکیم کی جس آیۂ شریفہ (۸۳:۴) میں یہ لفظ آیا ہے اُس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد اولی الامر آئمۂ آلِ محمدؐ ہی ہیں جو آیاتِ قرآنی کے باطن کو ظاہر کر سکتے ہیں، کیونکہ وہی حضرات قرآن کی تاویل جانتے ہیں۔

۹۸۱ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ (۲)

استخراج کرتے ہیں:۔

آیۂ کریمہ کا ترجمہ: اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسولؐ اور اپنے صاحبانِ امر کی طرف رجوع کرتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے (۸۳:۴) اس سے معلوم ہوا کہ رسولؐ کے بعد اولوالامر

ہی ہیں جو قرآن کے باطنی معنی جانتے ہیں۔

۹۸۲ یَسْجُدُ

وہ سجدہ کرتا ہے۔

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں (۱۳: ۱۵؛ ۱۶: ۴۹؛ ۲۲: ۱۸)۔ اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ ستاروں پر لطیف مخلوق موجود ہے، چاہے آپ ان کو ترقی یافتہ انسان کہیں یا ملائک یا ارواح، بہرکیف کوئی آسمان مخلوقِ لطیف سے خالی نہیں۔

۹۸۳ یَشْرَبُوْنَ

وہ پیتے ہیں، پئیں گے (مضارع ہے)۔

سورۂ دھر/ھل اتٰی (۷۶: ۵-۶) میں ہے: بیشک نیکو کار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، یہ (کافور) ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے (خاص) بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے۔ شراب آسمانی عشق کا نام ہے، آب کافور روحانی علم ہے، شرابِ کافور آمیختہ عارف کی وہ حالت ہے جس میں اس پر عشق اور علم دونوں کی ملی جُلی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اور چشمۂ کافور سے بآسانی نشیب و فراز اور نزدیک و دور کے تمام مقامات تک پانی بہالے جانا یہ ہے کہ امام علیہ السّلام کا روحانی علم دونوں جہان کے حقدار مومنین

کو کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر پہنچ جاتا ہے۔

۹۸۴
یَطْبَعُ

وہ مہر کرتا ہے۔

سورۂ روم (۳۰ : ۵۹) میں ارشاد ہے : كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ اُن لوگوں کے دلوں پر جو جاہل ہیں۔ سورۂ یونس (۱۰ : ۴۴) میں ہے: بیشک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ علم و حکمت سے دور رہتے ہیں، وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، حالانکہ علم و دانش بیحد ضروری ہے۔

۹۸۵
یَطُوْفُ
(۱)

وہ گھومتا ہے، گھومے گا۔

طَوْف سے مضارع ہے، طواف، کسی چیز کے گرد پھرنا، کسی بزرگ یا مقدس مقام کے گرد چکر کھانا، گردش۔

سورۂ واقعہ (۵۶ : ۱۷) میں ہے: يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے ارد گرد نوجوان لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے (۵۶ : ۱۷)۔ یہ بہشتِ برین کے عقلی و علمی غلمان ہیں، یہ دراصل کون ہیں؟ کب پیدا ہوئے؟ کس طرح؟ طواف کیوں کرتے ہیں؟ کیا ان کی گردش میں دائرۂ لا ابتدا و لا

انتہا کا عظیم راز پنہان ہو سکتا ہے؟ کیا وہ آپ خود تو نہیں؟

۹۸۶
یَطُوفُ
(۲)

وہ طواف کرتا ہے۔

سورۂ طور (۲۴:۵۲) میں ہے: وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۔ اور (خدمت کے لئے) نوجوان لڑکے ان کے ارد گرد چکر لگایا کریں گے وہ (حسن و جمال میں) گویا چھپائے ہوئے موتی ہیں (۵۲: ۲۴) زمین پر حجاج خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، آسمان میں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، عالمِ علوی میں عظیم فرشتے عرشِ اعلیٰ کا طواف کرتے ہیں، اور بہشت میں غلمان کا عمل بھی ایک قسم کا طواف ہے، پس طواف بڑا پُر حکمت عمل ہے جو گردش، دائرہ، لا ابتدا و لا انتہا، تجددِ امثال، اور تمام اسرارِ مستدیرہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۹۸۷
یَعْرِفُوْن

وہ پہچانتے ہیں۔

اہلِ کتاب بعد میں گمراہ ہو گئے، اس سے پہلے ان میں حدودِ دین اور عارفین ہوا کرتے تھے، جنہوں نے رحمتِ عالم ؐ کو روحانیت و نورانیت میں پہچان لیا تھا، جس نور کا ظہور عالمِ شخصی میں ہوتا ہے، اس کی بہت سی مثالیں اور کئی رشتے ہیں، اس لئے وہ کبھی

عارف سے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں آپ کا بیٹا ہوں، اسی مثال پر عارفوں کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی معرفت حاصل ہوئی تھی، آپ سورۂ بقرہ (۲: ۱۴۶) اور سورۂ انعام (۶: ۲۰) میں غور سے دیکھ لیں۔

۹۸۸ یقین (۱)

وہ حقیقت جس میں شک نہ ہو:۔

ترجمۂ آیۂ شریفہ: اور تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے جاؤ تا آنکہ تمہارے سامنے حقّ الیقین کی منزل آئے (۱۵: ۹۹) عبادت کا مقصد موت نہیں، بلکہ اس کا مقصد سب سے اعلیٰ معرفت ہے، اور وہ حقّ الیقین ہی ہے۔

۹۸۹ یقین (۲)

حقّ الیقین، یقین کا درجۂ کمال:۔

ارشاد ہے: اور تم عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہارے پاس حقّ الیقین آئے (۱۵: ۹۹) یقین کے درجۂ کمال پر شخصِ کامل کو فنا فی اللہ وَ بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے، جہاں ہر گونہ عبادت آسان بلکہ خود کار (AUTOMATIC) ہو جاتی ہے کیونکہ یہ دراصل بہشت کی نعمتوں میں سے ہے۔

۹۹۰
یقین
(۳)

حق الیقین، یقین کا آخری درجہ:۔

سورۂ انعام (۶: ۷۵) میں ہے: اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی (ملکوت) دکھا دی تاکہ وہ حق الیقین والوں میں ہو جائے۔ یعنی خدا نے حضرتِ ابراہیمؑ کو عالمِ شخصی کے آسمان و زمین کی عظیم الشّان سلطنت کا مکمل مشاہدہ کرایا، یہ مشاہدہ یقینِ کامل (کلّی معرفت)، کی غرض سے تھا، جو دیدارِ الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں، تجلّیاتِ حق تعالیٰ کے دیدار کا اشارہ یہاں (۶: ۷۵) لفظِ ملکوت میں بھی ہے اور موقنین میں بھی۔

کیونکہ ملکوت کا مشاہدہ نہ صرف کائنات ہی میں ہوا بلکہ دستِ خدا (۲۳: ۸۸؛ ۳۶: ۸۳) میں بھی ہے، اور موقنین (حق الیقین والے) دیدار ہی کی وجہ سے فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔

۹۹۱
یقین
(۴)

یقین کے درجات:۔

سورۂ ذاریات (۵۱: ۲۰-۲۱) میں ارشاد ہے: اور زمین میں اہلِ یقین کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں، اور خود تم میں بھی ہیں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

عالمِ جمادات، عالمِ نباتات، عالمِ حیوانات، عالمِ انسان، عالمِ دین اور اس کی تمام چیزیں، خصوصاً نورِ مُنزَّل اور کتابِ سماوی کا تعلق

یقین سے ہے، پس یقین والوں کے لئے آیات و معجزات زمین میں بھی ہیں اور عالمِ شخصی میں بھی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآنِ حکیم اور امامِ مبینؑ کی قیامت خیز روحانیت موقنین کے باطن میں کام کر رہی ہے۔

۹۹۲ یقین (۵)

شک کی ضد، یقینی بات، بے شک و شبہ، علم جو دلائل سے حاصل ہو:۔

یقین کے تین درجے ہیں، علم الیقین، عین الیقین اور حقّ الیقین، تینوں درجات کا ذکر قرآنِ حکیم میں موجود ہے؛ علم الیقین (۱۰۲:۵) عین الیقین (۱۰۲:۷)، حقّ الیقین (۵۶:۹۵) سورۂ تکاثر میں ارشاد ہے: ہرگز نہیں اگر تمہارے پاس علم الیقین ہوتا تو تم (اس علم کی روشنی میں) ضرور دوزخ کو دیکھتے، پھر اس کو عین الیقین سے دیکھتے (۱۰۲:۵-۷)۔

۹۹۳ یُکَلِّمُ

وہ بات کرتا ہے، بات کریگا، بات کرے:۔

سورۂ بقرہ (۲:۱۷۴) اور سورۂ آلِ عمران (۳:۷۷) میں دقّتِ نظر سے دیکھ لیں، اس میں بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ خدا قیامت کے دن بعض لوگوں سے کلام کرے گا اور بعض لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، ظاہر ہے کہ جو کلامِ الٰہی سنیں گے وہ پاک و پاکیزہ ہوجائیں

گے، لیکن یہ واقعہ کب ہوگا؟ انفرادی قیامت میں، اجتماعی قیامت یعنی دَورِ روحانیت میں، اور جسمانی موت کے بعد۔

۹۹۴
یُکَلِّمُھُمْ
وہ ان سے بات کرتا ہے، ان سے بات کرے گا:۔
قیامت کے دن خداوندِ قدّوس بعض لوگوں سے کلام کرے گا، اور ان کو اپنے پاک دیدار کی لازوال دولت سے نوازے گا، جس کی برکت سے یہ لوگ نہایت پاک و پاکیزہ ہو جائیں گے، جبکہ بعض لوگوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا (سورۂ بقرہ ۲: ۱۷۴، سورۂ آلِ عمران ۳: ۷۷)۔

۹۹۵
یَنْظُرُوْنَ (۱)
وہ دیکھتے ہیں، (کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟
اے نورِ عینِ من! ایک ہی انتہائی عظیم واقعہ ہے، جس کا انتظار سب کو ہے، اور وہ واقعۂ قیامت ہی ہے، لہٰذا آپ قرآنِ حکیم میں مضمونِ انتظار (ھَلْ یَنْظُرُوْنَ) کو پانچ مقامات پر کامل توجّہ سے پڑھ لیں، حوالہ جات یہ ہیں؛ سورۂ بقرہ (۲: ۲۱۰) سورۂ انعام (۶: ۱۵۸) سورۂ اعراف (۷: ۵۳) سورۂ نحل (۱۶: ۳۳) اور سورۂ زخرف (۴۳: ۶۶)۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا دائمی تعلّق باطن اور روحانیت ہی سے ہے، جس کو عوام النّاس دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں۔

۹۹۶
یَنْظُرُوْنَ (۲)

وہ دیکھتے ہیں، وہ دیکھیں گے، وہ انتظار کرتے ہیں۔

آپ قرآنِ عزیز میں ان پانچ آیاتِ کریمہ کو غور سے دیکھ لیں جو ھل ینظرون سے شروع ہو جاتی ہیں، ان میں مختلف عنوانات سے ایک ہی واقعۂ عظیم کی پیش گوئی ہے، اور وہ عنوانات یہ ہیں: عالمِ دین میں ظہورِ قائم، نزولِ ملائکہ، زمانۂ تاویل کا آغاز، امرِ قیامت (فیصلہ) اور قیامت کا اس طرح برپا ہو جانا کہ لوگوں کو اس کا شعور ہی نہ ہو، کیونکہ قیامت ہمیشہ روحانی طور پر آتی رہی ہے۔

۹۹۷
یَنْظُرُوْنَ (۳)

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟۔

قرآنِ حکیم اسرارِ الٰہی کا سب سے بڑا خزانہ ہے، اور اس میں ایک بڑی اصولی حکمت یہ بھی ہے کہ لوگوں کی زبانِ قال کے علاوہ زبانِ حال کے بیانات بھی ہیں، جن کی ترجمانی خداوندِ تعالیٰ نے فرمائی ہے یا فرشتے نے کی ہے، اور یہ لوگوں کے لئے انتہائی مشکل حجاب ہے کہ رازوں کو دیکھ سکیں، الغرض احوالِ قیامت عامّۃ النّاس سے بالکل پوشیدہ ہیں، لیکن زبانِ حال کی بہت سی باتوں سے ایسا لگتا ہے جیسے سب لوگ قیامت کے تمام واقعات کو دیکھ رہے ہوں۔

۹۹۸
یَنۡظُرُوۡنَ (۴۱)

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟۔

قرآنِ عظیم (۱۷:۷۲) میں ہے کہ: اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کو قرآن نے بہرے، گونگے اور اندھے قرار دیا ہے (۲:۱۸) وہ قیامت اور آخرت میں نہ سُن سکیں گے نہ بول سکیں گے اور نہ دیکھ سکیں گے، اس کے باوجود وہاں جس طرح اُن کے سُننے، بولنے، اور دیکھنے کا بار بار ذکر آیا ہے، وہ حقیقت میں ان کی حالت کی ترجمانی ہے۔

۹۹۹
یَنۡظُرُوۡنَ (۵۱)

(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں؟۔

دوزخیوں کے بارے میں فرمایا: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے (۳۶:۶۵) یہ اہلِ دوزخ سے متعلق ایک کُلیّہ (قانون) ہے کہ وہ بزبانِ قال خدا سے کلام نہیں کر سکتے ہیں بلکہ یہ ان کی زبانِ حال کی ترجمانی ہے۔

لفظ	معنی و حکمت
يَنْظُرُوْنَ (٦١)	(کیا) وہ انتظار کرتے ہیں ؟ :- سورۂ مومنون (۲۳ : ۱۰۸) میں ہے : قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ. ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنّم) میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔ اس حکمِ خداوندی سے یہ معلوم ہوا کہ اہلِ دوزخ خدا سے دُور ہی رہتے ہیں اور وہ اس سے کبھی کلام نہیں کر سکتے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

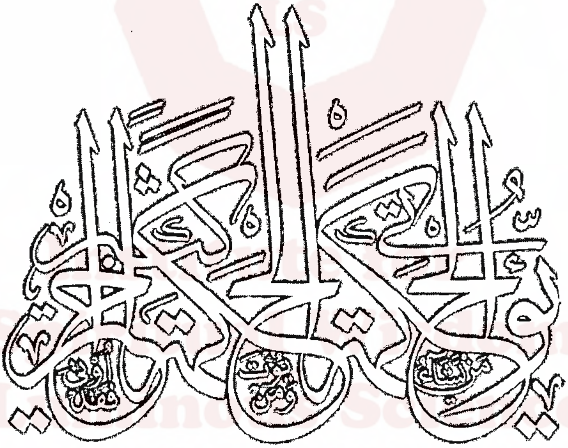

ISW
Knowledge for a united humanity

انڈیکس

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

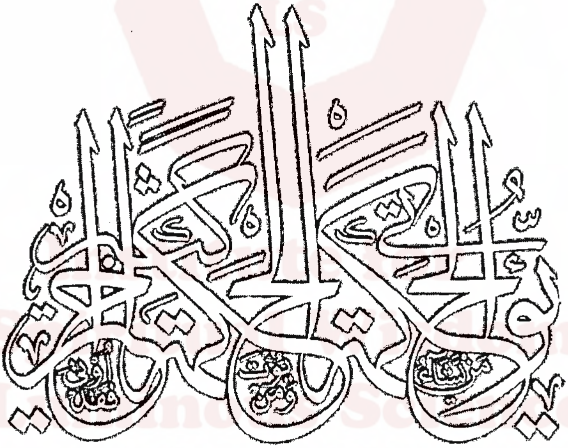

ISW
Knowledge for a united humanity

الف ممدوده

حکمت نمبر	عنوان
۱	آتٰکُم
۲	آدمؑ (۱)
۳	〃 (۲)
۴	آفاق و انفس
۵	آلِ ابراہیمؑ
۶	آیات (۱)
۷	〃 (۲)
۸	〃 (۳)
۹	〃 (۴)
۱۰	〃 (۵)
۱۱	آیاتٌ بیّناتٌ

الف مقصوره

حکمت نمبر	عنوان
۱۲	ابد (۱)
۱۳	〃 (۲)
۱۴	〃 (۳)
۱۵	ابداع (۱)
۱۶	〃 (۲)
۱۷	ابراہیمؑ
۱۸	ابصار
۱۹	ابوطالبؑ
۲۰	ابوالمومنین
۲۱	ابواب الجنۃ (۱)
۲۲	〃 〃 (۲)
۲۳	〃 〃 (۳)
۲۴	〃 〃 (۴)
۲۵	〃 〃 (۵)
۲۶	〃 〃 (۶)
۲۷	اجنحۃ
۲۸	اَحسَنَ
۲۹	اَحسَنُ (۱)
۳۰	〃 (۲)
۳۱	〃 (۳)
۳۲	اَحصیٰ
۳۳	اَحصٰهُم (۱)
۳۴	〃 (۲)
۳۵	اَذِن
۳۶	ارائك (۱)
۳۷	〃 (۲)
۳۸	اربعین (۱)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۳۹	اربعین (۲)	۶۱	اسلم (۲)
۴۰	〃 (۳)	۶۲	〃 (۳)
۴۱	اربعین حدّاً	۶۳	اسمِ آدم
۴۲	ارض	۶۴	اسمِ اعظم
۴۳	ارض المقدسة (۱)	۶۵	اسماء (۱)
۴۴	〃 〃 (۲)	۶۶	〃 (۲)
۴۵	〃 〃 (۳)	۶۷	اسوة
۴۶	〃 〃 (۴)	۶۸	اسوة حسنة
۴۷	〃 〃 (۵)	۶۹	اشدّ
۴۸	ارواح (۱)	۷۰	اشدّ حبّاً للّٰه
۴۹	〃 (۲)	۷۱	اشرار
۵۰	〃 (۳)	۷۲	اصحاب الکهف (۱)
۵۱	〃 (۴)	۷۳	〃 〃 (۲)
۵۲	〃 (۵)	۷۴	اصطفٰی (۱)
۵۳	〃 (۶)	۷۵	〃 (۲)
۵۴	〃 (۷)	۷۶	اطاعة
۵۵	اریکة	۷۷	اطغٰی
۵۶	اُزلِفَت (۱)	۷۸	اعمٰی
۵۷	〃 (۲)	۷۹	افئدة
۵۸	ازواج	۸۰	اقتلوا (۱)
۵۹	ازواج مطهرة	۸۱	〃 (۲)
۶۰	اسلم (۱)	۸۲	اکنان

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۸۳	الباب (۱)
۸۴	〃 (۲)
۸۵	〃 (۳)
۸۶	اَلَسْتُ (۱)
۸۷	〃 (۲)
۸۸	〃 (۳)
۸۹	〃 (۴)
۹۰	〃 (۵)
۹۱	〃 (۶)
۹۲	اللّٰہ
۹۳	اللّٰہ یتوفّٰی
۹۴	الہام
۹۵	اُمّ الکتاب (۱)
۹۶	〃 〃 (۲)
۹۷	〃 〃 (۳)
۹۸	امام (۱)
۹۹	〃 (۲)
۱۰۰	〃 (۳)
۱۰۱	〃 (۴)
۱۰۲	〃 (۵)
۱۰۳	〃 (۶)
۱۰۴	〃 (۷)
۱۰۵	امام (۸)
۱۰۶	〃 (۹)
۱۰۷	〃 (۱۰)
۱۰۸	〃 (۱۱)
۱۰۹	〃 (۱۲)
۱۱۰	امام الوقت
۱۱۱	امام الزّمان (۱)
۱۱۲	〃 〃 (۲)
۱۱۳	〃 〃 (۳)
۱۱۴	〃 〃 (۴)
۱۱۵	〃 〃 (۵)
۱۱۶	〃 〃 (۶)
۱۱۷	اُمّۃ (۱)
۱۱۸	〃 (۲)
۱۱۹	امثال (۱)
۱۲۰	〃 (۲)
۱۲۱	امثالہم
۱۲۲	امر
۱۲۳	امرُاللّٰہ
۱۲۴	انبیاء (۱)
۱۲۵	〃 (۲)
۱۲۶	〃 (۳)

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۱۲۷	انسان (۱)
۱۲۸	〃 (۲)
۱۲۹	〃 (۳)
۱۳۰	انفس
۱۳۱	اوّاہ
۱۳۲	اورثنا
۱۳۳	اولی الامر (۱)
۱۳۴	〃 〃 (۲)
۱۳۵	اولی الایدی
۱۳۶	اولی باسٍ
۱۳۷	اولیآء (۱)
۱۳۸	〃 (۲)
۱۳۹	〃 (۳)
۱۴۰	〃 (۴)
۱۴۱	اولیاءاللہ (۱)
۱۴۲	〃 〃 (۲)
۱۴۳	〃 〃 (۳)
۱۴۴	اہل البیت (۱)
۱۴۵	〃 〃 (۲)
۱۴۶	〃 〃 (۳)
۱۴۷	〃 〃 (۴)
۱۴۸	〃 〃 (۵)
۱۴۹	اہل البیت (۶)
۱۵۰	〃 〃 (۷)
۱۵۱	〃 〃 (۸)
۱۵۲	〃 〃 (۹)
۱۵۳	اہل الذّکر (۱)
۱۵۴	〃 〃 (۲)
۱۵۵	〃 〃 (۳)
۱۵۶	اَہِلَّۃ (۱)
۱۵۷	〃 (۲)
۱۵۸	〃 (۳)
۱۵۹	〃 (۴)
۱۶۰	ایّام اللہ (۱)
۱۶۱	〃 〃 (۲)
۱۶۲	اَیَّدَھُم
۱۶۳	ایمان

ب

حکمت نمبر	عنوان
۱۶۴	بَثَّ (۱)
۱۶۵	〃 (۲)
۱۶۶	بدیع (۱)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۱۶۷	بدیع (۲)
۱۶۸	" (۳)
۱۶۹	بُرُوج
۱۷۰	بسم اللہ
۱۷۱	بعدِ علم
۱۷۲	بَغْتَۃ
۱۷۳	بغیر حساب (۱)
۱۷۴	" " (۲)
۱۷۵	بُکِیّ
۱۷۶	بَلَد
۱۷۷	بنی آدم (۱)
۱۷۸	" " (۲)
۱۷۹	بورِک
۱۸۰	بِئر
۱۸۱	بیت
۱۸۲	بیت العتیق

ت

حکمت نمبر	عنوان
۱۸۳	تابوت
۱۸۴	تاویل (۱)
۱۸۵	تاویل (۲)
۱۸۶	" (۳)
۱۸۷	" (۴)
۱۸۸	" (۵)
۱۸۹	" (۶)
۱۹۰	" (۷)
۱۹۱	" (۸)
۱۹۲	" (۹)
۱۹۳	" (۱۰)
۱۹۴	" (۱۱)
۱۹۵	" (۱۲)
۱۹۶	" (۱۳)
۱۹۷	" (۱۴)
۱۹۸	" (۱۵)
۱۹۹	" (۱۶)
۲۰۰	تاویل القرآن (۱)
۲۰۱	" " (۲)
۲۰۲	" " (۳)
۲۰۳	تاویلہٗ (۱)
۲۰۴	" (۲)
۲۰۵	تائید
۲۰۶	تبارک

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۲۰۷	تبتّل
۲۰۸	تبدّل الارض
۲۰۹	تَبِعَ
۲۱۰	تجلّٰی (۱)
۲۱۱	〃 (۲)
۲۱۲	ترکبنّ
۲۱۳	تطمئنّ (۱)
۲۱۴	〃 (۲)
۲۱۵	〃 (۳)
۲۱۶	〃 (۴)
۲۱۷	تعمٰی (۱)
۲۱۸	〃 (۲)
۲۱۹	〃 (۳)
۲۲۰	تقویم
۲۲۱	تلذّ الاعینُ
۲۲۲	تماثیل (۱)
۲۲۳	〃 (۲)
۲۲۴	〃 (۳)
۲۲۵	تمثّل (۱)
۲۲۶	〃 (۲)
۲۲۷	〃 (۳)
۲۲۸	تمشون (۱)
۲۲۹	تمشون (۲)
۲۳۰	〃 (۳)
۲۳۱	تَنّور
۲۳۲	توبة (۱)
۲۳۳	〃 (۲)
۲۳۴	〃 (۳)
۲۳۵	〃 (۴)
۲۳۶	توکّل (۱)
۲۳۷	〃 (۲)
۲۳۸	تهوی

ث

حکمت نمبر	عنوان
۲۳۹	ثابت
۲۴۰	ثعبان
۲۴۱	ثقال
۲۴۲	ثقلین (۱)
۲۴۳	〃 (۲)
۲۴۴	〃 (۳)
۲۴۵	ثلٰثة
۲۴۶	ثَمَّ

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۲۴۷	ثمٰنیة
۲۴۸	ثمرات (۱)
۲۴۹	〃 (۲)

ج

حکمت نمبر	عنوان
۲۵۰	جَاهَدوا
۲۵۱	جدّ
۲۵۲	جلیس (۱)
۲۵۳	〃 (۲)
۲۵۴	جُمِعَ
۲۵۵	جنّ (۱)
۲۵۶	〃 (۲)
۲۵۷	جَناح
۲۵۸	جنّة
۲۵۹	جیران اللّٰه (۱)
۲۶۰	〃 〃 (۲)

ح

حکمت نمبر	عنوان
۲۶۱	(ال) حُبّ لِلّٰه
۲۶۲	حِبال
۲۶۳	حُبُك
۲۶۴	حبل اللّٰه (۱)
۲۶۵	〃 〃 (۲)
۲۶۶	حبل الورید (۱)
۲۶۷	〃 〃 (۲)
۲۶۸	(ال) حج الاکبر (۱)
۲۶۹	〃 〃 (۲)
۲۷۰	〃 〃 (۳)
۲۷۱	〃 〃 (۴)
۲۷۲	حجّة
۲۷۳	(ال) حجر الاسود
۲۷۴	حدید (۱)
۲۷۵	〃 (۲)
۲۷۶	〃 (۳)
۲۷۷	حَرَمًا (۱)
۲۷۸	〃 (۲)
۲۷۹	〃 (۳)
۲۸۰	〃 (۴)
۲۸۱	〃 (۵)
۲۸۲	حساب
۲۸۳	حُشِرَ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۲۸۴	حَشَرنَا
۲۸۵	حِکمة (۱)
۲۸۶	" (۲)
۲۸۷	" (۳)
۲۸۸	" (۴)
۲۸۹	" (۵)
۲۹۰	" (۶)
۲۹۱	حکیم
۲۹۲	حِمَار
۲۹۳	حملة القرآن
۲۹۴	حُوت (۱)
۲۹۵	" (۲)
۲۹۶	حُورٌ (۱)
۲۹۷	" (۲)
۲۹۸	" (۳)
۲۹۹	" (۴)
۳۰۰	" (۵)
۳۰۱	" (۶)
۳۰۲	" (۷)
۳۰۳	" (۸)
۳۰۴	" (۹)
۳۰۵	حَیّ
۳۰۶	حَیَوان (۱)
۳۰۷	" (۲)
۳۰۸	حیوٰةً طیّبةً

خ

حکمت نمبر	عنوان
۳۰۹	خَرَّ
۳۱۰	خَردل
۳۱۱	خزائن (۱)
۳۱۲	" (۲)
۳۱۳	" (۳)
۳۱۴	" (۴)
۳۱۵	" (۵)
۳۱۶	" (۶)
۳۱۷	" (۷)
۳۱۸	خزائن الارض
۳۱۹	خزائن ربّك
۳۲۰	خزائنهٗ
۳۲۱	خلق
۳۲۲	خلق الرحمٰن (۱)
۳۲۳	" " (۲)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۳۲۴	خلقٍ جدیدٍ
۳۲۵	خَلِیل
۳۲۶	خیر
۳۲۷	خیرالوارثین
۳۲۸	خِیَرَہ

د

حکمت نمبر	عنوان
۳۲۹	دَآبَّۃٌ (۱)
۳۳۰	〃 (۲)
۳۳۱	〃 (۳)
۳۳۲	〃 (۴)
۳۳۳	〃 (۵)
۳۳۴	〃 (۶)
۳۳۵	دارالحکمۃ
۳۳۶	دحیۃ الکلبی
۳۳۷	درجات (۱)
۳۳۸	〃 (۲)
۳۳۹	〃 (۳)
۳۴۰	دَھر (۱)
۳۴۱	〃 (۲)
۳۴۲	دَھر (۳)
۳۴۳	〃 (۴)
۳۴۴	〃 (۵)
۳۴۵	دَیَّاراً
۳۴۶	دین (۱)
۳۴۷	〃 (۲)
۳۴۸	〃 (۳)
۳۴۹	دین اللّٰہ

ذ

حکمت نمبر	عنوان
۳۵۰	ذاالنّون
۳۵۱	ذاھب (۱)
۳۵۲	〃 (۲)
۳۵۳	〃 (۳)
۳۵۴	〃 (۴)
۳۵۵	〃 (۵)
۳۵۶	ذِبح (۱)
۳۵۷	〃 (۲)
۳۵۸	〃 (۳)
۳۵۹	ذِکر

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۳۶۰	ذکرالرحمٰن (۱)
۳۶۱	" (۲)
۳۶۲	ذکرًا کثیرًا
۳۶۳	ذکرُکُم
۳۶۴	ذلول (۱)
۳۶۵	" (۲)
۳۶۶	ذوالفقار
۳۶۷	ذی عِوَجٍ (۱)
۳۶۸	" " (۲)

ر

حکمت نمبر	عنوان
۳۶۹	راجعون
۳۷۰	راسخون فی العلم
۳۷۱	راعٍ (۱)
۳۷۲	" (۲)
۳۷۳	" (۳)
۳۷۴	ربّ (۱)
۳۷۵	" (۲)
۳۷۶	رتقُ (۱)
۳۷۷	" (۲)
۳۷۸	رتقُ (۳)
۳۷۹	رجیم
۳۸۰	رحمان (۱)
۳۸۱	" (۲)
۳۸۲	" (۳)
۳۸۳	" (۴)
۳۸۴	" (۵)
۳۸۵	رَحُمَة
۳۸۶	رحیق (۱)
۳۸۷	" (۲)
۳۸۸	رِزق
۳۸۹	رسول اللہ
۳۹۰	رفیع
۳۹۱	(ال)رفیق الاعلیٰ
۳۹۲	رقیم
۳۹۳	رَمَیْتَ
۳۹۴	روح اللہ (۱)
۳۹۵	" " (۲)
۳۹۶	رُؤیا (۱)
۳۹۷	" (۲)
۳۹۸	" (۳)
۳۹۹	ریح یوسف

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۴۰۰	ریحان

ز

حکمت نمبر	عنوان
۴۰۱	زبور (۱)
۴۰۲	〃 (۲)
۴۰۳	〃 (۳)
۴۰۴	〃 (۴)
۴۰۵	〃 (۵)
۴۰۶	زدنی علماً
۴۰۷	زکریّاؔ (۱)
۴۰۸	〃 (۲)
۴۰۹	〃 (۳)
۴۱۰	〃 (۴)
۴۱۱	زِلزالاً شدیدًا
۴۱۲	زُلزلَتُ
۴۱۳	زَلزلۃَ السّاعۃِ
۴۱۴	زلزلوا
۴۱۵	زینۃ اللّٰہ (۱)
۴۱۶	〃 〃 (۲)

س

حکمت نمبر	عنوان
۴۱۷	سَاھِرَۃ
۴۱۸	سبب
۴۱۹	سَبعٍ (۱)
۴۲۰	〃 (۲)
۴۲۱	سبعۃ احرف
۴۲۲	ستّۃ ایامٍ (۱)
۴۲۳	〃 〃 (۲)
۴۲۴	〃 〃 (۳)
۴۲۵	سَخَّرَ
۴۲۶	سِدرۃ (۱)
۴۲۷	〃 (۲)
۴۲۸	〃 (۳)
۴۲۹	〃 (۴)
۴۳۰	〃 (۵)
۴۳۱	سرابِیل
۴۳۲	سِراج (۱)
۴۳۳	〃 (۲)
۴۳۴	〃 (۳)
۴۳۵	سعی

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۴۳۶	سفینۃ
۴۳۷	سِکّین
۴۳۸	سُلَالَۃ
۴۳۹	سلام (۱)
۴۴۰	〃 (۲)
۴۴۱	〃 (۳)
۴۴۲	〃 (۴)
۴۴۳	〃 (۵)
۴۴۴	〃 (۶)
۴۴۵	〃 (۷)
۴۴۶	سلسبیل
۴۴۷	سُلّم
۴۴۸	سلمان (۱)
۴۴۹	〃 (۲)
۴۵۰	〃 (۳)
۴۵۱	〃 (۴)
۴۵۲	〃 (۵)
۴۵۳	سَلونی (۱)
۴۵۴	〃 (۲)
۴۵۵	سلیم (۱)
۴۵۶	〃 (۲)
۴۵۷	〃 (۳)
۴۵۸	سَماء (۱)
۴۵۹	〃 (۲)
۴۶۰	〃 (۳)
۴۶۱	سَمآء الدّنیا (۱)
۴۶۲	〃 〃 (۲)
۴۶۳	〃 〃 (۳)
۴۶۴	〃 〃 (۴)
۴۶۵	سَمْع
۴۶۶	سَمِیًّا/سَمِیّ
۴۶۷	سنۃ
۴۶۸	سَوِیّ
۴۶۹	سِیروا

ش

حکمت نمبر	عنوان
۴۷۰	شاھد
۴۷۱	شَجَرَۃ
۴۷۲	شرابًا طھورًا
۴۷۳	شِعر
۴۷۴	شُغُلٍ
۴۷۵	شِفاء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۴۷۶	شَفَاعَة
۴۷۷	شکور (۱)
۴۷۸	〃 (۲)
۴۷۹	〃 (۳)
۴۸۰	شہداء (۱)
۴۸۱	〃 (۲)
۴۸۲	〃 (۳)
۴۸۳	〃 (۴)
۴۸۴	〃 (۵)
۴۸۵	〃 (۶)
۴۸۶	شُہُور
۴۸۷	شیاطین
۴۸۸	شیطانُ

ص

حکمت نمبر	عنوان
۴۸۹	صٓ
۴۹۰	صاحب (۱)
۴۹۱	〃 (۲)
۴۹۲	〃 (۳)
۴۹۳	صادقین (۱)
۴۹۴	صادقین (۲)
۴۹۵	صالح
۴۹۶	صَدَقَة
۴۹۷	صدقةٍ جاریةٍ
۴۹۸	صدّیقة
۴۹۹	صراطٍ مستقیم (۱)
۵۰۰	〃 〃 (۲)
۵۰۱	〃 〃 (۳)
۵۰۲	〃 〃 (۴)
۵۰۳	〃 〃 (۵)
۵۰۴	〃 〃 (۶)
۵۰۵	〃 〃 (۷)
۵۰۶	صلاة/صلوٰة (۱)
۵۰۷	〃 (۲)
۵۰۸	〃 (۳)
۵۰۹	〃 (۴)
۵۱۰	〃 (۵)
۵۱۱	صُمّ
۵۱۲	صُوَر (۱)
۵۱۳	〃 (۲)
۵۱۴	〃 (۳)
۵۱۵	〃 (۴)

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۵۱۶	صُوَرُ (۵)
۵۱۷	〃 (۶)
۵۱۸	صُور
۵۱۹	صُورَة (۱)
۵۲۰	〃 (۲)
۵۲۱	〃 (۳)
۵۲۲	〃 (۴)
۵۲۳	صَوَّرَکُم (۱)
۵۲۴	〃 (۲)

ض

حکمت نمبر	عنوان
۵۲۵	ضَالَّةُ (۱)
۵۲۶	〃 (۲)
۵۲۷	ضَرَبَ
۵۲۸	ضِغث
۵۲۹	ضَفَادِع

ط

حکمت نمبر	عنوان
۵۳۰	طبّ النبی
۵۳۱	طبق (۱)
۵۳۲	〃 (۲)
۵۳۳	طَرِیًّ
۵۳۴	طعَام (۱)
۵۳۵	〃 (۲)
۵۳۶	〃 (۳)
۵۳۷	〃 (۴)
۵۳۸	طَلٌّ
۵۳۹	طلب العلم (۱)
۵۴۰	〃 〃 (۲)
۵۴۱	طیبٰت (۱)
۵۴۲	〃 (۲)
۵۴۳	〃 (۳)
۵۴۴	〃 (۴)
۵۴۵	〃 (۵)

ظ

حکمت نمبر	عنوان
۵۴۶	ظاهر (۱)
۵۴۷	〃 (۲)
۵۴۸	〃 (۳)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۵۴۹	ظاهر (۲)
۵۵۰	ظلّ (۱)
۵۵۱	〃 (۲)
۵۵۲	〃 (۳)
۵۵۳	ظلال (۱)
۵۵۴	〃 (۲)
۵۵۵	ظِلالًا
۵۵۶	ظلالہ
۵۵۷	ظُلُمٰت
۵۵۸	ظلوم
۵۵۹	ظَنّ

ع

حکمت نمبر	عنوان
۵۶۰	عادیات
۵۶۱	عارف
۵۶۲	عالمین (۱)
۵۶۳	〃 (۲)
۵۶۴	〃 (۳)
۵۶۵	عائشہ
۵۶۶	عَجَل (۱)
۵۶۷	عَجَل (۲)
۵۶۸	عرشہٗ (۱)
۵۶۹	〃 (۲)
۵۷۰	〃 (۳)
۵۷۱	〃 (۴)
۵۷۲	عَرَّفَ (۱)
۵۷۳	〃 (۲)
۵۷۴	〃 (۳)
۵۷۵	عٓسٓقٓ (۱)
۵۷۶	عشق (۲)
۵۷۷	〃 (۳)
۵۷۸	〃 (۴)
۵۷۹	〃 (۵)
۵۸۰	〃 (۶)
۵۸۱	〃 (۷)
۵۸۲	〃 (۸)
۵۸۳	〃 (۹)
۵۸۴	〃 (۱۰)
۵۸۵	〃 (۱۱)
۵۸۶	عَصًا (۱)
۵۸۷	〃 (۲)
۵۸۸	〃 (۳)

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۵۸۹	عَصَاہُ
۵۹۰	عَصْر (۱)
۵۹۱	〃 (۲)
۵۹۲	〃 (۳)
۵۹۳	عِصِیّ
۵۹۴	عَقِب (۱)
۵۹۵	〃 (۲)
۵۹۶	عَقِبِہ (۱)
۵۹۷	〃 (۲)
۵۹۸	عقل (۱)
۵۹۹	〃 (۲)
۶۰۰	〃 (۳)
۶۰۱	〃 (۴)
۶۰۲	〃 (۵)
۶۰۳	〃 (۶)
۶۰۴	علم (۱)
۶۰۵	〃 (۲)
۶۰۶	〃 (۳)
۶۰۷	〃 (۴)
۶۰۸	〃 (۵)
۶۰۹	〃 (۶)
۶۱۰	〃 (۷)
۶۱۱	عَلَّمَ (۱)
۶۱۲	〃 (۲)
۶۱۳	〃 (۳)
۶۱۴	〃 (۴)
۶۱۵	〃 (۵)
۶۱۶	〃 (۶)
۶۱۷	〃 (۷)
۶۱۸	علم الکتاب (۱)
۶۱۹	〃 〃 (۲)
۶۲۰	علیؑ (۱)
۶۲۱	〃 (۲)
۶۲۲	〃 (۳)
۶۲۳	〃 (۴)
۶۲۴	علیاً
۶۲۵	عمرالدّنیا
۶۲۶	عمون (۱)
۶۲۷	〃 (۲)
۶۲۸	عن علیؑ (۱)
۶۲۹	〃 (۲)
۶۳۰	〃 (۳)
۶۳۱	عِیال اللہ (۱)
۶۳۲	〃 〃 (۲)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science knowledge for a united humanity

۶۳۳	عُیُون

غ

حکمت نمبر	عنوان
۶۳۴	غالب
۶۳۵	غَدَاة
۶۳۶	غَرَابِیبُ
۶۳۷	غریب (۱)
۶۳۸	〃 (۲)
۶۳۹	غلمان
۶۴۰	غَوَّاص (۱)
۶۴۱	〃 (۲)

ف

حکمت نمبر	عنوان
۶۴۲	فاطمہ (۱)
۶۴۳	〃 (۲)
۶۴۴	〃 (۳)
۶۴۵	〃 (۴)
۶۴۶	فَجر
۶۴۷	فداء (۱)
۶۴۸	〃 (۲)
۶۴۹	〃 (۳)
۶۵۰	فراش
۶۵۱	فرقان (۱)
۶۵۲	〃 (۲)
۶۵۳	〃 (۳)
۶۵۴	〃 (۴)
۶۵۵	فرّوا
۶۵۶	فصلَ الخطاب
۶۵۷	فطرۃ (۱)
۶۵۸	〃 (۲)
۶۵۹	〃 (۳)
۶۶۰	〃 (۴)
۶۶۱	〃 (۵)
۶۶۲	فُلک
۶۶۳	فنا
۶۶۴	فی اللہ

ق

حکمت نمبر	عنوان
۶۶۵	قٓ (۱)

٦٦٦	قٓ (٢)
٦٦٧	قال النّبی
٦٦٨	قال باقر
٦٦٩	قال رسول اللّٰہ (١)
٦٧٠	〃 〃 〃 (٢)
٦٧١	قال علی
٦٧٢	قالب (١)
٦٧٣	〃 (٢)
٦٧٤	〃 (٣)
٦٧٥	〃 (٤)
٦٧٦	〃 (٥)
٦٧٧	قانِت
٦٧٨	قائم
٦٧٩	قبر
٦٨٠	قَبَس (١)
٦٨١	〃 (٢)
٦٨٢	〃 (٣)
٦٨٣	قبلہ (١)
٦٨٤	〃 (٢)
٦٨٥	〃 (٣)
٦٨٦	〃 (٤)
٦٨٧	قرآن (١)

٦٨٨	قرآن (٢)
٦٨٩	قُرّۃُ اَعینٍ
٦٩٠	قرین (١)
٦٩١	〃 (٢)
٦٩٢	〃 (٣)
٦٩٣	قلب (١)
٦٩٤	〃 (٢)
٦٩٥	〃 (٣)
٦٩٦	قلب سلیم (١)
٦٩٧	〃 〃 (٢)
٦٩٨	قمیص (١)
٦٩٩	〃 (٢)
٧٠٠	〃 (٣)
٧٠١	قیامۃ

ک

حکمت نمبر	عنوان
٧٠٢	کاس
٧٠٣	کتاب (١)
٧٠٤	〃 (٢)
٧٠٥	〃 (٣)

706	کتاب (۴)
707	کتٰبٍ مکنون (۱)
708	″ ″ (۲)
709	″ ″ (۳)
710	″ ″ (۴)
711	″ ″ (۵)
712	کتٰبٍ منیر
713	کتٰب ینطق (۱)
714	″ ″ (۲)
715	″ ″ (۳)
716	″ ″ (۴)
717	″ ″ (۵)
718	″ ″ (۶)
719	″ ″ (۷)
720	″ ″ (۸)
721	″ ″ (۹)
722	کرسی (۱)
723	″ (۲)
724	″ (۳)
725	″ (۴)
726	″ (۵)
727	″ (۶)
728	کرسی (۷)
729	″ (۸)
730	کل شیٔ (۱)
731	″ ″ (۲)
732	″ ″ (۳)
733	کلب
734	(ال) کلم الطیب (۱)
735	″ ″ (۲)
736	″ ″ (۳)
737	″ ″ (۴)
738	″ ″ (۵)
739	″ ″ (۶)
740	کلمۃ اللہ (۱)
741	″ ″ (۲)
742	″ ″ (۳)
743	″ ″ (۴)
744	″ ″ (۵)
745	″ ″ (۶)
746	کلیّۃ
747	کُن (۱)
748	″ (۲)
749	″ (۳)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

حکمت نمبر	عنوان
۷۵۰	کُن (۴)
۷۵۱	” (۵)
۷۵۲	کنز (۱)
۷۵۳	” (۲)
۷۵۴	” (۳)
۷۵۵	” (۴)
۷۵۶	” (۵)
۷۵۷	” (۶)
۷۵۸	کنزاً
۷۵۹	کُونوا

ل

حکمت نمبر	عنوان
۷۶۰	لاتقنطوا
۷۶۱	لاریب (۱)
۷۶۲	” (۲)
۷۶۳	” (۳)
۷۶۴	” (۴)
۷۶۵	لامکان (۱)
۷۶۶	” (۲)
۷۶۷	” (۳)
۷۶۸	” (۴)
۷۶۹	لاینفع
۷۷۰	لباس (۱)
۷۷۱	” (۲)
۷۷۲	” (۳)
۷۷۳	لحم طیر (۱)
۷۷۴	” (۲)
۷۷۵	لسان (۱)
۷۷۶	” (۲)
۷۷۷	” (۳)
۷۷۸	” (۴)
۷۷۹	” (۵)
۷۸۰	” (۶)
۷۸۱	لفیف
۷۸۲	لقاء (۱)
۷۸۳	” (۲)
۷۸۴	لقمان
۷۸۵	لِلقلبِ اُذنان
۷۸۶	لواء الحمد
۷۸۷	لوط
۷۸۸	لولاك

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science — Knowledge for a united humanity

م

حکمت نمبر	عنوان
۷۸۹	مَاتَ
۷۹۰	مَاء (۱)
۷۹۱	〃 (۲)
۷۹۲	مبارک (۱)
۷۹۳	〃 (۲)
۷۹۴	〃 (۳)
۷۹۵	مثلهم
۷۹۶	مثلهنّ
۷۹۷	مثیل هارون
۷۹۸	مجذوذٍ
۷۹۹	محبّۃً مِّنی
۸۰۰	محجوبون
۸۰۱	محمد
۸۰۲	مدّالظّلّ
۸۰۳	مدراراً
۸۰۴	مدینۃ العلم
۸۰۵	مَرَّتین (۱)
۸۰۶	〃 (۲)
۸۰۷	مریم (۱)
۸۰۸	مریم (۲)
۸۰۹	مستعان
۸۱۰	مسجد
۸۱۱	مسکین
۸۱۲	مسلمۃ
۸۱۳	مُسوّمین (۱)
۸۱۴	〃 (۲)
۸۱۵	〃 (۳)
۸۱۶	〃 (۴)
۸۱۷	〃 (۵)
۸۱۸	مشارق
۸۱۹	مع القرآن (۱)
۸۲۰	〃 (۲)
۸۲۱	مع اللّٰه
۸۲۲	معارج
۸۲۳	معجزین (۱)
۸۲۴	〃 (۲)
۸۲۵	معراج (۱)
۸۲۶	〃 (۲)
۸۲۷	〃 (۳)
۸۲۸	〃 (۴)
۸۲۹	〃 (۵)

۸۳۰	معراج	(۶)
۸۳۱	〃	(۷)
۸۳۲	〃	(۸)
۸۳۳	〃	(۹)
۸۳۴	〃	(۱۰)
۸۳۵	معرفة	(۱)
۸۳۶	〃	(۲)
۸۳۷	معلوم	
۸۳۸	مغانم	
۸۳۹	مقام	
۸۴۰	مقدار	
۸۴۱	مقطوعة	
۸۴۲	مقیم	
۸۴۳	مکنون	
۸۴۴	مُلک	(۱)
۸۴۵	〃	(۲)
۸۴۶	〃	(۳)
۸۴۷	〃	(۴)
۸۴۸	〃	(۵)
۸۴۹	ملکُ الموت	
۸۵۰	ملکوت	
۸۵۱	ملکین	(۱)

۸۵۲	ملکین	(۲)
۸۵۳	〃	(۳)
۸۵۴	〃	(۴)
۸۵۵	ملوک	
۸۵۶	ملیک	(۱)
۸۵۷	〃	(۲)
۸۵۸	〃	(۳)
۸۵۹	〃	(۴)
۸۶۰	مَن عَرَفَ	
۸۶۱	منام	
۸۶۲	منطق الطّیر	(۱)
۸۶۳	〃 〃	(۲)
۸۶۴	مَوَاقع	
۸۶۵	موتوا	(۱)
۸۶۶	〃	(۲)
۸۶۷	مُوسِعون	
۸۶۸	موقنین	
۸۶۹	مولا	
۸۷۰	مهاجر	(۱)
۸۷۱	〃	(۲)
۸۷۲	مهجور	
۸۷۳	مَهد	

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Sciences Knowledge for a united humanity

ن

حکمت نمبر	عنوان
۸۷۴	نٓ (۱)
۸۷۵	〃 (۲)
۸۷۶	〃 (۳)
۸۷۷	〃 (۴)
۸۷۸	نازعات
۸۷۹	ناظرۃ
۸۸۰	نبیؐ (۱)
۸۸۱	〃 (۲)
۸۸۲	نبیؐ وعلیؑ
۸۸۳	نطوی (۱)
۸۸۴	〃 (۲)
۸۸۵	(ال) نظر الیٰ علیؑ
۸۸۶	نعمّر
۸۸۷	نُعید
۸۸۸	نفخۃ
۸۸۹	نفس
۸۹۰	نفسٍ وّاحدۃٍ (۱)
۸۹۱	〃 〃 (۲)
۸۹۲	〃 〃 (۳)
۸۹۳	نفسٍ وّاحدۃٍ (۴)
۸۹۴	〃 〃 (۵)
۸۹۵	〃 〃 (۶)
۸۹۶	〃 〃 (۷)
۸۹۷	〃 〃 (۸)
۸۹۸	〃 〃 (۹)
۸۹۹	نقطہ
۹۰۰	نوافل
۹۰۱	نور السّمٰوٰت (۱)
۹۰۲	〃 〃 (۲)
۹۰۳	〃 〃 (۳)
۹۰۴	〃 〃 (۴)
۹۰۵	〃 〃 (۵)
۹۰۶	نُورُھم
۹۰۷	نون

و

حکمت نمبر	عنوان
۹۰۸	واحدۃ (۱)
۹۰۹	〃 (۲)
۹۱۰	〃 (۳)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۹۱۱	واحدةٌ (۲)
۹۱۲	وارثین
۹۱۳	وارد (۱)
۹۱۴	〃 (۲)
۹۱۵	وجہ (۱)
۹۱۶	〃 (۲)
۹۱۷	وجہ اللہ (۱)
۹۱۸	〃 〃 (۲)
۹۱۹	〃 〃 (۳)
۹۲۰	〃 〃 (۴)
۹۲۱	〃 〃 (۵)
۹۲۲	〃 〃 (۶)
۹۲۳	〃 〃 (۷)
۹۲۴	وجہ علی
۹۲۵	وحی (۱)
۹۲۶	〃 (۲)
۹۲۷	〃 (۳)
۹۲۸	〃 (۴)
۹۲۹	وُدًّا
۹۳۰	وَدُودٌ
۹۳۱	وَسِعَ
۹۳۲	ولدان (۱)
۹۳۳	ولدان (۲)
۹۳۴	〃 (۳)
۹۳۵	ولدان مخلّدون (۱)
۹۳۶	〃 〃 (۲)
۹۳۷	〃 〃 (۳)
۹۳۸	ولی الامر (۱)
۹۳۹	〃 〃 (۲)

ھ

حکمت نمبر	عنوان
۹۴۰	ھادٍ
۹۴۱	ھارونؑ (۱)
۹۴۲	〃 (۲)
۹۴۳	〃 (۳)
۹۴۴	〃 (۴)
۹۴۵	〃 (۵)
۹۴۶	〃 (۶)
۹۴۷	〃 (۷)
۹۴۸	ھالك (۱)
۹۴۹	〃 (۲)
۹۵۰	〃 (۳)

۹۵۱	هالك (۳)
۹۵۲	هُبُوط (۱)
۹۵۳	〃 (۲)
۹۵۴	هُدیً
۹۵۵	هَلَكَ (۱)
۹۵۶	〃 (۲)

ی

حکمت نمبر	عنوان
۹۵۷	یأتی زمان
۹۵۸	یاجوج وماجوج (۱)
۹۵۹	〃 〃 (۲)
۹۶۰	〃 〃 (۳)
۹۶۱	〃 〃 (۴)
۹۶۲	〃 〃 (۵)
۹۶۳	〃 〃 (۶)
۹۶۴	یَتَدَبّرون
۹۶۵	یتیم (۱)
۹۶۶	〃 (۲)
۹۶۷	یتیمة الدّهر
۹۶۸	یجبّهم (۱)
۹۶۹	یجبّهم (۲)
۹۷۰	〃 (۳)
۹۷۱	〃 (۴)
۹۷۲	یحییٰ (۱)
۹۷۳	〃 (۲)
۹۷۴	〃 (۳)
۹۷۵	یدُالله
۹۷۶	یَدَا
۹۷۷	یدرِك
۹۷۸	یدّعون
۹۷۹	یرسل
۹۸۰	یستنبطونهٗ (۱)
۹۸۱	〃 (۲)
۹۸۲	یسجُدُ
۹۸۳	یشربون
۹۸۴	یطیع
۹۸۵	یطوف (۱)
۹۸۶	〃 (۲)
۹۸۷	یعرفون
۹۸۸	یقین (۱)
۹۸۹	〃 (۲)
۹۹۰	〃 (۳)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science — Knowledge for a united humanity

۹۹۱	یقین (۴)
۹۹۲	〃 (۵)
۹۹۳	یکلّم
۹۹۴	یکلمھم
۹۹۵	ینظرون (۱)
۹۹۶	〃 (۲)
۹۹۷	〃 (۳)
۹۹۸	〃 (۴)
۹۹۹	〃 (۵)
۱۰۰۰	〃 (۶)

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر	نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱	۱:۱	۲۱۹	۲۰	۱۱۵:۲	۱۴۲، ۵۲۴، ۵۲۵
۲	۵–۱:۱	۲۰۶	۲۱	۱۱۷:۲	۱۰۱، ۴۲۸، ۴۲۹
۳	۲–۱:۲	۴۴۰، ۵۴۱	۲۲	۱۲۴:۲	۶۸، ۱۰۹، ۱۶۷،
۴	۲:۲	۴۳۹			۲۰۹، ۲۶۲، ۳۴۲
۵	۱۸:۲	۲۹۳، ۵۶۴	۲۳	۱۲۵:۲	۳۹۶
۶	۲۵:۲	۵۱، ۱۷۴، ۲۲۵	۲۴	۱۲۸:۲	۱۶۷، ۴۶۵
۷	۳۰:۲	۵۴۶	۲۵	۱۲۹:۲	۱۱۴، ۱۶۷
۸	۳۱:۲	۵۴، ۳۵۰، ۳۵۱	۲۶	۱۳۸:۲	۳۹۴
۹	۳۶:۲	۱	۲۷	۱۴۳:۲	۲۷۵
۱۰	۳۸:۲	۵۴۰	۲۸	۱۴۶:۲	۵۵۹
۱۱	۴۵:۲	۴۶۴	۲۹	۱۵۱:۲	۱۱۴
۱۲	۵۳:۲	۳۷۵	۳۰	۱۵۴:۲	۴۶۴
۱۳	۵۴:۲	۵۹، ۱۳۲	۳۱	۱۵۶:۲	۲۱۷
۱۴	۵۷:۲	۳۱۴	۳۲	۱۵۹:۲	۱۴
۱۵	۶۰:۲	۳۳۸	۳۳	۱۶۵:۲	۵۵، ۲۳۶، ۳۳۴
۱۶	۶۱:۲	۳۱۰	۳۴	۱۷۴:۲	۵۶۱، ۵۶۲
۱۷	۶۷:۲	۲۵۴	۳۵	۱۸۵:۲	۳۷۸
۱۸	۷۴:۲	۱۶۲	۳۶	۱۸۹:۲	۹۳
۱۹	۱۰۲:۲	۴۸۵	۳۷	۲۰۰:۲	۵۵، ۲۰۹

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۳۸	۲:۲۱۰	۵۶۲
۳۹	۲:۲۱۳	۷۶، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶
۴۰	۲:۲۱۴	۲۴۱
۴۱	۲:۲۱۶	۵۴۶
۴۲	۲:۲۲۲	۱۳۳
۴۳	۲:۲۲۳	۴۹۱
۴۴	۲:۲۴۷	۲۹۶
۴۵	۲:۲۴۸	۱۱۳، ۵۳۷
۴۶	۲:۲۵۵	۵۳، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹
۴۷	۲:۲۶۵	۳۱۲، ۳۱۳
۴۸	۲:۲۶۹	۱۵، ۱۶۶
۴۹	۳:۲	۵۳
۵۰	۳:۷	۱۲۰، ۲۱۷
۵۱	۳:۱۵	۵۱
۵۲	۳:۲۶	۱۸۸
۵۳	۳:۳۱	۳۳۵
۵۴	۳:۳۳	۳۴۲
۵۵	۳:۳۳-۳۴	۵۷
۵۶	۳:۳۷	۱۰۵، ۲۳۸، ۲۳۹
۵۷	۳:۴۶	۴۹۴
۵۸	۳:۴۷	۴۲۸، ۴۲۹
۵۹	۳:۵۲	۱۳
۶۰	۳:۵۹	۴۲۸، ۴۳۰
۶۱	۳:۶۱	۹۲
۶۲	۳:۷۷	۵۶۱، ۵۶۲
۶۳	۳:۹۷	۴۷۹
۶۴	۳:۱۰۱	۲۸۹
۶۵	۳:۱۰۳	۱۵۵، ۲۹۰
۶۶	۳:۱۲۵	۴۶۶
۶۷	۳:۱۲۵-۱۲۶	۴۶۷
۶۸	۳:۱۳۳	۲۳۷، ۳۲۹، ۴۴۱
۶۹	۳:۱۴۴	۴۶۰
۷۰	۳:۱۶۰	۳۶۵
۷۱	۳:۱۶۳	۱۹۷
۷۲	۳:۱۸۴	۴۱۱
۷۳	۳:۱۹۰-۱۹۱	۶۱
۷۴	۴:۱	۵۰۵
۷۵	۴:۵۴	۲۶، ۸۳، ۱۶۶، ۳۴۲، ۴۸۴
۷۶	۴:۵۷	۵۱
۷۷	۴:۵۹	۸۳، ۸۴
۷۸	۴:۶۶	۶۰
۷۹	۴:۶۹	۲۰۶
۸۰	۴:۸۳	۵۵۵
۸۱	۴:۸۵	۱۶
۸۲	۴:۸۷	۱۴۸

نمبر شمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۸۳	۴:۱۲۵	۵۱، ۲۹۸
۸۴	۴:۱۶۳	۲۳۵
۸۵	۴:۱۶۵	۱۵۹
۸۶	۴:۱۷۱	۴۲۵
۸۷	۵:۴	۴۲۲
۸۸	۵:۱۵	۲۷، ۱۱۷، ۱۳۲، ۱۹۴، ۳۱۴، ۳۹۴
۸۹	۵:۱۵-۱۶	۱۵۵
۹۰	۵:۲۰	۴۴، ۴۵، ۴۸۳، ۴۸۹
۹۱	۵:۲۱	۴۴، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶
۹۲	۵:۵۴	۸۴، ۵۴۹
۹۳	۵:۶۴	۵۵۳
۹۴	۵:۷۵	۲۸۷
۹۵	۵:۷۸	۱۴
۹۶	۵:۸۸	۳۱۴
۹۷	۵:۱۱۰	۴۹۴
۹۸	۶:۱	۵۱۰
۹۹	۶:۶	۴۶۱
۱۰۰	۶:۸	۵۲۸
۱۰۱	۶:۲۰	۵۵۹
۱۰۲	۶:۲۱	۳۶۵
۱۰۳	۶:۳۸	۱۹۳
۱۰۴	۶:۴۷	۱۰۵
۱۰۵	۶:۵۲	۳۶۵، ۵۲۰
۱۰۶	۶:۷۳	۴۲۸، ۴۳۰
۱۰۷	۶:۷۵	۴۹۲، ۵۶۰
۱۰۸	۶:۷۵-۷۹	۲۰۶
۱۰۹	۶:۸۰	۳۵۰، ۴۷۰
۱۱۰	۶:۹۲	۴۵۶
۱۱۱	۶:۹۴	۱۹۹، ۲۰۰، ۵۱۷
۱۱۲	۶:۹۸	۵۰۵، ۵۱۷، ۵۲۹
۱۱۳	۶:۱۰۱	۱۰۲
۱۱۴	۶:۱۰۴	۵۵۴
۱۱۵	۶:۱۱۱	۱۶۵
۱۱۶	۶:۱۱۲	۲۷۸
۱۱۷	۶:۱۵۳	۵۴۹
۱۱۸	۶:۱۵۴	۲۸۸
۱۱۹	۶:۱۵۸	۵۶۲
۱۲۰	۷:۱۱	۲۹۹
۱۲۱	۷:۲۶	۴۴۳
۱۲۲	۷:۳۱	۱۰۷، ۴۹۴
۱۲۳	۷:۳۲	۲۴۱
۱۲۴	۷:۴۰	۳۴
۱۲۵	۷:۵۲	۱۱۷، ۱۲۰
۱۲۶	۷:۵۳	۹، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۲۱۳، ۵۶۲
۱۲۷	۷:۵۴	۷، ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۸۶، ۲۱۹، ۲۴۷

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱۲۸	۸۹:۷	۳۵۰
۱۲۹	۱۰۷:۷	۱۳۹
۱۳۰	۱۲۸:۷	۴۳
۱۳۱	۱۳۳:۷	۳۰۴
۱۳۲	۱۳۷:۷	۴۶۸
۱۳۳	۱۴۲:۷	۴۱
۱۳۴	۱۴۳:۷	۱۲۳، ۱۲۴
۱۳۵	۱۵۸:۷	۴۴۷
۱۳۶	۱۷۲:۷	۶۲، ۶۴
۱۳۷	۱۸۰:۷	۱۲۵
۱۳۸	۱۸۹:۷	۵۱۷
۱۳۹	۱۷:۸	۲۲۸
۱۴۰	۲۴:۸	۳۹۹
۱۴۱	۲۹:۸	۳۷۷
۱۴۲	۴۲:۸	۵۴۲
۱۴۳	۳:۹	۱۵۷
۱۴۴	۳۳:۹	۲۰۱، ۵۵۱
۱۴۵	۳۶:۹	۲۷۸
۱۴۶	۴۰:۹	۴۲۷
۱۴۷	۱۰۳:۹	۱۸۴، ۲۹۳
۱۴۸	۱۰۴:۹	۱۳۳
۱۴۹	۱۰۵:۹	۲۷۶
۱۵۰	۱۱۴:۹	۸۲
۱۵۱	۱۱۹:۹	۲۸۵
۱۵۲	۳:۱۰	۲۴۸
۱۵۳	۲۵:۱۰	۱۵۰، ۲۵۷
۱۵۴	۳۷:۱۰	۴۳۹
۱۵۵	۳۹:۱۰	۱۲۱، ۲۱۳
۱۵۶	۴۴:۱۰	۵۵۷
۱۵۷	۵۷:۱۰	۲۷۳، ۳۵۲
۱۵۸	۶۲:۱۰	۸۵
۱۵۹	۶۴–۶۲:۱۰	۸۷
۱۶۰	۶۳:۱۰	۸۶
۱۶۱	۸۷:۱۰	۹۱، ۳۹۴
۱۶۲	۷:۱۱	۹، ۲۴۸، ۳۲۹، ۳۳۱
۱۶۳	۱۷:۱۱	۷۰، ۲۷۱
۱۶۴	۳۹:۱۱	۵۵۱
۱۶۵	۴۰:۱۱	۵۰، ۱۳۲
۱۶۶	۴۴:۱۱	۴۷۳
۱۶۷	۵۲:۱۱	۴۶۱
۱۶۸	۵۶:۱۱	۲۸۹
۱۶۹	۹۰:۱۱	۵۲۷
۱۷۰	۱۰۸:۱۱	۴۵۹
۱۷۱	۶:۱۲	۱۱۵
۱۷۲	۱۸:۱۲	۴۶۴
۱۷۳	۲۱:۱۲	۱۱۵
۱۷۴	۴۴–۴۳:۱۲	۱۱۵
۱۷۵	۵۵:۱۲	۱۸۵

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ:آیت	صفحہ نمبر
۱۷۶	۷۶:۱۲	۱۹۷
۱۷۷	۸۷:۱۲	۲۲۸
۱۷۸	۹۳:۱۲	۳۱۶، ۴۰۱
۱۷۹	۹۴:۱۲	۲۳۰، ۳۱۴
۱۸۰	۱۰۱:۱۲	۱۱۵
۱۸۱	۲:۱۳	۷۸
۱۸۲	۷:۱۳	۵۳۵
۱۸۳	۸:۱۳	۴۸۰
۱۸۴	۱۲:۱۳	۱۴۰
۱۸۵	۱۵:۱۳	۵۵۶
۱۸۶	۱۶:۱۳	۱۲۵
۱۸۷	۲۸:۱۳	۱۲۴
۱۸۸	۳۹:۱۳	۶۶، ۶۷
۱۸۹	۴۳:۱۳	۳۵۳
۱۹۰	۴:۱۴	۴۴۶
۱۹۱	۵:۱۴	۹۶
۱۹۲	۲۴:۱۴	۱۳۹، ۳۰۴، ۴۲۶
۱۹۳	۲۵-۲۴:۱۴	۳۴۲
۱۹۴	۳۴:۱۴	۲۵، ۴۲۸
۱۹۵	۳۶:۱۴	۱۲۳
۱۹۶	۳۷:۱۴	۱۳۵
۱۹۷	۴۸:۱۴	۱۲۲، ۱۲۳
۱۹۸	۱۶:۱۵	۲۶۳
۱۹۹	۲۱:۱۵	۴، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۵۴، ۴۴۸
۲۰۰	۴۱:۱۵	۲۸۸
۲۰۱	۴۵:۱۵	۳۶۰
۲۰۲	۸۷:۱۵	۲۴۶
۲۰۳	۹۹:۱۵	۵۵۹
۲۰۴	۵:۱۶	۷
۲۰۵	۱۱:۱۶	۱۴۴
۲۰۶	۱۴:۱۶	۳۱۰
۲۰۷	۳۳:۱۶	۵۶۲
۲۰۸	۴۰:۱۶	۴۲۸
۲۰۹	۴۸:۱۶	۳۲۳
۲۱۰	۴۹:۱۶	۵۵۶
۲۱۱	۶۷:۱۶	۱۴۴
۲۱۲	۸۱:۱۶	۷، ۶۰، ۱۶۱، ۲۵۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۴۲۰، ۴۲۱
۲۱۳	۸۹:۱۶	۱۰۴، ۴۱۳، ۴۲۱
۲۱۴	۹۷:۱۶	۱۷۷
۲۱۵	۱۲۰:۱۶	۳۲، ۷۷، ۳۹۱
۲۱۶	۳:۱۷	۲۷۴
۲۱۷	۴:۱۷	۴۶۲
۲۱۸	۵:۱۷	۸۴
۲۱۹	۳۴:۱۷	۵۴۹
۲۲۰	۴۴:۱۷	۱۷۶

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۲۲۱	۵۰:۱۷	۴۳۴
۲۲۲	۵۵:۱۷	۲۳۵
۲۲۳	۶۰:۱۷	۳۲۸
۲۲۴	۷۰:۱۷	۱۰۷
۲۲۵	۷۱:۱۷	۶۹، ۷۶، ۳۷۵
۲۲۶	۷۲-۷۱:۱۷	۵۲۱
۲۲۷	۷۲:۱۷	۵۸، ۴۴۹، ۵۶۴
۲۲۸	۸۲:۱۷	۲۷۳
۲۲۹	۸۵:۱۷	۷۸
۲۳۰	۱۰۴:۱۷	۴۴۹
۲۳۱	۱۰۹:۱۷	۲۳۶
۲۳۲	۹:۱۸	۵۶، ۲۲۸
۲۳۳	۵۱:۱۸	۵۴۲
۲۳۴	۶۳:۱۸	۱۶۹
۲۳۵	۶۵:۱۸	۱۱۳
۲۳۶	۸۲-۷۸:۱۸	۱۱۳
۲۳۷	۱۰۱-۸۳:۱۸	۵۴۷
۲۳۸	۹۴:۱۸	۵۴۵، ۵۴۶
۲۳۹	۷:۱۹	۲۶۷، ۵۵۲
۲۴۰	۱۱:۱۹	۲۳۹
۲۴۱	۱۷:۱۹	۱۲۹، ۱۳۰، ۲۶۸
۲۴۲	۱۸-۱۷:۱۹	۵۴۹
۲۴۳	۳۵:۱۹	۴۲۸
۲۴۴	۵۷:۱۹	۴۷۳

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۲۴۵	۵۸:۱۹	۱۰۶
۲۴۶	۶۵:۱۹	۲۶۷، ۵۵۲
۲۴۷	۷۱:۱۹	۵۱۹
۲۴۸	۷۲-۷۱:۱۹	۵۲۰
۲۴۹	۹۵-۹۳:۱۹	۳۹
۲۵۰	۹۵-۹۴:۱۹	۵۱۸
۲۵۱	۹۶:۱۹	۵۲۷
۲۵۲	۸:۲۰	۳۹۳
۲۵۳	۱۰:۲۰	۳۹۳
۲۵۴	۲۹:۲۰	۵۳۶
۲۵۵	۳۹:۲۰	۴۵۹
۲۵۶	۶۶:۲۰	۱۵۵،۳۴۱
۲۵۷	۹۷:۲۰	۴۱۰
۲۵۸	۹۸:۲۰	۳۵۰
۲۵۹	۱۰۸:۲۰	۲۱۴
۲۶۰	۱۱۴:۲۰	۲۳۷
۲۶۱	۷:۲۱	۹۲
۲۶۲	۱۰:۲۱	۲۱۱
۲۶۳	۳۰:۲۱	۲۲۰، ۲۲۳
۲۶۴	۳۳:۲۱	۳۷۳، ۴۵۹
۲۶۵	۳۷:۲۱	۳۲۸
۲۶۶	۴۸:۲۱	۳۷۶، ۵۳۶
۲۶۷	۵۰:۲۱	۹۳
۲۶۸	۵۲:۲۱	۱۲۸، ۱۲۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۲۶۹	۷۱:۲۱	۴۵۲
۲۷۰	۷۳:۲۱	۶۸
۲۷۱	۸۰:۲۱	۱۶۱، ۳۸۹
۲۷۲	۸۷:۲۱	۱۷۰، ۵۱۳
۲۷۳	۸۹:۲۱	۱۸۸، ۲۳۸
۲۷۴	۹۱:۲۱	۴۶۳
۲۷۵	۹۶:۲۱	۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷
۲۷۶	۱۰۴:۲۱	۵۰۱، ۵۰۳
۲۷۷	۱۰۵:۲۱	۲۳۷
۲۷۸	۱۰۷:۲۱	۲۲۴، ۴۴۷
۲۷۹	۲-۱:۲۲	۲۴۰
۲۸۰	۵:۲۲	۱۰۴، ۴۷۵
۲۸۱	۸:۲۲	۴۱۱
۲۸۲	۱۸:۲۲	۵۵۶
۲۸۳	۲۳:۲۲	۴۴۴
۲۸۴	۲۶:۲۲	۱۰۸
۲۸۵	۲۷:۲۲	۴۰
۲۸۶	۲۹:۲۲	۱۰۹
۲۸۷	۳۱:۲۲	۱۸۱
۲۸۸	۴۵:۲۲	۱۰۸
۲۸۹	۴۶:۲۲	۱۲۶
۲۹۰	۴۷:۲۲	۲۴۸
۲۹۱	۱۲:۲۳	۲۵۴
۲۹۲	۲۹:۲۳	۴۵۷

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۲۹۳	۵۱:۲۳	۳۱۴، ۳۱۵
۲۹۴	۶۲:۲۳	۲۷۷، ۴۰۸، ۴۱۲
۲۹۵	۸۸:۲۳	۵۶۰
۲۹۶	۱۰۸:۲۳	۵۶۵
۲۹۷	۲۶:۲۴	۳۱۴
۲۹۸	۳۵:۲۴	۱۳۲، ۲۲۲، ۳۱۹، ۳۹۵، ۵۰۹، ۵۱۰
۲۹۹	۳۶:۲۴	۳۹۵
۳۰۰	۴۵:۲۴	۴۵۵
۳۰۱	۵۵:۲۴	۳۳
۳۰۲	۳۰:۲۵	۴۹۴
۳۰۳	۳۵:۲۵	۵۳۶
۳۰۴	۴۵:۲۵	۳۲۲
۳۰۵	۴۶-۴۵:۲۵	۳۲۱، ۴۶۱
۳۰۶	۴۸:۲۵	۴۵۵
۳۰۷	۵۹:۲۵	۲۴۸
۳۰۸	۶۱:۲۵	۲۵۲
۳۰۹	۷۴:۲۵	۶۹، ۲۰۹
۳۱۰	۳۲:۲۶	۱۳۹
۳۱۱	۴۵:۲۶	۳۳۹
۳۱۲	۶۳:۲۶	۳۳۸
۳۱۳	۸۹:۲۶	۲۵۹، ۲۶۳، ۴۰۱
۳۱۴	۲۲۴:۲۶	۲۷۲
۳۱۵	۷:۲۷	۳۹۳

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۳۱۶	۸:۲۷	۱۰۸
۳۱۷	۱۶:۲۷	۴۹۰
۳۱۸	۱۷:۲۷	۱۶۴
۳۱۹	۶۶:۲۷	۳۵۷
۳۲۰	۸۲:۲۷	۱۹۳، ۱۹۵
۳۲۱	۵:۲۸	۵۱۹
۳۲۲	۲۹:۲۸	۳۹۳
۳۲۳	۵۷:۲۸	۱۶۱، ۱۶۲
۳۲۴	۸۸:۲۸	۵۲، ۶۷، ۵۲۲، ۵۳۸
۳۲۵	۱۷:۲۹	۳۴
۳۲۶	۲۰:۲۹	۲۶۸
۳۲۷	۲۲:۲۹	۴۷۱
۳۲۸	۲۶:۲۹	۴۹۳
۳۲۹	۴۳:۲۹	۱۱۴
۳۳۰	۴۹:۲۹	۲۹، ۲۸۵، ۴۱۶
۳۳۱	۵۶:۲۹	۴۳
۳۳۲	۶۴:۲۹	۴۸، ۱۷۶
۳۳۳	۶۹:۲۹	۱۴۷
۳۳۴	۲۱:۳۰	۵۰۷
۳۳۵	۲۲:۳۰	۴۴۶
۳۳۶	۳۰:۳۰	۳۷۹
۳۳۷	۵۶:۳۰	۴۷۵
۳۳۸	۵۹:۳۰	۵۵۷
۳۳۹	۲:۳۱	۲
۳۴۰	۱۲:۳۱	۱۶۶، ۲۷۴
۳۴۱	۱۶:۳۱	۱۶۲، ۱۸۱
۳۴۲	۲۰:۳۱	۲، ۲۲۸، ۳۹۶، ۴۱۱
۳۴۳	۲۷:۳۱	۲۰
۳۴۴	۲۸:۳۱	۲۰۰، ۵۰۴، ۵۱۲، ۵۱۷، ۵۱۸
۳۴۵	۸:۳۲	۲۵۴
۳۴۶	۹:۳۲	۳۲، ۵۹، ۲۶۶
۳۴۷	۱۱:۳۲	۴۸۴
۳۴۸	۱۷:۳۲	۳۹۷
۳۴۹	۶:۳۳	۵۰۰
۳۵۰	۱۱:۳۳	۲۴۰
۳۵۱	۲۱:۳۳	۵۴، ۲۶۳
۳۵۲	۳۳:۳۳	۸۸
۳۵۳	۳۶:۳۳	۱۸۹
۳۵۴	۳۷:۳۳	۷۸
۳۵۵	۴۰:۳۳	۴۶۰
۳۵۶	۴۲-۴۱:۳۳	۲۹۲
۳۵۷	۴۳-۴۱:۳۳	۲۱۰
۳۵۸	۴۳:۳۳	۱، ۱۸۴، ۲۹۲، ۲۹۳
۳۵۹	۴۶:۳۳	۲۵۲، ۲۶۵، ۵۰۹، ۵۱۱
۳۶۰	۵۶:۳۳	۱، ۲۹۱
۳۶۱	۶۲:۳۳	۴۱۲

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۳۶۲	۶۴:۳۳	۱۴
۳۶۳	۷۲:۳۳	۳۲۴
۳۶۴	۱۰:۳۴	۱۶۰
۳۶۵	۱۱:۳۴	۱۶۱
۳۶۶	۱۳:۳۴	۲۷۴، ۲۷۵، ۲۹۶
۳۶۷	۱۴:۳۴	۱۹۵
۳۶۸	۱:۳۵	۳۶
۳۶۹	۱۰:۳۵	۴۲۳، ۴۲۴
۳۷۰	۱۲:۳۵	۳۱۰
۳۷۱	۲۴:۳۵	۷۶
۳۷۲	۲۵:۳۵	۴۱۱
۳۷۳	۲۷-۲۶:۳۵	۳۶۵
۳۷۴	۳۲:۳۵	۸۲
۳۷۵	۳۳:۳۵	۴۴۴
۳۷۶	۲:۳۶	۱۶۵
۳۷۷	۱۲:۳۶	۲۸، ۲۹، ۷۱، ۷۲، ۱۶۳، ۱۸۵، ۲۵۶، ۴۱۸، ۴۲۱، ۵۰۲
۳۷۸	۳۶:۳۶	۵۰
۳۷۹	۴۰:۳۶	۳۷۳، ۴۵۹
۳۸۰	۴۱:۳۶	۸، ۷۰، ۳۳۰، ۳۳۱
۳۸۱	۴۲-۴۱:۳۶	۳۸۱
۳۸۲	۵۵:۳۶	۲۷۳
۳۸۳	۵۶:۳۶	۴۰، ۴۹
۳۸۴	۵۷:۳۶	۵۵۴
۳۸۵	۶۵:۳۶	۵۶۴
۳۸۶	۶۸:۳۶	۵۰۲
۳۸۷	۸۱:۳۶	۴۶، ۴۵۷
۳۸۸	۸۲:۳۶	۴۲۸
۳۸۹	۸۳:۳۶	۵۶۰
۳۹۰	۶:۳۷	۲۶۳
۳۹۱	۸-۶:۳۷	۲۶۳
۳۹۲	۴۱-۴۰:۳۷	۴۷۸
۳۹۳	۴۵:۳۷	۴۰۷
۳۹۴	۷۹:۳۷	۲۵۴
۳۹۵	۸۴:۳۷	۲۶۱، ۴۰۱
۳۹۶	۹۹:۳۷	۲۰۵
۳۹۷	۱۰۲:۳۷	۲۲۹، ۲۳۰
۳۹۸	۱۰۷:۳۷	۲۰۸، ۳۷۴
۳۹۹	۱۰۹:۳۷	۲۵۵
۴۰۰	۱۲۰:۳۷	۲۵۵
۴۰۱	۱۳۰:۳۷	۲۵۶
۴۰۲	۱۳۹:۳۷	۲۰۵
۴۰۳	۱۸۱:۳۷	۲۵۶
۴۰۴	۱:۳۸	۲۸۳
۴۰۵	۲۰:۳۸	۳۷۸
۴۰۶	۲۹:۳۸	۴۵۶
۴۰۷	۳۴:۳۸	۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۴۰۸	۳۷:۳۸	۳۶۷
۴۰۹	۴۴:۳۸	۳۰۴
۴۱۰	۴۵:۳۸	۸۴، ۴۱۰
۴۱۱	۶۳-۶۲:۳۸	۵۶
۴۱۲	۶:۳۹	۳۲۳، ۵۰۷، ۵۱۷
۴۱۳	۱۰:۳۹	۴۳
۴۱۴	۲۳-۲۲:۳۹	۳۷
۴۱۵	۲۳:۳۹	۳۸
۴۱۶	۲۸:۳۹	۲۱۳
۴۱۷	۳۳:۳۹	۲۸۵
۴۱۸	۴۲:۳۹	۶۵
۴۱۹	۵۳:۳۹	۴۳۹
۴۲۰	۷:۴۰	۱۶۳
۴۲۱	۱۱:۴۰	۴۶۳
۴۲۲	۱۵:۴۰	۲۲۷
۴۲۳	۱۶:۴۰	۴۸۱
۴۲۴	۶۴:۴۰	۳۷
۴۲۵	۶۸:۴۰	۴۲۸
۴۲۶	۸۵:۴۰	۲۰۲، ۵۰۷
۴۲۷	۱۲:۴۱	۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵
۴۲۸	۲۱:۴۱	۱۷۶، ۴۱۲
۴۲۹	۵۳:۴۱	۲۶، ۲۷، ۸۲، ۱۶۷
۴۳۰	۵:۴۲	۱۶
۴۳۱	۲۹:۴۲	۱۰۱
۴۳۲	۵۳-۵۱:۴۲	۵۲۵
۴۳۳	۵۲:۴۲	۴۱۴
۴۳۴	۴:۴۳	۶۶
۴۳۵	۲۷-۲۶:۴۳	۳۴۳
۴۳۶	۲۸:۴۳	۳۴۱، ۳۴۲، ۴۲۷
۴۳۷	۳۶:۴۳	۲۰۹، ۳۹۸
۴۳۸	۶۶:۴۳	۵۶۲
۴۳۹	۷۱:۴۳	۱۲۸
۴۴۰	۵۴:۴۴	۱۷۴
۴۴۱	۱۳:۴۵	۲۴۸
۴۴۲	۲۹:۴۵	۲۷۷، ۴۱۳
۴۴۳	۱۵:۴۶	۴۳
۳۴۴	۲:۴۷	۴۶۰
۴۴۵	۶-۴:۴۷	۳۳۲
۴۴۶	۶:۴۷	۴۷۸
۴۴۷	۷:۴۷	۱۲
۴۴۸	۲۴:۴۷	۳، ۵۴۸
۴۴۹	۱:۴۸	۵۵۰
۴۵۰	۳-۱:۴۸	۱۲
۴۵۱	۴:۴۸	۴۷، ۵۵۰
۴۵۲	۱۰:۴۸	۲۴۸، ۵۵۳
۴۵۳	۲۰:۴۸	۱۷۲، ۴۷۹
۴۵۴	۲۸:۴۸	۲۱۰، ۵۵۱
۴۵۵	۲۹:۴۸	۵۶۰

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۴۵۶	۱۲:۴۹	۳۴۴
۴۵۷	۱:۵۰	۳۸۵
۴۵۸	۱۵:۵۰	۱۸۷
۴۵۹	۱۶:۵۰	۱۵۶
۴۶۰	۳۱:۵۰	۴۹
۴۶۱	۳۴:۵۰	۴۴۲، ۵۳۰
۴۶۲	۵:۵۱	۳۸۷
۴۶۳	۷:۵۱	۱۵۵
۴۶۴	۲۱-۲۰:۵۱	۲۷، ۲۸، ۵۶۰
۴۶۵	۴۷:۵۱	۴۹۲
۴۶۶	۴۹:۵۱	۵۰
۴۶۷	۵۰:۵۱	۳۴۹، ۳۷۸
۴۶۸	۵۶:۵۱	۴۳۲
۴۶۹	۴:۵۲	۱۵۸
۴۷۰	۲۴:۵۲	۳۶۷، ۵۵۸
۴۷۱	۳۷:۵۲	۱۸۵
۴۷۲	۳۸:۵۲	۲۵۸
۴۷۳	۲-۱:۵۳	۲۸۳
۴۷۴	۴-۳:۵۳	۴۱۳
۴۷۵	۱۱:۵۳	۴۴۹
۴۷۶	۱۴-۱۳:۵۳	۲۴۹
۴۷۷	۱۶-۱۳:۵۳	۲۵۱
۴۷۸	۱۶-۱۵:۵۳	۲۴۹
۴۷۹	۳۹:۵۳	۲۵۳
۴۸۰	۵:۵۴	۳۵۳
۴۸۱	۵۵-۵۲:۵۴	۴۸۷
۴۸۲	۴-۱:۵۵	۱۱۶، ۲۲۲
۴۸۳	۵:۵۵	۲۲۲
۴۸۴	۶:۵۵	۲۲۲
۴۸۵	۷:۵۵	۲۲۳
۴۸۶	۲۴:۵۵	۳۳۱
۴۸۷	۲۷-۲۶:۵۵	۳۳۱، ۵۲۳
۴۸۸	۲۹:۵۵	۴۰۷
۴۸۹	۳۳:۵۵	۳۶
۴۹۰	۵۲:۵۵	۵۰
۴۹۱	۷۴-۷۲:۵۵	۱۷۲
۴۹۲	۱۱-۱:۵۶	۱۴۲
۴۹۳	۱۷:۵۶	۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۵۷
۴۹۴	۲۱:۵۶	۴۴۵
۴۹۵	۳۰:۵۶	۳۲۰
۴۹۶	۳۳-۳۲:۵۶	۴۸۰
۴۹۷	۳۷-۳۵:۵۶	۱۷۱
۴۹۸	۶۱-۶۰:۵۶	۷۷
۴۹۹	۷۵:۵۶	۴۹۱
۵۰۰	۷۹-۷۷:۵۶	۲۸۳، ۴۰۹، ۴۸۱
۵۰۱	۷۸:۵۶	۵۴۸
۵۰۲	۸۹:۵۶	۲۳۰

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۵۰۳	۹۵:۵۶	۵۶۱
۵۰۴	۳:۵۷	۱۲۴، ۱۴۰، ۳۱۹
۵۰۵	۱۲:۵۷	۱۴۳، ۵۱۱، ۵۱۲
۵۰۶	۱۹:۵۷	۱۴۳
۵۰۷	۲۱:۵۷	۲۳۷، ۳۲۹، ۴۴۱
۵۰۸	۲۵:۵۷	۱۶۰
۵۰۹	۲۸:۵۷	۱۳۱، ۲۸۴
۵۱۰	۱۹:۵۸	۱۲۱
۵۱۱	۲۱:۵۸	۳۶۵
۵۱۲	۲۲:۵۸	۹۶، ۹۷، ۱۲۱
۵۱۳	۲۴:۵۹	۳۰۰
۵۱۴	۴:۶۰	۵۴، ۲۶۳
۵۱۵	۸:۶۱	۳۲۰
۵۱۶	۹:۶۱	۲۰۱، ۵۵۱
۵۱۷	۵:۶۲	۱۶۸
۵۱۸	۱۱-۱۰:۶۵	۹۳
۵۱۹	۱۲:۶۵	۳۰۹، ۴۵۸
۵۲۰	۴:۶۶	۲۸۶
۵۲۱	۵:۶۶	۱۳۳
۵۲۲	۶:۶۶	۳۸۱
۵۲۳	۸:۶۶	۱۴۳، ۵۱۱
۵۲۴	۱۱:۶۶	۱۵۱
۵۲۵	۱۲:۶۶	۲۸۷، ۴۶۳
۵۲۶	۳:۶۷	۱۸۶، ۳۰۹
۵۲۷	۵:۶۷	۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵
۵۲۸	۱۰:۶۷	۳۴۶
۵۲۹	۱:۶۸	۴۹۷، ۴۹۸
۵۳۰	۱۱:۶۹	۳۳۰
۵۳۱	۱۷:۶۹	۳۴، ۱۴۳
۵۳۲	۲۹:۶۹	۵۴۱
۵۳۳	۴-۱:۷۰	۲۲۷
۵۳۴	۳:۷۰	۳۸۲، ۴۷۰
۵۳۵	۱۱:۷۱	۲۶۶، ۴۶۱، ۵۵۵
۵۳۶	۱۵:۷۱	۳۰۹
۵۳۷	۱۶:۷۱	۲۵۲
۵۳۸	۲۶:۷۱	۲۰۰
۵۳۹	۲۸-۲۶:۷۱	۲۲
۵۴۰	۲:۷۲	۱۴۹
۵۴۱	۳:۷۲	۱۴۷
۵۴۲	۶:۷۲	۱۴۹
۵۴۳	۸:۷۲	۲۶۶
۵۴۴	۲۸:۷۲	۳۹
۵۴۵	۶:۷۳	۴۱، ۱۲۲
۵۴۶	۸:۷۳	۱۲۲
۵۴۷	۱۰۷:۷۳	۳۷۴
۵۴۸	۹-۶:۷۵	۱۴۸
۵۴۹	۹:۷۵	۲۲۲
۵۵۰	۲۳-۲۲:۷۵	۴۹۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۵۵۱	۱:۷۶	۳۰، ۸۰، ۱۹۷
۵۵۲	۲:۷۶	۸۰
۵۵۳	۶-۵:۷۶	۵۵۶
۵۵۴	۸:۷۶	۴۶۵
۵۵۵	۱۸:۷۶	۲۵۸
۵۵۶	۱۹:۷۶	۵۳۰
۵۵۷	۲۰-۱۹:۷۶	۵۲۸
۵۵۸	۲۰:۷۶	۴۱، ۳۷۱، ۴۸۳، ۴۸۸
۵۵۹	۲۱:۷۶	۲۷۲
۵۶۰	۲۸:۷۶	۷۷، ۷۸
۵۶۱	۱۲:۷۸	۳۵
۵۶۲	۱۳:۷۸	۲۵۲
۵۶۳	۲۹:۷۸	۳۹، ۴۰۹
۵۶۴	۵-۱:۷۹	۴۹۸
۵۶۵	۱۴-۱۳:۷۹	۲۲۵
۵۶۶	۴۴:۷۹	۳۷۳
۵۶۷	۱۵:۸۳	۴۶۰
۵۶۸	۱۸:۸۳	۴۱۳
۵۶۹	۲۱-۱۸:۸۳	۴۰۷
۵۷۰	۲۶-۲۵:۸۳	۲۲۴
۵۷۱	۲۸-۲۵:۸۳	۳۳۴
۵۷۲	۹-۷:۸۴	۱۶۴
۵۷۳	۱۹:۸۴	۱۲۴، ۳۰۹
۵۷۴	۳-۱:۸۵	۱۰۳

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۵۷۵	۱۶:۸۵	۸
۵۷۶	۲۲-۲۱:۸۵	۴۱۵
۵۷۷	۳۰-۲۷:۸۹	۱۲۵
۵۷۸	۴-۱:۹۰	۱۰۶
۵۷۹	۱۰:۹۰	۴۸۵
۵۸۰	۲-۱:۹۱	۲۵۳
۵۸۱	۸:۹۱	۶۶، ۴۸۶
۵۸۲	۴:۹۴	۴۲۷
۵۸۳	۶-۳:۹۵	۱۲۷
۵۸۴	۵:۹۷	۳۷۳
۵۸۵	۸-۱:۹۹	۲۴۰
۵۸۶	۱:۱۰۰	۳۲۷
۵۸۷	۴:۱۰۱	۳۷۵
۵۸۸	۷-۵:۱۰۲	۵۶۱
۵۸۹	۳-۱:۱۰۳	۳۳۹، ۳۴۱
۵۹۰	۱:۱۱۰	۱۲
۵۹۱	۲-۱:۱۱۰	۲۰۱
۵۹۲	۱:۱۱۱	۴۱۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

احادیثِ شریفہ

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	یابن اٰدم خلقتک للأ بد،وانا حیّ لااموت، اطعنی فیما امرتک به ، وانته عما نهیتک عنه أجعلک حیا لا تموت أبدا، یابن اٰدم . . . ان تقول للشیء کن فیکون۔(حدیثِ قدسی)	۸، ۱۷۵
۲	معاشرالناس هٰذا علی بن أبی طالب خلیفة الله فیکم و خلیفة کتابه المنزل علیکم . . . کان من الخٰسرین۔	۲۱
۳	اکان اٰدم نبیا؟قال:نعم کلمه اللّٰه وخلقه بیده۔	۲۵
۴	ابواب الجنة ثمانیة۔	۳۳
۵	من أخلص العبادة للّٰه اربعین یوما فتح اللّٰه قلبه ،و شرح صدره ، وأطلق لسانه بالحکمة ولو کان أعجمیا غلفا۔	۴۲
۶	خمرت طینة اٰدم بیدی اربعین صباحا۔(حدیثِ قدسی)	۴۲
۷	یابنی عبد المطلب،اطیعونی تکونوا ملوک الارض وحکامها۔	۴۵
۸	. . . ارواحهم فی جوف طیر خضر لهاقنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شآء ت ثم تاوی الی تلک القنادیل۔	۴۵
۹	الارواح جنود مجندة۔	۴۷
۱۰	ارواح المومنین فی روضة کهیأة الاجساد فی الجنة۔	۴۷
۱۱	ان اللّٰه تسعة وتسعین اسما من احصاها دخل الجنة۔	۵۳
۱۲	من اطاعنی فقد اطا ع اللّٰه ومن عصانی فقدعصی اللّٰه ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی۔	۵۷، ۷۳

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱۳	عبدی اطعنی اجعلک مثلی حیا لا تموت،وعزیزالا تذل،وغنیا لا تفتقر۔(حدیثِ قدسی)	۵۸، ۲۹۸
۱۴	ان لکل شیء قلبا وقلب القراٰن یٰسٓ۔	۷۱
۱۵	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة والجاهل فی النار۔	۷۳، ۷۵
۱۶	من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة ۔	۷۴
۱۷	من مات بغیرامام مات میتة جاهلیة ۔	۷۴
۱۸	من مات لا یعرف امام دهره حیا مات میتة جاهلیة۔	۷۵
۱۹	الانبیاء مائة الف وعشرون الفا والمرسلون منهم ثلاث مائة و ثلا ثة عشر۔	۷۹
۲۰	ان للّٰه مائة الف نبی واربعة وعشرین الف نبی من ولد اٰدم الی القائم۔	۸۰
۲۱	ان النبی صلعم جلل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمة کساء ثم قال اللّٰهم هٰؤلاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا فقالت ام سلمة وانامعهم یارسول اللّٰه،قال انک علی خیر۔	۹۱
۲۲	لما نزلت هٰذه الایة:" نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ....۔"(۳:۶۱)دعا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم علیا و فاطمة وحسنا و حسینا فقال: اللّٰهم هٰؤلاء اهلی۔	۹۲
۲۳	الایمان یمان والحکمة یمانیة۔	۹۷
۲۴	روحوا انفسکم ببدیع الحکمة فانها تکمل کما تکمل الابدان۔	۱۰۲
۲۵	بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیمؑ هواسم من اسماء اللّٰه ومابینه وبین اسم اللّٰه الاکبرالاکما بین سواد العین وبیاضها من القرب۔	۱۰۳
۲۶	اذاکان یوم القیامة حشر اللّٰه الخلا ئق نادی مناد لیقم أهل الفضل، . . .ویقولون مافضلکم هذاالذی تدخلون بهالجنة قبل ا لحساب؟	۱۰۵،۱۵۱

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
	فیقولون: کنا نعفوعمن ظلمنا،ونصل من قطعناونحلم اذا جهل علینا... ثم ینادی مناد لیقم اهل الصبر... ویقولون ما صبرکم هذا الذی تدخلون به الجنة قبل الحساب؟فیقولون: کنا نصبر انفسنا علی طاعة اللّٰه ونصبر عن معاصی اللّٰه... ثم ینادی منادلیقم جیران اللّٰه فی دار السلام... ویقولون مافضلکم هذا الذی جاورتم به اللّٰه فی دارالسلام؟فیقولون: کنا نتحاب فی اللّٰه ونتزاور فی اللّٰه ونتواصل فی اللّٰه ونتباذل فی اللّٰه۔فیقال لهم: ادخلوا الجنة فأنتم جیران اللّٰه فی دار السلام۔	
۲۷	ان للقرآن ظهرا وبطنا ولبطنه بطنا الی سبعة ابطن وفی روایة اخریٰ سبعین بطنا۔	۱۱۴، ۳۹۶
۲۸	من مات فقد قامت قیامته۔	۱۱۵، ۴۰۳، ۴۵۵
۲۹	اللّٰهم فقهه فی الدین وعلمه التأویل۔	۱۱۶، ۱۱۹
۳۰	ان منکم من یقاتل علی تاویل هذا القرآن کما قاتلت علی تنزیله۔	۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹
۳۱	الحق مع علی۔	۱۱۸
۳۲	اللّٰهم علمه التاویل القرآن۔	۱۱۹
۳۳	انی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الأخر: کتاب اللّٰه حبل ممدودمن السماء الی الارض طرف منه عنداللّٰه وطرف منه فی ایدیکم فاستمسکوابه،وعترتی۔	۱۴۰، ۳۸۷
۳۴	قد خلفت فیکم الثقلین احدهما اکبرمن الأخر سببا موصولامن السماء الی الارض: کتاب اللّٰه، وعترتی اهل بیتی، فانهمالن یفترقاحتیٰ یردا علی الحوض۔	۱۴۱، ۳۸۶
۳۵	أنا جلیس من ذکرنی۔(حدیثِ قدسی)	۱۴۷،۱۴۸
۳۶	دخلت الجنة البارحة فنظرت فیها فاذا جعفریطیرمع الملائکة	۱۴۹

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
	واذاحمزة متكئ على سرير۔	
۳۷	رأيت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير مع الملا ئكة بجناحين۔	۱۵۰
۳۸	ان فى الجنة لسوقا ما فيها شرى ولا بيع الا الصور من الرجال و النسآء فاذا اشتهى الرجل صورة دخل فيها۔	۱۵۰، ۲۹۴، ۳۹۱
۳۹	الحب للّٰه والبغض للّٰه۔	۱۵۵
۴۰	الحجر الاسود يمين اللّٰه فى ارضه۔	۱۵۹
۴۱	حملة القرآن عرفا ء اهل الجنة۔	۱۶۹
۴۲	أنا دارالحكمة وعلى بابها۔	۱۹۶، ۳۵۹
۴۳	اذارأيتم دحية الكلبى عندى فهو جبرائيل ياتينى فى صورته۔	۱۹۶
۴۴	الشريعة اقوالى،والطريقة افعالى،والحقيقة احوالى،والمعرفة سرى۔	۱۹۶، ۲۰۶
۴۵	قال اللّٰه عزوجل لا تسبو الدهر وانا الدهر۔(حدیثِ قدسی)	۱۹۸
۴۶	مامن قلب الاوله اذنان،على احدا هماملك مرشدوعلى الاخرىٰ شيطان مفتن۔	۲۱۰، ۳۹۸، ۴۵۱
۴۷	القرآن ذلول ذووجوه فاحملوه على احسن وجوهه۔	۲۱۱، ۲۱۲
۴۸	اوتيت جوامع الكلم۔	۲۱۲، ۲۵۹
۴۹	نادى مناد من السماء يوم أُحد: لافتىٰ الا على،ولاسيف الا ذوالفقار۔	۲۱۳
۵۰	كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته۔	۲۱۸
۵۱	اللّٰهم اغفرلى وارحمنى والحقنى بالرفيق الاعلى۔	۲۲۷
۵۲	رؤياالمؤمن جزءٌ من ستة واربعين جزءً ا من النبوة۔	۲۲۹
۵۳	نزل القرآن على سبعة احرف كل حرف منهاكاف شاف۔	۲۴۷، ۳۳۳
۵۴	الا ان مثل اهل بيتى فيكم مثل سفينة نوح من قومه من ركبها نجاومن تخلف عنها غرق۔	۲۵۳
۵۵	ان سلمان منا اهل البيت۔	۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۵۶	لقد اوتی سلمان من العلم۔	۲۶۰
۵۷	سلمان عالم لایدرک۔	۲۶۰
۵۸	ان القلوب کلها بین اصبعین من اصابع الرحمان۔	۲۶۲
۵۹	ان من الشعر حکمة۔	۲۷۲
۶۰	ان من امتی من یشفع للفئام من الناس۔	۲۷۳
۶۱	علی مع القراٰن والقراٰن مع علی لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔	۲۷۷، ۲۸۵، ۳۶۸
۶۲	مامنکم من احد الا وله شیطان ،قالوا: وانت یا رسول اللّٰه؟قال: وأناالا ان اللّٰه اعاننی علیه فاسلم فلا یامر الا بخیر۔	۲۷۹
۶۳	افضل الصدقة ان یتعلم المرء المسلم علما، ثم یعلمه اخاه المسلم۔	۲۸۶
۶۴	اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من صدقة جاریة او علم ینتفع به اوولد صالح یدعوا له۔	۲۸۷
۶۵	قولوا: اللّٰهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کماصلیت علیٰ ابراهیم وعلیٰ اٰل ابراهیم انک حمید مجید۔	۲۹۱
۶۶	جاء اعرابی الی النبیؐ فقال : ما الصور؟ قال:قرن ینفخ فیه۔	۲۹۷
۶۷	فکل من یدخل الجنة علی صورة اٰدم ۔	۲۹۷
۶۸	خلق اللّٰه عزوجل اٰدم علی صورته۔	۲۹۷، ۵۲۲
۶۹	کلمة الحکمة ضالة المومن۔	۳۰۳
۷۰	طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة۔	۳۱۳
۷۱	اطلبوا العلم ولوبالصین۔	۳۱۳
۷۲	العارف کالبحر۔	۳۲۷
۷۳	من احبنی قتلته ومن قتلته فأنادیته۔(حدیثِ قدسی)	۳۳۵
۷۴	اللّٰهم ادر الحق معه حیث دار۔	۳۴۱، ۳۵۸
۷۵	اول ماخلق اللّٰه العقل۔	۳۴۳

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۷۶	اول ماخلق اللّٰہ القلم۔	۳۴۳
۷۷	اول ماخلق اللّٰہ نوری۔	۳۴۳
۷۸	لما خلق اللّٰہ العقل قال له: أقبل ،وفأقبل ثم قال له: أدبرفأدبر فقال:وعزتی وجلالی ماخلقت خلقا أحب...۔	۳۴۵
۷۹	من یرد اللّٰہ بعبده خیرا فقهه فی الدین۔	۳۴۷
۸۰	فقیه اشد علی الشیطان من الف عابد۔	۳۴۷
۸۱	من سلک طریقا یبتغی فیه علما سلک اللّٰہ به طریقا الی الجنة ... وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائرالکواکب۔	۳۴۷
۸۲	ان اللّٰہ وملٰئکته واهل السمٰوٰتِ والارضین حتٰی النملة فی جحرها وحتٰی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر۔	۳۴۸
۸۳	ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اوحیٰ فی علی ثلا ثة اشیاء لیلة اسرٰی بی بانه سیدالمومنین وامام المتقین وقائد الغرالمحجلین۔	۳۵۴
۸۴	النظر الی وجه علی عبادة۔	۳۵۵
۸۵	ان نور ابی طالب یوم القیامة لیطفی انوار الخلا ئق الا خمسة انوار۔	۳۵۶
۸۶	ان علیا منی وانامنه وهو ولی کل مومن من بعدی۔	۳۵۶
۸۷	عمرالدنیا سبعة ألاف سنة بعثت فی اٰخر الف منها ،وقال : "لانبی بعدی"۔	۳۵۶
۸۸	رحم اللّٰہ ابا بکر زوجنی ابنته وحملنی الی دارالهجرة واعتق بلالا من ماله،رحم اللّٰہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وماله صدیق،رحم اللّٰہ عثمان تستحییه الملا ئکة،رحم اللّٰہ علیا اللّٰهم ادر الحق معه حیث دار۔	۳۵۸
۸۹	انا دارالحکمة وعلی بابها۔	۳۵۹
۹۰	ان النبی صلعم اخذبید حسن وحسین قال من احبنی واحب	۳۵۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
	هٰذين واباهما وامهما كان معي في درجتي يوم القيامة۔	
۹۱	الخلق عيال اللّٰه، فاحب الخلق الى اللّٰه من نفع عيال اللّٰه و ادخل على اهل بيت سرورا۔	۳۵۹
۹۲	الخلق عيالي فاحبهم الى الطفهم بهم،واسعاهم في حوائجهم۔	۳۶۰
۹۳	ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود كمابدأ فطوبٰى للغربا۔	۳۶۶
۹۴	فاطمة سيدة نساء اهل الجنة۔	۳۷۱
۹۵	الا ترضين ان تكوني سيدة نساء المومنين اوسيدة نساء هذه الامة۔	۳۷۱
۹۶	يا بنية اما ترضين انک سيدة نساء العالمين قالت يا ابت فاين مريم بنت عمران قال تلک سيدة نساء عالمها وانت سيده نساء عالمک،اما واللّٰه لقد زوجتک سيدا في الدنيا والاٰخرة۔	۳۷۲
۹۷	. . . قال: فاطمة بنت محمد،خديجة بنت خويلد،مريم بنت عمران،آسية بنت مزاحم . . . ۔	۳۷۲
۹۸	ارم فداک ابي وامي۔	۳۷۳
۹۹	ياعلي انت مني بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبي بعدي۔	۳۷۶، ۴۵۸، ۵۳۵
۱۰۰	كل مولود يولد على الفطرة وابواه يهودانه اوينصرانه او يمجسانه۔	۳۸۰
۱۰۱	والذي نفسي بيده ،لايدخل قلب عبدايمان حتٰى يحب‌اهل بيتي للّٰه عزوجل ولي۔	۳۸۵
۱۰۲	قدخلفت فيكم الثقلين احدهما اكبرمن الاخرسببا موصولامن السماء الى الارض: كتاب اللّٰه وعترتي اهل بيتي،فانهمالن يفترقا حتٰى يرداعلى الحوض۔	۳۸۶
۱۰۳	اني تارک فيكم الثقلين أحدهما اكبرمن الاٰخر: كتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الى الارض،طرف منه عنداللّٰه،وطرف منه في ايديكم ،فاستمسكوابه وعترتي۔	۳۸۷

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱۰۴	روح المؤمن بعد الموت فی قالب کقالبه فی الدنیا۔	۳۸۸
۱۰۵	کم من قاری للقرآن والقرآن یلعنه۔	۳۹۶
۱۰۶	ما منکم من احدالا ومعه قرینه من الجن وقرینه من الملائکة، قالوا: وایاک؟قال: نعم وایای،ولٰکن اللّٰه اعاننی علیه فاسلم۔	۳۹۷
۱۰۷	ماوسعنی ارضی ولاسمائی ووسعنی قلب عبدی المؤمن۔(حدیثِ قدسی)	۳۹۹
۱۰۸	ما من قلب الا وهو بین اصبعین من اصابع رب العلمین۔	۴۰۰
۱۰۹	لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر۔	۴۲۲
۱۱۰	کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔(حدیثِ قدسی)	۴۳۰، ۴۳۳
۱۱۱	کنت کنزا لااعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم فبی عرفونی۔(حدیثِ قدسی)	۴۳۱
۱۱۲	عن عائشة، سل صلعم من اعرف الناس بربه،قال:اعرفهم بنفسه۔	۴۳۲
۱۱۳	من کان للّٰه کان اللّٰه له۔	۴۳۳
۱۱۴	ان قول لاحول ولاقوة الاباللّٰه العلی العظیم،کنز من کنوز الجنة، وهوشفاء من تسعة وتسعین داء اولها الهم۔	۴۳۳
۱۱۵	یاعلی ان لک کنزا فی الجنة وانک ذوقرنیها۔	۴۳۴
۱۱۶	اللّٰهم انی اعوذبک من الاربع:من علم لاینفع،وقلب لایخشع ونفس لا تشبع،ودعاء لایسمع۔	۴۴۲
۱۱۷	لسان اهل الجنة عربی۔	۴۴۷
۱۱۸	ان اللّٰه عزوجل لواء من نوروعمودامن نورخلقهاقبل ان یخلق الدنیابالف عام مکتوب علی ذالک اللواء:أنا اللّٰه لااله الاأنا، محمد عبدی ورسولی الٰی خلقی واٰل محمد خیرالبریة۔	۴۵۱
۱۱۹	لولاک لماخلقت الافلاک۔(حدیثِ قدسی)	۴۵۲
۱۲۰	قال النبی صلعم لعلی:انت منی وأنا منک۔	۴۵۲، ۵۰۰

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱۲۱	انا مدینة العلم وعلی بابها فمن اراد العلم فلیات الباب۔	۴۶۱
۱۲۲	لی مع اللّٰہ وقت لایسعنی فیه ملک مقرب ولانبی مرسل۔	۴۶۹
۱۲۳	اعرفو اللّٰہ باللّٰہ۔	۴۷۷
۱۲۴	اعرفکم بنفسه اعرفکم بربه۔	۴۷۸
۱۲۵	اذا وضع المیت فی القبر اتاه ملکان منکر ونکیر۔	۴۸۶
۱۲۶	یابنی عبدالمطلب اطیعونی تکونوا ملوک الارض وحکامها۔	۴۸۶
۱۲۷	من رانی فی المنام فقد رانی۔	۴۸۹
۱۲۸	من کنت مولاه فعلی مولاه۔	۴۹۲
۱۲۹	ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال۔	۵۰۰
۱۳۰	یاعلی انا وانت ابوا المومنین۔	۵۰۰
۱۳۱	النظر الی علی بن ابی طالب عبادة۔	۵۰۲
۱۳۲	ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه،ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبه فاذااحببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یصربه ویده التی یبطش بهاورجله التی یمشی بها۔(حدیثِ قدسی)	۵۰۹، ۵۵۴
۱۳۳	لایبقی برولا فاجر الا دخلها فتکون علی المومن بردا وسلاما کماکانت علی ابراهیم۔	۵۱۹
۱۳۴	من رانی فقد رأی الحق۔	۵۲۱
۱۳۵	علی صورة ابیهم ادم علیه السّلام۔	۵۲۳
۱۳۶	النظر الی وجه علی عبادة اعظم من الطاعة۔	۵۲۵
۱۳۷	انکم فی زمان من ترک منکم عشرماامربه هلک ثم یاتی زمان من عمل منهم بعشر امربه نجا۔	۵۴۵

ارشادات واقوال

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت موسیٰ علیہ السّلام	
۱	قال موسیٰ علیه الصلاة والسّلام:یارب اقریب انت فاناجیک اوبعید فانا دیک،فقیل له:یاموسیٰ!اناجلیس من ذکرنی۔	۱۴۸
	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام	
۲	لن یلج ملکوت السمٰوٰت من لم یولد مرتین.	۴۶۲
	حضرت ابوطالب علیہ السّلام	
۳	ولقد علمت بان دین محمد ؛ من خیرادیان البریة دینا۔	۳۲
	حضرت علی علیہ السّلام	
۴	انا اٰیات اللّٰه وامین اللّٰه۔	۲۸
۵	انا اللوح المحفوظ۔	۶۶
۶	انا وجه اللّٰه فی السمٰوٰت والارض۔	۶۷، ۵۲۱
۷	وتحسب انک جرم صغیر ؛ وفیک انطوی العالم الاکبر	۷۲
۸	ظاهره عمل موجوب،وباطنه علم مکنون محجوب،وهوعندنا معلوم مکتوب۔	۱۱۷
۹	اسمی فی القراٰن حکیماوفی التوراة کلا وفی الانجیل حتماو فی الزبور بشرا وفی صحف ابراهیم اولاواٰخرا وانا....۔	۱۶۸

نمبرشمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
۱۰	کل مؤمن شهید و کل مؤمنة حوراء۔	۱۷۲
۱۱	انا دابة الارض۔	۱۹۳، ۱۹۵
۱۲	انا دین اللّٰه حقا،انا نفس اللّٰه حقا لایقولهاغیری ولایدعیها مدع الاکذابا۔	۲۰۲
۱۳	اوتی العلم الاول والعلم الأخر لایدرک ماعنده۔	۲۶۰
۱۴	عنده علم الاولین والأخرین۔	۲۶۰
۱۵	سلونی قبل ان تفقدونی۔	۲۶۱
۱۶	سلونی عما دون العرش۔	۲۶۱
۱۷	انا ذالک الکتٰب لاریب فیه۔	۳۵۵، ۴۴۱
۱۸	انا الاسماء الحسنٰی التی امراللّٰه ان یدعٰی بها۔	۳۵۵
۱۹	انا لؤلو الاصداف،انا جبل قاف۔	۳۸۵
۲۰	نزل قرآن ارباعا،فربع فینا،وربع فی عدونا،وربع سیر وامثال، وربع فرائض و احکام ،ولنا کرائم القرآن۔	۳۸۸
۲۱	ان السماء والارض وما بینهما من خلق مخلوق فی جوف الکرسی، وله اربعة املاک یحملونه بامراللّٰه۔	۴۱۸
۲۲	انا الساعة التی لمن کذببها سعیرا۔	۴۳۹
۲۳	من عرف نفسه فقد عرف ربه۔	۴۸۹، ۵۰۴، ۵۳۹
۲۴	انا النقطة تحت الباء(بسم اللّٰه)۔	۵۰۸
۲۵	انا وجه اللّٰه الذی ذکره بقوله:فاینما تو لوا فثم وجه اللّٰه(۲:۱۱۵)۔	۵۲۵

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام	
۲۶	رسول اللہؐ افضل الراسخین فی العلم۔	۲۱۷
۲۷	وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون۔(۹:۱۰۵) قال: ایانا عنی بقولہ۔	۲۷۶
۲۸	ماقیل فی اللہ فھوفینا،وماقیل فینا فھوفی البلغاء من شیعتنا۔	۳۸۲، ۳۸۶
	حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام	
۲۹	اللہ نے ایک نام چھپا رکھا ہے یعنی اسمِ اعظم،اور اللہ کے تین سو ساٹھ اسماء ہیں۔	۵۲
۳۰	انہ سئل عن قول رسول اللہؐ:من مات لایعرف امام دھرہ حیامات میتۃ جاھلیۃ . . .قال:من جحد الامام مات میتۃ جاھلیۃ۔	۷۵
۳۱	انہ قال فی قول اللہ عزوجل:یوم ندعوا کل اناس بامامھم(۱۷:۷۱)، فقال:بمن کانوا یأتمون بہ فی الدنیا،یدعی علیؑ بالقرن الذی کان فیہ . . . وعدد الأئمۃ۔	۷۶
۳۲	پیغمبروں کے چار طبقے ہیں،ایک تو وہ جو اپنے نفس کو خبر دیتے ہیں دوسرے کسی کو نہیں،دوسرے وہ جو خواب میں دیکھتے ہیں . . . ۔	۷۹
۳۳	مامن مومن الا ولقلبہ اذنان فی جوفہ: اذن ینفث فیھا الوسواس الخناس، واذن ینفث فیھا الملک،فیوید اللہ المومن بالملک فذالک قولہ: وایدھم بروح منہ۔	۹۶
۳۴	ان اللہ عزوجل اتخذ ابراھیم عبدا قبل أن یتخذہ نبیا، وان اللہ اتخذہ نبیا قبل أن یتخذہ رسولا،وان اللہ اتخذہ رسولا قبل أن	۱۸۸

ISW Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	يتخذه خليلا،وأن الله اتخذه خليلا قبل أن يتخذه اماما۔	
۳۵	عالمین سے صرف انسان ہی مراد ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ ایک مستقل عالم ہے۔	۲۲۴، ۳۲۷
۳۶	الصراط المستقيم امير المومنين (على)عليه السّلام۔	۲۹۰
۳۷	نحن وجه الله۔	۳۳۱
۳۸	وجعلها كلمة باقية فى عقبه (۴۳:۲۸) وقيل:الكلمة الباقية فى عقبه هى الامامة الى يوم الدين۔	۳۴۲
۳۹	لولاان الشياطين يحومون حول قلوب بنى آدم لراؤا ملكوت السمٰوٰت والارض۔	۴۸۴
۴۰	واما نون فهو نهر فى الجنة، قال اللّٰه عزوجل:اجمد فجمد فصار مدادا ثم قال للقلم :اكتب فسطر القلم فى اللوح المحفوظ ماكان وما هو كائن الى يوم القيامة ،فالمداد مداد من نور والقلم قلم من نور واللوح لوح من نور۔	۴۹۷
۴۱	فنون ملک يؤدى الى القلم وهو ملک،والقلم يؤدى الى اللوح وهو ملک ، واللوح يؤدى الى اسرافيل و اسرافيل يؤدى الى ميكائيل و ميكائيل يؤدى الى جبرائيل و جبرائيل يؤدى الى الانبياء والرسل۔	۴۹۷
۴۲	نون جنت میں ایک نہر تھی، برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی، خداتعالٰی نے اسے حکم دیا کہ اے نہر تو مداد (روشنائی) بن جا،...ارشاد کیا کہ اب سے قیامت تک کلام نہ کرنا۔	۴۹۸

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ	
۴۳	میں اب لوہے کی ذوالفقار سے نہیں، بلکہ علم وحکمت کی ذوالفقار سے جنگ کرونگا۔	۶
۴۴	ہر مومن اپنے اصل مقام کی طرف دیکھے۔ (مفہوم)	۴۷
۴۵	اگر آپ آخرت (بہشت) چاہتے ہیں تو اپنی روح کو خدا کے عشق اور محبت میں رکھنا، ہمیشہ خدا کے خیال میں رہنا، خدا کا خیال ایک لمحے کیلئے بھی نہ بھلانا۔	۶۵
۴۶	آپکا مکان کتنا عالیشان ہے، اسکا آپ کو علم نہیں ہے، سلمان فارسی اہلِ بیت آپ جیسا تھا، پیغمبرؐ فرماتے تھے کہ سلمان فارسی اہلِ بیت جیسا اچھا تھا، وہ اپنے اصل مکان پر پہنچا ....۔	۹۰
۴۷	دیکھیں مرتضیٰ علیؑ کے اصحاب سلمان جیسے تھے، وہ سلمان فارسی ایرانی تھا، پھر بھی اس نے عبادت بندگی کی بدولت اہلِ بیت کا درجہ حاصل کیا، آپ بھی ایسی ہی ہمت کریں ....۔	۹۰
۴۸	انسان پر لازم ہے کہ خداوندِ تعالیٰ کا عشق دل میں رکھے، انسان دنیا کے عشق میں کتنا مدہوش رہتا ہے اور کتنی زحمت اور بے قراری محسوس کرتا ہے، اسے ہزار درجے زیادہ خدا کا عشق ....۔	۳۳۷
	حضرت نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام صلوات اللہ علیہ	
۴۹	تم میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب کی حقیقی سمجھ اور گہرا علم ہونا چاہیئے۔	۵۳۰
۵۰	آپ یہ بھول نہ جائیں کہ ہماری شاخِ اسلام دینِ اسلام کی ایک	۵۳۱

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	باطنی شاخ ہے، باطن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس کے (باطنی) معنی ہر ایک کیلئے نہیں، یہ صرف انہی لوگوں کیلئے ہے جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اگر آپ	
	حضرت جلال الدّین رومیؒ	
۵۱	ما آمده نیستیم این سایهٔ ماست۔	۵۴۰
۵۲	تھوَس گٹو جوَ میَن شروَجوَ۔	۹۵، ۲۹۵
۵۳	اوَمَنَسن اَپیَ۔	۳۱۱، ۳۱۲
۵۴	اوَمُش او۔	۳۱۲، ۴۲۹
۵۵	تھلا(ک)تھلا(ک)تھلا(ک)نی، تھلا(ک)تھلا(ک) تھلا(ک) ژُو۔	۵۰۲

اشعار

صفحہ نمبر	شعر	نمبر شمار
۳، ۵۴۸	قفل از دل بردار وقرآن رہبرِ خود کُن تا راہ شِناسی و کُشادہ شودت در	۱
۶۰	قتل کُن فرعونِ نفسِ خویش را درزمان مُوسائے عمرانت کُنم	۲
۴۵۷	مُردہ قبرراکی اُن تِکُ لوٗپسوم عاشقےٗ روح! دوستےٗ جسم لوٗ دُکُوَر ضا گنےٗ زِندَولوٗ ھُرُٹ	۳

فہرستُ الاعلام

نمبرشمار	اسم	صفحہ نمبر
۱	حضرتِ آدمؑ (تخوم بن بجلاحؑ)	۱، ۲۵، ۳۵، ۴۲، ۴۳، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۷، ۶۴، ۱۰۷، ۱۰۹، ۲۲۱، ۲۴۸، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۷۹، ۳۸۰، ۴۲۹، ۴۴۸، ۴۷۲، ۴۹۱، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۲۳، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۶
۲	حضرتِ مولانا آدمؑ	۴۸۱
۳	حضرتِ آسیہؓ	۳۷۲
۴	حضرتِ ابراہیمؑ	۲۶، ۳۲، ۳۵، ۴۰، ۵۱، ۵۴، ۶۸، ۶۹، ۷۷، ۸۲، ۸۴، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۶۷، ۱۸۸، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۲۹، ۲۴۸، ۲۵۵، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۸، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۰۱، ۴۱۰، ۴۲۷، ۴۵۲، ۴۶۵،۴۸۴، ۴۹۲، ۴۹۳، ۵۶۰
۵	حضرتِ ابوطالبؑ	۳۲، ۴۸۱
۶	حضرت ابوبکرؓ	۳۵۸
۷	حضرت ادریسؑ	۴۷۲، ۴۷۳
۸	حضرت اسحٰقؑ	۸۴، ۴۱۰

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۹	حضرتِ اسرافیلؑ	۱۴۷، ۲۶۲، ۳۵۴، ۴۲۳، ۴۶۲، ۴۹۷
۱۰	حضرتِ الیاسؑ	۲۵۶
۱۱	حضرتِ اسماعیلؑ	۲۰۸، ۲۳۰، ۳۷۴، ۳۹۵، ۴۶۵
۱۲	حضرتِ امّہ سلمہؓ	۹۱
۱۳	حضرتِ بلالؓ	۳۵۸
۱۴	حضرتِ جبرائیلؑ	۱۹۶، ۲۶۲، ۲۸۶، ۳۵۴، ۴۹۷
۱۵	حضرتِ جعفرؓ (بن ابی طالبؓ)	۱۵۰
۱۶	حضرتِ امام جعفر صادقؒ	۵۲، ۷۵، ۷۶، ۷۹، ۹۶، ۱۸۸، ۲۲۴، ۲۹۰، ۳۲۷، ۳۳۱، ۳۴۳، ۴۸۴، ۴۹۷، ۴۹۸
۱۷	حضرتِ حسن بصریؒ	۳۲۸
۱۸	حضرتِ حسنؑ	۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۴۲، ۳۵۹
۱۹	حضرتِ حسینؑ	۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۴۲، ۳۵۹
۲۰	حضرتِ حمزہؓ	۱۵۰
۲۱	حضرتِ حواؑ	۱، ۴۴۸، ۵۰۷
۲۲	حضرتِ خدیجہؓ	۳۷۲
۲۳	حضرتِ خزیمہؓ	۴۸۱
۲۴	حضرتِ داؤدؑ	۱۴، ۱۶۰، ۱۶۱، ۲۳۵، ۲۳۶، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۳۲، ۴۵۰
۲۵	حضرت دحیہ کلبیؓ	۱۹۶

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبرشمار	اسم	صفحہ نمبر
۲۶	حضرتِ ذوالقرنین	۵۴۷
۲۷	حضرتِ زکریاؑ	۲۳۸، ۲۳۹، ۲۶۷، ۵۵۲
۲۸	حضرتِ سعد بن وقاصؓ	۳۷۳
۲۹	حضرتِ سلمان فارسیؓ	۲۲، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۴۸۴
۳۰	حضرتِ سلیمانؑ	۴۰، ۱۲۹، ۱۹۵، ۲۷۵، ۲۹۶، ۳۶۷، ۳۷۸، ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۹۰
۳۱	حضرتِ امام سلطان محمد شاہؑ	۶، ۶۵، ۹۰، ۱۸۶، ۳۳۶، ۳۳۸، ۴۶۷، ۵۱۲
۳۲	حضرتِ نور مولانا شاہ کریم حاضر امامؑ	۵۳۰
۳۳	حضرتِ مولانا صالحؑ	۴۸۱
۳۴	حضرتِ پیر صدر الدّینؒ	۹۰
۳۵	حضرتِ طالوتؑ	۲۹۶، ۴۵۰، ۵۳۷
۳۶	حضرتِ عائشہؓ	۳۲۸، ۴۳۲
۳۷	حضرتِ عبداللہ ابن عباسؓ	۱۱۶، ۱۱۹، ۲۷۲، ۳۲۸، ۴۳۲
۳۸	حضرتِ عثمانؓ	۳۵۸
۳۹	حضرتِ علیؑ	۲۲، ۲۸، ۳۳، ۵۷، ۶۶، ۶۷، ۷۰، ۷۲، ۸۷، ۸۸، ۹۱، ۹۲، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۵۰، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۰۲، ۲۵۳، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۷۱، ۲۷۷، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۴، ۳۴۱، ۳۵۳،

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
		۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۸۵، ۳۸۸، ۳۹۱، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۶۱، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۹۲، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۸، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۴۱
۴۰	حضرتِ عزرائیلؑ	۴۲۳، ۴۶۲
۴۱	حضرتِ عمرؓ	۳۵۸
۴۲	حضرتِ عیسیٰؑ	۱۳، ۱۴، ۳۵، ۹۲، ۲۲۸، ۴۲۵، ۴۲۹، ۴۶۲، ۴۹۴، ۵۵۱
۴۳	حضرتِ فاطمہؑ	۸۸، ۹۱، ۹۲، ۳۷۱، ۳۷۲
۴۴	حضرتِ لقمانؑ	۱۶۶، ۴۵۰
۴۵	حضرتِ لوطؑ	۴۵۲
۴۶	حضرتِ محمدؐ	۱، ۱۴، ۲۰، ۳۲، ۳۵، ۴۳، ۵۷، ۸۳، ۸۹، ۲۲۸، ۲۶۵، ۲۷۵، ۲۸۳، ۲۹۱، ۲۹۳، ۴۵۱، ۴۶۰، ۴۷۱، ۴۸۳، ۵۳۷، ۵۵۰
۴۷	حضرتِ امام محمد باقرؑ	۲۱۷، ۲۷۶، ۳۴۵، ۳۸۲، ۳۸۶
۴۸	حضرتِ مریمؑ	۱۰۵، ۱۲۹، ۱۳۰، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۸۷، ۲۸۸، ۳۷۲، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۶۳
۴۹	سیّدنا منصور الیمن	۲۴۷، ۳۸۲، ۳۸۶، ۴۵۰

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اسم	صفحہ نمبر
۵۰	حضرتِ موسیٰؑ	۳۵، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۹۱، ۱۰۸، ۱۲۳، ۱۳۹، ۱۴۸، ۲۴۸، ۲۵۴، ۲۵۵، ۳۱۰، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۸۳، ۵۳۵، ۵۳۶
۵۱	حضرتِ میکائیلؑ	۲۶۲، ۳۵۴، ۴۹۷
۵۲	حضرتِ حکیم پیر ناصر خسروؒ ق س	۴۸، ۵۴۸
۵۳	حضرتِ نوحؑ	۹، ۲۲، ۳۵، ۵۷، ۲۰۰، ۲۴۸، ۲۵۵، ۲۷۴، ۳۸۱، ۴۷۳
۵۴	حضرتِ ہارونؑ	۷۰، ۹۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۳۳۸، ۳۷۶، ۳۹۵، ۴۱۰، ۴۵۸، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸
۵۵	حضرتِ مولانا ھنیدؑ	۴۸۱
۵۶	حضرتِ مولانا ھودؑ	۴۸۱
۵۷	حضرتِ یحییٰؑ	۲۶۷، ۵۵۱، ۵۵۲
۵۸	حضرتِ یعقوبؑ	۸۴، ۲۳۰، ۳۱۶، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۱۰
۵۹	حضرتِ یوسفؑ	۱۱۵، ۱۸۵، ۲۲۸، ۲۳۰، ۴۰۱، ۴۰۲
۶۰	حضرتِ یونسؑ	۱۶۹، ۲۰۵، ۵۱۳

ISW
ES
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for united humanity

اسمائے کتب

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۱	ابوطالبؑ مومنِ قریش	۳۲، ۳۵۶
۲	احادیثِ مثنوی	۲۲۷، ۳۳۶، ۴۳۳، ۴۶۲، ۵۲۰
۳	احیاءُ العلوم	۱۱۴، ۱۱۵، ۲۷۹، ۴۰۳، ۴۵۵
۴	اربع رسائلِ اسماعیلیہ	۵۸
۵	ارجح المطالب	۳۵۴
۶	اسلام میرے مورثوں کا مذہب	۵۱۲
۷	الاتقان فی علوم القرآن	۱۱۶، ۲۱۲، ۲۸۵، ۳۳۳
۸	الشّافی	۹۷، ۳۴۵، ۴۵۱
۹	المجالس المؤیّدیّة	۳۳
۱۰	المستدرک	۵۸، ۷۴، ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۵۰، ۲۵۴، ۲۸۶، ۳۵۴، ۳۵۵، ۴۳۴، ۴۴۳، ۵۲۰
۱۱	المعجم الصّوفی	۱۴۸، ۳۹۹، ۴۳۲
۱۲	المعجم المفرس	۳۳
۱۳	المنجد	۱۴۹، ۱۷۳، ۲۸۶، ۴۴۷
۱۴	المیزان	۹۷، ۱۸۸، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۲، ۳۳۱، ۳۴۲، ۳۹۶، ۴۱۹، ۴۸۵، ۴۹۷

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبرشمار	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۱۵	انجیل	۱۶۸، ۲۲۶
۱۶	انمول موتی	۵۳۱
۱۷	تاویل الزّکوٰۃ	۳۸۲، ۳۸۶
۱۸	تاویلاتِ قرآن	۲۷۲
۱۹	تحلیلِ اشعارِ ناصر خسروؒ	۲۶۰، ۲۷۹
۲۰	ترجمۂ قرآن از مقبول احمد	۱۸۸، ۴۹۸
۲۱	تفسیر مجمع البیان	۳۴۲
۲۲	توراۃ	۱۶۸، ۲۲۶
۲۳	جامع ترمذی	۷۱، ۹۱، ۱۵۰، ۱۹۶، ۲۲۹، ۲۷۳، ۲۹۴، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۹۱، ۴۸۹، ۴۹۲، ۵۴۵
۲۴	چہلِ کلید	۳۸۵
۲۵	حقیقی دیدار	۵۰۲
۲۶	دارمی	۳۹۸
۲۷	درختِ طوبیٰ	۳۱۲
۲۸	دعائم الاسلام	۲۹، ۴۵، ۷۵، ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۵۱، ۱۶۹، ۱۷۱، ۲۱۷، ۲۷۶، ۲۸۵، ۴۳۳، ۴۶۵، ۴۸۵، ۴۸۶
۲۹	رسائلِ اخوان الصّفا	۸، ۴۲، ۱۷۵، ۲۸۸، ۳۵۷
۳۰	روحِ اسلام	۵۴۵
۳۱	روحانی سائنس کے عجائب وغرائب	۲۳۱

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۳۲	زادالمسافرین	۲۹۸، ۴۷۸
۳۳	زبور	۱۶۸، ۲۲۶، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷
۳۴	سراج القلوب	۵۲۰
۳۵	سرائرو اسرار النطقاء	۲۲، ۴۳، ۵۲، ۵۳، ۸۰، ۱۶۸، ۱۹۶، ۲۰۲، ۲۴۷، ۴۵۰، ۵۲۵
۳۶	سفینۃُ البحار	۲۶۰
۳۷	سنن ابن ماجہ	۷۴، ۲۸۷
۳۸	سیرتِ سلمانؓ	۲۶۰
۳۹	شرح الاخبار	۱۱۶، ۱۱۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۲۱۲، ۲۷۱، ۳۵۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۴۵۱، ۴۵۸، ۴۶۱، ۵۰۲
۴۰	صحفِ آدم	۲۲۶
۴۱	صحفِ ابراہیم	۱۶۸، ۲۲۶
۴۲	صحفِ اشعیا و ارمیا	۲۲۶
۴۳	صحفِ شیث	۲۲۶
۴۴	صحیح البخاری	۲۱۲، ۲۱۸، ۲۲۹، ۲۹۱، ۲۹۷، ۳۷۱، ۴۵۲، ۵۲۳
۴۵	صحیح المُسلم	۴۵، ۸۸، ۹۲، ۱۴۰، ۲۹۷، ۳۷۲، ۵۲۳
۴۶	قاموس القرآن	۵۱، ۲۳۵، ۳۲۷، ۳۷۶، ۵۵۵
۴۷	قرۃ العین	۱۴۹
۴۸	کتاب رحمۃ للعلمین	۳۲۸، ۳۷۲

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
۴۹	کتاب فاطمۃ الزّھرا	۳۷۲
۵۰	کنز الولد	۴۸۱
۵۱	کوکبِ دُرّی	۲۸، ۶۶، ۶۷، ۱۱۹، ۱۴۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۳۵۵، ۴۴۰، ۴۴۱، ۵۲۲
۵۲	لبِّ لباب	۳۸۵
۵۳	لعل وگوھر	۴۲، ۴۸۶
۵۴	لغات الحدیث	۴۷، ۵۳، ۷۴، ۷۹، ۹۷، ۱۰۳، ۱۵۹، ۲۱۲، ۲۱۸، ۳۰۳، ۳۱۷، ۳۶۶، ۳۷۷، ۳۸۹، ۳۹۶، ۴۷۷، ۴۸۹، ۵۲۳
۵۵	لغات القرآن	۳۷۷
۵۶	معارف القرآن	۵۴۰
۵۷	منتخباتِ اسماعیلیہ	۲۲۶
۵۸	مسند احمد بن حنبل	۷۴، ۳۲۸، ۴۰۰، ۴۲۲
۵۹	مشکوٰۃ	۱۹۶، ۲۸۷، ۵۴۵
۶۰	میزان الحقائق	۲۳۱، ۲۵۲
۶۱	میزان الحکمت	۳۶۰
۶۲	وجہِ دین	۴۸، ۵۳، ۵۶، ۶۷، ۷۳، ۷۵، ۱۰۴، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۹۲، ۴۳۳، ۵۰۰، ۵۱۲
۶۳	ینابیع المودّۃ	۴۶۸

اصطلاحات

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۱	آدمِ زمانؑ	۲۹۸، ۲۹۹، ۵۰۶
۲	آدمِ دورؑ	۶۴
۳	آلِ ابراہیمؑ	۸۳، ۱۳۵، ۲۹۱، ۲۹۲، ۴۸۳
۴	آلِ محمدؐ	۷۵، ۸۳، ۸۹، ۱۳۵، ۱۶۶، ۲۵۶، ۲۹۱، ۲۹۳، ۴۸۳
۵	ابد/ابدی	۲۹، ۳۰، ۴۷، ۱۶۳، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۵۵، ۲۶۲، ۴۲۹، ۴۳۴، ۴۴۵، ۴۵۹، ۵۳۰
۶	ابداع	۳۱، ۱۰۲
۷	اختیاری قیامت	۵۴۷
۸	اختیاری موت	۵۲۶، ۵۴۷
۹	اڑن طشتری/اڑن طشتریاں	۵، ۳۹۰
۱۰	ازل/ازلی	۳۰، ۴۷، ۱۶۳، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۶۲، ۲۸۳، ۳۷۳، ۴۱۹، ۴۲۹، ۴۳۴، ۴۴۵، ۴۵۹، ۵۳۰
۱۱	اساسؑ/اساسانؑ	۳۳، ۹۵، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۳۰، ۱۴۴، ۱۶۰، ۱۸۲، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۴۷، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۷۱، ۳۲۲، ۳۳۸، ۳۶۱، ۳۶۶، ۳۹۲، ۴۱۹، ۴۶۵، ۴۷۰، ۵۰۶، ۵۳۵، ۵۵۳
۱۲	اسلامِ مجسّم	۱۵۶، ۳۶۶
۱۳	اسمِ اعظم/اسمِ بزرگ	۱، ۲، ۳۶، ۳۸، ۵۳، ۵۴، ۸۹، ۹۳، ۱۰۴، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۵۶، ۲۱۱، ۲۳۸، ۲۵۴، ۳۰۴،

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۵، ۳۷۶، ۳۹۴، ۳۹۹، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۶۴، ۴۷۷، ۵۰۲، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۲
۱۴	اسماءُالحسنیٰ	۹، ۵۴، ۹۳، ۱۲۵، ۱۵۰، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۶۷، ۲۹۹، ۳۰۵، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۹۳، ۴۲۵، ۵۳۷
۱۵	امامؑ/ائمہؑ/امامانؑ	۴، ۶، ۷، ۱۳، ۱۵، ۲۱، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۳، ۳۶، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۵۴، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۵، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۳، ۹۵، ۱۰۹، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۷، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۹۵، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۸، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۷، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۵، ۳۰۴، ۳۱۱، ۳۱۵، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۵۰، ۳۵۸، ۳۶۶، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۸۱، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۶، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۵۷، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۷، ۴۸۱، ۴۹۱، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۱۱، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۲۷، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۵، ۵۳۸، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۶
۱۶	امامِ آلِ محمدؐ/ائمہؑ آلِ محمدؐ	۱۵، ۲۶، ۵۷، ۸۳، ۸۵، ۸۹، ۹۲، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۳۱، ۵۰۱، ۵۵۵
۱۷	امام المتّقین	۲۰۹
۱۸	امام النّاسؑ	۶۰۹، ۲۶۲
۱۹	امامِ زمانؑ	۲۰، ۳۰، ۳۳، ۵۳، ۵۴، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۸۳، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۱۰۳، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۹۴، ۲۲۴، ۲۵۱، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۳، ۳۵۰، ۳۸۲، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۲، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۶۹، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۱۹، ۵۲۵، ۵۵۲

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۲۰	امامِ مبینؑ	۲۸، ۲۹، ۳۰، ۴۰، ۵۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۳، ۱۸۲، ۱۸۵، ۲۴۶، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۳۵۱، ۳۸۱، ۳۸۲، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۵۰۱، ۵۶۱
۲۱	امامِ مستودعؑ	۱۸۵
۲۲	امامِ مستقرؑ	۱۸۵، ۲۰۸،
۲۳	امامِ مقیمؑ/ ائمۂ مقیمینؑ	۴۸۰، ۴۸۱
۲۴	انائے سفلی	۵، ۹، ۱۹۹، ۳۰۳، ۳۲۲، ۵۰۵، ۵۲۹،
۲۵	انائے علوی	۵، ۹، ۱۲۷، ۱۹۹، ۲۵۲، ۳۰۳، ۳۲۲، ۴۵۹، ۵۰۵، ۵۲۹
۲۶	انبعاث	۵۱۸
۲۷	انسانِ کامل/ انسانانِ کامل	۷، ۴۲، ۴۸، ۶۳، ۶۴، ۱۱۶، ۱۲۹، ۱۸۷، ۱۹۴، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۲۲، ۲۶۶، ۲۷۸، ۳۸۹، ۴۱۷، ۴۳۰، ۴۶۲، ۵۰۱، ۵۰۴، ۵۴۱
۲۸	انفرادی قیامت	۴۹، ۸۶، ۱۶۴، ۱۸۸، ۱۹۵، ۲۴۰، ۳۹۱، ۴۰۳، ۴۳۰، ۴۶۷، ۵۰۱، ۵۱۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۶۲
۲۹	اولی الامر/ اولوا الامر	۸۳، ۸۴، ۵۵۵
۳۰	باب	۹۵، ۱۳۰، ۳۹۲،
۳۱	بقاباللہ	۵۱، ۵۲، ۶۴، ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۵۶، ۴۶۲، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۸۹، ۵۵۹
۳۲	بیتُ الخیال	۸۹، ۹۱
۳۳	تجدّدِ ازل	۱۹۸
۳۴	تجدّدِ امثال	۶۳، ۷۰، ۷۹، ۴۹۱، ۵۵۸
۳۵	تسخیرِ کائنات	۵
۳۶	جثۂ ابداعیہ/ جثۂ ابداعی	۴۶، ۱۳۰، ۲۵۱، ۲۶۸، ۲۹۶، ۳۹۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۵۷،

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۳۷	جدّ	۱۴۷، ۳۲۲
۳۸	جسمِ لطیف/اجسامِ لطیف	۵، ۴۰، ۴۶، ۵۰، ۷۷، ۷۸، ۱۳۰، ۱۵۰، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۸۷،۲۶۸، ۳۱۱، ۳۲۱، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۵۷، ۵۲۹
۳۹	حاملانِ عرش	۳۴
۴۰	حجّت/حجّتان	۳۳، ۱۰۳، ۱۳۰، ۲۷۸، ۲۸۸، ۳۲۲، ۳۳۸، ۳۹۲، ۴۰۲، ۴۲۶، ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۷۰، ۵۰۶، ۵۴۹، ۵۵۳
۴۱	حجّتِ اعظم	۵۰۷
۴۲	حجّتِ قائمؑ	۳۷۳
۴۳	حظیرۂ قدس/حظیرۃ القدس	۲۹، ۳۰، ۱۳۴، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۴، ۲۲۳، ۲۳۹، ۲۴۹، ۲۸۳، ۲۹۷، ۴۱۰، ۵۱۱
۴۴	حق الیقین	۶۲، ۱۰۵، ۱۵۱، ۲۵۰، ۴۱۱، ۴۴۵، ۴۶۱، ۴۹۲، ۵۲۲، ۵۴۱، ۵۴۶، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱
۴۵	حکمتِ بالغہ	۱۵۷، ۱۸۳، ۴۱۰، ۴۳۰
۴۶	خلیفۃ اللہ	۱۰۷، ۲۶۴، ۴۷۲، ۵۰۶، ۵۳۹، ۵۴۶
۴۷	خلیفۂ قائم	۳۳
۴۸	خیال	۳۲۲، ۴۰۰،
۴۹	داعی	۱۳۰، ۳۲۲، ۳۹۲، ۴۷۰
۵۰	دورِ صغیر	۳۳
۵۱	دورِ قیامت	۲، ۶، ۳۳، ۲۱۱، ۲۴۲،
۵۲	دورِ کبیر	۳۳
۵۳	دہنِ مبارک	۴۹۸
۵۴	دینِ مجسّم	۳۶۶
۵۵	ذاتی قیامت	۴۰، ۸۷، ۱۱۵، ۱۴۳، ۱۶۲، ۱۶۴، ۲۴۰، ۲۴۱،

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۳۵۸، ۴۰۳، ۴۰۸، ۴۵۵، ۴۶۲، ۵۰۷، ۵۱۹، ۵۴۷، ۵۵۱
۵۶	رجوع الی اللہ	۱۳۲، ۱۳۳، ۱۸۴، ۲۱۷، ۴۷۰، ۵۵۰
۵۷	روح الارواح	۴۱۸
۵۸	روح القدس/ روحِ قدسی	۳۵، ۴۰، ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۷۷، ۵۰۴
۵۹	روحانی سائنس	۴، ۵، ۶، ۱۸، ۲۶، ۸۲، ۱۲۴، ۱۶۷، ۱۸۱، ۱۸۵، ۲۵۵، ۲۷۳، ۲۹۵، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۷، ۴۴۶، ۴۷۲، ۴۸۵، ۵۱۱، ۵۲۷
۶۰	روحانی سلطنت	۲۶، ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۲۹، ۳۶۸، ۴۸۵، ۵۳۸، ۵۴۷
۶۱	روحانی قیامت	۲۲، ۱۶۲، ۴۵۵، ۴۹۱، ۵۰۷،
۶۲	سرابیل/ کُرتے/ کُرتہ	۷، ۲۵۱، ۳۹۰، ۴۰۱، ۴۰۲،
۶۳	سلیمانِ زمانؑ	۲۹۶
۶۴	صاحبِ امرؑ/ ولیِّ امرؑ	۲۵۸، ۴۸۲، ۴۸۷، ۵۳۰، ۵۳۱
۶۵	صاحبِ جثۂ ابداعیہ	۲۹۶
۶۶	صاحبِ عرش	۲۴۵، ۳۳۰، ۴۲۳،
۶۷	صورِ اسرافیل	۲۷۳
۶۸	صورتِ رحمان/ رحمانی صورت	۵۲، ۵۸، ۲۷۱، ۲۸۳، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۷۹، ۵۲۳
۶۹	عارفانہ قیامت	۵۲۶
۷۰	عارفانہ موت	۴۰۳
۷۱	عالمِ اصغر/ عالمِ صغیر	۷۲، ۱۳۹، ۲۵۵، ۲۵۶، ۴۱۷، ۴۳۰، ۴۸۵، ۵۰۸
۷۲	عالمِ اکبر/ عالمِ کبیر	۷۲، ۷۳، ۱۳۹، ۳۴۹، ۴۱۶، ۴۲۰، ۴۳۰،
۷۳	عالمِ امر/ عالمِ امری	۷، ۸، ۷۸، ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۷۵، ۱۸۶، ۴۲۹، ۴۳۰، ۵۰۲
۷۴	عالمِ انسانیت/ عالمِ انسان	۸۱، ۲۹۹، ۵۱۸، ۵۶۰

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۷۵	عالمِ خلق/ عالمِ خلقی	۷، ۸، ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۸۶، ۴۳۰، ۵۰۲
۷۶	عالمِ ذرّ	۶۳، ۷۷، ۱۶۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۸۴، ۳۸۱، ۴۹۱، ۵۴۵
۷۷	عالمِ سفلی	۱۵۵، ۱۸۶، ۳۲۲، ۴۱۶، ۵۰۶
۷۸	عالمِ شخصی/عوالمِ شخصی	۱، ۲، ۳، ۵، ۹، ۲۲، ۲۶، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۵، ۴۰، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۹، ۵۶، ۵۷، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۷، ۷۳، ۸۲، ۹۱، ۹۴، ۹۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۵۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۸۲، ۱۸۵، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۱، ۲۷۴، ۲۷۸، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۳، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۷، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۴۴، ۳۴۹، ۳۷۸، ۳۸۱، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۵، ۳۹۷، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۹، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۵۲، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۸، ۴۷۲، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۱
۷۹	عالمِ علوی/ عالمِ بالا	۹، ۲۲، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۶۳، ۷۶، ۱۳۹، ۱۵۵، ۱۸۵، ۱۸۶، ۲۲۰، ۲۵۸، ۲۶۴، ۲۸۳، ۳۲۲، ۳۳۶، ۴۰۰، ۴۱۶، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۴۲، ۴۶۲، ۴۷۶، ۴۷۹، ۵۰۶
۸۰	عالمِ نفسی/ عالمِ نفس	۲۶، ۲۷
۸۱	عالمِ وحدت	۶۳، ۸۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۷، ۲۷۱، ۲۸۳، ۳۸۸، ۴۱۹، ۴۴۴، ۴۷۴، ۴۸۷، ۵۱۸
۸۲	عرش/عرشِ اعلیٰ	۹، ۳۴، ۴۵، ۴۶، ۷۳، ۱۴۳، ۲۲۷، ۲۶۱، ۳۲۹،

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۳۳۰، ۳۵۱، ۳۸۸، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۵۱۱
۸۳	عقلِ کُلّ	۴۹، ۱۰۷، ۱۴۴، ۱۸۲، ۲۰۵، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۱، ۳۱۰، ۳۱۴، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۶۱، ۴۰۰، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۰، ۴۷۰، ۵۵۳
۸۰	علم الیقین	۲، ۷، ۹۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۲۹۳، ۳۱۰، ۴۱۱، ۴۶۱، ۴۹۱، ۵۴۱، ۵۴۶، ۵۶۱
۸۵	علمِ لدنی	۱۱۳، ۱۱۶، ۲۲۵، ۴۶۱،
۸۶	علمی بہشت	۵۸
۸۷	علیؑ زمانؑ	۱۵، ۱۷، ۷۵، ۹۱، ۱۹۶، ۲۱۳، ۳۵۵، ۳۵۹، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۶۲،
۸۸	عیال اللہ	۳۵۹، ۳۶۰
۸۹	عین الیقین	۱۰۵، ۲۹۴، ۴۱۱، ۴۶۱، ۵۴۱، ۵۴۶، ۵۶۱
۹۰	فتح	۳۲۲، ۴۰۰،
۹۱	فنا فی اللہ	۵۱، ۵۲، ۶۴، ۷۲، ۸۰، ۱۲۴، ۱۳۲، ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۸۹، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۱۷، ۲۲۷، ۲۵۶، ۴۶۲، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۵۹، ۵۶۰
۹۲	فنا فی الامامؑ	۴۵، ۷۲، ۱۲۵، ۱۵۷، ۲۵۲، ۲۹۶، ۴۰۸، ۵۲۲، ۵۲۴
۹۳	فنا فی الرسولؐ	۷۲، ۱۲۵، ۱۵۷، ۲۵۲، ۳۵۹، ۴۷۰، ۵۲۲، ۵۲۴
۹۴	قائمِ آلِ محمدؐ	۳۶۶
۹۵	قائم/حضرت قائم/قائم القیامت	۱۷، ۳۳، ۳۵، ۵۹، ۸۰، ۹۵، ۱۰۳، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۷۸، ۳۰۹، ۳۶۶، ۳۹۲، ۳۹۹، ۴۶۸، ۵۶۳
۹۶	قرآنِ ناطق/کتابِ ناطق	۲۹، ۳۹، ۷۰، ۱۵۶، ۱۹۴، ۲۷۷، ۲۷۸، ۳۵۵، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۴۰، ۴۵۶، ۵۰۲، ۵۴۱، ۴۴۱، ۴۵۶، ۵۰۲،
۹۷	قلم/قلمِ اعلیٰ/قلمِ الٰہی	۷۳، ۱۸۳، ۲۷۱، ۳۴۳، ۳۵۱، ۳۵۴، ۳۸۵، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۷۰، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۱۰

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
۹۸	قوتِ اسرافیلیہ	۴۰، ۴۸۴
۹۹	قوتِ جبریلیہ	۴۸۴
۱۰۰	قوتِ عزرائیلیہ	۴۸۴
۱۰۱	قوتِ میکائیلیہ	۴۸۴
۱۰۲	قیامتِ صغریٰ	۱۷۲، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۶۵، ۴۰۳،
۱۰۳	قیامۃ القیامات	۶۹، ۹۲، ۲۳۸، ۲۸۶، ۳۴۲، ۳۴۳، ۵۱۷، ۵۳۵، ۵۵۱
۱۰۴	قیامتِ کبریٰ	۱۱۸، ۴۰۳
۱۰۵	کائناتی سلطنت	۹۴
۱۰۶	کتابِ مبین	۴۱۴، ۴۱۵
۱۰۷	کتابِ مکنون	۱۷۴، ۲۲۵، ۲۸۳، ۳۵۴، ۳۶۷، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۸۱، ۵۴۸
۱۰۸	کُرسی	۳۴، ۷۳، ۳۵۱، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۵۱۱
۱۰۹	کلمۂ تامّہ / کلماتِ تامّات	۲۰، ۶۸، ۸۶، ۲۲۵، ۲۸۷، ۳۴۹، ۴۲۳، ۵۲۶
۱۱۰	کلمۂ باری	۶۰، ۲۷۱، ۳۱۲، ۳۷۸
۱۱۱	کلمۂ کُن / امرِ کُن	۷، ۳۱، ۷۸، ۱۷۵، ۱۸۹، ۳۲۱، ۳۵۴، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۸، ۴۲۹، ۵۲۶،
۱۱۲	کنزِ مخفی / گنجِ مخفی	۳۵، ۱۴۳، ۱۵۸، ۴۳۴، ۴۷۱
۱۱۳	کوکبی بدن	۵، ۶، ۴۶، ۱۷۳، ۳۹۰، ۴۵۷،
۱۱۴	گریہ وزاری	۳، ۱۷، ۲۰، ۲۱، ۵۵، ۱۰۶، ۳۵۲، ۴۰۲، ۴۲۳
۱۱۵	گنجِ ازل / کنزِ ازل	۱۸، ۵۲، ۱۲۹، ۳۶۷، ۴۴۴،
۱۱۶	گوہرِ عقل	۳۴۶، ۳۶۶، ۳۷۸، ۴۰۰، ۴۰۹، ۵۲۶، ۵۴۸
۱۱۷	لوح / لوحِ محفوظ	۶۶، ۶۸، ۷۳، ۲۷۱، ۳۵۱، ۳۵۴، ۴۱۵، ۴۱۶

نمبر شمار	اصطلاح	صفحہ نمبر
		۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۹۷، ۴۹۸
۱۱۸	مبدِع	۱۰۲، ۱۴۰
۱۱۹	مبدَع	۱۳۰، ۱۴۰
۱۲۰	منزلِ عزرائیلی	۷
۱۲۱	ناطق/ ناطقان	۳۳، ۴۳، ۹۵، ۱۰۳، ۱۴۴، ۱۸۲، ۲۲۲، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۳، ۲۵۶، ۲۷۱، ۲۸۸، ۳۰۹، ۳۲۲، ۳۶۱، ۴۱۹، ۴۷۰، ۴۸۰، ۵۵۳
۱۲۲	نفسِ امّارہ	۵۵، ۴۹۳
۱۲۳	نفسِ کُلّ /نفسِ کُلّی	۴۹، ۱۰۷، ۱۴۴، ۱۸۲، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۱، ۳۱۱، ۳۱۴، ۳۲۲، ۳۵۴، ۳۶۱، ۳۸۵، ۴۰۰، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۵۲، ۴۷۲، ۵۵۳
۱۲۴	نفسِ مطمئنّہ	۵۰، ۱۲۵، ۴۲۴،
۱۲۵	نفسِ واحدہ	۹، ۳۲، ۷۷، ۱۷۱، ۱۹۴، ۱۹۹، ۳۸۰، ۴۴۹، ۴۷۴، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۱۲، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹
۱۲۶	نفسانی موت/موتِ نفسانی	۵۹، ۱۴۳، ۱۹۵، ۳۳۶، ۳۵۸، ۳۸۲، ۴۰۸، ۵۰۴
۱۲۷	نورٌ علیٰ نور	۴۱۹، ۵۱۱
۱۲۸	نورِ ازل	۹۴، ۴۷۰
۱۲۹	نورِ عرش	۱۴۳، ۲۴۸،
۱۳۰	نورِ عقل	۴۶، ۱۴۳، ۲۴۸، ۲۶۱، ۲۸۳، ۳۳۴، ۳۴۴، ۳۹۳، ۴۱۱، ۴۵۱، ۴۸۱،
۱۳۱	نورِ علی	۴۱۵
۱۳۲	نورِ مجسّم	۴۱۳
۱۳۳	نورِ محمدی	۳۴۳، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۶۰، ۴۷۶، ۵۱۰
۱۳۴	نورِ منزّل	۲۷، ۱۰۸، ۲۸۵، ۳۹۰، ۵۶۰

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

۱۳۵	نورِ ہدایت	۹۵، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۷۸، ۲۸۵، ۲۸۹، ۳۴۲، ۴۲۵، ۴۵۵، ۵۱۱
۱۳۶	واصل باللہ	۴۸۷
۱۳۷	وجہُ اللہ/چہرۂ خدا	۳۳۱، ۵۰۲، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۳۹، ۵۴۰
۱۳۸	یاجوج وماجوج	۸۴، ۱۹۵، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸
۱۳۹	یک حقیقت/مونوریالٹی	۳، ۷، ۱۸، ۵۱، ۱۰۸، ۱۸۷، ۱۹۹، ۲۲۷، ۲۷۱، ۲۹۸، ۳۴۴، ۴۴۵، ۴۷۸، ۵۲۸، ۵۲۹

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرستِ تصانیف وتراجم

پروفیسر ڈاکٹر علّامہ نصیر الدّین نصیؔر ہونزائی (ایس۔آئی)

نمبر شمار	کتاب
	اردو تصانیف
۱	آٹھ سوال کے جواب
۲	اسمٰعیلی اصطلاحات
۳	المجالس المغربیہ ☆
۴	امام شناسی (حصۂ اوّل)
۵	امام شناسی (حصۂ دوم)
۶	امام شناسی (حصۂ سوم)
۷	ایثار نامہ
۸	تجرباتِ روحانی
۹	تجلّیاتِ حکمت
۱۰	تحفۂ لازوال برائے لٹل اینجلز اور ہائی ایچوکیٹرز ☆
۱۱	ثبوتِ امامت
۱۲	جماعت خانہ (حصۂ اوّل)
۱۳	جماعت خانہ (حصۂ دوم)
۱۴	جنگ خصوصی انٹرویو
۱۵	جواہرِ حقائق
۱۶	چالیس سوال
۱۷	چراغِ روشن اور حکیم پیر ناصر خسرو ق س
	ایک علمی کائنات
۱۸	چہلِ حکمتِ جہاد
۱۹	چہلِ حکمتِ شکرگزاری
۲۰	چہلِ کلید
۲۱	حروفِ مقطّعات ☆
۲۲	حظیرۃُ القدس عالمِ شخصی کی بہشت
۲۳	حقائقِ عالیہ
۲۴	حقیقی دیدار
۲۵	حقیقی عشق ☆
۲۶	حکمتِ تسمیہ اور اسمائے اہلِ بیت
۲۷	حکیم پیر ناصر خسرو ق س اور روحانیت
۲۸	درختِ طوبیٰ ☆

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب
۲۹	دُعا مغزِ عبادت
۳۰	دیوانِ نصیری (اردو)
۳۱	ذکرِ الٰہی
۳۲	رموزِ روحانی
۳۳	روح کیا ہے؟
۳۴	روحانی سائنس کے عجائب وغرائب
۳۵	روحانی سائنس اور مادّی سائنس کا سنگم ☆
۳۶	زبورِ عاشقین
۳۷	زبورِ قیامت ☆
۳۸	ساٹھ سوال
۳۹	سپاسنامہ
۴۰	سراج القلوب
۴۱	سلسلۂ نورِ امامت
۴۲	سلسلۂ نورٌ علیٰ نور
۴۳	سوسوال (حصّۂ اوّل)
۴۴	سوسوال (حصّۂ دوم)
۴۵	سوسوال (حصّۂ سوم)
۴۶	سوسوال (حصّۂ چہارم)
۴۷	سوغاتِ دانش

نمبر شمار	کتاب
۴۸	شہدِ بہشت
۴۹	صنادیقِ جواہر (حصّۂ اوّل)
۵۰	صنادیقِ جواہر (حصّۂ دوم)
۵۱	صنادیقِ جواہر (حصّۂ سوم)
۵۲	عشقِ سماوی
۵۳	عطرِ افشان
۵۴	علم کی سیڑھی
۵۵	علم کے موتی
۵۶	علمی بہار (درسِ مکرّر)
۵۷	علمی خزانہ (حصّۂ اوّل)
۵۸	علمی خزانہ (حصّۂ دوم)
۵۹	علمی خزانہ (حصّۂ سوم)
۶۰	علمی خزانہ (حصّۂ چہارم)
۶۱	علمی خزانہ (حصّۂ پنجم)
۶۲	عملی تصوّف اور روحانی سائنس
۶۳	قانونِ کُلّ
۶۴	قائم شناسی (حصّۂ اوّل) ☆
۶۵	قائم شناسی (حصّۂ دوم) ☆
۶۶	قائم شناسی (حصّۂ سوم) ☆

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب
٦٧	قرآن اور روحانیت
٦٨	قرآن اور نورِ امامت
٦٩	قرآنِ پاک اسمِ اعظم میں
٧٠	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصۂ اوّل)
٧١	قرآنِ حکیم اور عالمِ انسانیت (حصۂ دوم)
٧٢	قرآنی سائنس (حصۂ اوّل)
٧٣	قرآنی سائنس (حصۂ دوم)
٧٤	قرآنی سائنس (حصۂ سوم)
٧٥	قرآنی سائنس (حصۂ چہارم) ☆
٧٦	قرآنی علم و حکمت کے جواہر ☆
٧٧	قرآنی مینار
٧٨	قرۃُ العین
٧٩	قوانینِ قرآن
٨٠	کارنامۂ زرّین (حصۂ اوّل)
٨١	کارنامۂ زرّین (حصۂ دوم)
٨٢	کارنامۂ زرّین (حصۂ سوم)
٨٣	کارنامۂ زرّین (حصۂ چہارم) ☆
٨٤	کتابُ العلاج (قرآنی علاج)
٨٥	کتابُ العلاج (علمی علاج)
٨٦	کتابُ العلاج (روحانی علاج)
٨٧	کُنوزُ الاَسرار
٨٨	کوزۂ کوثر
٨٩	گلہائے بہشت
٩٠	گنجِ گرانمایہ
٩١	لُبِّ لُباب
٩٢	لعل و گوہر
٩٣	مطالعۂ روحانیت و خواب
٩٤	معراجِ روح
٩٥	معرفت کے موتی (حصۂ اوّل)
٩٦	معرفت کے موتی (حصۂ دوم)
٩٧	مفتاح الحکمت
٩٨	مفید انٹرویو
٩٩	مناجاتِ علمی
١٠٠	منصوبۂ کارنامہ
١٠١	میزان الحقائق
١٠٢	میوۂ بہشت
١٠٣	نقوشِ حکمت
١٠٤	ولایت نامہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	کتاب
۱۰۵	ہزار حکمت (تاویلی انسائیکلوپیڈیا)
۱۰۶	ہشت بہشت ☆
۱۰۷	ہفت دریائے نورانیت ☆
۱۰۸	یا علیؑ مدد
	بُروشسکی تصانیف
۱۰۹	اَسقُرکے بسی
۱۱۰	اِناہی بُروشسکی
۱۱۱	بُروشسکی اُردو ڈکشنری ☆
۱۱۲	بُروشسکی بُرجونِک
۱۱۳	بُروشسکی جواہر پارے
۱۱۴	بُروشو بِرکِس
۱۱۵	بِہشتے اَسقُرک
۱۱۶	دیکُرَن
۱۱۷	دیوانِ نصیری
۱۱۸	سوینے برِک
۱۱۹	شِموال بوق
۱۲۰	منظوماتِ نصیری
۱۲۱	نغمۂ اسرافیلی
	فارسی تصانیف
۱۲۲	آئینۂ جمال
۱۲۳	جواہرِ معارف
	تراجم
۱۲۴	پیر پندیاتِ جوانمردی
۱۲۵	تجہیز و تکفین
۱۲۶	شرافت نامہ
۱۲۷	فصولِ پاک
۱۲۸	کتاب الولایہ
۱۲۹	گلدستہ ای از گلزارِ مولویٔ معنوی
۱۳۰	گلشنِ خودی
۱۳۱	مطلوب المومنین
۱۳۲	نورِ ایقان
۱۳۳	نورِ عرفان
۱۳۴	وجہِ دین (حصۂ اوّل)
۱۳۵	وجہِ دین (حصۂ دوم)
۱۳۶	وجہِ دین منتخب

☆ غیر مطبوعہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

www.monoreality.org

ISBN 190344042-4

9 781903 440421